دارالسلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
الریاض ہیوسٹن لاہور

ہیڈ آفس: پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 009661 فیکس: 4021659
ای میل: Darussalam @ Naseej. Com.Sa

پاکستان: ① 50 لوئر مال نزد ایم۔ اے۔ او کالج لاہور فون: 7232400 - 7240024 092 42 فیکس: 7354072
ای میل: Daruslm @ Brain.Net.PK.
② رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054 092 42

امریکہ: پوسٹ بکس: 79194، ہیوسٹن، ٹیکساس: 77279، (یو ایس اے) فون: 9359206 713 001 فیکس: 7220431
ای میل: Darsalam @ Dar - us - Salam. Com.

www.KitaboSunnat.com

التجرید الصریح لأحادیث الجامع الصحیح

امام ابو العباس زین الدین احمد بن عبد اللطیف الزبیدی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبد الستار حماد حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظر ثانی

شیخ الحدیث حافظ عبد العزیز علوی حفظہ اللہ

دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

الریاض ہیوسٹن لاہور

فہرت کتب صحیح البخاری (باعتبار حروف تہجی)

المكتبة
۹۹--ج ماڈل ٹاؤن
نمبر 17733

فہرست مضامین

جہاد اور جنگی حالات کے بیان میں

آغاز تخلیق کا بیان

پیغمبروں کے حالات کے بیان میں

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب

غزوات کے بیان میں

تفسیر قرآن کے بیان میں

فضائل قرآن کے بیان میں

نکاح کے بیان

طلاق کے بیان میں

اخراجات کے بیان میں

کھانے کے احکام ومسائل

عقیقہ کے بیان میں

ذبیحہ اور شکار کے بیان میں

قربانی کے بیان میں

مشروبات کا بیان

مریضوں کے بیان میں

علاج کے بیان میں

لباس کے بیان میں

آداب کے بیان میں

اجازت لینے کا بیان

دعاؤں کے بیان میں

نرم دلی کا بیان

تقدیر کے بیان میں

قسم اور نذر بیان میں

کفارۂ قسم کے بیان میں

مسائل وراثت کے بیان میں

حدود کے بیان میں

مسلمانوں سے لڑنے والے کافروں اور مرتدوں کے بیان میں

دیتوں کے بیان میں

مرتد اور باغیوں سے توبہ کرانے اور ان سے لڑائی کے بیان میں

خوابوں کی تعبیر کے بیان میں نیک لوگوں کے خواب

فتنوں کے بیان میں

احکام کے بیان میں۔

آرزوؤں کے بیان میں

کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامنا

توحید (کے اتباع) اور جہمیہ وغیرہ گمراہ فرقوں کی تردید کے بیان میں

التجرید الصریح لأحادیث الجامع الصحیح

مختصر صحیح بخاری (اردو)

امام ابو العباس زین الدین احمد بن عبد اللطیف الزبیدی رحمہ اللہ

جلد دوم

ترجمہ و فوائد

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبد الستار حماد حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظر ثانی

شیخ الحدیث حافظ عبد العزیز علوی حفظہ اللہ

دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

الریاض ہیوسٹن لاہور

کتاب الجهاد
جہاد اور جنگی حالات کے بیان میں

١ - باب: فَضْلُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ

١٢٠٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ، قَالَ: (لاَ أَجِدُهُ)، قَالَ: (هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ، فَتَقُومَ وَلاَ تَفْتُرَ، وَتَصُومَ وَلاَ تُفْطِرَ؟). قَالَ: وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ. [رواه البخاري: ٢٧٨٥]

باب ۱: جہاد کی فضیلت

۱۲۰۴۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتائیں جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔ آپ نے فرمایا میں تو کوئی ایسا کام نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تو ایسا کر سکتا ہے کہ جب مجاہد جہاد کو نکلے تو تو اپنی مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے اور سستی نہ کرے اور برابر روزے رکھتا جائے افطار نہ کرے اس نے عرض کیا بھلا ایسا کون کر سکتا ہے؟

فوائد: اس روایت کے آخر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی ہے کہ مجاھد کا گھوڑا رسی میں بندھا ہوا جب چلتا ہے تو مجاھد کے لئے (اس کے ہر قدم پر) نیکیاں لکھی جاتی ہیں اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد تمام اعمال خیر سے افضل ہے لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی جہاد سے بھی افضل ہے یہ اس لئے کہ جہاد کی غرض وغایت ذکر الٰہی کو غالب کرنا ہے۔ (عون الباری:۳/۴۳۵)

٢ - باب: أَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ

باب ۲: سب لوگوں میں افضل وہ مومن ہے جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے

١٢٠٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ). قَالُوا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ، يَتَّقِي ٱللهَ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ). [رواه البخاري: ٢٧٨٦]

۱۲۰۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! کون شخص سب لوگوں میں افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ مومن جو اپنی جان اور مال سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا وہ مومن جو کسی پہاڑ کے دامن میں رہتا ہو اللہ کی عبادت کرتا ہو اور لوگوں کو اپنی برائی سے محفوظ رکھتا ہو۔

فوائد : دور حاضر میں منکرین حدیث اور مخالفین دین کے اعتراضات کو جواب دیتے ہوئے دین اسلام کا دفاع کرنا اور صحیح قابل اعتماد لٹریچر کی اشاعت و ترویج بھی جہاد ہے کیونکہ ایسا کرنے سے نظریاتی حدود کی حفاظت ہوتی ہے۔

١٢٠٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، وَٱللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ، كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ، وَتَوَكَّلَ ٱللهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ بِأَنْ يَتَوَفَّاهُ: أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يُرْجِعَهُ سَالِمًا مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ). [رواه البخاري: ٢٧٨٧]

۱۲۰۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہو اور رات کو تہجد پڑھتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے یہ ذمہ لیا ہے کہ اس کو جب موت دے گا تو اسے جنت میں داخل کرے گا ورنہ سلامتی کے ساتھ ثواب اور مال غنیمت دے کر اس کو گھر لوٹائے گا۔

فوائد : اصل قدرو قیمت تو اخلاص اور صدق نیت کی ہے کیونکہ اس کے بغیر جہاد بے سود بلکہ

شہادت باعث ہلاکت ہوگی اگر اخلاص ہے تو جان نکلتے ہی بلا حساب وعذاب جنت میں پہنچ جائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ شہید کی روح سبز رنگ کے پرندے میں ڈال کر اسے جنت میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

٣ - باب: دَرَجَاتُ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ

باب ٣: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے مراتب

١٢٠٧ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ، وَأَقامَ الصَّلاَةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، جاهَدَ في سَبِيلِ اللهِ، أَوْ جَلَسَ في أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا). فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَلاَ نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قالَ: (إِنَّ في الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِينَ في سَبِيلِ اللهِ، ما بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كما بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَأَسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ، وَأَعْلَى الْجَنَّةِ - أُرَاهُ قَالَ: - وفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ). [رواه البخاري: ٢٧٩٠]

١٢٠٧۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، نماز ادا کرے اور روزے رکھے تو اللہ کے ذمہ یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ خواہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا جہاں پیدا ہوا ہو وہاں ہی بیٹھا رہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو پھر ہم لوگوں کو خوشخبری نہ سنائیں؟ آپ نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیے ہیں اور ہردو درجوں کی درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر آسمان اور زمین کے درمیان ہے لٰہذا تم جب اللہ سے دعا مانگو تو اس سے فردوس طلب کرو کیونکہ وہ جنت کا افضل اور بہترین حصہ ہے۔ راوی کا خیال ہے کہ آپ نے اس کے بعد فرمایا اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو جہاد نصیب نہیں لیکن دوسرے فرائض بجالانے میں کوتاہی نہیں کرتا اور اسی حالت میں موت آجاتی ہے تو وہ اللہ کے ہاں نعمتوں بھری جنت کا حقدار ہے بلکہ جنت فردوس مانگنے کی تلقین سے تو یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ خلوص نیت اور دیگر اعمال صالحہ کیوجہ سے غیر مجاہد بھی مجاہد کے درجے کو حاصل کر سکتا ہے۔ ((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ الْفِرْدَوْس)) (عون الباری: ٣/٣٣٣)

٤ - باب: الْغَدْوَةُ وَالرَّوْحَةُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَقَابُ قَوسِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ

باب ۴: اللہ کی راہ میں صبح و شام چلنے اور جنت میں ایک کمان برابر جگہ کی فضیلت

١٢٠٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ ٱللهِ أَوْ رَوْحَةٌ، خَيْرٌ مِنَ ٱلدُّنْيَا وَما فِيهَا). [رواه البخاري: ٢٧٩٢]

۱۲۰۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں صبح و شام چلنا تمام دنیا اور اس کے جملہ سازوسامان سے بہتر ہے۔

فوائد: بعض لوگ اس عالم رنگ وبو میں اپنے معیار زندگی کو اونچا کرنے کے پیش نظر جہاد میں حصہ نہیں لیتے انہیں متنبہ کیا جا رہا ہے کہ دنیا کے حصول کے لئے جس جہاد کو نظرانداز کیا جا رہا ہے اس میں صرف صبح وشام کی شمولیت تمام دنیا اور اس کے جملہ سازو سامان سے بہتر ہے۔ (عون الباری:۳/۴۴۴)

١٢٠٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ)، وَقالَ: (لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ ٱللهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ). [رواه البخاري: ٢٧٩٣]

۱۲۰۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ جنت میں ایک کمان برابر جگہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ کی راہ میں صبح و شام چلنا ان سب چیزوں سے بڑھ کر ہے جن پر سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے۔

٥ - باب: الْحُورُ الْعِينُ

باب ۵: خوبصورت بڑی آنکھ والی حوروں کا بیان

١٢١٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (لَوْ أَنَّ ٱمْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ٱطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ لأَضَاءَتْ ما بَيْنَهُمَا، وَلَمَلأَتْهُ رِيحًا، وَلَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ ٱلدُّنْيَا وَما فِيهَا). [رواه البخاري: ٢٧٩٦]

۱۲۱۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ اگر اہل جنت میں سے کوئی عورت اہل زمین کی طرف رخ کرے تو آسمان اور زمین کی درمیانی فضاء روشن ہو جائے اور خوشبو سے مہک جائے۔ بے شک وہ دوپٹہ جو اس کی سر پر ہے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

فوائد : امام بخاری نے اس سے پہلے حدیث میں شہید کی دنیا میں دوبارہ جانے کی آرزو ذکر کی تھی اس حدیث میں وجہ بیان کی ہے کہ اس کے تصورات سے بڑھ کر اسے اللہ کے ہاں اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا ایک اور حدیث میں ہے کہ شہید کی بہتر حوروں سے شادی کر دی جائے گی۔ (عون الباری:۷۴۴/۳)

٦ - باب: مَنْ يُنْكَبُ أَوْ يُطْعَنُ فِي سَبِيلِ اللهِ

باب ٦: جسے اللہ کی راہ میں چوٹ یا نیزہ لگے

١٢١١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، إِلَى بَنِي عامِرٍ في سَبْعِينَ، فَلَمَّا قَدِمُوا: قالَ لَهُمْ خالِي: أَتَقَدَّمُكُمْ، فَإِنْ أَمَّنُونِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَإِلاَّ كُنْتُمْ مِنِّي قَرِيبًا، فَتَقَدَّمَ فَأَمَّنُوهُ، فَبَيْنَما يُحَدِّثُهُم عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَوْمَؤُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَطَعَنَهُ بِرُمْحٍ، فَأَنْفَذَهُ، فَقالَ: ٱللهُ أَكْبَرُ، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ مالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحابِهِ فَقَتَلُوهُمْ إِلاَّ رَجُلًا أَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ.
فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ النَّبِيَّ ﷺ: أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ، فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضاهُمْ، فَكُنَّا نَقْرَأُ: أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنا، أَنْ قَدْ لَقِينا رَبَّنا، فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانا، ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ، فَدَعا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَباحًا، عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبَنِي لِحْيَانَ، وَبَنِي عُصَيَّةَ، الَّذِينَ عَصَوُا ٱللهَ تعالى وَرَسُولَهُ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٨٠١]

١٢١١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنی سلیم کے کچھ لوگوں کو جن کی تعداد ستر تھی قبیلہ بنی عامر کی طرف بھیجا جب لوگ وہاں پہنچے تو میرے ماموں نے ان سے کہا کہ میں پہلے جاتا ہوں اگر وہ مجھے امان دیں تا آنکہ میں انہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا دوں تو ٹھیک ہے ورنہ تم مجھ سے قریب رہنا چنانچہ وہ آگے بڑھے اور کافروں نے انہیں امان دے دی وہ رسول اللہ ﷺ کا پیغام ان کو سنانے لگے اتنے میں انہوں نے اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے انہیں ایسا نیزہ مارا کہ آر پار کر دیا۔ انہوں نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم! میں اپنی مراد کو پہنچ گیا پھر وہ اس کے ساتھیوں پر پل پڑے اور انہیں بھی قتل کر دیا صرف ایک لنگڑا شخص بچا جو پہاڑ پر چڑھ گیا۔ پھر حضرت جبرائیلؑ نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ وہ تو اپنے پروردگار سے مل چکے ہیں وہ ان سے راضی ہے اور وہ سب اس پر راضی ہیں ہم ایک مدت تک قران میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔
"ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے مل گئے ہیں اور وہ ہم سے خوش ہوا اور ہمیں

بھی خوش کر دیا۔"

اس کے بعد اس کا پڑھنا منسوخ ہو گیا پھر آپ نے چالیس روز تک قبیلہ رعل، ذکوان، بنی لحیان اور بنی عصیہ پر جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی بد دعا فرمائی۔

فوائد: بخاری کی اس روایت میں کسی راوی سے وہم ہوا ہے کیونکہ جن قراء کو تبلیغ دین کے لئے بھیجا گیا تھا وہ قبیلہ بنو سلیم سے نہیں بلکہ انصار سے تھے اور قبیلہ بنو سلیم نے تو ان سے غداری کا ارتکاب کیا تھا چنانچہ ایک روایت میں ہے آپ نے قبیلہ بنو سلیم پر بد دعا فرمائی۔ (عون الباری:۳/۴۴۸)

۱۲۱۲ : عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ، فَقَالَ: (هَلْ أَنْتِ إِلاَّ إِصْبَعٌ دَمِيتِ، وَفِي سَبِيلِ ٱللهِ ما لَقِيتِ). [رواه البخاري: ٢٨٠٢]

۱۲۱۲۔ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی جہاد میں تھے کہ آپ کی انگلی زخم کی وجہ سے خون آلود ہو گئی اس پر آپ نے فرمایا: "تو ایک انگلی ہے جو خون آلود ہو گئی ہے جو مصیبت تو نے اٹھائی ہے یہ سب اللہ کی راہ میں ہے۔"

فوائد: بعض ملحدین نے اعتراض کیا ہے کہ یہ شاعرانہ کلام ہے حالانکہ قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق شاعر ہونے کی نفی کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ رجزیہ کلام ہے جو بلا قصد وارادہ موزون ہو گیا اس پر شعر کی تعریف صادق نہیں آتی۔ (عون الباری:۳/۴۵۰)

٧ - باب: مَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب ۷: اللہ کی راہ میں زخمی ہونے کی فضیلت

۱۲۱۳ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (وَٱلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، وَٱللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ، إِلاَّ ـ جاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاللَّوْنُ لَوْنُ ٱلدَّمِ، وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ). [رواه البخاري: ٢٨٠٣]

۱۲۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص اللہ کی راہ میں زخمی نہ ہو گا اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اس کی راہ میں زخمی کون ہوتا ہے۔ مگر وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون رستا ہو گا رنگت تو خون جیسی ہو گی مگر اس کی خوشبو کستوری کی سی ہو گی۔

فوائد: معلوم ہوا کہ یہ برتری اور بلند مقام اس شخص کو ملے گا جو صرف اللہ کی رضا جوئی اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے لڑتا ہے اس میں ناموری اور ریاء کاری کا شائبہ تک نہ ہو جو شخص دین کی تعلیم دیتے ہوئے زخمی ہو جائے اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے۔ (عون الباری:۳/۴۵۱)

٨ - باب: قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا عَـٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُۥ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا۟ تَبْدِيلًا﴾

باب ٨: ارشاد باری تعالیٰ: "مسلمانوں میں بعض لوگ ایسے ہیں جنھوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے پورا کر دکھایا اب کوئی تو ان میں سے اپنا کام پورا کر چکے اور کوئی منتظر ہیں الغرض انہوں نے اپنی بات میں کچھ تبدیلی نہیں کی"

١٢١٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ ٱلنَّضْرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ ٱلْمُشْرِكِينَ، لَئِنِ ٱللهُ أَشْهَدَنِي قِتَالَ ٱلْمُشْرِكِينَ لَيَرَيَنَّ ٱللهُ مَا أَصْنَعُ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَٱنْكَشَفَ ٱلْمُسْلِمُونَ، قَالَ: ٱللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ، يَعْنِي أَصْحَابَهُ، وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ - يَعْنِي ٱلْمُشْرِكِينَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَٱسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ: يَا سَعْدُ بْنَ مُعَاذٍ ٱلْجَنَّةَ وَرَبِّ ٱلنَّضْرِ، إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ، قَالَ سَعْدٌ: فَمَا ٱسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ ٱللهِ مَا صَنَعَ. قَالَ أَنَسٌ: فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَثَمَانِينَ: ضَرْبَةً بِٱلسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمْيَةً

١٢١٤۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کسی وجہ سے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! پہلی جنگ میں جو آپ نے مشرکوں کے خلاف لڑی میں اس میں ندارد! خیر اگر اللہ اب مجھے مشرکوں کے خلاف جنگ کا موقع دے تو وہ خود ملاحظہ فرما لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں چنانچہ جنگ احد کے دن جب کچھ مسلمان بھاگ نکلے تو انہوں نے کہا اے اللہ! مسلمانوں نے جو کیا اس سے تو میں معذرت کرتا ہوں اور مشرکوں نے جو کیا اس سے میں بیزار ہوں پھر جب وہ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان سے ملے انہوں نے کہا اے سعد رضی اللہ عنہ! نضر کے پروردگار کی قسم! جنت تو قریب ہے اور میں احد کی اس جانب سے جنت کی خوشبو پاتا ہوں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جو مردانگی اس نے دکھائی میں ویسی نہ دکھا سکا حضرت انس بن مالک

بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ، وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ، فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلاَّ أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ. قَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نَرَى، أَوْ نَظُنُّ: أَنَّ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ: ﴿مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا عَـٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْـهِ﴾. إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

وَقَالَ: إِنَّ أُخْتَهُ، وَهِيَ الَّتِي تُسَمَّى الرُّبَيِّعَ، كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لاَ تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَرَضُوا بِالأَرْشِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لأَبَرَّهُ).

[رواه البخاري: ٢٨٠٥، ٢٨٠٦]

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے اپنے چچا کو مقتول پایا اور اس کے جسم پر اسی (۸۰) سے زیادہ تلوار' نیزہ اور تیر کے زخم لگے تھے اور مشرکین نے ان کے ہاتھ پاؤں اور ناک کان کاٹ ڈالے تھے کوئی بھی انہیں پہنچان نہ سکا صرف اس کی بہن نے انگلیوں کے پوروں سے اس کی شناخت کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم کہتے تھے کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے دیگر مسلمانوں کے حق میں ہی نازل ہوئی ہے۔

"مسلمانوں میں بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے پورا کر دکھایا آخر آیت تک۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کی بہن نے جن کا نام ربیع تھا ایک عورت کے سامنے کے دانت توڑ دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قسم ہے اس اللہ کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا ہے میری بہن کے دانت نہیں توڑے جائیں گے چنانچہ مدعی دیت پر راضی ہو گئے اور انہوں نے قصاص معاف کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم اٹھالیں تو اللہ اسے پورا کر دیتا ہے۔

فوائد: اس حدیث میں حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی ایمانی قوت' اللہ پر اعتماد ویقین اور پارسائی وپرہیز گاری کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے اپنے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے سردھڑ کی بازی لگا دی۔ (عون الباری:۳/۴۵۵)

۱۲۱۵ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ **۱۲۱۵۔** حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ، فَفَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ، كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا، فَلَمْ أَجِدْهَا إِلاَّ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ، وَهِيَ قَوْلُهُ: ﴿مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾ [رواه البخاري: ٢٨٠٧]

انہوں نے بیان کیا کہ میں قرآن مجید کو مختلف پرچوں سے نقل کر کے یکجا کیا کرتا تھا تو سورۃ احزاب کی ایک آیت مجھے نہ ملی جسے میں رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا تلاش کے بعد وہ مجھے حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے دستیاب ہوئی جن کی شہادت کو رسول اللہ ﷺ نے دو مردوں کے برابر قرار دیا تھا وہ آیت یہ تھی۔
”مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اللہ کے ساتھ انہوں نے جو عہد کیا تھا اسے پورا کر دکھایا۔“

فوائد: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ آیت متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنی تھی جن میں حضرت عمر اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بر سر فہرست ہیں البتہ تحریری شکل میں صرف خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے دستیاب ہوئی۔ (عون الباری:۳/۴۵۶)

٩ - بَابٌ: عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْقِتَالِ

باب ٩: جنگ سے پہلے کوئی نیک عمل کرنے کا بیان۔

١٢١٦ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُقَاتِلُ وَأُسْلِمُ؟ قَالَ: (أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ)، فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا). [رواه البخاري: ٢٨٠٨]

١٢١٦۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص ہتھیاروں سے لیس ہو کر آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں جہاد میں جاؤں یا پہلے اسلام قبول کروں آپ نے فرمایا پہلے اسلام قبول کرو۔ پھر جہاد کرو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا پھر جہاد میں شہید ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے کام تو تھوڑا کیا ہے لیکن ثواب بہت پایا۔

فوائد: بعض دفعہ معمولی سا عمل اللہ کے فضل و کرم سے بہت بڑے ثواب کا باعث بن جاتا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ وہ کون ہے جس نے ایک بھی نماز نہیں پڑھی لیکن جنت میں پہنچ گیا؟ پھر خود ہی جواب دیتے کہ وہ حضرت عمرو بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ (عون الباری:۳/۴۵۷)

١٠ - باب: مَنْ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ

باب ۱۰: اگر کوئی شخص اچانک تیر لگنے سے مرجائے (تو وہ شہید یا نہیں؟)

١٢١٧ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ - وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ، أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ - فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ، اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ؟ قَالَ: (يَا أُمَّ حَارِثَةَ، إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى). [رواه البخاري: ٢٨٠٩]

۱۲۱۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت ام ربیع رضی اللہ عنہا جو براء کی بیٹی اور حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے حارثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان فرمایئے اور وہ غزوہ بدر میں اچانک تیر لگنے سے شہید ہو گئے تھے اگر تو وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اگر کوئی دوسری بات ہے تو اس پر جی بھر کر رولوں آپ نے فرمایا اے ام حارثہ رضی اللہ عنہا جنت میں تو درجہ بدرجہ کئی باغ ہیں اور تیرا بیٹا فردوس اعلی میں ہے۔

فوائد: ام حارثہ رضی اللہ عنہا نے یہ خیال کیا کہ میرا بیٹا دشمن کے ہاتھوں شہید نہیں ہوا شاید اسے بہشت نہ ملے جب انہیں پتہ چلا کہ میرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے تو ہنستی مسکراتی ہوئی واپس ہوئی اور کہنے لگی حارثہ تجھے مبارک ہو' حارثہ تیرے کیا ہی کہنے رضی اللہ عنہ (عون الباری:۳/۴۵۹)

واضح رہے کہ اس خاتون کا نام ام ربیع بنت براء کی بجائے حضرت ربیع بنت نضر ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ہیں جنہوں نے اپنے شہید بھائی کو انگلی کے پوروں سے شناخت کیا تھا۔ (فتح الباری:۶/۲۶)

١١ - باب: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا

باب ۱۱: اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑنے کی فضیلت

١٢١٨ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ، فَمَنْ فِي سَبِيلِ

۱۲۱۸۔ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کوئی تو غنیمت کے لئے لڑتا ہے اور کوئی ناموری کے لئے جہاد کرتا ہے جبکہ کوئی شخص ذاتی بہادری دکھانے کے لئے میدان جنگ

ٱللهِ؟ قالَ: (مَنْ قاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ ٱللهِ هِيَ ٱلْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ ٱللهِ).
[رواه البخاري: ٢٨١٠]

میں کود پڑتا ہے تو فی سبیل اللہ مجاہد کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑے وہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔

فوائد : معلوم ہوا کہ بوقت جنگ اللہ کے دین کو سربلند کرنے کی نیت ہو لوٹ کی خواہش' ناموری کی طلب اور حمیت و شجاعت کا اظہار مقصود نہ ہو کیونکہ ایسا کرنے سے ایک بہترین عمل کے ضیاع کا اندیشہ ہے۔ (عون الباری:۳/۴۶۰)

١٢ - باب: الْغسْل بَعْدَ الحَرْبِ وَالغُبارِ

باب ۱۲: لڑائی اور غبار آلود ہونے کے بعد غسل کرنا

١٢١٩ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الخَنْدَقِ، وَوَضَعَ السِّلاحَ وَٱغْتَسَلَ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ وَقَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ الْغُبارُ، فَقالَ: وَضَعْتَ السِّلاحَ؟ فَوَٱللهِ ما وَضَعْتُهُ. فَقالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (فَأَيْنَ؟). قالَ: هَا هُنَا، وَأَوْمَأَ إِلَى بَني قُرَيْظَةَ. قالَتْ: فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٨١٣]

۱۲۱۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ خندق سے لوٹے تو آپ نے ہتھیار اتارے اور غسل فرمایا اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور ان کا سر گردو غبار سے اٹا ہوا تھا انہوں نے کہا آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے ہیں لیکن میں نے ابھی نہیں اتارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا پھر کہاں کا پروگرام ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس طرف انہوں نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اسی وقت رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔

فوائد : بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جن سے مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں مشترکہ دفاع کرنے کا معاہدہ ہوا تھا لیکن انہوں نے عین موقع پر عہد شکنی کر کے دغابازی کا ثبوت دیا اس لئے اللہ کے حکم سے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔

۱۳ - باب: الكَافِرُ يَقْتُلُ الْمُسْلِمَ ثُمَّ يُسْلِمُ فَيُسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلُ

باب ۱۳: کوئی کافر کسی مسلمان کو شہید کر کے خود مسلمان ہو جائے پھر اسلام پر کاربند رہتے ہوئے اللہ کی راہ میں مارا جائے تو اس کی کیا حیثیت ہے؟

۱۲۲۰ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يَضْحَكُ ٱللهُ إِلَى رَجُلَيْنِ، يَقْتُلُ أَحَدُهُما الآخَرَ، يَدْخُلاَنِ الجَنَّةَ: يُقَاتِلُ هٰذَا في سَبِيلِ ٱللهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوبُ ٱللهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ). [رواه البخاري: ٢٨٢٦]

۱۲۲۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں کے حال پر تعجب کرتے ہیں کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہو گا۔ پھر دونوں جنت میں بھی چلے جائیں گے پہلا اس لیے کہ اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور مارا گیا اور قاتل اس لئے کہ اللہ نے اسے توبہ کی توفیق دی وہ مسلمان ہو کر اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔

فوائد : مسند امام احمد کی روایت میں مزید وضاحت کہ ایک کافر ہو گا جو دوسرے مسلمان کو شہید کرے گا پھر وہ مسلمان ہو کر میدان کارزار میں کود پڑے گا اور اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ دے کر جنت میں پہنچ جائے گا۔ (عون الباری:۳/۴۶۴)

۱۲۲۱ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ ما ٱفْتَتَحُوهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَسْهِمْ لِي، فَقَالَ بَعْضُ بَنِي سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ: لاَ تُسْهِمْ لَهُ يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: هٰذَا قاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ، فَقَالَ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ: وَاعَجَبًا لِوَبْرٍ، تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ، يَنْعِي عَلَيَّ قَتْلَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، أَكْرَمَهُ ٱللهُ عَلَى يَدَيَّ، وَلَمْ يُهِنِّي عَلَى يَدَيْهِ. [رواه البخاري: ٢٨٢٧]

۱۲۲۱۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ اس وقت خیبر میں تھے یہ فتح خیبر کا ذکر ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مال غنیمت میں میرا بھی حصہ لگائیے۔ اتنے میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ! اس کا حصہ نہ لگائیں اس پر حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا کہ یہ تو ابن قوقل کا قاتل ہے تب سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے کہا اس جانور پر تعجب ہے۔ جو ابھی پہاڑ کی چوٹی سے اترا ہے اور مجھ پر ایک مسلمان کے قتل کا عیب لگاتا ہے

اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے اس کو عزت (شہادت) دی اور مجھ کو اس کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔

فوائد : حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد میں حضرت نعمان بن قوقل کو شہید کیا تھا پھر وہ حدیبیہ کے بعد خیبر سے پہلے مشرف باسلام ہوئے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں جو بات کہی اس سے عنوان کی وضاحت ہو گئی کہ اسلام لانے کے بعد اس پر کاربند رہنا دخول جنت کا ذریعہ ہے خواہ شہادت ملے یا نہ ملے۔ (عون الباری:۳/۳۶۶)

١٤ - باب: مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ عَلَى الصَّوْمِ

باب ۱۴: جس نے جہاد کو (نفلی) روزے پر ترجیح دی

١٢٢٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ لاَ يَصُومُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَجْلِ الْغَزْوِ، فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ أَرَهُ مُفْطِرًا إِلاَّ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحى. [رواه البخاري: ٢٨٢٨]

۱۲۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جہاد کی وجہ سے نفلی روزے نہیں رکھا کرتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد میں نے ان کو عیدین کے علاوہ کبھی روزہ ترک کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

فوائد : حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ عہد رسالت میں نفلی روزے اس لئے نہیں رکھتے تھے کہ مبادا کمزور ہو جاؤں اور جنگ وقتال میں شریک نہ ہو سکوں آخر کار ایک سمندری سفر میں شہید ہوئے۔ شہادت کے سات دن بعد دفن کیا گیا لیکن جسم میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا۔ (عون الباری:۳/۳۶۷)

١٥ - باب: الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ

باب ۱۵: قتل کے علاوہ شہادت کی (اور بھی) سات صورتیں ہیں

١٢٢٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ). [رواه البخاري: ٢٨٣٠]

۱۲۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا طاعون مسلمان کے لئے شہادت کا ذریعہ ہے۔

فوائد : امام بخاری نے طاعون کے علاوہ باقی صورتوں کی نشاندہی نہیں فرمائی دیگر احادیث کی روشنی میں ان کی تفصیل یہ ہے پیٹ کی بیماری، پانی میں غرق ہونا، بلندی سے گرنا، آگ میں جل جانا، پسلی کے درد سے موت کا واقع ہونا اور دوران زچگی وفات پانا۔ (عون الباری:۳/۳۶۸)

١٦ - باب: قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَّا يَسْتَوِى ٱلْقَٰعِدُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُوْلِى ٱلضَّرَرِ﴾ . . . إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُورًا رَّحِيمًا﴾

باب ۱۶: ارشاد باری تعالیٰ: "معذوروں کے علاوہ وہ مسلمان جو جہاد سے بیٹھ رہے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرتے ہیں برابر نہیں ہیں ﴿..... غفورًا رحیمًا﴾ تک۔

١٢٢٤ : عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمْلَى عَلَيَّ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ﴾، فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمْلِيهَا عَلَيَّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ، وَكَانَ رَجُلًا أَعْمى، فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى رَسُولِهِ ﷺ، وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي، فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِي، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿غَيْرُ أُوْلِى ٱلضَّرَرِ﴾. [رواه البخاري: ٢٨٣٥]

۱۲۲۴۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ آیت لکھوائی۔

"وہ مسلمان جو جہاد سے بیٹھ رہے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرتے ہیں برابر نہیں ہو سکتے۔"

اتنے میں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور آپ اس وقت مجھے یہی آیت لکھوا رہے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں قدرت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا اور وہ آنکھوں سے نابینا تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی اتارنا شروع کی اور اس وقت آپ کا زانو میرے زانو پر تھا وہ دفعۃً بھاری ہو گیا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا ٹوٹ جائے پھر جب وہ حالت جاتی رہی تو اللہ نے نازل فرمایا۔ "معذوروں کے علاوہ۔"

فوائد: اللہ تعالیٰ نے ان آخری الفاظ کے ذریعہ جو لوگ لنگڑے' اندھے' اپاہج اور معذور تھے انہیں مستثنیٰ قرار دے دیا ہے اگر یہ لوگ جنگ میں شریک نہ ہوں تو ان کا درجہ کم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ لوگ جہاد کی طاقت نہیں رکھتے۔

١٧ - باب: التَّحْرِيضُ عَلَى الْقِتَالِ

باب ۱۷: لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرنے کا بیان

١٢٢٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۱۲۲۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الخَنْدَقِ، فَإِذَا المُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ، فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيدٌ يَعْمَلُونَ ذٰلِكَ لَهُمْ، فَلَمَّا رَأَى ما بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالجوعِ، قَالَ: (اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الآخِرَهْ. فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَالمُهَاجِرَهْ). فَقَالُوا مُجِيبِينَ لَهُ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ ما بَقِينَا أَبَدًا

[رواه البخاري: ٢٨٣٤]

انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب خندق کی طرف تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار سردی میں صبح صبح اسے کھود رہے ہیں ان کے پاس غلام بھی نہ تھے جو یہ کام کرتے آپ نے ان کی محنت اور بھوک کی حالت دیکھ کر فرمایا: "اے اللہ! عیش تو آخرت ہی کی ہے لہٰذا تو مہاجرین اور انصار کو بخش دے۔" اس کے جواب میں مہاجرین اور انصار نے کہا: "ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے جہاد کے لئے جب تک ہم زندہ ہیں۔"

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے میں خود حصہ لیا تاکہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس معرکہ حق و باطل میں سرگرم عمل ہوں۔ (عون الباری: ۳/۴۷۳)

١٨ - باب: حَفْرُ الخَنْدَقِ

باب ۱۸: خندق کھودنے کا بیان

١٢٢٦ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ أَنَّهُمْ كانوا يَقُولُونَ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا
عَلَى الإِسْلاَمِ ما بَقِينَا أَبَدًا

وَالنَّبِيُّ ﷺ يُجِيبُهُمْ، وَيَقُولُ: (اللَّهُمَّ لاَ خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الآخِرَهْ. فَبَارِكْ فِي الأَنْصَارِ وَالمُهَاجِرَهْ).

[رواه البخاري: ٢٨٣٥]

۱۲۲۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت ہے کہ مہاجرین اور انصار مدینہ کے گرد خندق کھود رہے تھے اور اپنی پیٹھ پر مٹی ڈھو رہے تھے اور یہ کہتے تھے۔

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اسلام پر جب تک ہم زندہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جواباً فرماتے تھے۔

"اے اللہ بھلائی تو آخرت ہی کی ہے لہٰذا تو مہاجرین اور انصار کو برکت عطا فرما۔"

فوائد: رسول اللہ ﷺ انصار اور مہاجرین کے لئے مختلف الفاظ میں متعدد دفعہ یہ دعا فرمائی مثلاً اے اللہ! تو انہیں عزت عطا فرما۔ (الجہاد: ۴۱۰۰) تو ان کی اصلاح فرما (المناقب: ۳۷۹۵)

١٢٢٧ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ

۱۲۲۷۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

الأَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: (لَوْلاَ أَنْتَ ما اهْتَدَيْنَا، وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا، فَأَنْزِلَن سَكِينَةً عَلَيْنَا، وَثَبِّتِ الأَقْدَامِ إِنْ لاَقَيْنا، إِنَّ الأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا، إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا). [رواه البخاري: ٢٨٣٧]

جنگ احزاب کے دن مٹی اٹھاتے دیکھا اور مٹی نے آپ کے پیٹ کا گورا رنگ چھپا لیا تھا آپ یہ فرما رہے تھے ؂

تو ہدایت گر نہ کرتا تو کہاں ملتی نجات
کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات
پاؤں جما دے ہمارے دے لڑائی میں ثبات
بے سبب ہم پر یہ کافر ظلم سے چڑھ آئے ہیں
جب وہ بھکائیں ہم سنتے نہیں ان کی بات

فوائد: جنگ سے پہلے مردان کار کو قتل وجہاد پر آمادہ کرنے کے لئے رزمیہ اشعار پڑھنے میں چنداں حرج نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقعہ پر حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مذکورہ اشعار پڑھے ہیں اگرچہ اس قسم کے اشعار غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہیں۔

(الادب:۶۱۴۸)

١٩ - باب: مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْغَزْوِ

باب ۱۹: جس شخص کو جہاد سے کوئی عذر روک لے

١٢٢٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي غَزَاةٍ، فَقَالَ: (إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِينَةِ خَلْفَنَا، ما سَلَكْنَا شِعْبًا وَلاَ وَادِيًا إِلاَّ وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ). [رواه البخاري: ٢٨٣٩]

۱۲۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک لڑائی میں شریک تھے تو آپ نے فرمایا کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں مگر جس گھاٹی یا میدان میں جائیں گے وہ (ثواب میں) ضرور ہمارے ساتھ ہوں گے کیونکہ وہ کسی عذر کی وجہ سے رک گئے ہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر کسی معقول عذر کی بناء پر اچھا کام نہ کیا جا سکے تو اللہ تعالیٰ اس کی حسن نیت کی وجہ سے اچھے کام کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔ (عون الباری:۳/۴۷۶)

٢٠ - باب: فَضْلُ الصَّوْمِ فِي سَبِيلِ اللهِ

باب ۲۰: جہاد میں روزہ رکھنے کی فضیلت

١٢٢٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ:

۱۲۲۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے

(مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ ٱللهِ، بَعَّدَ ٱللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا). [رواه البخاري: ٢٨٤٠]

ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن کا بھی روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ سے ستر برس کی مسافت کے برابر دور کر دیتا ہے۔

فوائد : اگر روزہ رکھنے سے کمزوری کا اندیشہ ہو تو ایسے مجاہد کے حق میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے لیکن اگر روزہ رکھنے کی عادت ہے اور اس سے کسی قسم کی کمزوری کا خطرہ نہیں تو روزہ رکھنا بڑی فضیلت کا حامل ہے۔ (عون الباری: ۳/۴۷۷)

٢١ - باب: فَضْلُ مَنْ جَهَّزَ غَازِياً أَوْ خَلَفَهُ بِخَيْرٍ

باب ۲۱: غازی کا سامان کرنے یا اس کے پیچھے اس کے گھر کی اچھے انداز سے خبر گیری کرنے والے کی فضیلت

١٢٣٠ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ ٱللهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ ٱللهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا). [رواه البخاري: ٢٨٤٣]

۱۲۳۰۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا سامان تیار کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے خود جہاد کیا اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح نگرانی کرتا ہے تو اس نے گویا خود ہی جہاد کیا ہے۔

فوائد : مطلب یہ ہے کہ جتنا غازی کو ثواب ملے گا اتنا ہی مکمل طور پر اسے تیار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ثواب دے گا ایک روایت میں ہے کہ جو غازی کے سر پر سایہ کا بندوبست کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سایہ تلے اسے جگہ دے گا۔ (عون الباری: ۳/۴۷۹)

١٢٣١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِينَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ إِلاَّ عَلَى أَزْوَاجِهِ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: (إِنِّي أَرْحَمُهَا، قُتِلَ أَخُوهَا مَعِي). [رواه البخاري: ٢٨٤٤]

۱۲۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں اپنی بیویوں کے علاوہ کسی عورت کے گھر میں آمدورفت نہ رکھتے تھے مگر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس پر ترس آتا ہے کیونکہ اس کا بھائی میرے ہمراہ شہید ہوا تھا۔

فوائد : حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بھائی کا نام حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ تھا جسے مشرکین نے بئر معونہ کے

پاس شہید کر دیا تھا چونکہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے خود روانہ کیا تھا اس لئے آپ نے ان کی شہادت کو اپنے ہمراہ شہید ہونے سے تعبیر فرمایا۔ (عون الباری:۳/۳۸۱)

٢٢ - باب: التَّحَنُّطُ عِنْدَ القِتَالِ

باب ۲۲: لڑائی کے وقت خوشبو لگانا

١٢٣٢ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ أَتَى يَوْمَ الْيَمامَةِ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ، فَقَالَ: يَا عَمِّ، ما يَحْبِسُكَ أَنْ لاَ تَجِيءَ؟ قالَ: الآنَ يا ابْنَ أَخِي، وَجَعَلَ يَتَحَنَّطُ - يَعْنِي مِنَ الحَنُوطِ - ثُمَّ جاءَ فَجَلَسَ، فَذَكَرَ فِي الحَدِيثِ انْكِشَافًا مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ: هَكَذَا عَنْ وُجُوهِنَا حَتَّى نُضارِبَ القَوْمَ، ما هَكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، بِئْسَما عَوَّدْتُمْ أَقْرَانَكُمْ. [رواه البخاري: ٢٨٤٥]

۱۲۳۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ وہ جنگ یمامہ کے وقت حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ اپنی دونوں رانیں کھول کر حنوط (خوشبو) لگا رہے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا چچا تم جنگ میں کیوں نہیں آتے؟ انہوں نے کہا بھتیجے ابھی آتا ہوں اور پھر خوشبو لگانے لگے آخرکار (مجاہدین کی صف میں) آکر بیٹھ گئے انہوں نے لوگوں کے بھاگنے کا ذکر کیا پھر اشارہ کیا کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ تاکہ ہم دشمن سے لڑیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہم ایسا نہ کرتے تھے تم نے اپنے مدمقابلوں کو بری عادت ڈال دی ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ خطیب الانصار حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کفن پہن کر میدان کارزار میں کود پڑے اور اس قدر بے جگری سے لڑے کہ اپنی جان' جان آفرین کے سپرد کر دی۔ (عون الباری:۳/۳۸۳)

٢٣ - باب: فَضْلُ الطَّلِيعَةِ

باب ۲۳: دشمن کے حالات معلوم کرنے (جاسوسی) کی فضیلت

١٢٣٣ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟). يَوْمَ الأَحْزَابِ، فَقالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، ثُمَّ قالَ: (مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟). فَقالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ

۱۲۳۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب میں فرمایا کہ میرے پاس دشمن کی خبر کون لائے گا؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں لاؤں گا۔ آپ نے پھر فرمایا میرے پاس دشمن کی خبر کون لائے گا؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گویا ہوئے میں لاؤں گا تب رسول اللہ

حَوَارِيًّا، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ). [رواه البخاري: ٢٨٤٦]

ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا ایک حواری (مخلص مددگار) ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

فوائد: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو جاسوسی کے لئے بھیجا گیا تھا تو یہ اس روایت کے مخالف نہیں ہے کیونکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بنو قریظہ کی خبر لانے کے لئے مامور ہوئے تھے جبکہ حضرت حذیفہ کو کفار قریش کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ (عون الباری: ۳/۴۸۴)

٢٤ - باب: الجِهَادُ مَاضٍ مَعَ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

باب ۲۴: امام عادل ہو یا ظالم اس کی معیت میں جہاد قیامت تک جاری رہے گا

١٢٣٤ : عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (الخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: الأَجْرُ وَالمَغْنَمُ). [رواه البخاري: ٢٨٥٢]

۱۲۳۴۔ حضرت عروة بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر وابستہ ہے جن کے باعث ثواب بھی ملتا ہے اور غنیمت بھی حاصل ہوتی ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے خیر و برکت کو قیامت تک کے لئے گھوڑوں کے ساتھ وابستہ بیان فرمایا ہے پھر اس ضمن میں اجر و غنیمت کا بھی حوالہ دیا ہے جو جہاد کا نتیجہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ (عون الباری: ۳/۴۸۷)

١٢٣٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الخَيْلِ). [رواه البخاري: ٢٨٥١]

۱۲۳۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خیر و برکت گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہے۔

فوائد: جہاد کے لئے جو گھوڑا رکھا جائے اس میں واقعی بڑی خیر و برکت ہے دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل وکرم سے نوازے گا قیامت کے دن تو اس کے گوبر و پیشاب تک کو نامہ اعمال میں رکھ دیا جائے گا۔ (عون الباری: ۳/۴۸۷)

٢٥ - باب: مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمِن رِّبَاطِ ٱلْخَيْلِ﴾

باب ۲۵: فرمان الٰہی: "اور تیار بند گھوڑوں سے (سامان جہاد مہیا کرو)" کے پیش نظر گھوڑا رکھنے کی فضیلت

١٢٣٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَن

۱۲۳۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص

احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللهِ، إِيمَانًا، بِاللهِ، وَتَصْدِيقًا بِوَعْدِهِ، فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٢٨٥٣]

ایمان کی وجہ سے اللہ کے وعدے کو سچا سمجھتے ہوئے جہاد کے لئے گھوڑا رکھے تو اس کا کھانا پینا اور لید و پیشاب قیامت کے دن اعمال کی ترازو میں رکھے جائیں گے۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے گھوڑا رکھتا ہے پھر اپنے ہاتھ سے اس کی خوراک کا بندوبست کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر دانے کے عوض اس کے نامہ اعمال میں نیکی لکھ دیتا ہے۔ (عون الباری:۳/۴۸۹)

٢٦ - باب: اسْمُ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ

باب ۲۶: گھوڑے اور گدھے کا نام رکھنا (کیسا ہے؟)

۱۲۳۷ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللُّحَيْفُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اللُّخَيْفُ. [رواه البخاري: ٢٨٥٥]

۱۲۳۷۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے باغ میں رسول اللہ ﷺ کا ایک گھوڑا رہتا تھا جس کا نام لحیف یا لخیف تھا۔

فوائد : معلوم ہوا کہ جانوروں کے نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے رسول اللہ ﷺ کے چوبیں گھوڑے تھے ہر ایک کا الگ الگ نام تھا ایک خچر تھا دلدل اور اونٹنی کا نام قصواء اور دوسری کا نام عضباء تھا۔ (عون الباری:۳/۴۹۲)

۱۲۳۸ : عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ، فَقَالَ: (يَا مُعَاذُ، وَهَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ) وَسَرَدَ الحديث وقَدْ تَقَدَّمَ (برقم: ١٠٥) [رواه البخاري: ٢٨٥٦ وانظر حديث رقم: ١٢٨]

۱۲۳۸۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک مرتبہ گدھے پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا اور اس گدھے کا نام عفیر تھا آپ نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے؟ پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث (۱۰۵) بیان کی جو پہلے گزر چکی ہے۔

۱۲۳۹ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ،

۱۲۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ اہل مدینہ کو کچھ گھبراہٹ ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمارا ایک گھوڑا عاریتاً لیا

فَقَالَ: (ما رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا). [رواه البخاري: ٢٨٥٧]

تھا جسے مندوب کہا جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا ہم نے تو کوئی خوف کی بات نہیں دیکھی البتہ ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح خوب تیز رو پایا۔

٢٧ - باب: مَا يُذْكَرُ مِنْ شُؤْمِ الْفَرَسِ

باب ۲۷: گھوڑے کا جو منحوس ہونا بیان کیا جاتا ہے (اس کی کیا حقیقت ہے؟)

١٢٤٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَٱلدَّارِ). [رواه البخاري: ٢٨٥٨]

۱۲۴۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے تین ہی چیزوں یعنی گھوڑے عورت اور گھر میں نحوست ہوتی ہے۔

فوائد: امام بخاری نے مسئلہ نحوست کو حل کرنے کے لئے عجیب انداز اختیار فرمایا ہے جس سے ان کی جلالت قدر اور دقت فہم کا اندازہ ہوتا ہے اس روایت میں کلمہ حصر اپنے اصل پر نہیں ہے پھر حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کر کے نحوست کا ممکن ہونا واضح کیا ہے پھر اگلی روایت میں گھوڑوں کی تین اقسام بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ یہ نحوست تمام گھوڑوں میں نہیں بلکہ ان میں ہو سکتی ہے جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے نہ رکھے ہوں۔

٢٨ - باب: سِهَامُ الْفَرَسِ

باب ۲۸: (مال غنیمت میں) گھوڑے کے حصے

١٢٤١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا. [رواه البخاري: ٢٨٦٣]

۱۲۴۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کے لئے دو حصے اور اس کے سوار کا ایک حصہ (مال غنیمت میں) مقرر فرمایا تھا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ جنگ میں گھوڑے سمیت شرکت کرنے والے کو تین حصے اور پیدل شمولیت کرنے والے کو ایک حصہ دیا جائے گا ایک مجاھد کے پاس جتنے بھی گھوڑے ہوں گے اسے تین حصوں سے زیادہ نہیں ملے گا اور نہ اس سے کم کیا جائے گا۔ (عون الباری: ۴۹۷/۳)

١٢٤٢ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ

۱۲۴۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ کیا تم غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے

حُنَيْنٍ؟ قَالَ: لٰكِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ، إِنَّ هَوَازِنَ كَانُوا قَوْمًا رُمَاةً، وَإِنَّا لَمَّا لَقِينَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوا، فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْغَنَائِمِ وَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ، فَأَمَّا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَلَمْ يَفِرَّ، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ لَعَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: (أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ). [رواه البخاري: ٢٨٦٤]

تھے؟ انہوں نے کہ لیکن رسول اللہ ﷺ نے پشت نہیں دکھائی قصہ یہ ہوا کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ بڑے تیر انداز تھے پہلے جو ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ نکلے لیکن مسلمان جب مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو انہوں نے سامنے سے تیر برسانا شروع کر دیئے ہم تو بھاگ گئے مگر رسول اللہ ﷺ نہیں بھاگے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ اپنے سفید خچر پر تھے اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام تھامے ہوئے ہیں اندریں حالات رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے۔

ہوں میں پیغمبر بلا شک و خطر
اور عبد المطلب کا ہوں پسر

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے "اگر کوئی لڑائی میں دوسرے کے جانور کو کھینچے" یعنی اس میں کوئی قباحت نہیں۔ اس مقام پر شاید صاحب تجرید کو سہو یا کاتب سے غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ اس مقام پر یہ حدیث بلا عنوان بیان کی گئی ہے۔ (واللہ اعلم)

٢٩ - باب: نَاقَةُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۲۹: رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی

١٢٤٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ، لاَ تُسْبَقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ فَسَبَقَهَا، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَتَّى عَرَفَهُ، فَقَالَ: (حَقٌّ عَلَى ٱللهِ أَنْ لاَ يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ وَضَعَهُ). [رواه البخاري: ٢٨٧٢]

۱۲۴۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جسے عضباء کہا جاتا تھا کوئی اونٹنی اس کے آگے نہ بڑھ سکتی تھی آخر ایک دیہاتی نوجوان اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اس سے آگے نکل گیا مسلمانوں پر یہ بات ناگوار گزری تاآنکہ آپ نے ان کی ناگواری پہچان لی اور فرمایا کہ اللہ پر حق ہے دنیا کی جو چیز بلند ہے اسے پست کر دے۔

فوائد: اس میں اشارہ ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی چیز آخر زوال پذیر ہے لہذا اس میں دل چسپی رکھنے کی بجائے اپنی آخرت کو بہتر بنانے کی فکر کرنا چاہئے کہا جاتا ہے کہ ہر کمالے را زوالے۔

٣٠ - باب: حَمْلُ النِّسَاءِ الْقِرَبَ إِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ

باب ۳۰: جہاد میں عورتوں کا مردوں کے لئے مشکیں بھر کر لے جانا

١٢٤٤ : عَنْ عُمَرَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ الْمَدِينَةِ، فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَعْطِ هٰذَا ٱبْنَةَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ الَّتِي عِنْدَكَ - يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُوم بِنْتَ عَلِيٍّ - فَقَالَ عُمَرُ: أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ، وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الأَنْصَارِ، مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ. قَالَ عُمَرُ: فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ. [رواه البخاري: ٢٨٨١]

۱۲۴۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مدینہ کی عورتوں میں کچھ چادریں تقسیم کیں تو ایک عمدہ چادر بچ گئی جو لوگ ان کے پاس بیٹھے تھے ان میں سے کسی نے کہا یا امیر المومنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی کو دیجئے جو آپ کی بیوی ہے۔ ان کی مراد ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ حقدار ہیں ام سلیط ؓ ایک انصاری خاتون تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا کہ احد کے دن وہ ہمارے لئے مشک میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں۔

فوائد: اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مردم شناسی اور عدل گستری کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے بہترین چادر اپنی بیوی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو دینے کے بجائے حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا کو ان کی خدمات کے صلہ میں عطا کی۔ رضی اللہ عنہم

٣١ - باب: مُدَاوَاةُ النِّسَاءِ الْجَرْحَى فِي الْغَزْوِ

باب ۳۱: دوران جنگ عورتوں کا زخمیوں کا علاج کرنا کیسا ہے؟

١٢٤٥ : عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَنَسْقِي الْقَوْمَ، وَنَخْدُمُهُمْ، وَنَرُدُّ الجَرْحَى والقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ. [رواه البخاري: ٢٨٨٢]

۱۲۴۵۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد میں جاتی تھیں مجاہدین کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں۔ نیز زخمیوں اور شہداء کو مدینہ واپس لانے میں مدد دیتی تھیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کسی دوسرے اجنبی مرد کا علاج کر سکتی ہے اس حدیث سے ایک فقہی ضابطہ بھی اخذ کیا گیا ہے کہ ضروریات کے پیش نظر ممنوعہ اشیاء کے استعمال میں کچھ گنجائش نکل آتی

ہے۔ (عون الباری:۳/۵۰۳)

٣٢ - باب: الحِرَاسَةُ فِي الغَزْوِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ

باب ۳۲: جہاد فی سبیل اللہ کے لئے پاسبانی کرتے ہوئے پہرہ دینا

١٢٤٦ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ سَهِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ المَدِينَةَ، قالَ: (لَيْتَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ؟)، إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلاحٍ، فَقَالَ: (مَنْ هٰذَا؟). فَقَالَ: أَنا سَعْدُ ابْنُ أَبِي وَقَّاصٍ جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ، وَنامَ النَّبِيُّ ﷺ. [رواه البخاري: ٢٨٨٥]

۱۲۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات بیدار رہے تھے جب مدینہ پہنچے تو فرمایا کاش کہ میرے صحابہ میں سے کوئی نیک مرد آج کی رات میری پاسبانی کرے پھر اچانک ہم نے ہتھیار کی آواز سنی تو آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہوں اور آپ کی پاسبانی کے لئے آیا ہوں پھر رسول اللہ ﷺ محو استراحت ہو گئے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اسباب کی فراہمی توکل کے منافی نہیں ہے کیونکہ توکل دل کا فعل ہے جبکہ اسباب وذرائع کا استعمال اعضاء وجوارح سے متعلق ہے۔ (عون الباری:۳/۵۰۵)

١٢٤٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (تَعِسَ عَبْدُ ٱلدِّينَارِ، وَعَبْدُ ٱلدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَٱنْتَكَسَ، وَإِذَا شِيكَ فَلاَ ٱنْتَقَشَ، طُوبى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كانَ فِي ٱلْحِرَاسَةِ كانَ فِي ٱلْحِرَاسَةِ، وَإِنْ كانَ فِي السَّاقَةِ كانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ ٱسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ). [رواه البخاري: ٢٨٨٧]

۱۲۴۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ درہم و دینار اور لباس کے پرستار ہلاک ہو جائیں انہیں دیا جائے تو خوش ہیں نہ دیا جائے تو ناراض ہیں اللہ کرے یہ ہلاک ہو جائیں سرنگوں ہو کر گر پڑیں اگر کانٹا چبھے تو کوئی نہ نکالے اور اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے جہاد کے لئے گھوڑے کی باگ پکڑی ہے اس کا سر پراگندہ اور پاؤں خاک آلود ہیں۔ اگر وہ پاسبان ہو تو پاسبانی کرے اور اگر لشکر کے پیچھے حفاظت پر مامور ہو تو لشکر کے پیچھے رہے اگر وہ جانے کی اجازت مانگے تو اجازت نہ ملے اگر وہ کسی کی سفارش کرے تو قبول

نہ کی جائے۔

فوائد : اپنے کام سے دلچسپی رکھنے والے واقعی گم نام اور خاموش طبع ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو کرسی کی چاہت اور شہرت کی طلب نہیں ہوتی دنیا داروں کے ہاں ان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی لیکن اللہ کے ہاں ان کا بہت اونچا مقام ہوتا ہے۔ ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ))

٣٣ - باب : الْخِدْمَةُ فِي الْغَزْوِ

باب ۳۳: جہاد میں خدمت کرنے کی فضیلت

١٢٤٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ أَخْدُمُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ رَاجِعًا وَبَدَا لَهُ أُحُدٌ، قَالَ: (هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ). [رواه البخاري: ٢٨٨٩]

۱۲۴۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کی خدمت کے لئے خیبر گیا تھا پھر جب آپ وہاں سے واپس آئے تو احد پہاڑ نظر آیا تب آپ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں۔

فوائد : جبل احد کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جمادات میں بھی محبت بھرے جذبات پیدا کرنے پر قادر ہے جیسا کہ رسول اللہ کے فراق میں کھجور کا تنا سسکیاں بھر کر رونے لگا تھا۔ (عون الباری:۳/۵۰۷)

١٢٤٩ : عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، أَكْثَرُنَا ظِلاًّ الَّذِي يَسْتَظِلُّ بِكِسَائِهِ، وَأَمَّا الَّذِينَ صَامُوا فَلَمْ يَعْمَلُوا شَيْئًا، وَأَمَّا الَّذِينَ أَفْطَرُوا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ وَامْتَهَنُوا وَعَالَجُوا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالأَجْرِ). [رواه البخاري: ٢٨٩٠]

۱۲۴۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو ہم لوگوں میں سے سب سے زیادہ سایہ میں وہی شخص تھا جس نے اپنی چادر سے سایہ کر لیا تھا اس دن روزہ داروں نے تو کچھ کام نہ کیا مگر جن لوگوں نے روزہ نہ رکھا تھا انہوں نے اونٹوں کو اٹھایا' کام کاج کیا اور فریضہ خدمت انجام دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج روزہ نہ رکھنے والے ثواب لے گئے۔

فوائد : معلوم ہوا کہ دوران سفر روزہ رکھنا اگرچہ جائز ہے تاہم اس دن روزہ نہ رکھنا بہتر ہے تاکہ بوقت ضرورت دوسروں کے خدمت بجالانے میں کوتاہی نہ ہو۔ (عون الباری:۳/۵۰۸)

٣٤ - باب: فَضْلُ رِبَاطِ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ الله

باب ۳۴: اللہ کی راہ میں ایک دن پہرہ دینے کی فضیلت

١٢٥٠ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ ٱللهِ خَيْرٌ مِنَ ٱلدُّنْيا وما عَلَيْهَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ ٱلدُّنْيا وما عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ ٱللهِ، أَوِ الْغَدْوَةُ، خَيْرٌ مِنَ ٱلدُّنْيا وَما عَلَيْهَا). [رواه البخاري: ٢٨٩٢]

۱۲۵۰۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں ایک دن کا پہرہ دینا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں تم میں سے کسی کے کوڑا رکھنے کی جگہ تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور صبح یا شام کے وقت اللہ کی راہ میں چلنا ساری دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

فوائد: ہم نے جہاد افغانستان کے دوران بے شمار عرب مجاہدین کو اس حدیث کا مصداق بنتے ہوئے دیکھا کہ وہ سنگلاخ اور دشوار گذار پہاڑوں کی چوٹیوں پر ڈیرہ جمائے سفید ریچھ (روس) کی نقل وحرکت پر نظر رکھے ہوئے تھے۔

٣٥ - باب: مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِينَ فِي الحَرْبِ

باب ۳۵: جس نے لڑائی میں کمزور اور نیک لوگوں کے ذریعہ سے مدد چاہی

١٢٥١ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلاَّ بِضُعَفَائِكُمْ). [رواه البخاري: ٢٨٩٦]

۱۲۵۱۔ حضرت ابو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری جو کچھ مدد کی جاتی ہے اور تمہیں جو رزق دیا جاتا ہے وہ تمہارے کمزور لوگوں کی وجہ سے ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ اس وقت ارشاد فرمائے جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ وہ شجاعت وبہادری میں دوسروں سے بڑھ کر ہیں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کا مطلب یہ تھا کہ ان میں تواضع اور فروتنی کے جذبات پروان چڑھیں۔

١٢٥٢ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَأْتِي عَلى

۱۲۵۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ

النَّاسِ زَمانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَأْتِي زَمانٌ، فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَأْتِي زَمانٌ، فَيُقَالُ: فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ). [رواه البخاري: ٢٨٩٧]

نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ جب جہاد کریں گے تو کہا جائے گا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ کا صحبت یافتہ ہو؟ جواب دیا جائے گا کہ ہاں پھر اس کے ذریعہ (دعا کرنے سے) فتح ہو جائے گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ پوچھیں گے کیا تم میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت اٹھائی ہو؟ جواب دیا جائے گا ہاں اس کے ذریعہ سے (جب دعا مانگی جائے گی تو) فتح ہو گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا کہ پوچھا جائے گا کی تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے رسول اللہ کے اصحاب کی صحبت اٹھانے والوں کو دیکھا ہو؟ جواب دیا جائے گا ہاں تو اس کی (دعا کے واسطہ سے) فتح ہو گی۔

فوائد: یہ خیر و برکت صحابہ کرام' تابعین عظام اور تبع تابعین کے حصہ میں آئی آج تو کوئی بادشاہ ایسا نہیں ہے جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑتا ہو بلکہ آج کی لڑائیاں تو حکومت کے بچاؤ اور کرسی کے تحفظ کے لئے ہیں۔ ((اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)) (عون الباری:۳/۵۱۱)

٣٦ - باب: التَّحْرِيضُ عَلَى الرَّمْيِ

باب ۳۶: تیر اندازی پر آمادہ کرنا

١٢٥٣ : عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ، حِينَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوا لَنَا: (إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ). [رواه البخاري: ٢٩٠٠]

۱۲۵۳۔ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ بدر کے دن جب ہم کفار کے سامنے صف آراستہ ہوئے اور انہوں نے بھی ہمارے مقابلہ میں صف بندی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب وہ لوگ تمہارے قریب آ جائیں تو پھر ان پر تیر اندازی کرنا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے کمالات سے نوازا تھا آپ فنون حرب میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ دشمن کو دیکھتے ہی گھبرا کر تیروں کی بارش نہ کرو بلکہ جب دیکھو کہ دشمن نشانہ کی زد میں ہے تو تیر مارو۔ (عون الباری:۳/۵۱۳)

۳۷ - باب: الْمِجَنُّ وَمَنْ يَتَّرِسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ

باب ۳۷: جو شخص اپنی یا ساتھی کی ڈھال سے تحفظ حاصل کرے

۱۳۵٤ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ ٱللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ، مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلاَ رِكَابٍ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ خَاصَّةً، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلاَحِ وَالْكُرَاعِ، عُدَّةً فِي سَبِيلِ ٱللهِ. [رواه البخاري: ۲۹۰٤]

۱۳۵۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ بنو نضیر کا مال ان مالوں میں سے تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے لئے غنیمت قرار دیا تھا اور مسلمانوں نے اسے حاصل کرنے کے لئے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑائے تھے لہٰذا یہ مال رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص تھا۔ آپ اس میں سے ایک سال کا خرچہ اپنے گھر والوں کو دے دیتے تھے اور جو باقی بچتا اس سے گھوڑے اور ہتھیار خرید کر جہاد کے سامان کی تیاری کرتے۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ ڈھال اور دیگر ہتھیاروں کا استعمال توکل کے خلاف نہیں ہے چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ مال غنیمت سے ہتھیار خرید کر سامان جہاد کی تیاری کرتے تھے۔

۱۳۵٥ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُفَدِّي رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي). [رواه البخاري: ۲۹۰٥]

۱۳۵۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ قربان کئے ہوں۔ انہی کے متعلق آپ کو یہ فرماتے سنا کہ اے سعد! تیر مارو تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق کے موقعہ پر یہی الفاظ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے بھی استعمال کئے تھے شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا۔ (عون الباری: ۳/۵۱۴)

۳۸ - باب: مَا جَاءَ فِي حِلْيَةِ السُّيُوفِ

باب ۳۸: تلوار پر سونے چاندی کا ملمع کرنا۔

۱۳۵٦ : عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوحَ قَوْمٌ، مَا كَانَتْ حِلْيَةُ سُيُوفِهِمُ الذَّهَبَ وَلاَ

۱۳۵۶۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ سب فتوحات ان لوگوں نے حاصل کی ہیں جن کی تلواروں پر سونے چاندی کا ملمع نہ تھا

الْفِضَّةَ، إِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ الْعُلَابِيَّ وَالآنُكَ وَالْحَدِيدَ. [رواه البخاري: ٢٩٠٩]

بلکہ ان کی تلواروں پر چمڑے' رانگ اور لوہے کا معمولی کام ہوتا تھا۔

فوائد: ابن ماجہ میں اس حدیث کو بیان کرنے کی وجہ ذکر کی گئی ہے کہ جب فاتح قوم حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو ان کی تلواروں پر چاندی کا ملمع تھا حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ کر بہت ناراض ہوئے اور یہ حدیث بیان کی۔ (عون الباری:۳/۵۱۵)

٣٩ - باب: مَا قِيلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ وَالقَمِيصِ فِي الحَرْبِ

باب ۳۹: رسول اللہ ﷺ کی زرہ اور قمیص کا بیان جو لڑائی میں پہنتے تھے

١٢٥٧ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ: (اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ اليَوْمِ)، فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ، وَهُوَ فِي الدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ﴾. وفي رِوايَةٍ: وَذٰلِكَ يَوْمَ بَدْرٍ. [رواه البخاري: ٢٩١٥]

۱۲۵۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خیمہ میں یہ فرما رہے تھے اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور وعدے کا واسطہ دیتا ہوں کہ مسلمانوں کو فتح عطا فرما اے اللہ! اگر تیری یہی مرضی ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ ہو اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! بس یہ آپ کو کافی ہے کہ آپ نے اپنے اللہ سے سخت الحاح اور زاری سے دعا کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ زرہ پہنے ہوئے تھے اور یہ پڑھتے ہوئے باہر نکلے کہ عنقریب (کفار کی) جماعت شکست سے دو چار کی جائے گی اور وہ پیچھے بھاگ جائیں گے بلکہ قیامت کا ان سے وعدہ ہے اور قیامت سخت اور تلخ چیز ہے۔" ایک اور روایت میں ہے کہ یہ واقعہ غزوہ بدر کا ہے۔"

فوائد: رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اس لئے عرض کیا کہ ان جانثاروں کی ہلاکت کے بعد قیامت تک اس زمین پر شرک ہی شرک رہے گا معبود حقیقی کو کوئی ماننے والا نہیں ہوگا۔ (عون الباری:۳/۵۱۶)

٤٠ - باب: الحَرِيرُ فِي الحَرْبِ

باب ۴۰: لڑائی میں ریشمی لباس پہننا

١٢٥٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۱۲۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے

قَالَ: رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيصٍ مِنْ حَرِيرٍ، مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا. [رواه البخاري: ٢٩١٩]

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو خارش کی وجہ سے ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دی تھی۔

فوائد: اگلی روایت میں جوؤں کا ذکر ہے ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ پہلے جوئیں پڑی ہوں گی پھر خارش کا حملہ ہوا کہتے ہیں کہ ریشمی لباس جوئیں مار دیتا ہے اور خارش بھی ختم کر دیتا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۱۸)

١٢٥٩ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ: أَنَّهُمَا شَكَوَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - يَعْنِي الْقَمْلَ - فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيرِ. [رواه البخاري: ٢٩٢٠]

۱۲۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ نے انہیں ریشمی لباس پہننے کی اجازت دی تھی۔

٤١ - باب: مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّومِ

باب ۴۱: جنگ روم کے متعلق جو کہا گیا ہے اس کا بیان

١٢٦٠ : عَنْ أُمِّ حَرَامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنها: أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا). قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ أَنَا فِيهِمْ؟ قَالَ: (أَنْتِ فِيهِمْ). قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ). فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (لَا). [رواه البخاري: ٢٩٢٤]

۱۲۶۰۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ بحری جنگ لڑیں گے ان کے لئے جنت واجب ہے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں ان ہی میں ہوں؟ آپ نے فرمایا تم انہی میں ہو ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ قیصر روم کے دارالحکومت (قسطنطنیہ) پر حملہ آور ہوں گے وہ مغفرت یافتہ ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں بھی ان لوگوں میں ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

فوائد: سب سے پہلے جس نے قیصر روم کے دار الحکومت پر حملہ کیا وہ یزید بن معاویہ تھا اور اس کے ساتھ حضرت ابن عمر' ابن عباس' ابن زبیر اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام بھی

تھے۔ (عون الباری:۳/۵۲۰) اور سب سے پہلے بحری جنگ لڑنے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (علوی)

٤٢ - باب: قِتَالُ الْيَهُودِ

باب ۴۲: یہودیوں سے لڑنا کیسا ہے؟

۱۲۶۱ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (تُقَاتِلُونَ الْيَهُودَ، حَتَّى يَخْتَبِئَ أَحَدُهُمْ وَرَاءَ الْحَجَرِ، فَيَقُولُ: يَا عَبْدَ اللهِ، هٰذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ). وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: (لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا الْيَهُودَ) وَذَكَرَ بَاقِي الْحَدِيثِ. [رواه البخاري: ٢٩٢٥، ٢٩٢٦]

۱۲۶۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم یہودیوں سے جنگ کرو گے تا آنکہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر کے پیچھے چھپا ہو گا تو وہ کہہ دے گا اے مسلم! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کر ڈالو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ تم یہودیوں سے جنگ کرو گے پھر راوی نے باقی حدیث کو ذکر کیا۔

فوائد : نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت ایسا ہو گا کیونکہ تمام یہودی مسیح دجال کے ساتھ دیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اور یہودیوں کو بھی نیست ونابود اور صفحہ ہستی سے مٹائیں گے۔ (عون الباری:۳/۵۲۱)

٤٣ - باب: قِتَالُ التُّرْكِ

باب ۴۳: ترکوں سے جنگ کرنا کیسا ہے؟

۱۲۶۲ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ، صِغَارَ الأَعْيُنِ، حُمْرَ الْوُجُوهِ، ذُلْفَ الأُنُوفِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ). [رواه البخاري: ٢٩٢٨]

۱۲۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی تا آنکہ تم ترکوں سے جنگ کرو گے۔ جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی' چہرے سرخ اور ناک چپٹی ہو گی اور ان کے چہرے چمڑے چڑھی ڈھالوں کی طرح چوڑے اور تہہ بہ تہہ ہوں گے نیز قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ تم ایسے لوگوں سے جنگ کرو گے کہ جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

فوائد : حدیث میں مذکور جملہ صفات ترکوں پر صادق آتی ہیں جو رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد تک کافر تھے بیہقی کی روایت میں صراحت ہے کہ اس حدیث کا مصداق قوم ترک ہے۔

(عون الباری:۳/۵۲۳)

٤٤ - باب: الدُّعاءُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ بِالْهَزِيمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ

باب ۴۴: مشرکین کو شکست اور زلزلہ سے دو چار ہونے کی بد دعا دینا

١٢٦٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ أَبِي أَوْفى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَعا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ الأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: (اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسابِ، اللّٰهُمَّ اْهْزِمِ الأَحْزَابَ، اللّٰهُمَّ اْهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ). [رواه البخاري: ٢٩٣٣]

۱۲۶۳۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احزاب کے دن مشرکین کے لئے یہ بد دعا کی تھی۔ کتاب کے نازل کرنے والے! اور جلد حساب لینے والے اے اللہ! ان کافروں کو شکست دے انہیں ہزیمت سے دوچار کر دے اور ان کے پاؤں میدان سے اکھاڑ دے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے ان کی ہلاکت کی بد دعا کرنے کی بجائے انہیں شکست اور زلزلے سے دوچار ہونے کی دعا کی ہے کیونکہ شکست کے بعد وہ بالکل ختم نہیں ہوں گے پھر عین ممکن ہے کہ یہ خود یا ان کی اولاد میں سے کوئی مسلمان ہو جائے۔ (عون الباری:۳/۵۲۴)

١٢٦٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها: أَنَّ الْيَهُودَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ، فَلَعَنْتُهُمْ، فَقالَ: (ما لَكِ؟). قُلْتُ: أَوَ لَمْ تَسْمَعْ ما قالُوا؟ قالَ: (أَوَلَمْ تَسْمَعِي ما قُلْتُ؟ وَعَلَيْكُمْ). [رواه البخاري: ٢٩٣٥]

۱۲۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہودی ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا السام علیک یعنی تم پر موت آئے تو میں نے ان پر لعنت کی۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے کہا ان لوگوں نے جو کہا وہ آپ نے نہیں سنا؟ آپ نے فرمایا تم نے نہیں سنا جو میں نے کہا یعنی "علیکم" تم پر ہی ہو۔

فوائد: بعض روایات میں اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں "ان کے خلاف ہماری بد دعا تو ضرور قبول ہوگی لیکن ہمارے خلاف ان کی بد دعا قبول نہیں ہوگی۔ (عون الباری:۶/۱۲۵)

٤٥ - باب: الدُّعاءُ لِلْمُشْرِكِينَ بِالْهُدَى لِيَتَأَلَّفَهُمْ

باب ۴۵: مشرکین کیلئے ہدایت کی دعا کرنا تاکہ ان کو مانوس کیا جائے

١٢٦٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ، عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

۱۲۶۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللهَ عَلَيْهَا، فَقِيلَ: هَلَكَتْ دَوْسٌ، قَالَ: (اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ). [رواه البخاري: ٢٩٣٧]

اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قبیلہ دوس نے نافرمانی کی اور قبول اسلام سے انکار کر دیا لہٰذا آپ اللہ سے ان کے متعلق بد دعا کریں تب کہا گیا کہ قبیلہ دوس ہلاک ہو گیا لیکن آپ نے فرمایا اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت فرما اور انہیں حق کی جانب لے آ۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ جب دیکھتے کہ مشرکین کی ایذا رسانی حد سے تجاوز کر گئی ہے تو ان پر بد دعا فرمائی اور جب مشرکین کا رویہ اتنا سنگین نہ ہوتا وہاں ان کی ہدایت کے لئے اللہ سے دعا کرتے جیسا کہ قبیلہ دوس کے لئے دعا فرمائی تو وہ بخوشی مشرف بالاسلام ہو گئے۔ (عون الباری:۶/۱۲۶)

٤٦ - باب: دُعَاءُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الإِسْلاَمِ وَالنُّبُوَّةِ، وَأَنْ لاَ يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضاً أَرْبَاباً مِنْ دُونِ اللهِ

باب ۴۶: رسول اللہ ﷺ کا لوگوں کو اسلام اور تصدیق نبوت کی دعوت دینا اور کہنا کہ کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے علاوہ معبود نہ بنائے

١٢٦٦ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: (لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلاً يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ)، فَقَامُوا يَرْجُونَ لِذٰلِكَ أَيُّهُمْ يُعْطَى، فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَى، فَقَالَ: (أَيْنَ عَلِيٌّ؟). فَقِيلَ: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، فَأَمَرَ فَدُعِيَ لَهُ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ، فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتَّى كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ، فَقَالَ: نُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ: (عَلَى رِسْلِكَ، حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ، فَوَاللهِ لأَنْ يُهْدَى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ

۱۲۶۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں اب جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم اس امید میں کھڑے ہو گئے کہ ان میں سے کس کو جھنڈا ملتا ہے؟ اور دوسرے دن ہر شخص کو یہی امید تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے گا مگر آپ نے فرمایا! حضرت علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ کہا گیا وہ تو آشوب چشم میں مبتلا ہیں آپ کے حکم سے انہیں بلایا گیا آپ نے ان کی دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب دھن لگایا جس سے وہ فوراً صحت یاب ہو گئے۔ گویا ان کو کوئی شکایت ہی نہ تھی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان کافروں سے جنگ کریں گے تاآنکہ وہ ہماری

مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ). [رواه البخاري: ٢٩٤٢]

طرح (مسلمان) ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا آرام سے چلو، جب تم ان کے میدان میں جاؤ تو انہیں دعوت اسلام دو اور ان کے فرائض سے انہیں آگاہ کرو اللہ کی قسم! اگر تمہاری وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

فوائد: سرخ اونٹ عرب کے ہاں پسندیدہ اور مرغوب سرمایہ تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ اگر اس قدر محبوب سرمایہ اللہ کی راہ میں صدقہ کر دے تو بھی اس ثواب کو نہیں پاسکتا جو کسی آدمی کے مسلمان ہونے سے تجھے ملے گا۔ (عون الباری:۳/۵۲۸)

٤٧ - باب: مَن أَرادَ غَزْوَةً فَوَرَّى بِغَيرِهَا وَمَن أَحبَّ الخُرُوجَ إِلَى السَّفرِ يَوْمَ الخَمِيس

باب ۴۷: جو شخص کسی جنگ کا ارادہ کرے لیکن ظاہر کسی دوسری کو کرے نیز جمعرات کے دن سفر کو جس نے بہتر خیال کیا۔

١٢٦٧ : عَنْ كَعْبِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: لَقَلَّما كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَخْرُجُ، إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ، إِلاَّ يَوْمَ الخَمِيسِ. [رواه البخاري: ٢٩٤٩]

۱۲۶۷۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ کرتے تو جمعرات کے علاوہ دوسرے دنوں میں کم تشریف لے جایا کرتے تھے۔

فوائد: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جہاد کا ارادہ فرماتے تھے خاص مصلحت کے پیش نظر کسی دوسرے کام کا اظہار کرتے تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو۔

٤٨ - باب: التَّوْدِيعُ

باب ۴۸: سفر کے وقت الوداع کہنا

١٢٦٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي بَعْثٍ، فَقالَ لَنَا: (إِنْ لَقِيتُمْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا - لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُما - فَحَرِّقُوهُما بِالنَّارِ). قالَ: ثُمَّ أَتَيْنَاهُ نُوَدِّعُهُ حِينَ أَرَدْنَا الخُرُوجَ،

۱۲۶۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے کسی لشکر کے ساتھ بھیجا اور ہم سے فرمایا جب تم قریش کے فلاں فلاں آدمیوں کو پاؤ تو انہیں آگ میں جلا دینا۔ آپ نے ان کا نام بھی لیا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم سفر میں جانے لگے تو آپ

فَقَالَ: (إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا فُلاَنًا وَفُلاَنًا بِالنَّارِ، وَإِنَّ النَّارَ لاَ يُعَذِّبُ بِهَا إِلاَّ ٱللهُ، فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا). [رواه البخاري: ٢٩٥٤]

کے پاس رخصت کے لئے آئے۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں شخص کو آگ میں جلا دینا مگر آگ سے عذاب تو اللہ ہی کرتا ہے لہٰذا تم اگر ان کو گرفتار کرو تو قتل کر دینا۔

فوائد: یعنی بوقت سفر الوداع کہنا سنت ہے خواہ مسافر مقیم کو کہے خواہ اس کے برعکس ہو حدیث میں پہلی صورت کا بیان ہے دوسری صورت کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۲۹)

٤٩ - باب: السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلإِمَامِ

باب ۴۹: امام کی بات کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا

١٢٦٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ ما لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ). [رواه البخاري: ٢٩٥٥]

۱۲۶۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا! امام کی بات کو سننا اور ماننا ضروری ہے تاوقتیکہ وہ کسی گناہ کا حکم نہ دے اگر کسی گناہ کا حکم دے تو اس کی بات سننا اور ماننا ضروری نہیں ہے۔

فوائد: یہ حدیث رد تقلید کے لئے زبردست دلیل ہے۔ (عون الباری:۳/۵۳۰)

٥٠ - باب: يُقَاتَلُ مِن وَرَاءِ الإِمَامِ وَيُتَّقى بِهِ

باب ۵۰: امام کے زیر سایہ حملہ اور دفاع کیا جاتا ہے

١٢٧٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ). وَيَقُولُ: (مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ ٱللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى ٱللهَ، وَمَنْ يُطِعِ الأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي، وَإِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ، يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ، فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى ٱللهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا، وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ

۱۲۷۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم لوگ بعد میں آنے والے ہیں مگر مرتبہ میں سبقت لے جانے والے ہیں نیز آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کا کہا مانا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس شخص نے حاکم شریعت کی فرمانبرداری کی تو بلاشبہ اس نے میری اطاعت کی اور جو شخص حاکم شریعت کی نافرمانی کرے گا تو بلا شبہ اس نے میری نافرمانی کی اور امام تو ڈھال کی طرح ہے جس کے زیر

عَلَيْهِ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٢٩٥٧]

سایہ جنگ کی جاتی ہے اور اس کے ذریعہ ہی دفاع کیا جاتا ہے اگر وہ اللہ سے ڈرنے کا حکم دے اور عدل کرے تو اسے ثواب ملے گا اور اگر وہ اس کے خلاف کرے تو اس کے سبب گناہ گار ہو گا۔

فوائد: حاکم شریعت کی ذات لوگوں کے لئے بایں طور ڈھال کی ہوتی ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی دوسرے پر ظلم نہیں کرتا دشمن بھی خوف زدہ رہتا ہے لہٰذا اس ڈھال کی حفاظت کرنا تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ (عون الباری: ۳/۵۲۳)

٥١ - باب: اَلْبَيْعَةُ فِي الحَرْبِ عَلَى أَن لا يَفِرُّوا

باب ۵۱: جنگ میں اس بات پر بیعت لینا کہ وہ راہ فرار اختیار نہ کریں

١٢٧١ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ المُقْبِلِ، فَمَا ٱجْتَمَعَ مِنَّا ٱثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَايَعْنَا تَحْتَهَا، كَانَتْ رَحْمَةً مِنَ ٱللهِ. قيل لَهُ: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ، عَلَى المَوْتِ؟ قَالَ: لاَ، بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ. [رواه البخاري: ٢٩٥٨]

۱۲۷۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ بیعت رضوان کے بعد آئندہ سال جب دوبارہ وہاں آئے تو ہم میں سے دو آدمیوں نے بھی بالاتفاق اس درخت کو شناخت نہ کیا جس کے نیچے ہم نے بیعت کی تھی اللہ کی اس میں کچھ مہربانی تھی پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کس بات پر بیعت لی تھی۔ کیا موت پر؟ انہوں نے کہا بلکہ ثابت قدم رہنے پر آپ نے ان سے بیعت لی تھی۔

فوائد: اس درخت کو شناخت نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت و مہربانی تھی ورنہ اندیشہ تھا کہ جاہل لوگ اس کی اتنی تعظیم بجالاتے کہ اس کے متعلق نفع دینے یا نقصان پہنچانے کا عقیدہ رکھ لیتے۔ (عون الباری: ۳/۵۳۳)

١٢٧٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ زَمَنُ الحَرَّةِ أَتَاهُ آتٍ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ ٱبْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى المَوْتِ، فَقَالَ: لاَ أُبَايِعُ عَلَى هٰذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري:

۱۲۷۲۔ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ واقعہ حرہ میں ان کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا لوگوں سے مرمٹنے پر بیعت لے رہا ہے تو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے اس شرط پر بیعت نہ کریں گے۔

[۲۹۵۹

فوائد : رسول اللہ ﷺ کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دینا جزو ایمان ہے لیکن ان کے علاوہ کسی دوسرے کو یہ اعزاز نہیں کہ اس کے لئے اپنی جان کا نذرانہ دے دیا جائے۔ (عون الباری:۳/۵۳۴)

۱۲۷۳ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ، فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ: (يَا ابْنَ الأَكْوَعِ أَلا تُبَايِعُ؟). قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (وَأَيْضًا)، فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ، فقِيلَ لَهُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ، عَلَى أَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُونَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ. [رواه البخاري: ۲۹۶۰]

۱۲۷۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور اس کے بعد ایک درخت کے سائے کی طرف ہو گیا پھر جب ہجوم ہوا تو آپ نے فرمایا اے ابن اکوع رضی اللہ عنہ! کیا تم بیعت نہیں کرو گے؟ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں تو بیعت کر چکا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا تو پھر سہی! لہٰذا میں نے آپ سے دوبارہ بیعت کی پھر ان سے کسی نے دریافت کیا کہ تم نے اس دن کس بات پر بیعت کی تھی انہوں نے کہا موت پر۔

فوائد : حضرت سلمہ بن اکوع بڑے جری' بہادر اور جفاکش انسان تھے رسول اللہ ﷺ نے ان سے دوسری مرتبہ بیعت لی تاکہ اللہ کی راہ میں خوشی خوشی اپنی جان کا نذرانہ پیش کریں۔ (عون الباری:۳/۵۳۵)

۱۲۷٤ : عَنْ مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ أَنَا وَأَخِي فَقُلْتُ: بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: (مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا)، فَقُلْتُ: عَلامَ تُبَايِعُنَا؟ قَالَ: (عَلَى الإِسْلامِ وَالْجِهَادِ). [رواه البخاري: ۲۹۶۲، ۲۹۶۳]

۱۲۷۴۔ حضرت مجاشع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بھائی کو لایا اور میں نے عرض کیا کہ آپ ہم سے ہجرت پر بیعت لیں آپ نے فرمایا کہ ہجرت تو اہل ہجرت پر ختم ہو چکی ہے میں نے عرض کیا پھر آپ کس بات پر ہم سے بیعت لیں گے؟ آپ نے فرمایا اسلام اور جہاد پر۔

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیعت کی کئی اقسام ہیں مثلاً بیعت اسلام' بیعت ہجرت اور بیعت جہاد وغیرہ لیکن رائج الوقت بیعت تصوف کا دین اسلام میں کوئی وجود نہیں ہے۔

٥٢ - باب: عَزْمُ الإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيمَا يُطِيقُونَ

باب ۵۲: امام کا لوگوں کو اسی بات کا پابند کرنا جس کی وہ طاقت رکھتے ہوں

۱۲۷٥ : عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ

۱۲۷۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ أَتَانِي الْيَوْمَ رَجُلٌ، فَسَأَلَنِي عَنْ أَمْرٍ ما دَرَيْتُ ما أَرُدُّ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا مُؤْدِيًا نَشِيطًا، يَخْرُجُ مَعَ أُمَرائِنَا في المَغَازِي، فَيَعْزِمُ عَلَيْنَا في أَشْيَاءَ لاَ نُحْصِيهَا؟ فَقُلْتُ لَهُ: وَاللّٰهِ ما أَدْرِي ما أَقُولُ لَكَ، إلاَّ أَنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَعَسى أَنْ لاَ يَعْزِمَ عَلَيْنَا في أَمْرٍ مَرَّةً حَتَّى نَفْعَلَهُ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَنْ يَزَالَ بِخَيْرٍ ما اتَّقَى اللّٰهَ، وَإِذَا شَكَّ في نَفْسِهِ شَيْءٌ سَأَلَ رَجُلًا فَشَفَاهُ مِنْهُ، وَأَوْشَكَ أَنْ لاَ تَجِدُوهُ، وَالَّذِي لاَ إِلٰهَ إِلاَّ هُوَ، ما أَذْكُرُ ما غَبَرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ كَالثَّغَبِ، شُرِبَ صَفْوُهُ وَبَقِيَ كَدَرُهُ. [رواه البخاري: ٢٩٦٤]

ہے انہوں نے کہا کہ آج میرے پاس ایک شخص نے آکر ایک مسئلہ پوچھا لیکن میں نہ سمجھا کہ کیا جواب دوں؟ اس نے کہا بتائیے! ایک تندرست و توانا آدمی جو ہتھیار سے آراستہ ہے وہ ہمارے امراء کے ساتھ جہاد میں جاتا ہے مگر وہ چند باتوں میں ایسے احکام دیتے ہیں جن پر ہم عمل پیرا نہیں ہو سکتے' میں نے ان سے کہا اللہ کی قسم! میری سمجھ سے باہر ہے کہ اس کے سوا میں تجھے کیا جواب دوں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاتے تھے تو آپ ہم کو ایک مرتبہ حکم فرماتے جس کو ہم کر لیا کرتے تھے اور بے شک تم میں سے ہر شخص نیکی پر رہے گا جب تک کہ اللہ سے ڈرتا ہے لیکن اگر اس کے دل میں کسی بات کا کھٹکا ہو تو وہ کسی ایسے شخص سے دریافت کرے جو اس کی تشفی کر دے لیکن عنقریب تمہیں ایسا آدمی نہ مل سکے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں کہ جتنی دنیا باقی ہے اس کی بابت میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ایک حوض کی طرح ہے جس کا صاف پانی پی لیا گیا ہے اور گدلا پانی باقی رہ گیا ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حاکم وقت اگر شریعت کے مطابق کوئی حکم دے تو اس کی بجا آوری ضروری ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی بات پر گامزن تھے۔ (عون الباری:۳/۵۳۸)

٥٣ - باب: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ القِتَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ

باب ۵۳: رسول اللہ ﷺ جب صبح کو لڑائی شروع نہ کرتے تو اسے موخر کر دیتے تا آنکہ سورج ڈھل جاتا۔

١٢٧٦ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ

۱۲۷۶۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی جہاد کے

ٱللهِ ﷺ في بَعْضِ أَيَّامِهِ، الَّتِي لَقِيَ فِيهَا، ٱنْتَظَرَ حَتَّى مالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قامَ في النَّاسِ قالَ: (أَيُّها النَّاسُ، لاَ تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَسَلُوا ٱللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَٱصْبِرُوا، وَٱعْلَمُوا أَنَّ الجَنَّةَ تَحْتَ ظِلاَلِ السُّيُوفِ)، ثُمَّ قالَ: (اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ) إلى آخِرِهِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ باقي الدُّعاء. (برقم: ١٢٦٣) [رواه البخاري: ٢٩٦٥، ٢٩٦٦]

موقع پر جس میں دشمن سے مقابلہ ہوا انتظار کیا یہاں تک کہ آفتاب ڈھل گیا۔ اس کے بعد آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا لوگو! دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو بلکہ اللہ سے عافیت مانگو لیکن اگر دشمن سے مقابلہ ہو تو صبر کرو اور خوب جان لو کہ تلواروں کے سایہ تلے جنت ہے پھر آپ نے یوں دعا کی اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے ..... باقی دعا پہلے گزر چکی ہے۔ (۱۲۶۳)

فوائد: لڑائی کے لئے زوال آفتاب کا اس لئے انتظار کرتے کہ یہ وقت باد صبا چلنے کا ہے جو بالعموم فتح ونصرت کا باعث ہوتی تھی واللہ اعلم۔ (عون الباری:۳/۵۴۰)

٥٤ - باب: الأَجِيرُ

باب ۵۴: مزدور لے کر جہاد میں جانا

١٢٧٧ : عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: ٱسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا، فَقَاتَلَ رَجُلًا، فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الآخَرِ، فَٱنْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ وَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَهْدَرَهَا، فَقَالَ: (أَيَدْفَعُ يَدَهُ إِلَيْكَ فَتَقْضَمُهَا كما يَقْضَمُ الْفَحْلُ). [رواه البخاري: ٢٩٧٣]

۱۲۷۷۔ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک آدمی کو اجرت پر رکھا تھا وہ ایک شخص سے لڑ پڑا ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ کھایا اور جب دوسرے نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اس کے اگلے دانت گر گئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس کے دانت کا معاوضہ نہیں دلایا بلکہ فرمایا کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں ہی رہنے دیتا اور تو اونٹ کی طرح اس کو چبا ڈالتا۔

فوائد: ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ جنگ پر جانے کا اعلان کیا تو میں اس وقت بوڑھا تھا اور میرا کوئی خدمتگار بھی نہ تھا تو میں ایک شخص کو تین دینار کے عوض اپنے ساتھ جہاد کے لئے لے گیا۔ (عون الباری:۳/۵۴۱)

٥٥ - باب: مَا قِيلَ فِي لِوَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۵۵: رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کا بیان

١٢٧٨ : عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَالَ لِلزُّبَيْرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: هَا هُنَا أَمَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ. [رواه البخاري: ٢٩٧٦]

۱۲۷۸۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اسی جگہ جھنڈا گاڑنے کا حکم فرمایا تھا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا صرف جہاد کے لئے استعمال ہوتا تھا لیکن آج ہر تنظیم نے اپنا الگ جھنڈا بنالیا ہے جسے خاص مواقع پر لہرایا جاتا ہے اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

٥٦ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ»

باب ۵۶: فرمان نبوی! مجھے ایک ماہ کی مسافت پر بذریعہ رعب مدد دی گئی ہے

١٢٧٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا. [رواه البخاري: ٢٩٧٧]

۱۲۷۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایسی باتیں دے کر بھیجا گیا ہوں جو جامع ہیں اور بذریعہ رعب مجھ کو مدد دی گئی ہے۔ لہٰذا ایک دن جبکہ میں سو رہا تھا میرے پاس دنیا کے تمام خزانوں کی کنجیاں لاکر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کر کے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو دنیا سے تشریف لے گئے اور اب تم ان خزانوں کو نکال رہے ہو۔

فوائد: ان خزانوں سے مراد قیصر و کسریٰ کے خزانے ہیں جو مسلمانوں کے ہاتھ لگے یا اس سے مراد معدنیات ہیں جو زمین سے نکلتی ہیں سونا چاندی اور دیگر جواہرات اس میں شامل ہیں۔ (عون الباری:۳/۵۴۴)

٥٧ - باب: حَمْلُ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ، وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ﴾

باب ۵۷: جہاد میں زاد راہ ساتھ رکھنا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "زاد راہ ہمراہ رکھو عمدہ زاد راہ تو تقویٰ ہی ہے"

١٢٨٠ : عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُولِ

۱۲۸۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے

ٱللهِ ﷺ في بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ، حِينَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجِرَ إِلَى المَدِينَةِ، قَالَتْ: فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ، وَلاَ لِسِقَائِهِ ما نَرْبِطُهُمَا بِهِ، فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: وَٱللهِ ما أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُ بِهِ إِلاَّ نِطَاقِي، قالَ: فَشُقِّيهِ بِٱثْنَيْنِ فَٱرْبِطِي: بِوَاحِدِ السِّقَاءَ وَبِالآخَرِ السُّفْرَةَ، فَفَعَلْتُ، فَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ: ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ. [رواه البخاري: ٢٩٧٩]

مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا تو میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں آپ کے لئے ایک دسترخوان تیار کیا وہ کہتی ہیں کہ جب مجھے آپ کے دسترخوان اور پانی کے مشکیزے کو باندھنے کے لئے کوئی چیز نہ ملی تو میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ قسم! مجھے اپنے کمر بند کے علاوہ کوئی چیز نہیں ملتی جس سے باندھوں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے کمر بند کے دو حصے کر لو ایک سے پانی کے ظرف کو باندھو اور دوسرے سے دسترخوان کو میں نے ایسا ہی کیا تو اسی وجہ سے میرا نام ذات النطاقین رکھا گیا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ سفر میں سامان خرچ ساتھ لے کر چلنا توکل کے منافی نہیں جیسا کہ بعض صوفیوں کا خیال ہے البتہ یہ سفر ہجرت تھا اور سفر جہاد کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:٣/٥٣٦)

٥٨ - باب: الرِّدْفُ عَلَى الْحِمَارِ

باب ۵۸: گدھے پر دو آدمیوں کا سوار ہونا۔

١٢٨١ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ، عَلَى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ. [رواه البخاري: ٢٩٨٧]

۱۲۸۱۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے گدھے پر سوار ہوئے جس کی زین پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ پیچھے سوار فرمالیا۔

١٢٨٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَقْبَلَ يَوْمَ الفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَمَعَهُ بِلاَلٌ، وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الحَجَبَةِ، حَتَّى أَنَاخَ في المَسْجِدِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ البَيْتِ فَفَتَحَ، وَدَخَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، وباقي

۱۲۸۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ کی بلندی سے تشریف لائے تو آپ اپنی سواری پر اپنے ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سوار کئے ہوئے تھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو کعبہ کے دربانوں میں سے تھے پھر آپ نے مسجد میں اونٹ بٹھایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چابی

الحَدِيث قَدْ تَقَدَّمَ. (برقم: ٢٩٦) [رواه البخاري: ٢٩٨٨ وانظر حديث رقم: ٥٠٥]

لے آئیں چنانچہ کعبہ کھولا گیا اور رسول اللہ ﷺ اس میں داخل ہوئے باقی حدیث پہلے (۳۱۷) گزر چکی ہے۔

فوائد : اس حدیث میں اونٹنی پر دو آدمیوں کا سوار ہونا بیان کیا گیا ہے گدھے کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۴۸)

٥٩ - باب: كَرَاهِيَةُ السَّفَرِ بِالمَصَاحِفِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ

باب۵۹: دشمن کے ملک کی طرف قران مجید کے ساتھ سفر کرنا مکروہ ہے۔

١٢٨٣ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ. (برقم: ٢٩٦) [رواه البخاري: ٢٩٩٠]

۱۲۸۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ دشمن کے ملک کی طرف قرآن مجید لے کر سفر کیا جائے۔

فوائد : قرآن مجید کی عظمت وتوقیر کے پیش نظر ایسا حکم دیا گیا مبادا کفار کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اس کی بے حرمتی کریں اس بناء پر کافر کے ہاتھ قرآن مجید فروخت کرنا بھی منع ہے۔ (عون الباری:۳/۵۴۹)

٦٠ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيرِ

باب ۶۰: چلا کر تکبیر کہنے سے ممانعت

١٢٨٤ : عَنْ أَبِي مُوسى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ، هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ٱرْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَيُّهَا النَّاسُ ٱرْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّهُ مَعَكُمْ وإِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ. [رواه البخاري: ٢٩٩٢]

۱۲۸۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہے تھے جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے تو زور سے "لا الہ الا اللہ" اور "اللہ اکبر" کہتے جب ہماری آوازیں بلند ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اپنی جانوں پر آسانی کرو کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ وہ تو تمہارے ساتھ ہے بے شک وہ سنتا ہے اور قریب ہی ہے۔

فوائد : اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے غائب کے مقابلہ میں قریب کو بیان کیا ہے حالانکہ غائب کے مقابلہ میں حاضر ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حاضر وناظر صفات الٰہیہ میں سے نہیں ہے لیکن ہم لوگ اسے بکثرت استعمال کرتے ہیں۔

٦١ - باب: التَّسْبِيحُ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا

باب ۶۱: نشیب میں اترتے وقت سبحان اللہ کہنا

١٢٨٥ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ الأَنْصاريِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا. [رواه البخاري: ٢٩٩٣]

۱۲۸۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے اور جب پستی میں اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

٦٢ - باب: يُكْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي الإِقَامَةِ

باب ۶۲: مسافر کی اسی قدر عبادتیں لکھی جاتی ہیں جو وہ بحالت اقامت کرتا تھا

١٢٨٦ : عَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ، أَوْ سَافَرَ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ ما كانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا). [رواه البخاري: ٢٩٩٦]

۱۲۸۶۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو وہ جس قدر عبادات بحالت اقامت اور دوران صحت کرتا تھا اس کے لئے وہ سب لکھی جاتی ہیں۔

فوائد: اگر کوئی بیماری یا سفر کی وجہ سے فرض کی ادائیگی سے عاجز رہے تو حدیث کی رو سے امید ہے کہ ثواب سے محروم نہیں کیا جائے گا مثلاً کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے لیکن کسی مجبوری کی بناء پر بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو اس کے لئے قیام کا ثواب لکھا جائے گا۔ (عون الباری:۳/۵۵۲)

٦٣ - باب: السَّيْرُ وَحْدَهُ

باب ۶۳: اکیلے سفر کرنا

١٢٨٧ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قالَ: (لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ ما فِي الْوَحْدَةِ ما أَعْلَمُ، ما سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ). [رواه البخاري: ٢٩٩٨]

۱۲۸۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تنہا چلنے کا جو نقصان مجھے معلوم ہے وہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو کوئی سوار بھی رات کے وقت اکیلا سفر نہ کرے۔

فوائد: امام بخاری نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک حدیث ذکر کی ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر جاسوسی کے لئے بھیجا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی جنگی ضرورت کے پیش نظر اکیلا سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۵۵۳)

٦٤ - باب: الجِهَادُ بِإِذْنِ الأَبَوَيْنِ

باب ۶۴: ماں باپ کی اجازت سے جہاد کرنا

١٢٨٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَٱسْتَأْذَنَهُ فِي ٱلْجِهَادِ، فَقَالَ: (أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ). [رواه البخاري: ٣٠٠٤]

۱۲۸۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے جہاد کی اجازت مانگی آپ نے پوچھا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! پھر آپ نے فرمایا کہ انہی کی خدمت کرنے میں کوشش کرو۔

فوائد: والدین کی خدمت فرض عین اور جہاد فرض کفایہ ہے اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں اجازت نہ دیں تو جہاد کے لئے جانا جائز نہیں بشرطیکہ والدین مسلمان ہوں اگر جہاد فرض عین ہو جائے تو ان سے اجازت لینا ضروری نہیں۔ (عون الباری:۳/۵۵۴)

٦٥ - باب: مَا قِيلَ فِي الجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي أَعْنَاقِ الإِبِلِ

باب ۶۵: اونٹ کی گردن میں گھنٹی وغیرہ لٹکانے کا بیان

١٢٨٩ : عَنْ أَبِي بَشِيرٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ رَسُولًا: (أَنْ لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ - أَوْ قِلَادَةٌ - إِلَّا قُطِعَتْ). [رواه البخاري: ٣٠٠٥]

۱۲۸۹۔ حضرت ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے جب سب لوگ اپنی اپنی خواب گاہوں میں چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک قاصد کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں کوئی بندھن' تانت وغیرہ باقی نہ رہے بلکہ اسے کاٹ دیا جائے۔

فوائد: چونکہ اس طرح کی تانت میں گھنٹی باندھی جاتی تھی یا نظر بد سے بچنے کے لئے اسے استعمال کیا جاتا تھا لہٰذا منع کر دیا گیا ہے ممکن ہے اس لئے منع کیا ہو کہ بھاگتے وقت ان کے گلے نہ گھٹ جائیں۔

(عون الباری:۳/۵۵۵)

٦٦ - باب: مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً أَوْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ؟

باب ٦٦: جو شخص لشکر جہاد میں لکھ لیا جائے پھر اس کی اہلیہ حج کو جانے لگے یا کوئی اور عذر پیش آئے تو کیا اس کو اجازت دی جا سکتی ہے؟

١٢٩٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِٱمْرَأَةٍ، وَلاَ تُسَافِرَنَّ ٱمْرَأَةٌ إِلاَّ وَمَعَهَا مَحْرَمٌ)، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ٱكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَخَرَجَتِ ٱمْرَأَتِي حَاجَّةً، قَالَ: (ٱذْهَبْ، فَحُجَّ مَعَ ٱمْرَأَتِكَ). [رواه البخاري: ٣٠٠٦]

۱۲۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور نہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میرا نام فلاں فلاں جہاد کے لئے لکھ لیا گیا ہے لیکن میری اہلیہ حج کے لئے جا رہی ہے آپ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے ایک ضروری کام کو اہمیت دی کیونکہ جہاد میں اس کے بدلے کوئی دوسرا بھی شریک ہو سکتا تھا لیکن سفر حج میں اس کی بیوی کے ساتھ کوئی اور نہیں جا سکتا تھا۔ (عون الباری:۳/۵۵۷)

٦٧ - باب: الأَسَارَى فِي السَّلاَسِلِ

باب ٦٧: قیدیوں کو پابند سلاسل کرنا

١٢٩١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (عَجِبَ ٱللهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلاَسِلِ). [رواه البخاري: ٣٠١٠]

۱۲۹۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ ان لوگوں کے حال پر تعجب کرتا ہے جو جنت میں زنجیروں سے جکڑے ہوئے داخل ہوں گے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں پابہ زنجیر ہو کر مسلمانوں کے قیدی بنے پھر خوشی سے مسلمان ہوئے اور اسی اسلام پر انہیں موت آئی اور جنت میں داخل ہوئے یعنی ان کا پابند سلاسل ہونا جنت میں داخلے کا سبب بنا۔ (عون الباری:۳/۵۵۸)

٦٨ - باب: أَهْلُ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ فَيُصَابُ الوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ

باب ٦٨: اگر کافروں پر شبخوں مارتے وقت عورتیں بچے سوتے میں قتل ہو جائیں تو جائز ہے

١٢٩٢ : عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ بِالأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ، وَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ ٱلدَّارِ يُبَيَّتُونَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ؟ قَالَ: (هُمْ مِنْهُمْ)، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: (لَا حِمَى إِلَّا للهِ تَعَالَى وَلِرَسُولِهِ ﷺ). [رواه البخاري: ٣٠١٢]

١٢٩٢۔ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ابواء یا ودان کے مقام میں میری طرف سے گزرے تو ان سے پوچھا گیا کہ جن مشرکین سے لڑائی ہے اگر شبخون میں ان کی عورتوں اور بچوں کو مارا جائے تو کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بھی تو انہی میں سے ہیں اور میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ سرکاری چراگاہ اللہ اور اس کی رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لئے جائز نہیں۔

فوائد: یعنی مشرکین کے بچے اور عورتیں انہی میں شامل ہیں اگر ان کا بچہ یا عورت مسلمانوں کا مقابلہ کرے تو ان کا قتل ضروری ہے اسی طرح اگر مشرکین ان بچوں یا عورتوں کو بطور ڈھال استعمال کریں تو انہیں قتل کرنا جائز ہے۔ (عون الباری:۳/۵۶۰)

٦٩ - باب: قَتْلُ الصِّبْيَانِ فِي الحَرْبِ

باب ٦٩: لڑائی میں بچوں کا قتل کر دینا کیسا ہے؟

١٢٩٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ ٱمْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ ﷺ مَقْتُولَةً، فَأَنْكَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ. [رواه البخاري: ٣٠١٤]

١٢٩٣۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں ایک عورت مقتول پائی گئی تب آپ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمادیا۔

فوائد: بلاوجہ دانستہ طور پر عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا منع ہے اگر غیر دانستہ طور پر قتل ہو جائیں تو اس پر مواخذہ نہ ہو گا۔ (عون الباری:۳/۵۶۲)

٧٠ - باب: لا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ الله

باب ۷۰: اللہ کے عذاب سے کسی کو عذاب نہ دیا جائے

١٢٩٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: لَمَّا بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ حَرَّقَ قَوْمًا بِالنَّارِ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ، لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ ٱللهِ). وَلَقَتَلْتُهُمْ، كما قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَٱقْتُلُوهُ). [رواه البخاري: ٣٠١٧]

۱۲۹۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہیں خبر ملی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو آگ میں جلا دیا ہے تو انہوں نے کہا اگر میں ہوتا تو انہیں ہرگز نہ جلاتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے عذاب (آگ) سے کسی کو عذاب نہ دو۔ ہاں میں ان کو قتل کروا دیتا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین بدلے تو اسے قتل کر دو۔

فوائد: دور حاضر میں آلات حرب مثلاً توپ' راکٹ' گولہ بارود وغیرہ تمام آگ ہی کی قسم سے ہیں چونکہ کفار نے اس قسم کا اسلحہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے لہٰذا جواباً ایسا اسلحہ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٧١ - باب

باب ۷۱:

١٢٩٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ، فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى ٱللهُ إِلَيْهِ: أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَحْرَقْتَ أُمَّةً مِنَ الأُمَمِ تُسَبِّحُ الله). [رواه البخاري: ٣٠١٩]

۱۲۹۵۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انبیاء میں سے کسی نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ کھایا تو اس کے حکم سے چیونٹیوں کا بل جلا دیا گیا پھر اللہ نے ان پر وحی بھیجی کہ تجھے ایک چیونٹی نے کاٹا لیکن تو نے ان کے ایک گروہ کو جلا دیا جو اللہ کی تسبیح کرتی تھیں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے چیونٹی اور شہد کی مکھی کو مار ڈالنے سے منع فرمایا ہے البتہ موذی جانور کو مارنا یا جلانا جائز ہے امام بخاری کا استدلال یہی معلوم ہوتا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۶۵)

٧٢ - باب: حَرْقُ الدُّورِ وَالنَّخِيلِ

باب ۷۲: گھروں اور نخلستان کو جلانا

١٢٩٦ : عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ

۱۲۹۶۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم مجھے

ٱللهِ ﷺ: «أَلاَ تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الخَلَصَةِ؟»، وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَّةِ، قَالَ: فَٱنْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لاَ أَثْبُتُ عَلَى الخَيْلِ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: «اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ، وَٱجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا». فَٱنْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يُخْبِرُهُ، فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ، أَوْ أَجْرَبُ. قَالَ: فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ. [رواه البخاري: ٣٠٢٠]

ذی الخلصہ سے راحت کیوں نہیں دیتے؟ یہ قبیلہ خثعم میں ایک گھر تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کا فرمان سن کر قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ چلا جن کے پاس گھوڑے تھے لیکن میرا پاؤں گھوڑے پر نہیں جمتا تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا جس سے میں نے آپ کی انگلیوں کے نشان اپنی سینہ پر دیکھے اور آپ نے فرمایا اے اللہ! اس کو گھوڑے پر جما دے اسے ہدایت کرنے والا اور ھدایت یافتہ بنا دے۔ الغرض حضرت جریر رضی اللہ عنہ وہاں گئے اور اس بت کو توڑ کر جلا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو ایک آدمی کے ذریعہ اس کی اطلاع دی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد نے بیان کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں آپ کے پاس اس وقت آیا ہوں جبکہ وہ خارشی اونٹ کی طرح خاکستر ہو چکا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے پانچ دفعہ یہ دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے "قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور آدمیوں میں اللہ تعالیٰ برکت فرمائے۔"

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمن کے باغات اور مکانات جلانا درست ہے اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی کراہت منقول ہے ممکن ہے کہ انہیں قرائن سے ان کے فتح ہونے کا یقین ہو گیا ہو اس لئے باغات و مکانات تباہ کرنے کو مکروہ سمجھا۔ (عون الباری:۳/۵۶۷)

٧٣ - باب: الحَرْبُ خَدْعَةٌ

باب ۷۳: لڑائی ایک چال کا نام ہے

١٢٩٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «هَلَكَ كِسْرَى، ثُمَّ لاَ يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ،

۱۲۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسری ہلاک ہو گیا اب اس کے بعد دوسرا کسری

وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُونُ قَيْصَرُ بَعْدَهُ، وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ). [رواه البخاري: ٣٠٢٧]

نہ ہو گا اور قیصر بھی ہلاک ہو گا اور اس کے بعد پھر دوسرا قیصر نہ ہو گا اور قیصر و کسریٰ کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کئے جائیں گے۔

فوائد: قریش اکثر تجارت پیشہ تھے اور بغرض تجارت شام اور عراق جاتے تھے جب مسلمان ہوئے تو انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ اب قیصر اور کسریٰ کی حکومتیں ہماری تجارت میں حائل ہوں گی تو آپ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے یہ پیشین گوئی فرمائی۔ (عون الباری:۳/۵۶۸)

١٢٩٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمَّى النَّبِيُّ ﷺ الْحَرْبَ خِدْعَةً. [رواه البخاري: ٣٠٢٩]

۱۲۹۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے لڑائی کو مکرو فریب کا نام دیا۔ (مراد چال اور تدبیر ہے)

فوائد: لڑائی میں جنگی چالوں کے ذریعے دشمن کو دھوکا دیا جا سکتا ہے لیکن اس سے مراد دغا بازی کرنا یا عہد توڑنا نہیں کیونکہ ایسا کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ (عون الباری:۳/۵۶۹)

٧٤ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالاخْتِلَافِ فِي الْحَرْبِ وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إمَامَهُ

باب ۷۴: جنگ میں باہمی جدال و اختلاف مکروہ ہے اور جو اپنے امام کی نافرمانی کرے اس کی سزا

١٢٩٩ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ - وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا - عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ: (إنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ، فَلَا تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ)، فَهَزَمُوهُمْ، قَالَ: فَأَنَا وَاللهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ، قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَأَسْوُقُهُنَّ، رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ، فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُبَيْرٍ: الْغَنِيمَةَ أَيْ قَوْمِ الْغَنِيمَةَ،

۱۲۹۹۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن پچاس پیادوں پر حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کر کے تاکید فرمادی۔ اگر تم ہم کو اس حالت میں بھی دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت نوچ رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا تا آنکہ میں تم سے کہلا بھیجوں اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے کافروں کو مار بھگایا ہے اور پامال کر دیا ہے تب بھی تم نے اپنی جگہ پر قائم رہنا ہے تا آنکہ میں تمہیں پیغام بھیجوں چنانچہ مسلمانوں نے کافروں کو شکست دے کر بھگا دیا حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اللہ کی قسم! میں نے خود مشرک عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے

ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُونَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جُبَيْرٍ: أَنَسِيتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالُوا: وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ، فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ فَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ، فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ، فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً، سَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَتِيلًا، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُجِيبُوهُ، ثُمَّ قَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَّا هَؤُلَاءِ فَقَدْ قُتِلُوا، فَمَا مَلَكَ عُمَرُ نَفْسَهُ، فَقَالَ: كَذَبْتَ وَاللهِ يَا عَدُوَّ اللهِ، إِنَّ الَّذِينَ عَدَدْتَ لَأَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ، وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوؤُكَ، قَالَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ، إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً، لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي، ثُمَّ أَخَذَ يَرْتَجِزُ: أُعْلُ هُبَلْ، أُعْلُ هُبَلْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَلَا تُجِيبُونَهُ؟). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا

اٹھائے بھاگی جارہی تھیں نیز ان کی پازیب اور پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا لوگو! اب لوٹ کا مال اٹھاؤ' غنیمت کو اکٹھا کرو تمہارے ساتھی غالب آگئے ہیں اور تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھول گئے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم تو لوگوں کے پاس جا کر غنیمت کا مال لوٹیں گے۔ چنانچہ جب وہ لوگ وہاں گئے تو کافروں نے ان کے منہ پھیر دیئے اور شکست کھا کر بھاگنے لگے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پچھلی طرف بلا رہے تھے اور آپ کے ساتھ بارہ آدمیوں کے علاوہ اور کوئی نہ رہا تو کافروں نے ہمارے ستر آدمی شہید کر دیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے بدر کے دن ایک سو چالیس آدمیوں کا نقصان کیا تھا۔ ستر کو پابند سلاسل اور ستر کو جہنم واصل کیا پھر ابو سفیان نے تین مرتبہ یہ آواز دی۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں زندہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جواب دینے سے منع کر دیا تھا اس کے بعد پھر ابو سفیان نے تین مرتبہ یہ آواز دی ---- کیا ان لوگوں میں ابو قحافہ کے بیٹے بھی ہیں؟ پھر تین بار آواز دی کہ ان لوگوں میں خطاب کے بیٹے بھی موجود ہیں؟ اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹا اور کہنے لگا یہ لوگ تو قتل ہو گئے ہیں۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے تاب ہو کر کہنے لگے۔ اللہ کی قسم! تو نے غلط کہا ہے اے اللہ کے

نَقُولُ؟ قَالَ: (قُولُوا: اَللّٰهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ)، قَالَ: إِنَّ لَنَا الْعُزَّى وَلَا عُزَّى لَكُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَلَا تُجِيبُونَهُ؟)، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا نَقُولُ؟ قَالَ: (قُولُوا: اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ). [رواه البخاري: ٣٠٣٩]

دشمن! یہ سب جن کا تو نے نام لیا زندہ ہیں اور ابھی تیرا برا دن آنے والا ہے ابو سفیان نے کہا آج بدر کے دن کا بدلہ ہو گیا اور لڑائی تو ڈول کی طرح ہے لہٰذا تمہارے مردوں کے ناک' کان کاٹے گئے ہیں البتہ میں نے اس کا حکم نہیں دیا لیکن میں اسے برا بھی نہیں سمجھتا ہوں اس کے بعد ابو سفیان رجز پڑھنے لگا۔

اونچا ہو جا اے ہبل
تو اونچا ہو جا اے ہبل

رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم اسے جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ؟ کیا جواب دیں آپ نے فرمایا تم یوں کہو۔

سب سے اونچا ہے وہ اللہ
سب سے رہے گا وہ اجل

پھر ابو سفیان نے یہ مصرعہ پڑھا۔

ہمارا عزیٰ ہے تمہارے پاس عزیٰ کہاں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو جواب نہیں دیتے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیا جواب دیں آپ نے فرمایا یوں کہو۔

ہمارا مولا ہے اللہ تمہارا مولا ہے کہاں

فوائد: واقعی اختلاف کرنے سے جنگی طاقت تباہ ہو جانے کے بعد دشمن غالب آ جاتا ہے امام بخاری نے اپنا مدعا یوں ثابت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ان کے ساتھیوں نے اختلاف کیا اور مورچہ سے ہٹ گئے نتیجہ کے طور پر سزا پائی اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ (عون الباری:۳/۵۷۴)

٧٥ - باب: مَنْ رَأى الْعَدُوَّ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا صَبَاحَاهْ حَتَّى يُسْمِعَ النَّاسَ

باب ۷۵: دشمن کو دیکھ کر بآواز بلند یا صباحاہ پکارنا تاکہ لوگ سن لیں

١٣٠٠ : عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قُلْتُ: وَيْحَكَ مَا بِكَ؟ قَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ ﷺ، قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ، فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا: يَا صَبَاحَاهْ يَا صَبَاحَاهْ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمْ وَقَدْ أَخَذُوهَا، فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَقُولُ:

أَنَا ابْنُ الأَكْوَعِ،

وَالْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضَّعِ

فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا، فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسُوقُهَا، فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ، وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا سِقْيَهُمْ، فَابْعَثْ فِي إِثْرِهِمْ، فَقَالَ: (يَا ابْنَ الأَكْوَعِ: مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ، إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِي قَوْمِهِمْ). [رواه البخاري: ٣٠٤١]

۱۳۰۰۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں مدینہ سے غابہ کی طرف جا رہا تھا جب میں غابہ کی پہاڑی پر پہنچا تو مجھے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ملا۔ میں نے کہا تیری خرابی ہو تو یہاں کیسے آیا؟ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں پکڑ لی گئی ہیں۔ میں نے کہا انہیں کس نے پکڑا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ غطفان اور فزارہ کے لوگوں نے' اس کے بعد میں یاصباحاہ یاصباحاہ کہتا ہوا تین مرتبہ خوب چلایا تا آنکہ مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں میں رہنے والوں نے آواز کو سنا پھر میں دوڑتا ہوا ڈاکوؤں سے جا ملا۔ وہ اونٹنیاں لئے جا رہے تھے۔ پھر میں نے ان کو تیر مارنے شروع کئے اور میں یہ کہہ رہا تھا"

میں ہوں سلمہ بن اکوع جان لو
آج کمینے سب مریں گے مان لو۔

چنانچہ میں نے وہ اونٹنیاں ان سے چھین لیں قبل اس کے کہ وہ ان کا دودھ پیتے۔ میں انہیں ہانکتا ہوا لا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ڈاکو پیاسے ہیں میں نے انہیں پانی بھی نہیں پینے دیا۔ لہٰذا آپ جلد ہی ان کے تعاقب میں کسی کو بھیج دیں۔ آپ نے فرمایا اے ابن اکوع! تو ان پر غالب ہو چکا اب جانے دے وہ اپنی قوم میں پہنچ گئے وہاں ان کی مہمانی ہو

رہی ہے۔

فوائد: دور جاہلیت میں جب مصیبت آتی تو باآواز بلند ((يَا صَبَاحَا يَا صَبَاحَا)) کہا جاتا یعنی یہ صبح مصیبت بھری ہے جلد آؤ اور مدد کرو اگر اس طرح کی آواز کفار و مشرکین کے خلاف استعمال کی جائے تو جائز ہے بصورت دیگر منع ہے۔ (عون الباری:۳/۵۷۵)

٧٦ - باب: فِكَاكُ الأَسِيرِ

باب ۷٦: قیدی کو رہا کرنا

١٣٠١ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (فُكُّوا الْعَانِيَ [يَعْنِي: الأَسِيرَ] وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ). [رواه البخاري: ٣٠٤٦]

۱۳۰۱۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیدی کو رہا کرو بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی عیادت کرو۔

فوائد: دشمن کی قید سے مسلمان قیدی کو رہا کرانا ضروری ہے خواہ تبادلہ یا معاوضہ یا اور کسی طریقہ سے' اسی طرح بھوکے کو کھانا کھلانا بھی اخلاقی فرض ہے البتہ تیمار داری ایک امر مستحب ہے۔ (عون الباری:۳/۵۷٦)

١٣٠٢ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْوَحْيِ إِلاَّ مَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ؟ قَالَ: لاَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، مَا أَعْلَمُهُ إِلاَّ فَهْمًا يُعْطِيهِ اللّٰهُ رَجُلًا فِي الْقُرْآنِ، وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ، قُلْتُ: وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ، وَفِكَاكُ الأَسِيرِ، وَأَنْ لاَ يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ. [رواه البخاري: ٣٠٤٧]

۱۳۰۲۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کی اللہ کی کتاب کے سوا کچھ اور وحی بھی تمہارے پاس ہے؟ انہوں نے کہا نہیں اس ذات کی قسم جس نے دانہ پھاڑا اور روح کو پیدا کیا میں تو اس قسم کی وحی سے واقف نہیں ہوں البتہ کتاب اللہ کا فہم و بصیرت ایک دوسری چیز ہے جو اللہ تعالیٰ بندے کو عطا فرماتا ہے یا جو اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے پوچھا اس صحیفہ میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ دیت کے احکام قیدی 'کو رہا کرنا اور یہ کہ کوئی مسلمان کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے۔

فوائد: اس حدیث سے شیعہ حضرات کی بھی تردید ہوتی ہے جن کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بے شمار قرآنی آیات عام لوگوں کو نہیں بتائیں بلکہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کو ان سے آگاہ فرمایا یہ صریح جھوٹ ہے۔ (عون الباری:۳/۵۷۷)

٧٧ - باب: فِدَاءُ الْمُشْرِكِينَ

باب ۷۷: کافروں سے فدیہ لینا

١٣٠٣ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رِجَالًا مِنَ الأَنْصَارِ ٱسْتَأْذَنُوا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ٱئْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ لابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاهُ، فَقَالَ: (لَا تَدَعُونَ مِنْه دِرْهَمًا). [رواه البخاري: ٣٠٤٨]

۱۳۰۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ حکم دیں تو ہم اپنے بھانجے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے ان کا فدیہ معاف کر دیں آپ نے فرمایا نہیں تم اس کے فدیہ سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

فوائد: مسلمانوں کا حق وصول کرنے میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے حقیقی چچا سے بھی کوئی رعایت نہ کی اور اس سلسلہ میں انصار کی پیشکش کو بھی ٹھکرادیا اسی طرح دینی معاملات میں رشتہ داری کی بنیاد پر سفارش کرنے کا دروازہ بھی ہمیشہ کیلئے بند کر دیا۔ (عون الباری:۳/۵۷۸)

٧٨ - باب: الحَرْبِيُّ إِذَا دَخَلَ دَارَ الإِسْلَامِ بِغَيْرِ أَمَانٍ

باب ۷۸: حربی کافر جب دارالاسلام میں امان لئے بغیر چلا آئے (تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟)

١٣٠٤ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ، فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ ٱنْفَتَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ٱطْلُبُوهُ وَٱقْتُلُوهُ)، فَقَتَلَهُ فَنَفَّلَهُ سَلَبَهُ. [رواه البخاري: ٣٠٥١]

۱۳۰۴۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مشرکین کا ایک جاسوس آیا جبکہ آپ سفر میں تھے اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتا رہا پھر اٹھ کر چل دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے ڈھونڈ کر مار ڈالو۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا تو آپ نے انہیں جاسوس کا سامان بھی دلا دیا۔

فوائد: یہ جنگ ہوازن کا واقعہ ہے اس سے پہلے مال غنیمت کے احکام نازل ہو چکے تھے کہ وہ صرف اللہ کے لئے ہے رسول اللہ ﷺ نے اس قرآنی عام حکم کو خاص فرمایا کہ کافر کا سازوسامان اسے قتل کرنے والے کو ملتا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۷۹)

٧٩ - باب: جَوَائِزُ الْوَفْدِ

باب ٧٩: آنے والوں (سفیروں) کو انعام دینا

٨٠ - باب: هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامَلَتِهِمْ

باب ٨٠: ذمیوں کی سفارش اور ان سے معاملہ کرنا

١٣٠٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ، ثُمَّ بَكَىٰ حَتَّى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ، فَقَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيسِ، فَقَالَ: (ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا). فَتَنَازَعُوا، وَلاَ يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالُوا: هَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: (دَعُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ)، وَأَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلاَثٍ: (أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ). وَنَسِيتُ الثَّالِثَةَ.

[رواه البخاري: ٣٠٥٣]

١٣٠٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جمعرات کا دن! کیا ہے جمعرات کا دن! اس کے بعد وہ اتنا روئے کہ آنسوؤں سے زمین کی کنکریاں تر ہو گئیں پھر کہنے لگے رسول اللہ ﷺ کی بیماری جمعرات کے دن زیادہ ہو گئی۔ تو آپ نے فرمایا تھا۔ میرے پاس لکھنے کے لئے کچھ لاؤ تاکہ میں تمہیں ایک تحریر لکھوادوں کہ تم اس کے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہو گے لیکن لوگوں نے اختلاف کیا تو آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے سامنے جھگڑنا زیبا نہیں۔ پھر لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یہ جدائی کی باتیں کر رہے ہیں آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی جانب تم مجھے بلا رہے ہو اور آپ نے اپنی وفات کے وقت تین باتوں کی وصیت فرمائی مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا اور قاصدوں کو اسی طرح انعام دینا جس طرح میں دیتا تھا راوی کہتا ہے میں تیسری بات بھول گیا۔

فوائد: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق کچھ پروانہ تحریر کرانا چاہتے تھے کیونکہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اور اس (خلافت) کی تمنا کر بیٹھے کہ میں اس کا حق رکھتا ہوں پھر فرمایا کہ اللہ اور دیگر مسلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو تسلیم نہیں کریں گے۔ (عون الباری: ٣/٥٨١)

٨١ - باب: كَيْفَ يُعْرَضُ الإِسْلاَمُ عَلَى الصَّبِيّ

باب ٨١: بچے پر اسلام کیسے پیش کیا جائے؟

١٣٠٦ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ، فَأَثْنَى عَلَى ٱللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ ٱلدَّجَّالَ، فَقَالَ: (إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ، وَلٰكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ: تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَأَنَّ ٱللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ). [رواه البخاري: ٣٠٥٧]

١٣٠٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو گئے اور اللہ کی شایان شان تعریف کی۔ اس کے بعد دجال کے ذکر میں فرمایا میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو اس سے ڈرایا تھا مگر میں تمہیں ایسی نشانی بتلاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتلائی تمہیں علم ہونا چاہئے کہ وہ کانا ہو گا اور اللہ تعالیٰ یک چشم نہیں ہے۔

فوائد: ظاہری طور پر یہ حدیث عنوان کے مطابق نہیں لیکن یہ ایک طویل حدیث کا حصہ ہے اس میں ابن صیاد کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس وقت وہ قریب البلوغ تھا اس طرح اس طرح عنوان سے مطابقت ہو گئی۔ (عون الباری:٣/٥٨٦)

٨٢ - باب: كِتَابَةُ الإِمَامِ النَّاسَ

باب ٨٢: مردم شماری کرنے کا بیان

١٣٠٧ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ٱكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالإِسْلاَمِ مِنَ النَّاسِ). فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةِ رَجُلٍ، فَقُلْنَا: نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ٱبْتُلِينَا، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ. [رواه البخاري: ٣٠٦٠]

١٣٠٧۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنے لوگ بھی کلمہ اسلام پڑھتے ہیں ان کی مردم شماری کر کے میرے سامنے پیش کرو۔ چنانچہ ہم نے ایک ہزار پانچ سو مردوں کے نام تحریر کئے پھر ہم نے اپنے دل میں کہا کیا ہم اب بھی کافروں سے ڈریں حالانکہ ہم پندرہ سو ہیں؟ پھر میں نے اپنی جماعت کو دیکھا کہ ہم اس قدر خوف میں مبتلا کر دیئے گئے کہ ہم میں سے کوئی مارے خوف کے اکیلا ہی نماز پڑھ لیتا ہے۔

فوائد: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس وقت کی جب ولید بن عقبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا اور نماز میں بہت تاخیر کرتا تھا تو تقویٰ شعار لوگ اول وقت اکیلے ہی نماز ادا کر لیتے تھے لیکن ہمارے دور میں تو حکمران نماز کا نام ہی نہیں لیتے۔

٨٣ - باب: مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ فَأَقَامَ عَلَى عَرصتِهِم ثلاثاً

باب ۸۳: جو شخص دشمن پر غالب ہو کر تین دن تک ان کے میدان میں ٹھہرا رہے

١٣٠٨ : عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلاثَ لَيَالٍ. [رواه البخاري: ٣٠٦٥]

۱۳۰۸۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر غالب ہو جاتے تو تین دن تک اسی میدان میں ٹھہرے رہتے تھے۔

فوائد: تاکہ اس علاقہ کی فلاح وبہبود کے لئے مفید اصلاحات کو نافذ کیا جائے نیز اسلام کی شان وشوکت کا اظہار بھی مقصود ہوتا تین دن اس لئے ٹھہرتے کہ مسافرانہ حالت برقرار رہے کیونکہ اس سے زائد پڑاؤ اقامت میں شامل ہو جاتا ہے۔ (عون الباری:۳/۵۸۸)

٨٤ - باب: إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُونَ مالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ

باب ۸۴: جب مشرک کسی مسلمان کا مال لوٹ لیں پھر وہ مسلمان اپنا مال پالینے میں کامیاب ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

١٣٠٩ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قالَ: ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِالرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَعْنِي بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ٣٠٦٧]

۱۳۰۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کا ایک گھوڑا بھاگ نکلا اور اسے دشمن نے پکڑ لیا۔ پھر مسلمانوں نے کافروں پر جب غلبہ پایا تو گھوڑا انہیں واپس کر دیا گیا اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بعد ان کا ایک غلام بھی بھاگ کر روم کے کافروں سے مل گیا تھا جب مسلمان ان پر غالب ہوئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ غلام انہیں واپس کر دیا۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ کافر غلبہ کے بعد بھی مسلمانوں کے کسی مال کے مالک نہیں بن سکتے۔ (عون الباری:۳/۵۸۹)

٨٥ - باب: مَنْ تكلَّمَ بِالفَارِسِيَّةِ والرَّطَانَةِ وقول الله تعالى: ﴿وَٱخْتِلَٰفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَٰنِكُمْ﴾ وَقَالَ: ﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِۦ﴾

باب ۸۵: ارشاد باری تعالیٰ "تمہارے رنگ اور زبانوں کے اختلاف میں بھی قدرت کی نشانی ہے (روم) ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر وہ اپنی قوم کی زبان بولتا تھا" لہٰذا فارسی یا کوئی اور عجمی زبان بولنا جائز ہے۔

١٣١٠ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ذَبَحْنا بُهَيْمَةً لَنَا، وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ، فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: (يَا أَهْلَ الخَنْدَقِ، إِنَّ جابِرًا قَدْ صَنَعَ سُورًا، فَحَيَّهَلًا بِكُمْ). [رواه البخاري: ٣٠٧٠]

۱۳۱۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے (غزوہ خندق کے وقت) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کا آٹا پیسا ہے لہٰذا آپ اور مزید چند لوگ تشریف لے چلیں تو رسول اللہ ﷺ نے بآواز بلند فرمایا اے اہل خندق! جابر رضی اللہ عنہ نے تمہارے لئے ضیافت تیار کی ہے آؤ جلدی چلیں۔

فوائد: ان احادیث سے ان لوگوں کی تردید مقصود ہے جو عربی کے علاوہ دیگر زبانوں کے سیکھنے پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بعض اوقات فارسی الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ اس حدیث میں سور فارسی کا لفظ ہے۔

١٣١١ : عَنْ أُمِّ خالِدٍ بِنْتِ خالِدِ ابْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ أَصْفَرُ، قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (سَنَهْ سَنَهْ)، وَهِيَ بِالحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ، قالَتْ: فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، فَزَبَرَنِي أَبِي، قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (دَعْهَا)، ثُمَّ قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَبْلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي). [رواه البخاري:

۱۳۱۱۔ حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت میرے جسم پر زرد رنگ کا کرتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنہ سنہ حبشی زبان میں اس کے معنی "اچھی ہے" کے ہیں حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر میں مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے کھیلنے دو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے (مجھے دعا دی) فرمایا کرتا پرانا کرو اور پھاڑو' پھر کرتا پرانا کرو اور

[۳۰۷۱

پھاڑو' پھر پرانا کرو اور پھاڑو (یعنی تیری عمر دراز ہو)

٨٦ - باب: الغُلُولُ وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ﴾

باب ٨٦: ارشاد باری تعالیٰ "جو غنیمت کے مال میں چوری کرے گا وہ اس کے سمیت قیامت کے دن آئے گا" کی روشنی میں مال غنیمت میں خیانت کرنے کا بیان

١٣١٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ الْغُلولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ، قَالَ: (لاَ أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ، عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهَا حَمْحَمَةٌ، يَقُولُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ ٱللهِ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ، يَقُولُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، أَوْ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ أَغِثْنِي، فَأَقُولُ: لاَ أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ). [رواه البخاري: ٣٠٧٣]

١٣١٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور آپ نے غنیمت میں خیانت کا ذکر فرمایا اور اسے بڑا سخت گناہ قرار دیا اور اس کے معاملہ کو بہت سنگین ظاہر کیا پھر فرمایا میں تم سے کسی شخص کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری سوار ہو اور وہ ممیا رہی ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا ہنہنا رہا ہو۔ پھر وہ شخص کہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرمایئے! اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتا کیونکہ میں تو تجھے اللہ کا پیغام پہنچا چکا ہوں اور یا اس کی گردن پر اونٹ بلبلا رہا ہو اور وہ شخص کہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری مدد کیجئے اور میں کہہ دوں کہ میں اب کوئی اختیار نہیں رکھتا میں نے تو تجھے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یا اس کی گردن پر سونے چاندی جیسا خاموش مال ہو اور وہ شخص کہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری فریاد رسی فرمایئے! اور میں کہہ دوں کہ میں اب کوئی اختیار نہیں رکھتا میں نے تجھے اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے اور یا اس کی گردن پر کپڑا ہو جو اس کا گلا گھونٹ رہا ہو اور وہ شخص کہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری فریادرسی فرمائیں اور میں

کہہ دوں کہ اب میں کوئی اختیار نہیں رکھتا میں تو تجھے اللہ کا پیغام پہنچا چکا ہوں۔

فوائد: ان احادیث میں خیانت کی سنگینی بیان کرنا مقصود ہے کہ قیامت کے دن بھرے مجمع میں خیانت پیشہ لوگوں کو بر سرعام ذلیل و رسوا کیا جائے گا نیز خیانت تھوڑی ہو یا زیادہ جرم میں سب برابر ہیں۔

(عون الباری:۳/۵۹۴)

۸۷ - باب: القَلِيلُ مِنَ الْغُلُولِ

باب ۸۷: مال غنیمت میں تھوڑی سی خیانت کرنا

۱۳۱۳ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ عَلَى ثَقَلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (هُوَ فِي النَّارِ)، فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا. [رواه البخاري: ۳۰۷٤]

۱۳۱۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ کرکرہ نامی ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے سامان پر مقرر تھا جب وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے لوگ اس کا حال دیکھنے گئے تو انہوں نے اس کے سامان میں ایک چادر پائی جس کو اس نے خیانت کے طور پر مال غنیمت سے چرا لیا تھا۔

۸۸ - باب: اسْتِقْبَالُ الغُزَاةِ

باب ۸۸: غازیوں کا استقبال کرنا

۱۳۱٤ : عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ قَالَ لابْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ. [رواه البخاري: ۳۰۸۲]

۱۳۱۴۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تمہیں یاد ہے کہ جب ہم، تم اور ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے استقبال کو گئے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں خوب یاد ہے کہ آپ نے ہمیں تو اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔

فوائد: صحیح مسلم اور مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو چھوڑ کر عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ بٹھایا تھا یہ راوی کا وہم ہے امام بخاری کی روایت ترجیح یافتہ ہے۔ (عون الباری:۳/۵۹۷)

۱۳۱٥ : عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَعَ الصِّبْيَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ

۱۳۱۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم بچوں کے ساتھ مل کر ثنیۃ الوداع تک رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لئے

الْوَدَاعِ. [رواه البخاري: ٣٠٨٣]

گئے تھے۔

فوائد: ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک سے واپس آئے تو بچوں نے آپ کا استقبال کیا تھا۔ (عون الباری:۳/۵۹۷)

١٣١٦ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَقْفَلَهُ مِنْ عُسْفَانَ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَقَدْ أَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَعَثَرَتْ نَاقَتُهُ فَصُرِعَا جَمِيعًا، فَاقْتَحَمَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ جَعَلَنِي ٱللهُ فِدَاءَكَ، قَالَ: (عَلَيْكَ الْمَرْأَةَ)، فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلَى وَجْهِهِ وَأَتَاهَا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا، وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا، وَاكْتَنَفْنَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: (آيِبُونَ تَائِبُونَ، عَابِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ)، فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذٰلِكَ، حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ. [رواه البخاري: ٣٠٨٦]

١٣١٦۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم عسفان سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ نے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا پھر اچانک آپ کی اونٹنی کا پاؤں پھسلا اور آپ دونوں گر پڑے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ جلدی سے کود کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ پر مجھے قربان فرمائے چوٹ تو نہیں آئی؟ آپ نے فرمایا پہلے عورت کی خبر لو' لہٰذا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہی کپڑا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پر ڈال دیا پھر دونوں کے لئے سواری درست کی چنانچہ دونوں سوار ہوئے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے پھر جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا "ہم واپس ہو رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے اپنے اللہ کی عبادت اور تعریف کرتے ہوئے"
آپ مسلسل یہی کلمات فرماتے رہے تاآنکہ کہ مدینہ میں داخل ہوئے۔

فوائد: یہ واقعہ غزوہ خیبر سے واپسی پر وقوع پذیر ہوا کیونکہ غزوہ عسفان ۶ھ میں ہوا جبکہ غزوہ خیبر ۷ھ کا ہے اور اسی سفر میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ (عون الباری:۳/۵۹۸)

٨٩ - باب: الصَّلَاةُ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

باب ۸۹: سفر سے واپسی پر نماز پڑھنا

١٣١٧ : عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ

١٣١٧۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے دن چڑھے واپس

سَفَرٍ ضُحًى دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ. [رواه البخاري: ٣٠٨٨]

آتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور بیٹھنے سے پہلے دو رکعات نفل ادا کرتے۔

فوائد: مقصد یہ تھا کہ سفر کی انتہاء مسجد کے ساتھ تعلق پر ہو اور اللہ کا شکریہ ادا کیا جائے کہ اس نے بخیر وعافیت واپس آنے کی توفیق دی۔

٩٠ - باب: فَرْضُ الْخُمُسِ

باب ٩٠: خمس کے فرض ہونے کا بیان۔

١٣١٨ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّه قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَا نُورَثُ، ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)، وَكَانَ يُنْفِقُ مِنَ المالِ الذي أفاءَ اللهُ عَلَيْهِ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِم، ثُمَّ يَأْخُذُ ما بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مالِ ٱللهِ، ثُمَّ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ مِنَ الصَّحابَةِ: أَنْشُدُكُم باللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّماءُ وَالأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمونَ ذٰلِكَ؟ قالوا: نَعَمْ، وكانَ في المَجْلِسِ عَلِيٌّ وعبّاسٌ وعُثمانُ وعَبْد الرَّحمٰن بن عَوْفٍ والزُّبَيْرُ وسَعْدُ بْن أَبي وقَّاص، وَذَكَرَ حَديث عَلِيٍّ والعبّاس ومُنازَعَتهما، ولَيس الإِثباتُ بِهِ من شَرْطِنا. [رواه البخاري: ٣٠٩٤]

١٣١٨۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے اور رسول اللہ ﷺ اس مال میں سے جو اللہ نے آپ کو بطور فئی دیا تھا اس میں سے اپنے اہل خانہ کے سال بھر کے مصارف میں خرچ فرماتے اس کے بعد جو باقی رہتا اس کو اس مصرف میں خرچ فرماتے جہاں صدقہ خرچ کیا جاتا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے یہ آسمان اور زمین قائم ہے کیا تم یہ جانتے ہو؟ لوگوں نے کہا ہاں اس وقت مجلس میں حضرت علی' حضرت عباس' حضرت عثمان' حضرت عبد الرحمٰن بن عوف' حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

نوٹ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے جھگڑے کی پوری حدیث ذکر کی جس کا لانا ہمارے فرائض میں شامل نہیں۔ (کیونکہ اخبار صحابہ ہمارا موضوع نہیں ہے)

فوائد: مال فئی میں سے اپنے اہل خانہ کے لئے سال بھر کے لئے غلہ اور کھجوریں رکھ لیتے اس کے باوجود بعض اوقات دیگر مصارف میں گھر کی ضروریات کے لئے رکھا ہوا سازو سامان خرچ ہو جاتا اور آپ

گھریلو ضروریات کے لئے قرضہ لینے پر مجبور ہو جاتے۔ (عون الباری:۳/۶۰۲)

٩١ - باب: ما ذُكر مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ وَعصاهُ وسَيْفِهِ وقَدَحِهِ وَخاتَمِهِ وَما اسْتَعْمَلَ الخُلَفاءُ بَعْدَهُ مِن ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يُذكر قِسمَتُهُ وَمِن شَعَرِهِ وَنَعْلِهِ وَآنِيَتِهِ مما تَبَرَّكَ أَصْحابُهُ وَغَيْرُهُم بَعْدَ وَفاتِهِ

باب ۹۱: رسول اللہ ﷺ کی زرہ، عصا، پیالہ اور انگوٹھی کا ذکر جنہیں آپ کے بعد خلفاء نے استعمال کیا لیکن ان کی تقسیم منقول نہیں۔ اسی طرح آپ کے موئے مبارک، نعلین اور برتنوں کا بیان جن سے آپ کی وفات کے بعد صحابہ اور غیر صحابہ برکت حاصل کرتے رہے۔

١٣١٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ أَخْرَجَ إِلى الصَّحابَةِ نَعْلَيْنِ جَرْداوَيْنِ لَهُما قِبالانِ، فَحَدَّثَ: أَنَّهُما نَعلا النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ٣١٠٧]

۱۳۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بغیر بالوں کے دو پرانی جوتیاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے نکالیں۔ ان پر دو تسمے لگے ہوئے تھے اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی پاپوش مبارک تھیں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی تمام چیزیں بابرکت تھیں ان سے برکت حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ ان اشیاء کی خود ساختہ تصاویر کو بطور نمائش استعمال کرنا خلاف شرع ہے۔ چنانچہ آج کل ایک مخصوص مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ اکثر دوکانوں اور بسوں میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک، نعلین، لاٹھی اور مصلی وغیرہ کی تصاویر کے کارڈ لئے پھرتے ہیں اور ان کے متعلق لوگوں کو یہ بتاتے ہیں کہ ان کو گھر، دوکان یا دفتر وغیرہ میں رکھنے سے ہر قسم کی مصیبت وبلا ٹل جاتی ہے تنگ دست کی تنگی دور ہو جاتی ہے اور ضرورت مند کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ خلاف شریعت ہے، شریعت میں ان تصورات وخیالات کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ تصویر سے اگر اصل کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے تو ہر گھر میں بیت اللہ کی تصویر رکھ کر، لاکھ نماز کا ثواب حاصل کیا جا سکتا۔ حجر اسود کی تصویر رکھ کر اس کا طواف کر لیا جائے۔ مکہ معظمہ جانے کی ضرورت ہی نہ رہے۔

١٣٢٠ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنها أَنَّها أَخْرَجَتْ كِساءً مُلَبَّدًا، وَقالَتْ: في هٰذا نُزِعَ رُوحُ النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ٣١٠٨]

۱۳۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک پیوند لگی ہوئی چادر نکالی اور بیان کیا کہ اس کو اوڑھے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔

فوائد: پیوند لگی چادر بنظر تواضع یا اتفاقاً کبھی پہنی ہوگی کیونکہ قصداً ایسا کپڑا زیب تن کرنا ثابت نہیں

ہے بلکہ آپ کی عادت مبارک تھی کہ جو کپڑا میسر ہوتا اسے پہنتے خواہ مخواہ پھٹی پرانی پیوند لگی چادر پہننا آپ کے شایان شان نہ تھا۔ (عون الباری: ۳/۶۰۴)

۱۳۲۱ : وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّهَا أَخْرَجَتْ إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنْ هٰذِهِ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْمُلَبَّدَةَ. [رواه البخاري: ۳۱۰۸]

۱۳۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک موٹا تہبند نکالا جو یمن میں بنتا تھا اور ایک چادر جس کو تم ملبدہ (موٹا یا پیوندار) کہتے ہو۔ (فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی ہیں)

۱۳۲۲ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ ﷺ ٱنْكَسَرَ، فَٱتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِنْ فِضَّةٍ. [رواه البخاري: ۳۱۰۹]

۱۳۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے ٹوٹے ہوئے پیالہ کو چاندی کے تار سے جوڑ لیا تھا۔

فوائد: صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں یہ عبارت موجود ہے "امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا پیالہ بصرہ میں کسی کے پاس دیکھا اور اس سے پانی نوش کیا" (عون الباری: ۱۰/۱۰۳)

۹۲ - باب: قوله تعالى: ﴿فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ﴾

باب ۹۲: ارشاد باری تعالیٰ "مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے" (یعنی رسول ﷺ اس کو تقسیم کرے گا)

۱۳۲۳ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ، وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، وُلِدَ لِي غُلَامٌ، فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

۱۳۲۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم انصار میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا اس پر انصار نے کہا ہم تجھے ابو القاسم ہرگز نہیں کہیں گے اور نہ ہی اس کنیت سے تیری آنکھ ٹھنڈی کریں گے۔ یہ سن کر وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے۔ اب انصار کہتے ہیں کہ ہم

(أَحْسَنَتِ الأَنْصَارُ، سَمُّوا بِاسْمِي وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ). [رواه البخاري: ٣١١٥]

تجھے نہ تو ابو القاسم کہیں گے اور نہ ہی تیری آنکھ ٹھنڈی کریں گے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انصار نے اچھا کردار ادا کیا ہے میرے نام پر نام تو رکھ لو مگر میری کنیت مت اختیار کرو کیونکہ قاسم تو میں ہی ہوں۔

فوائد: مال خمس میں اللہ کا ذکر تعظیم کے لئے ہے اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حصے کا مالک ہوتا ہے یا صرف تقسیم کنندہ ہے۔ امام بخاری کا موقف یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے مالک نہیں ہوتے بلکہ اس کی تقسیم آپ کے ذمہ ہوتی ہے۔

١٣٢٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَا أُعْطِيكُمْ وَلاَ أَمْنَعُكُمْ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ). [رواه البخاري: ٣١١٧]

۱۳۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو میں تمہیں کچھ دیتا ہوں اور نہ ہی تم سے کوئی چیز روک سکتا ہوں میں تو تقسیم کنندہ ہوں جہاں مجھے حکم دیا جاتا ہے وہیں صرف کرتا ہوں۔

١٣٢٥ : عَنْ خَوْلَةَ الأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ رِجالًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مالِ ٱللهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيامَةِ). [رواه البخاري: ٣١١٨]

۱۳۲۵۔ حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں بے جا تصرف کرتے ہیں وہ قیامت کے دن دوزخ میں جائیں گے۔

فوائد: اس حدیث کے پیش نظر حاکم وقت کا یہ فرض ہے کہ وہ قومی خزانہ فضول کاموں میں صرف نہ کرے بلکہ عدل وانصاف کے ساتھ اسے صحیح مصرف میں خرچ کرنا چاہئے۔ (عون الباری:۷/۶۰۷)

٩٣ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «أُحِلَّتْ لَكُمُ الغَنَائِمُ»

باب ۹۳: فرمان نبوی کہ تمہارے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے

١٣٢٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ، فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لاَ يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلاَ

۱۳۲۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے انبیاء میں سے ایک نبی نے جہاد کیا تو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: میرے ساتھ وہ شخص نہ جائے جس نے کسی عورت سے نکاح تو کیا ہو لیکن ابھی تک

أَحَدٌ بَنَى بُيُوتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا، وَلَا آخَرُ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ، وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا، فَغَزَا، فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ، أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: إِنَّكِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ، اللَّهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا، فَحُبِسَتْ حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ - يَعْنِي النَّارَ - لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا، فَقَالَ: إِنَّ فِيكُمْ غُلولًا، فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: فِيكُمُ الغُلُولُ، فَلْتُبَايِعني قَبِيلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: فِيكم الغُلُولُ فَجَاؤُوا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ، فَوَضَعُوهَا، فَجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا، ثُمَّ أَحَلَّ اللهُ لَنَا الْغَنَائِمَ، رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا، فَأَحَلَّهَا لَنَا). [رواه البخاري: ٣١٢٤]

رخصتی نہ ہوئی ہو اور وہ رخصتی کا خواہاں ہو اور نہ وہ شخص جائے جس نے گھر کی چار دیواری تو کی ہو اور ابھی تک چھت نہ ڈالی ہو اور نہ ہی وہ شخص جس نے حاملہ بکریاں اور اونٹنیاں خریدی ہوں اور ان کے بچے جننے کا منتظر ہو۔ یہ کہہ کر وہ جہاد کے لئے گئے اور ایک گاؤں کے قریب اس وقت پہنچے کہ عصر کا وقت ہو چکا تھا یا نزدیک تھا انہوں نے آفتاب سے کہا کہ تو بھی اللہ کا محکوم ہے اور میں بھی اسی کا تابع فرمان ہوں۔ پھر یوں دعا کی اے اللہ! اس کو ہمارے لئے غروب سے روک دے۔ چنانچہ وہ روک لیا گیا تاآنکہ اللہ نے ان کو فتح دی۔ پھر انہوں نے مال غنیمت کو اکٹھا کیا پھر آگ آئی تاکہ اسے کھا جائے لیکن اس نے نہ کھایا۔ تو نبی علیہ السلام نے کہا تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے لہٰذا اب ہر قبیلہ کا ایک ایک شخص مجھ سے بیعت کرے چنانچہ ایک شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چپک گیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے قبیلہ والوں نے چوری کی ہے۔ لہٰذا تمہارے قبیلہ کے سب لوگ مجھ سے بیعت کریں۔ پھر دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ ان کے ہاتھ سے چپک گئے۔ پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا تم نے ہی خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ پھر وہ سونے کا سر لائے جو گائے کے سر جیسا تھا اس کو انہوں نے رکھا تو آگ نے آکر مال غنیمت کو کھا لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا چونکہ اس نے ہماری عاجزی اور کم طاقتی کو ملاحظہ فرمایا اس لئے ہمارے لئے مال غنیمت کو جائز قرار دیا۔

فوائد : اس امت کے مسلمانوں کی اللہ کے حضور عاجزی اور فروتنی اس قدر رنگ لائی کہ مال غنیمت ان کے لئے حلال کر دیا گیا یہ اس امت کا خاصا ہے جو دوسری امتوں کو نہیں ملا۔ (عون الباری:۳/۶۱۱)

٩٤ - باب

باب ۹۴:

١٣٢٧ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ، وَهُوَ فِيهَا فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً، فَكَانَتْ سِهَامُهُمُ ٱثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا، أَوْ: أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا، وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا. [رواه البخاري: ٣١٣٤]

۱۳۲۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فوج نجد کی طرف روانہ کی جس میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے اور انہوں نے بہت سے اونٹ غنیمت میں پائے ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ آئے پھر ایک ایک اونٹ انہیں مزید انعام میں دیا گیا۔

فوائد : بخاری میں یہ حدیث بلا عنوان نہیں ہے بلکہ اس پر یوں عنوان قائم کیا ہے "امام مال خمس کو اپنی صوابدید پر تقسیم کرنے کا مجاز ہے وہ کسی کو نمایاں خدمات کی وجہ سے زیادہ بھی دے سکتا ہے" چنانچہ اس حدیث میں ہے کہ تمام غازیوں کو مال غنیمت کے علاوہ ایک ایک اونٹ مزید دیا گیا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا۔ (عون الباری:۳/۶۱۳)

١٣٢٨ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَما رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَقْسِمُ غَنِيمَةً بِٱلْجِعْرَانَةِ، إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: ٱعْدِلْ، فَقَالَ لَهُ: (لَقَدْ شَقِيتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ). [رواه البخاري: ٣١٣٨]

۱۳۲۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے اتنے میں ایک شخص نے آپ سے کہا کہ انصاف کیجئے! آپ نے فرمایا اگر میں عدل سے تقسیم نہ کروں تو بد بخت ہو جاؤں۔ اعاذہ اللہ

فوائد : چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صوابدید کے مطابق مال خمس کو تقسیم کرنے کا اختیار تھا اور آپ نے کسی کو اس کی نمایاں خدمات کی وجہ سے زیادہ دیا ہوگا تبھی اعتراض کیا گیا جو مبنی بر حقیقت نہ تھا۔

١٣٢٩ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَصَابَ جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ، فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ بُيُوتِ مَكَّةَ،

۱۳۲۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حنین کے قیدیوں میں سے دو لونڈیاں پائی تھیں اور ان کو مکہ کے کسی گھر میں چھوڑ دیا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قالَ: فَمَنَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى سَبْيِ حُنَيْنٍ، فَجَعَلُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا عَبْدَ ٱللهِ، ٱنْظُرْ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: مَنَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى السَّبْيِ، قَالَ: ٱذْهَبْ فَأَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ. [رواه البخاري: ٣١٤٤]

نے جنگ حنین کے قیدیوں پر احسان کیا تو وہ گلی کوچوں میں دوڑنے لگے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عبد اللہ رضی اللہ عنہ! دیکھو کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں پر احسان کرتے ہوئے انہیں آزاد کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جاؤ اور ان دونوں لونڈیوں کو آزاد کر دو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مال خمس میں سے دو لونڈیاں دی تھیں جن کا اس حدیث میں ذکر ہے چنانچہ اس حدیث پر امام بخاری نے یوں عنوان بندی کی ہے' رسول اللہ کا مؤلفہ قلوب اور غیر مؤلفہ قلوب کو خمس سے کچھ دینا۔

٩٥ - باب: مَنْ لَمْ يُخَمِّسِ الأَسْلاَبَ وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلاً فَلَه سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمَّسَ وَحُكمِ الإِمامِ فِيهِ

باب ۹۵: جس نے کافر مقتول کے اسباب میں سے خمس نہ لیا نیز جس مسلمان نے کسی کافر کو قتل کیا تو اس کا سامان اداء خمس اور حکم امام کے بغیر ہی اسی کیلئے ہو گا

١٣٣٠ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَشِمالِي، فَإِذَا أَنَا بِغُلاَمَيْنِ مِنَ الأَنْصارِ، حَدِيثَةٍ أَسْنَانُهُمَا، تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا، فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ: يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، ما حاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ٱبْنَ أَخِي؟ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَئِنْ رَأَيْتُهُ لاَ يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الأَعْجَلُ مِنَّا، فَتَعَجَّبْتُ

١٣٣٠۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں بدر کے دن میدان جنگ میں کھڑا تھا۔ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو مجھے انصار کے دو کمسن بچے نظر آئے میں نے یہ آرزو کی کہ کاش میں ان سے زبردست اور قوی کے درمیان ہوتا۔ اتنے میں مجھے ان میں سے ایک نے اشارہ سے پوچھا اے چچا! کیا تم ابو جہل کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں اے میرے بھتیجے! تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میرا جسم اس کے جسم

لِذٰلِكَ، فَغَمَزَنِي الآخَرُ، فَقَالَ لِي مِثْلَهَا، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ، قُلْتُ: أَلاَ، إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمَانِي، فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا، فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلاَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَاهُ، فَقَالَ: (أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟). قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ: (هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟). قَالاَ: لاَ، فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ، فَقَالَ: (كِلاَكُمَا قَتَلَهُ، سَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الجَمُوحِ)، وَكَانَا مُعَاذَ بْنَ عَفْرَاءَ وَمُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الجَمُوحِ. [رواه البخاري: ٣١٤١]

سے جدا نہ ہو گا تا آنکہ ہم میں سے جس کے لئے پہلے موت مقدر ہے وہ مر جائے۔ مجھے اس کی بات سے تعجب ہوا۔ پھر مجھے دوسرے نے اشارہ کیا اور اسی قسم کی بات اس نے بھی کی۔ الغرض تھوڑی دیر بعد میں نے ابو جہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں آ جا رہا ہے میں نے کہا دیکھو وہ آ پہنچا جس کو تم چاہتے ہو۔ پھر وہ دونوں اپنی تلواریں لے کر اس کی جانب بڑھے اور وار کرنے لگے حتی کہ اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے اور آپ سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کہنے لگا میں نے کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنی تلواروں کو صاف کر لیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ پھر آپ نے ان کی تلواریں دیکھیں اور فرمایا کہ تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے پھر آپ نے اس کا سامان معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور یہ دونوں معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہما تھے۔

فوائد: ہوا یوں کہ معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کیا تھا چونکہ اس کار خیر میں معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ بھی شامل تھا اس لئے حوصلہ افزائی کے طور پر فرمایا کہ تم دونوں نے اسے جہنم واصل کیا ہے۔ (عون الباری:۳/۶۱۷)

٩٦ - باب مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيرَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَغَيرِهِ

باب ٩٦: رسول اللہ ﷺ کا مؤلفہ قلوب وغیر مؤلفہ قلوب کو خمس وغیرہ سے کچھ دینا

١٣٣١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنِّي أُعْطِي قُرَيْشًا أَتَأَلَّفُهُمْ، لأَنَّهُمْ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ). [رواه البخاري: ٣١٤٦]

١٣٣١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قریش کو ان کی تالیف قلبی کے لئے زیادہ دیتا ہوں کیونکہ ان کی جاہلیت (کفر) کا زمانہ ابھی ابھی گزرا ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ مال خمس امام وقت کی صوابدید پر موقوف ہے وہ جہاں مناسب خیال کرے تقسیم کرنے کا مجاز ہے۔ (عون الباری:٣/٦١٨)

١٣٣٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ، قَالُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، حِينَ أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ، فَطَفِقَ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الإِبِلِ، فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ. قَالَ أَنَسٌ: فَحُدِّثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ، فَأَرْسَلَ إِلَى الأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: (مَا كَانَ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟). قَالَ لَهُ فُقَهَاؤُهُمْ: أَمَّا ذَوُو آرَائِنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا، وَقَدْ تَقَدَّمَ الْحَدِيثُ بِطُولِهِ. (برقم: ١٣٣١) [رواه البخاري: ٣١٤٧ وانظر حديث

١٣٣٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو ہوازن کے مال میں سے جتنا بھی بطور غنیمت دیا تو اس میں سے آپ نے قریش کے بعض لوگوں کو سو سو اونٹ دیئے۔ اس پر بعض انصاری لوگ کہنے لگے کہ اللہ اپنے رسول اللہ ﷺ کو معاف کرے۔ آپ قریش کو اتنا دے رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے کافروں کا خون ٹپک رہا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ان کی بات بیان کی گئی تو آپ نے انصار کو بلا کر ایک چمڑے کے خیمے میں جمع کیا لیکن ان کے ساتھ کسی اور کو نہ بلایا اور جب وہ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟ ان کے عقلمند لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے سمجھ دار لوگوں نے کچھ نہیں کہا ہے۔ یہ مکمل حدیث (١٦٧٣) آگے آ رہی ہے۔

[رقم: ٤٣٣٤]

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا کا مال ومتاع لے کر گھروں کو واپس جائیں اور تمہیں رسول اللہ ﷺ کی معیت نصیب ہو' اس پر تمام انصار خوش ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم (عون الباری:٣/٦٢٠)

١٣٣٣ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَمَعَهُ النَّاسُ، مُقْبِلًا مِنْ حُنَيْنٍ، عَلِقَتْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ الأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ، حَتَّى ٱضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ، فَوَقَفَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: (أَعْطُونِي رِدَائِي، فَلَوْ كَانَ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لاَ تَجِدُونِي بَخِيلًا، وَلاَ كَذُوبًا، وَلاَ جَبَانًا).

[رواه البخاري: ٣١٤٨]

١٣٣٣۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ دیگر کئی لوگ بھی آپ کے ہمراہ حنین سے لوٹ کر آ رہے تھے کہ چند دیہاتی رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگنے لگے اور ایسا لپٹے کہ آپ کو کیکر کے ایک درخت کی طرف دھکیل کر لے گئے۔ جس میں آپ کی چادر اٹک گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا میری چادر تو دے دو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر اونٹ ہوتے تو میں وہ تم ہی میں تقسیم کر دیتا تم ہرگز مجھے بخیل' جھوٹا اور بزدل نہیں پاؤ گے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت انسان اپنے اوصاف حمیدہ بیان کر سکتا ہے بشرطیکہ اظہار فخر مقصود نہ ہو نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کم از کم قائدین حضرات کو بخل' جھوٹ اور بزدلی جیسے برے اوصاف سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (عون الباری:٣/٦٢١)

١٣٣٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الحَاشِيَةِ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهُ جَذْبَةً شَدِيدَةً، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ أَثَّرَتْ بِهِ حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: مُرْ لِي مِنْ مَالِ ٱللهِ الَّذِي

١٣٣٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہا تھا۔ اس وقت آپ پر ایک موٹے حاشیہ کی نجرانی چادر تھی۔ ایک دیہاتی نے آپ کو گھیر لیا اور زور سے آپ کو کھینچا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی گردن اور کندھے کے درمیان زور سے کھینچے جانے کے باعث چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا تھا۔ پھر دیہاتی نے کہا اللہ کا وہ مال جو تمہارے پاس ہے اس

عِنْدَكَ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ. [رواه البخاري: ٣١٤٩]

میں سے کچھ مجھے بھی دلاؤ۔ پھر آپ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور اسے کچھ دینے کا حکم فرمایا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قائدین حضرات کو بردباری' بلند حوصلگی' صبر اور جوانمردی جیسے اوصاف سے متصف ہونا چاہئے رسول اللہ ﷺ میں یہ اوصاف حمیدہ بدرجہ اتم موجود تھے۔ (عون الباری:۳/۶۲۲)

١٣٣٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا كانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ، آثَرَ النَّبِيُّ ﷺ أُناسًا في الْقِسْمَةِ، أَعْطَى الأَقْرَعَ بْنَ حابِسٍ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَأَعْطَى أُناسًا مِنْ أَشْرافِ الْعَرَبِ، فَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ في الْقِسْمَةِ، قالَ رَجُلٌ: وَٱللهِ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ ما عُدِلَ فِيهَا، أَوْ ما أُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ ٱللهِ، فَقُلْتُ: وَٱللهِ لأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقالَ: (فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ ٱللهُ وَرَسُولُهُ، رَحِمَ ٱللهُ مُوسٰى، قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ). [رواه البخاري: ٣١٥٠]

۱۳۳۵۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں کو تقسیم میں زیادہ دیا تھا چنانچہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ اور عینیہ بن حصن رضی اللہ عنہ کو بھی سو اونٹ دیئے ان کے علاوہ عرب شرفاء میں سے چند لوگوں کو اس طرح تقسیم میں کچھ زیادہ دیا تو ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم! یہ ایسی تقسیم ہے کہ اس میں انصاف پیش نظر نہیں رکھا گیا یا اس میں اللہ کی رضا مقصود نہ تھی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے ضرور آگاہ کروں گا۔ چنانچہ میں آپ کے پاس گیا اور آپ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا اگر اللہ اور اس کا رسول انصاف نہ کریں گے تو انصاف کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی مگر انہوں نے صبر کیا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اس گستاخ کو کوئی سزا نہ دی کیونکہ جرم ثابت کرنے کے لئے اقرار ہو یا کم از کم دو گواہ ہوں لیکن اس مقام پر صرف ایک گواہی تھی اور گستاخ نے بھی صحت جرم سے انکار کر دیا ہو گا۔ (عون الباری:۳/۶۲۳)

٩٧ - باب: مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ

باب ۹۷: کافروں کے ملک میں کھانے کی چیز ملے تو کیا حکم ہے؟

١٣٣٦ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ

۱۳۳۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نُصِيبُ فِي مَغَازِينَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ، فَنَأْكُلُهُ وَلاَ نَرْفَعُهُ. [رواه البخاري: ٣١٥٤]

انہوں نے فرمایا کہ ہم اپنی لڑائیوں میں شہد اور انگور پاتے تھے تو اسے کھا لیتے (قبضہ کے لئے) اسے اٹھا نہ رکھتے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کھانے پینے کی وہ اشیاء جن کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تقسیم سے قبل ان کا استعمال جائز ہے اس طرح جانوروں کے چارے کا بھی یہی حکم ہے۔ (عون الباری:۳/۶۲۴)

٩٨ - باب: الجِزْيَةُ وَالموادَعَةُ مَعَ أَهْلِ الذِّمَّةِ والحَرْبِ

باب۹۸: ذمی کافروں سے جزیہ لینا اور حربی و ذمی کافروں سے (کسی مصلحت کی بناء پر) صلح کرنا

١٣٣٧ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ: فَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ، وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَخَذَ ٱلْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ، حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ. [رواه البخاري: ٣١٥٦، ٣١٥٧]

۱۳۳۷۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات سے ایک سال پیشتر اہل بصرہ کو خط لکھا کہ جس مجوسی نے اپنی محرم عورت کو بیوی بنایا ہو تو دونوں کے درمیان تفریق کر دو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہ لیتے تھے یہاں تک کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس امر کی شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

فوائد: مؤطا میں ہے کہ پارسیوں سے اہل کتاب جیسا سلوک کرو اس سے معلوم ہوا کہ ان کے وہی احکام ہیں جو اہل کتاب کے لئے ہیں۔ واللہ اعلم (عون الباری:۳/۶۲۵)

١٣٣٨ : عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ

۱۳۳۸۔ حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو عامر بن لوی قبیلے کے حلیف اور غزوہ بدر میں شریک ہو چکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو عبیدۃ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا کہ وہاں کا جزیہ لے آئیں ہوا یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو وہاں کا حاکم بنا دیا تھا الغرض

الْعَلاَءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلاَةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ رَآهُمْ، وَقَالَ: (أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ). قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا ما يَسُرُّكُمْ، فَوَاللهِ لاَ الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا، كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ). [رواه البخاري: ٣١٥٨]

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بحرین کا مال لے کر آئے۔ انصار نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر سنی تو انہوں نے نماز صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو مسکراتے ہوئے فرمایا میرے خیال میں تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کچھ مال لائے ہیں۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہاں آپ نے فرمایا تو پھر تم خوش ہو جاؤ اور خوشی کی امید رکھو اللہ کی قسم! مجھے تمہاری ناداری کا اتنا ڈر نہیں ہے بلکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ تمہارے ہوتے ہوئے دنیا کشادہ کر دی جائے گی جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کے لئے کشائش کی گئی تھی اور پھر تم ایک دوسرے سے بڑھو گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے کیا تھا اور وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جیسا کہ ان کو ہلاک کر دیا تھا۔

فوائد: مسلمانوں کا قومی سطح پر جتنا بھی نقصان ہوا ہے اگر بغور اس کا جائزہ لیا جائے تو اس میں منفی جذبات کارفرما نظر آتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی مرض کی نشاندہی فرما رہے ہیں۔

١٣٣٩ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ بَعَثَ النَّاسَ فِي أَفْنَاءِ الأَمْصَارِ يُقَاتِلُونَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَسْلَمَ الْهُرْمُزَانُ، فَقَالَ: إِنِّي مُسْتَشِيرُكَ فِي مَغَازِيَّ هٰذِهِ، قَالَ: نَعَمْ، مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِينَ مَثَلُ طَائِرٍ: لَهُ رَأْسٌ وَلَهُ جَنَاحَانِ وَلَهُ رِجْلاَنِ، فَإِنْ كُسِرَ أَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلاَنِ بِجَنَاحٍ

۱۳۳۹۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں کو بڑے بڑے شہروں میں مشرکین سے جنگ کے لئے بھیجا پھر جب ہرمزان مسلمان ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ سے اپنی ان جنگی کارروائیوں کی بابت مشورہ کرتا ہوں ہرمزان نے کہا بہت خوب! ان ملکوں کی اور جو لوگ وہاں مسلمانوں کے دشمن ہیں ان کی مثال ایک پرندے کی ہے جس کا ایک سر دو بازو اور دو پاؤں ہوں اگر ایک بازو توڑ دیا جائے تو وہ پرندہ

وَالرَّأْسُ، فَإِنْ كُسِرَ الجَنَاحُ الآخَرُ نَهَضَتِ الرِّجْلانِ وَالرَّأْسُ، وَإِنْ شُدِخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلانِ وَالجَنَاحانِ وَالرَّأْسُ، فَالرَّأْسُ كِسْرَى، وَالجَنَاحُ قَيْصَرُ، وَالجَنَاحُ الآخَرُ فارِسُ، فَمُرِ المُسْلِمِينَ فَلْيَنْفِرُوا إِلَى كِسْرَى، فَنَدَبَ عُمَرُ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ، حَتَّى إِذَا كانوا بِأَرْضِ الْعَدُوِّ، وَخَرَجَ عَلَيْنَا عامِلُ كِسْرَى في أَرْبَعِينَ أَلْفًا، فَقَامَ تَرْجُمَانٌ فَقالَ: لِيُكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِنكُمْ، فَقالَ المُغِيرَةُ: سَلْ عَمَّا شِئْتَ، قالَ: ما أَنْتُمْ؟ قالَ: نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ، كُنَّا في شَقَاءٍ شَدِيدٍ، وَبَلاءٍ شَدِيدٍ، نَمَصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوَى مِنَ الجُوعِ، وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ والشَّعَرَ، ونَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالحَجَرَ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الأَرَضِينَ - تَعَالَى ذِكْرُهُ، وَجَلَّتْ عَظَمَتُهُ - إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ، فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا، رَسُولُ رَبِّنَا ﷺ: أَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتَّى تَعْبُدُوا اللهَ وَحْدَهُ أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ، وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا ﷺ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا: أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الجَنَّةِ في نَعِيمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ، وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ.

دونوں پاؤں سر اور ایک ہی بازو سے حرکت کرے گا اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیں تب بھی اس کے دونوں پاؤں اور سر کھڑے ہو جائیں گے لیکن اگر سر کچل دیا جائے تو نہ پاؤں کچھ کام کے رہیں گے' نہ بازو اور نہ سر دیکھئے ان دشمنوں کا سر کسریٰ ہے اور ایک بازو قیصر اور دوسرا بازو فارس ہے۔ لہٰذا آپ مسلمانوں کو حکم دیں کہ پہلے وہ کسریٰ کی جانب کوچ کریں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ایک جماعت کو جمع کیا اور نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا اور جب یہ دشمن کی سرزمین میں پہنچے تو کسریٰ کا ایک عامل چالیس ہزار فوج لے کر ان کے مقابلہ میں آیا اور اس کی طرف سے ایک ترجمان کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ تم میں سے کوئی ایک شخص مجھ سے بات کرے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا پوچھ جو چاہتا ہے۔ اس نے کہا تم کون ہو؟ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم عرب لوگ ہیں ہم سخت بدبختی اور مصیبت میں گرفتار تھے۔ بھوک کے مارے چمڑہ اور کھجور کی گٹھلیاں چوستے تھے۔ اون اور بال پہنتے تھے۔ درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے ہم لوگ اسی حالت میں مبتلا تھے کہ زمین و آسمان کے مالک نے ہماری ہی قوم کا ایک رسول ہمارے پاس بھیجا۔ جس کے والدین کو ہم جانتے تھے۔ پھر ہمارے پروردگار کے رسول اور ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جب تک تم اکیلے اللہ کی عبادت نہ کرو یا جزیہ نہ دو اس وقت تک ہم تم سے جنگ کریں اور ہمارے نبی ﷺ نے ہمارے

فَقَالَ النُّعْمَانُ: رُبَّمَا أَشْهَدَكَ اللهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُنَدِّمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ، ولٰكِنِّي شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ، انْتَظَرَ حَتَّى تَهُبَّ الأَرْوَاحُ، وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ. [رواه البخاري: ٣١٥٩، ٣١٦٠]

پروردگار کا یہ پیغام پہنچایا کہ جو کوئی ہم سے مارا جائے گا وہ بہشت کی ایسی نعمتوں میں پہنچ جائے گا جو اس نے کبھی نہ دیکھی ہوں گی اور جو شخص ہم میں زندہ رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک بنے گا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ گفتگو ختم کر کے جب فوراً لڑائی شروع کرنا چاہی تو سردار لشکر حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم تو اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے ہو اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں کسی موقع پر شرمندہ یا ذلیل نہیں کیا اور میں نے بھی اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک ہو کر دیکھا کہ آپ دن کے اول وقت میں جنگ نہ کرتے تھے بلکہ انتظار فرماتے یہاں تک کہ ہوائیں چلنے لگتیں اور نماز کا وقت آ جاتا۔

فوائد: اس حدیث سے باہمی مشورے کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مرتبہ میں بڑا آدمی اپنے سے کم تر کا مشورہ لے سکتا ہے۔ (عون الباری:٣/٦٣٥)

٩٩ - باب: إِذَا وَادَعَ الإِمَامُ مَلِكَ القَرْيَةِ هَلْ يَكُونُ ذٰلِكَ لِبَقِيَّتِهِمْ

باب ٩٩: جب امام کسی بستی کے بادشاہ سے صلح کرے تو کیا یہ صلح تمام بستی والوں سے تصور ہو گی؟

١٣٤٠ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَبُوكَ، وَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ، وَكَسَاهُ بُرْدًا، وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ. [رواه البخاري: ٣١٦١]

١٣٤٠۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک کا جہاد کیا اور ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر تحفہ دیا تھا تو آپ نے بھی اسے ایک چادر بطور خلعت پہنائی نیز آپ نے اس کا ملک اسی کے نام لکھ دیا تھا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جب آپ تبوک جا رہے تھے تو حاکم ایلہ کا قاصد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے جزیہ دینے پر آپ سے صلح کر لی اسطرح تمام اہالیان ایلہ امن اور صلح میں آ گئے۔

(عون الباری:۳/۶۳۶)

١٠٠ - باب: إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ

باب ۱۰۰: کسی ذمی کافر کو ناحق قتل کرنے میں کتنا گناہ ہے؟

١٣٤١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عامًا). [رواه البخاري: ٣١٦٦]

۱۳۴۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص کسی عہد والے کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا اور بے شک جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پہنچتی ہے۔

١٠١ - باب: إِذَا غَدَرَ المُشْرِكُونَ بِالمُسْلِمِينَ هَل يُعْفَى عَنْهُمْ

باب ۱۰۱: اگر کافر مسلمانوں سے دغا کریں تو کیا انہیں معافی دی جا سکتی ہے؟

١٣٤٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ٱجْمَعُوا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ يَهُودَ)، فَجُمِعُوا لَهُ، فَقَالَ: (إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ؟). فَقَالُوا: نَعَمْ، قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ أَبُوكُمْ؟) قَالُوا: فُلَانٌ فَقَالَ: (كَذَبْتُمْ، بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ). قَالُوا: صَدَقْتَ، قَالَ: (فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ؟) فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا القَاسِمِ، وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِينَا، فَقَالَ لَهُمْ: (مَنْ أَهْلُ النَّارِ؟) قَالُوا: نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا، ثُمَّ تَخْلُفُونَا فِيهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

۱۳۴۲۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب خیبر فتح ہوا تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری تحفہ بھیجی جس میں زہر ملا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ یہاں جتنے یہودی ہیں ان سب کو اکٹھا کرو چنانچہ وہ سب آپ کے سامنے اکٹھے کیے گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم سے ایک بات پوچھنے والا ہوں کیا تم سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا فلاں شخص آپ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تمہارا باپ فلاں شخص ہے۔ انہوں نے کہا بے شک آپ سچ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا اب اگر تم سے کچھ پوچھوں تو سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ابو القاسم! اگر ہم نے جھوٹ بولا تو آپ ہمارا جھوٹ معلوم کر لیں گے۔ جیسا کہ آپ نے پہلے

(اَخْسَؤُوا فِيهَا، وَاللهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا)، ثُمَّ قَالَ: (هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟) فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، قَالَ: (هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا؟) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: (ما حَمَلَكُمْ عَلَى ذٰلِكَ؟) قَالُوا: أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيحُ، وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ. [رواه البخاري: ٣١٦٩]

باپ کے متعلق ہمارا جھوٹ معلوم کر لیا تھا۔ پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ دوزخی کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ہم چند روز کے لئے دوزخ میں جائیں گے۔ پھر ہمارے بعد تم اس میں ہمارے جانشین ہو گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس میں ذلیل ہی رہو گے اللہ کی قسم! ہم کبھی اس میں تمہاری جانشینی نہیں کریں گے۔ آپ نے پھر فرمایا اگر اب میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو سچ کہو گے؟ انہوں نے کہا ہاں ابو القاسم! آپ نے فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا تمہیں اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ ان لوگوں نے کہا ہماری خواہش تھی کہ آپ اگر جھوٹے نبی ہیں تو ہم کو آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر آپ حقیقت میں نبی ہیں تو آپ کو کچھ نقصان نہ ہو گا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس یہودی عورت کو قتل کرنے کی اجازت مانگی جس نے بکری میں زہر ملایا تھا تو آپ نے اجازت نہ دی بلکہ آپ نے معاف کر دیا کیونکہ آپ کسی سے ذاتی انتقام نہ لیتے تھے بالآخر ایک صحابی کے بدلے میں اسے قتل کروا دیا۔ (عون الباری:٣/٦٣٩)

١٠٢ - باب: الْمُوَادَعَةُ وَالْمُصَالَحَةُ مَعَ الْمُشْرِكِينَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ وَإِثْمُ مَنْ لَمْ يَفِ بِالْعَهْدِ

باب ١٠٢: مشرکوں سے مال وغیرہ سے صلح کرنے، لڑائی چھوڑ دینے نیز بد عہدی کے گناہ کا بیان

١٣٤٣ : عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِلَى خَيْبَرَ، وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ، فَتَفَرَّقَا، فَأَتَى

١٣٤٣۔ حضرت سہل بن حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ عبد اللہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور محیصہ بن مسعود بن زید رضی اللہ عنہ خیبر کی طرف گئے ان دنوں یہودیوں سے صلح تھی پھر دونوں کسی طرح جدا جدا ہو گئے۔ اچانک محیصہ رضی اللہ عنہ جب عبد اللہ بن

مُحَيِّصَةُ إِلَى عَبْدِ ٱللهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ قَتِيلًا ، فَدَفَنَهُ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ٱبْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ: (كَبِّرْ كَبِّرْ)، وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ، فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا، فَقَالَ: (أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ قَاتِلِكُمْ، أَوْ صَاحِبِكُمْ؟) قَالُوا: وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ؟ قَالَ: (فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ)، فَقَالُوا: كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ، فَعَقَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ. [رواه البخاري: ٣١٧٣]

سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ اپنے خون میں لت پت ہے۔ کسی نے ان کو قتل کر ڈالا تھا خیر محیصہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دفن کر دیا اس کے بعد وہ مدینہ آئے تو عبد الرحمن بن سہل اور محیصہ' حویصہ جو مسعود کے بیٹے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے عبد الرحمن نے گفتگو کرنا چاہی۔ تو آپ نے فرمایا بڑے کو بات کرنے دو چونکہ وہ سب سے چھوٹے تھے اس لئے چپ ہو گئے۔ تب محیصہ اور حویصہ نے آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا کیا تم قسم اٹھا کر قاتل کے خون کا استحقاق ثابت کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم کیونکر قسم اٹھا سکتے ہیں جبکہ ہم وہاں موجود نہ تھے اور نہ ہی ہم نے انہیں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر یہودی پچاس قسمیں اٹھا کر اپنی براءت کر لیں گے۔ انہوں نے عرض کیا وہ تو کافر ہیں ہم ان کی قسموں کا کیسے اعتبار کریں؟ آخر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے پاس سے دیت ادا کر دی۔

فوائد: اس حدیث میں قسامہ کا بیان ہے جس میں عام دعاوی کے برعکس مدعی قسم کے ذریعے اپنے دعوے کو ثابت کرتا ہے اگر وہ قسم نہ دے تو پھر مدعی علیہ کو قسم دینا پڑتی ہے نیز اس میں پچاس قسم دینا ہوتی ہیں۔ (عون الباری:۳/۶۴۱)

١٠٣ - باب: هل يُعفى عَنِ الذِّمِّيِّ إِذَا سَحَرَ

باب ۱۰۳: ذمی اگر جادو کرے تو کیا اسے معاف کیا جاسکتا ہے؟

١٣٤٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُحِرَ، حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا وَلَمْ يَصْنَعْهُ. [رواه البخاري: ٣١٧٥]

۱۳۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تھا جس کی وجہ سے آپ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ نے ایک کام کیا ہے حالانکہ وہ کام نہ کیا ہوتا تھا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ چونکہ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے اور آپ کو اس جادو سے کچھ نقصان بھی نہیں پہنچا تھا اس لئے آپ نے اسے چھوڑ دیا اگر جادو سے کسی دوسرے کو نقصان پہنچے تو جادوگر کو سزا دی جا سکتی ہے۔ (عون الباری:۳/۶۴۲)

١٠٤ - باب: مَا يُحْذَرُ مِنَ الْغَدْرِ

باب ۱۰۴: دغابازی سے اجتناب کرنا

١٣٤٥ : عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَقَالَ: (اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: مَوْتِي، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ مُوتَانٌ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ، ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا، ثُمَّ فِتْنَةٌ لاَ يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلاَّ دَخَلَتْهُ، ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الأَصْفَرِ، فَيَغْدِرُونَ فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا). [رواه البخاري: ٣١٧٦]

۱۳۴۵۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا کہ چھ نشانیاں قیامت سے پیشتر ہوں گی ان کو شمار کر لو' ایک تو میری وفات' دوسرے فتح بیت المقدس' تیسرے وبا جو تم میں اس طرح پھیلے گی جیسے بکریوں کی بیماری قعاص پھیلتی ہے' چوتھے مال کی اس قدر فراوانی کہ اگر کسی کو سو اشرفیاں دی جائیں گی تو بھی خوش نہ ہو گا' پانچویں ایک فتنہ جس سے عرب کا کوئی گھر نہ بچے گا' چھٹے نمبر پر وہ صلح جو تمہارے اور رومیوں کے درمیان ہو گی اور وہ بے وفائی کریں گے اور اپنے جھنڈے لے کر تم سے لڑنے آئیں گے اور ان کے ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار فوج ہو گی۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ دغا بازی کرنا کافروں کا کام ہے اور یہ قیامت کی علامت ہے مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

١٠٥ - باب: إِثْمُ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ

باب ۱۰۵: اس شخص کا گناہ جس نے عہد کیا پھر دغابازی کی

١٣٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَيْفَ بِكُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَبُوا دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا؟ فَقِيلَ لَهُ: وَكَيْفَ

۱۳۴۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جبکہ تم نہ دینار حاصل کر سکو گے اور نہ درہم

تَرَى ذٰلِكَ كَائِنًا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: إِي وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ، عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ، قَالُوا: عَمَّ ذَاكَ؟ قَالَ: تُنْتَهَكُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ ﷺ، فَيَشُدُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلُوبَ أَهْلِ الذِّمَّةِ، فَيَمْنَعُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ. [رواه البخاري: ٣١٨٠]

دریافت کیا گیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم کیا سمجھتے ہو کہ ایسا کیونکر ہو گا؟ انہوں نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے کہ صادق و مصدوق رسول اللہ ﷺ کے فرمانے سے مجھے معلوم ہوا لوگوں نے کہا کس طرح؟ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا ذمہ توڑ دیا جائے گا۔ یعنی مسلمان دغابازی کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ذمیوں کے دل سخت کر دے گا اور جو کچھ ان کے ہاتھ میں ہے وہ جزیہ کے طور پر نہیں دیں گے۔

فوائد: دور حاضر میں مسلمان اسی قسم کے حالات سے گذر رہے ہیں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے غداری کے نتیجہ میں سخت نقصان اٹھایا ہے کافروں سے جزیہ لینا تو درکنار بلکہ اس کے برعکس عالمی غنڈہ امریکہ مسلمانوں سے ٹیکس وصول کر رہا ہے اور مسلم حکومتوں کو اس نے اپنے گھر کی لونڈی بنا کر رکھا ہوا ہے۔

١٠٦ - باب: إِثْمُ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالفَاجِرِ

باب ۱۰۶: ہر برے بھلے سے غداری کرنے والے کا گناہ

١٣٤٧ : عَنْ عَبْدِ اللهِ وَأَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ أَحَدُهُمَا: يُنْصَبُ، وَقَالَ الآخَرُ: يُرَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُعْرَفُ بِهِ). [رواه البخاري: ٣١٨٦، ٣١٨٧]

۱۳۴۷۔ حضرت عبداللہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن غدار کے لئے ایک جھنڈا ہو گا ان راویوں میں سے ایک کا بیان ہے کہ وہ جھنڈا نصب کیا جائے گا اور دوسرے کا بیان ہے کہ وہ قیامت کے دن دکھایا جائے گا جس سے دغاباز کی شناخت ہو گی۔

فوائد: ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ جھنڈا غدار کی مقعد پر لگایا جائے تاکہ اہل محشر اس کی غداری سے مطلع ہوں اور اس پر نفریں اور لعنت کریں۔ (عون الباری:۷/۶۴۳)
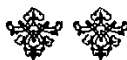
كتاب بدء الخلق
آغاز تخلیق کا بیان

١ - باب: مَا جاءَ في قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى يَبۡدَؤُا۟ ٱلۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ﴾

١٣٤٨ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قالَ: جاءَ نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقالَ: (يَا بَنِي تَمِيمٍ أَبْشِرُوا)، قالُوا: بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا، فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ، فَجَاءَهُ أَهْلُ الْيَمَنِ، فَقالَ: (يَا أَهْلَ الْيَمَنِ، اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ)، قالُوا: قَبِلْنَا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ يُحَدِّثُ بَدْءَ الخَلْقِ وَالْعَرْشِ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَقالَ: يا عِمْرَانُ رَاحِلَتُكَ تَفَلَّتَتْ، لَيْتَنِي لَمْ أَقُمْ.

[رواه البخاري: ٣١٩٠]

باب ۱: ارشاد باری تعالیٰ ”وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا

۱۳۴۸۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ بنو تمیم کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے بنی تمیم! تم خوش ہو جاؤ انہوں نے کہا آپ نے ہمیں بشارت تو دے دی مال بھی دیجئے اس سے آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا پھر آپ کے پاس یمن کے کچھ لوگ آئے تو آپ نے ان سے بھی فرمایا: اے اہل یمن! تم بشارت قبول کرو کیونکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا انہوں نے کہا ہم نے اسے قبول کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے آفرینش اور عرش کی باتیں بیان فرمائیں اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا اے عمران رضی اللہ عنہ! تمہاری اونٹنی کھل گئی ہے اسے پکڑو تو میں اٹھ کر چلا گیا لیکن میرے دل مین حسرت رہ گئی کہ کاش

میں نہ اٹھا ہوتا تو بہتر ہوتا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اسلام لانے کی وجہ سے انہیں اخروی کامیابی کی خوشخبری سنائی انہوں نے اسے دنیا کے مال ومتاع کی بشارت خیال کیا رسول اللہ ﷺ ان کی حرص و آز اور دنیا طلبی پر آزردہ خاطر ہوئے۔

١٣٤٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ - في رواية - قالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (كَانَ ٱللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ، وَكَتَبَ فِي ٱلذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ، وَخَلَقَ السَّماوَاتِ وَالأَرْضَ). فَنَادَى مُنَادٍ: ذَهَبَتْ نَاقَتُكَ يَا ٱبْنَ الحُصَيْنِ، فَٱنْطَلَقْتُ فَإِذَا هِيَ يَقْطَعُ دُونَهَا السَّرَابُ، فَوَٱللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ تَرَكْتُهَا. [رواه البخاري: ٣١٩١]

١٣٤٩۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اول اللہ کی ذات تھی اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا اور لوح محفوظ میں اس نے ہر بات لکھ دی اور اس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص نے آواز دی اے ابن حصین رضی اللہ عنہ! تمہاری اونٹنی بھاگ گئی ہے لہٰذا میں چلا گیا تو دیکھا کہ وہ اونٹنی سراب سے آگے جا چکی تھی اللہ کی قسم! میری خواہش تھی کہ کاش! اس اونٹنی کو چھوڑ دیتا (اور وہاں سے نہ اٹھتا تو بہتر تھا)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پانی اور عرش کو پیدا فرمایا پھر دیگر کائنات کی تخلیق فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا عرش بھی مخلوق ہے۔ (عون الباری:٦/٤)

١٣٥٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (قَالَ ٱللَّهُ تعالى: يَشْتِمُنِي ٱبْنُ آدَمَ، وَما يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتِمَنِي، وَيُكَذِّبُنِي، وَما يَنْبَغِي لَهُ، أَمَّا شَتْمُهُ فَقَوْلُهُ: إِنَّ لِي وَلَدًا، وَأَمَّا تَكْذِيبُهُ فَقَوْلُهُ: لَيْسَ يُعِيدُنِي كَمَا بَدَأَنِي). [رواه البخاري: ٣١٩٣]

١٣٥٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ارشاد ہے ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ اسے زیبا نہیں کہ مجھے گالی دے اور میری تکذیب کرتا ہے حالانکہ اسے زیبا نہیں کہ وہ میری تکذیب کرے۔ اس کا مجھے گالی دینا تو اس کا یہ کہنا ہے کہ میری اولاد ہے اور اس کی تکذیب یہ کہنا ہے کہ اللہ دوبارہ مجھے زندہ نہیں کرے گا جیسے اس نے مجھے پہلے پیدا کیا تھا۔

فوائد: انسان کو اپنی نمود و نمائش اور شہرت کے لئے اولاد کی ضرورت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے تمام عیوب سے پاک ہے لہٰذا اللہ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا گویا اس طرف نقص کو منسوب کرنا ہے۔ ((العیاذ باللہ))

١٣٥١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَمَّا قَضى ٱللهُ الخَلْقَ كَتَبَ في كِتَابِهِ، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي). [رواه البخاري: ٣١٩٤]

١٣٥١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سب مخلوق کو پیدا کر چکا تو اس نے اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں جو اسی کے پاس عرش پر ہے یہ لکھا میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کے لکھنے سے مراد یہ ہے کہ اس نے قلم کو حکم دیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرش کی تخلیق قلم سے پہلے ہوئی ہے جس کے ذریعے نوشتہ تقدیر کو ضبط تحریر میں لایا گیا۔ (عون الباری: ۳/۱۲)

٢ - باب: مَا جاءَ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ

باب ۲: سات زمینوں کا بیان

١٣٥٢ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (الزَّمَانُ قَدِ ٱسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ ٱللهُ السَّماوَاتِ وَالأَرْضَ، السَّنَةُ ٱثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلاثَةٌ مُتَوالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ، الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ). [رواه البخاري: ٣١٩٧]

١٣٥٢۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا زمانہ گھوم کر پھر اسی حالت پر آ گیا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بنائے تھے سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں تین تو مسلسل ہیں یعنی ذوالقعد ذوالحجہ' محرم اور چوتھا رجب جس کی قبیلہ مضر بہت تعظیم کرتا ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔

٣ - باب: صِفَةُ الشَّمْسِ وَالقَمَرِ بِحُسْبَانٍ

باب ۳: ارشاد باری تعالیٰ "سورج اور چاند ایک حساب کے پابند ہیں

١٣٥٣ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي ذَرٍّ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ: (تَدْرِي أَيْنَ

١٣٥٣۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب یہ آفتاب غروب ہوتا ہے تو کیا تمہیں معلوم ہے وہ

تَذْهَبُ؟) قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: (فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَتَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنَ لَهَا، وَيُوشِكُ أَنْ تَسْجُدَ فَلاَ يُقْبَلَ مِنْهَا، وَتَسْتَأْذِنَ فَلاَ يُؤْذَنُ لَهَا، وَيُوشِكُ أَنْ تَسْجُدَ فَلاَ يُقْبَلَ مِنْهَا، وَتَسْتَأْذِنَ فَلاَ يُؤْذَنَ لَهَا، يُقَالُ لَهَا: اِرْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾). [رواه البخاري: ٣١٩٩]

کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے تاکہ عرش کے نیچے سجدہ کرے پھر اللہ سے طلوع کی اجازت مانگتا ہے تب اسے اجازت دی جاتی ہے لیکن قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے لیکن قبول نہ کیا جائے اور اجازت مانگے مگر نہ دی جائے بلکہ اس سے کہا جائے کہ جدھر سے آیا ہے ادھر ہی لوٹ جا پھر وہ مغرب سے طلوع ہو گا اور ارشاد باری تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے "اور سورج وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔"

فوائد: زمین بیضوی شکل میں گول ہے اور اللہ کے عرش نے اسے گھیر رکھا ہے اس لئے سورج ہر آن اللہ کے عرش کے نیچے رہتا ہے اور ہر وقت اپنے مالک کے لئے سجدہ ریز اور آگے بڑھنے کا طلب گار رہتا ہے لیکن ہر ملک کا مشرق و مغرب الگ الگ ہے اس لئے طلوع و غروب کے وقت کو سجدہ کے لئے خاص کیا گیا ہے۔ (عون الباری: ۴/۱۸،۱۷)

١٣٥٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٣٢٠٠]

۱۳۵۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سورج اور چاند لپیٹ دیئے جائیں گے یعنی تاریک ہو جائیں گے۔

فوائد: یعنی ان دونوں کو بے نور کر کے آگ میں پھینک دیا جائے گا تاکہ ان کی عبادت کرنے والوں کو شرمسار کیا جائے کہ جن کی تم عبادت کرتے تھے ان کا حال دیکھ لو۔ (عون الباری: ۴/۱۹)

٤ - باب: مَا جَاءَ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ﴾

باب ۴: ارشاد باری تعالیٰ: "اور وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت (بارش) کے آگے آگے خوشخبری لئے ہوئے بھیجتا ہے۔"

١٣٥٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۳۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں

عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً فِي السَّمَاءِ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ، وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ، فَإِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَاءُ سُرِّيَ عَنْهُ، فَعَرَّفَتْهُ عَائِشَةُ ذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَا أَدْرِي لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ﴾، الآيَةَ).

[رواه البخاري: ٣٢٠٦]

نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کوئی ابر کا ٹکڑا آسمان پر دیکھتے تو کبھی آپ آگے بڑھتے، کبھی پیچھے ہٹتے اور کبھی اندر آتے کبھی باہر جاتے اور آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو جاتا مگر جب بارش برسنے لگتی تو آپ کی موجودہ کیفیت ختم ہو جاتی میں نے آپ کی اس حالت کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا شاید ایسا ہی ہو جیسا کہ ایک قوم نے کہا تھا۔

”پھر انہوں نے جب اس کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم کو سیراب کر دے گا آخر آیت تک۔“

فوائد: پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے ”بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے لئے تم جلدی مچا رہے تھے یہ ہوا کا طوفان ہے جس میں دردناک عذاب چلا آرہا ہے اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر ڈالے گا“ (الاحقاف:۵۲)

٥ - باب: ذِكْرُ المَلاَئِكَةِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيهِم

باب ۵: فرشتوں کا بیان

١٣٥٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، قَالَ: (إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ ٱللهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: ٱكْتُبْ عَمَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجَنَّةِ إِلاَّ ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ

۱۳۵۶۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کہ صادق و مصدوق تھے۔ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں مکمل کی جاتی ہے۔ چالیس دن تک نطفہ رہتا ہے پھر اتنے ہی وقت تک منجمد خون رہتا ہے پھر اتنے ہی روز تک گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے اس کے بعد اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ اس کا عمل، اس کا رزق اور اس کی عمر لکھ دے اور یہ بھی لکھ دے کہ بدبخت ہے یا نیک بخت اس کے بعد اس میں روح پھونک دی جاتی ہے پھر

عَلَيْهِ كِتَابُهُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ حَتَّى ما يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلاَّ ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ). [رواه البخاري: ٣٢٠٨]

تم میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے جو نیک عمل کرتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے مگر اس پر نوشتۂ تقدیر غالب آ جاتا ہے اور وہ دوزخیوں کا کام کر بیٹھتا ہے ایسے ہی کوئی شخص برے کام کرتا رہتا ہے تاآنکہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر تقدیر کا فیصلہ غالب آ جاتا ہے تو وہ اہل جنت کے سے کام کرنے لگتا ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے بھی اپنا ایک وجود رکھتے ہیں وہ اللہ کے معزز بندے اور جسم لطیف کے مالک ہیں اور ہر شکل میں ظاہر ہو سکتے ہیں ان پر ایمان لانا اصول ایمان سے ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ (عون الباری:۲۳/۴)

۱۳۵۷ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا أَحَبَّ ٱللهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ ٱللهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ ٱللهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الأَرْضِ). [رواه البخاري: ٣٢٠٩]

۱۳۵۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب اللہ بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو دوست رکھتا ہے۔ لہٰذا تم بھی اس کو دوست رکھو تو جبرائیل علیہ السلام اس کو دوست رکھتے ہیں۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام اہل آسمان میں اعلان کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے۔ لہٰذا تم بھی اس سے محبت رکھو۔ چنانچہ تمام اہل آسمان اس سے محبت رکھتے ہیں پھر زمین میں بھی اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

فوائد: اس روایت کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے عداوت رکھتا ہے تو جبرئیل کو آواز دیتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے عداوت رکھتا ہوں تو بھی اس سے عداوت رکھ تو جبرئیل اس سے دشمنی رکھتے ہیں پھر حضرت جبرئیل تمام اہل آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے دشمنی رکھتے ہیں لہٰذا تم بھی اس سے عداوت رکھو' پھر اس کے متعلق یہ نفرت وعداوت زمین میں بھی رکھ دی جاتی ہے۔ (عون الباری:۲۴/۴)

١٣٥٨ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ المَلائِكَةَ تَنْزِلُ في الْعَنَانِ - وَهُوَ السَّحابُ - فَتَذْكُرُ الأَمْرَ قُضِيَ في السَّمَاءِ، فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ، فَتُوحِيهِ إِلَى الكُهَّانِ، فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ). [رواه البخاري: ٣٢١٠]

١٣٥٨۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے ابر میں آتے ہیں اور اس کام کا ذکر کرتے ہیں جس کا آسمان پر فیصلہ کیا گیا ہوتا ہے۔ شیاطین کیا کرتے ہیں چپکے سے فرشتوں کی باتیں اڑا لیتے ہیں اور کاہنوں سے آکر بیان کرتے ہیں اور وہ کم بخت سچی بات میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا دیتے ہیں (اسے اپنے مریدوں سے بیان کرتے ہیں)

فوائد: اس حدیث میں ان فنکاروں کی شعبدہ بازی سے پردہ اٹھایا گیا ہے جو آئے دن ضعیف الاعتقاد لوگوں کی گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔

١٣٥٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا كانَ يَوْمُ الجُمُعَةِ، كانَ عَلَى كُلِّ بابٍ مِنْ أَبْوَابِ المَسْجِدِ المَلائِكَةُ، يَكْتُبُونَ الأَوَّلَ فَالأَوَّلَ، فَإِذَا جَلَسَ الإِمامُ طَوَوُا الصُّحُفَ، وَجاؤُوا يَسْتَمِعُونَ ٱلذِّكْرَ). [رواه البخاري: ٣٢١١]

١٣٥٩۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازے پر فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو سب سے پہلے آئے یا اس کے بعد آئے اس کو لکھ لیتے ہیں پھر جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے صحیفے لپیٹ کر خطبہ سننے کے لئے آجاتے ہیں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ آغاز خطبہ کے وقت یا اس کے بعد آنے والے لوگ جمعہ کے اضافی ثواب سے محروم رہتے ہیں۔

١٣٦٠ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: (ٱهْجُهُمْ - أَوْ هَاجِهِمْ - وَجِبْرِيلُ مَعَكَ). [رواه البخاري: ٣٢١٣]

١٣٦٠۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مشرکوں کی ہجو کرو یا ان کی ہجو کا جواب دو بہر صورت حضرت جرائیل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

فوائد: ابتداءً کفار سے اس قسم کا الجھاؤ درست نہیں البتہ جوابی کاروائی میں ان کی ہجو اور مذمت کی جا سکتی ہے۔ (عون الباری: ۴/۴۲۷)

١٣٦١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: (يَا عَائِشَةُ، هٰذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ). فَقَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ ٱللهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لَا أَرَى. تُرِيدُ النَّبِيَّ ﷺ. [رواه البخاري: ٣٢١٧]

۱۳۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں تو انہوں نے یوں جواب دیا ''وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' آپ وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی اور مراد ان کی رسول اللہ ﷺ ہیں۔

فوائد : اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ (عون الباری:۴/۲۸)

١٣٦٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لِجِبْرِيلَ: (أَلَا تَزُورُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا؟) قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾. الآيَةَ. [رواه البخاري: ٣٢١٨]

۱۳۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا تم ہمارے پاس جتنا اب آتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ راوی کا بیان ہے کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔
''ہم تو اس وقت آتے ہیں جب تیرے مالک کا حکم ہوتا ہے۔''

فوائد : قرآن مجید کے سیاق وسباق سے اس آیت کا مفہوم سمجھ میں نہیں آسکتا رسول اللہ ﷺ کی وضاحت سے یہ عقدہ حل ہوا جس سے پتہ چلتا ہے کہ احادیث سے بالا بالا قرآن فہمی کا دعویٰ ضلالت وگمراہی ہے۔

١٣٦٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ). [رواه البخاري: ٣٢١٩]

۱۳۶۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے ایک قرأت میں قرآن پڑھایا تھا۔ پھر میں مسلسل ان سے مزید چاہتا رہا یہاں تک کہ سات قرائتوں تک پہنچا۔

فوائد : اہل عرب کی زبان اگرچہ ایک ہے تاہم مختلف قبائل کے لب ولہجے مختلف ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر آسانی کرتے ہوئے انہیں سات محاوروں کے مطابق پڑھنے کی اجازت دی اور یہ اختلاف باہمی تضاد کے ہم معنی نہیں ہے۔ (عون الباری:۴/۳۰)

١٣٦٤ : عَنْ يَعْلَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

۱۳۶۴۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ: وَنَادَوْا يَا مَالِ. [رواه البخاري: ٣٢٣٠]

نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

”وہ پکاریں گے اے مالک! (تیرا رب ہمارا کام تمام کر دے (تو اچھا ہے)“

فوائد: مالک وہ فرشتہ ہے جو دوزخ کی جنرل نگرانی کے لئے تعینات ہے۔ (عون الباری:۴/۳۱)

١٣٦٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، زَوْجِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟ قَالَ: (لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدُّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ٱبْنِ عَبْدِ يَالِيلَ ابْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَٱنْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ ٱللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا رَدُّوا بِهِ عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ ٱللهُ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ، لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ ٱلْجِبَالِ، فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: ذٰلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الأَخْشَبَيْنِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ ٱللهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ ٱللهَ وَحْدَهُ، لَا

١٣٦٥۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا احد سے بھی زیادہ سخت دن آپ پر کبھی آیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تمہاری قوم کی طرف سے جو جو تکلیفیں اٹھائی ہیں ان میں سب سے زیادہ مصیبت عقبہ کے دن کی تھی۔ جبکہ میں نے خود کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے پیش کیا اور اس نے میرا کہا نہ مانا میں رنجیدہ منہ چلتا ہوا وہاں سے لوٹا (مجھے ہوش نہیں تھا کہ کدھر جا رہا ہوں؟) جب قرن ثعالب پہنچا تو ذرا ہوش آیا میں نے اوپر سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک ابر کے ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کر دیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام موجود ہیں انہوں نے مجھے آواز دی کہ اللہ نے وہ جواب سن لیا ہے جو تمہاری قوم نے تمہیں دیا ہے اور اس نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے۔ آپ اسے کافروں کی بابت جو چاہیں حکم دیں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کیا پھر کہا اے محمد ﷺ! تم جو چاہو (میں تعمیل حکم کے لئے حاضر ہوں) اگر تم چاہو تو مکہ کے دونوں جانب جو پہاڑ ہیں۔ ان پر رکھ دوں۔ میں نے کہا نہیں بلکہ میں

يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا). [رواه البخاري: ٣٢٣١]

امید رکھتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ہی ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ وحدہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

فوائد: یہ واقعہ نبوت کے دسویں سال پیش آیا جبکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور جناب ابو طالب فوت چکے تھے اور کفار کی ایذاء رسانی میں شدت آگئی تو آپ اہل طائف کے پاس گئے۔ (عون الباری:۴/۳۲)

١٣٦٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي قَوْلِ ٱللهِ تَعَالَى: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝ فَأَوْحَىٰٓ إِلَىٰ عَبْدِهِۦ مَآ أَوْحَىٰ﴾ قَالَ: أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ، لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ. [رواه البخاري: ٣٢٣٢]

۱۳۶۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اللہ کے قول "وہ دو قوسین بلکہ اس سے بھی قریب تر تھا پس اس نے اپنے بندہ کی طرف جو وحی کرنا تھی کی" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس کی اصلی حالت میں دیکھا اور اس کے دو پروں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا جتنا مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ (عون الباری:۴/۳۴)

١٣٦٧ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فِي قولِ اللهِ تعالى: ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ ءَايَٰتِ رَبِّهِ ٱلْكُبْرَىٰٓ﴾، قَالَ: رَأَى رَفْرَفًا أَخْضَرَ سَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ. [رواه البخاري: ٣٢٣٣]

۱۳۶۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے اللہ کے قول "انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سبز بچھونا دیکھا تھا جس نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا تھا۔

فوائد: نسائی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے وسیع و عریض سبز بچھونے پر حضرت جبرئیل کو بیٹھے دیکھا تھا۔ (عون الباری:۴/۳۴)

١٣٦٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ، وَلٰكِنْ قَدْ رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ، وَخَلْقِهِ سَادًّا مَا بَيْنَ الأُفُقِ. [رواه البخاري: ٣٢٣٤]

۱۳۶۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جو شخص خیال کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے تو اس نے برا خیال کیا بلکہ آپ نے حضرت جرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل پیدائشی شکل و صورت میں دیکھا انہوں نے

آسمان کی کناروں کو بھر دیا تھا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو ایک نور ہے میں اسے کیونکر دیکھ سکتا ہوں؟ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقف کی تائید ہوتی ہے اگرچہ جمہور اس کے خلاف ہیں۔

١٣٦٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا دَعا الرَّجُلُ ٱمْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا، لَعَنَتْهَا الـمَلاَئِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ). [رواه البخاري: ٣٢٣٧]

١٣٦٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے جس کی وجہ سے خاوند رات بھر اس سے ناراض رہے تو فرشتے اس عورت پر صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔

فوائد: حدیث میں رات کا ذکر عام حالات کے پیش نظر ہے وگرنہ یہ وعید تو حقوق زوجیت کے انکار پر ہے خواہ دن کے وقت ہو۔ (عون الباری:۴/۳۵)

١٣٧٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مُوسَى رَجُلًا آدَمَ، طُوَالًا جَعْدًا، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوعًا، مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، سَبِطَ الرَّأْسِ، وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ، وَٱلدَّجَّالَ، فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ ٱللهُ إِيَّاهُ: ﴿فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَآئِهِۦ﴾). [رواه البخاري: ٣٢٣٩]

١٣٧٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوا میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ایک گندمی رنگ' دراز قامت' مضبوط اور گھٹے ہوئے جسم والے ہیں۔ گویا وہ قبیلہ شنوءہ کے مرد ہیں اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا کہ وہ میانہ قامت متوسط بدن سرخ و سفید رنگت اور سیدھے بالوں والے آدمی ہیں اور میں نے اس فرشتہ کو بھی دیکھا جو دوزخ کا داروغہ ہے اور دجال کو بھی دیکھا۔ یہ سب نشانیاں اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھلائیں لہٰذا تم ان کے لقاء میں شک نہ کرو۔

فوائد: ان احادیث سے مقصود فرشتوں کے اوصاف بیان کرنا ہے اور اس حدیث میں جہنم کے نگران حضرت مالک کا ذکر ہے۔

٦ - باب: مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ

باب ٦: جنت کا بیان نیز یہ کہ وہ پیدا ہو چکی ہے

١٣٧١ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ، فَإِنَّهُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ). [رواه البخاري: ٣٢٤٠]

١٣٧١۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی مر جاتا ہے تو اسے اس کا مقام صبح و شام دکھایا جاتا ہے اگر جنتی ہے تو جنت میں اور اگر جہنمی ہے تو جہنم میں۔

فوائد: بعض معتزلہ کا خیال ہے کہ جنت اب موجود نہیں اسے قیامت کے دن پیدا کیا جائے گا امام بخاری ان کی تردید میں ان احادیث کو لائے ہیں کہ جنت کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا ہے ابو داؤد کی ایک روایت میں تو اس کی صراحت ہے۔ (عون الباری:٧/٣/٤)

١٣٧٢ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ). [رواه البخاري: ٣٢٤١]

١٣٧٢۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو وہاں اکثریت فقراء کی تھی اور دوزخ کو دیکھا تو وہاں عورتیں زیادہ تھیں۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جنت موجود ہے تبھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا ممکن ہے کہ آپ نے معراج کی رات دیکھا ہو۔ (عون الباری:٣٨/٤)

١٣٧٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِذْ قَالَ: (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا).

١٣٧٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے جبکہ آپ نے فرمایا میں نے بحالت نیند اپنے آپ کو جنت میں دیکھا کہ ایک عورت جنت کے گوشے میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ مجھے ان کی غیرت کا خیال آیا تو واپس آ گیا۔ اس پر

فَبَكَىٰ عُمَرُ وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللهِ. [رواه البخاري: ٣٢٤٢]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جنت پیدا ہو چکی ہے اور اس میں سازو سامان بھی موجود ہے نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قطعی طور پر جنتی ہونا بھی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ (عون الباری:۳۹/۴)

١٣٧٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لاَ يَبْصُقُونَ فِيهَا وَلاَ يَمْتَخِطُونَ وَلاَ يَتَغَوَّطُونَ، آنِيَتُهُمْ فِيهَا ٱلذَّهَبُ، أَمْشَاطُهُمْ مِنَ ٱلذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَمَجَامِرُهُمُ الأَلُوَّةُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ ٱللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ، لاَ ٱخْتِلاَفَ بَيْنَهُمْ وَلاَ تَبَاغُضَ، قُلُوبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَاحِدٍ، يُسَبِّحُونَ ٱللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا). [رواه البخاري: ٣٢٤٥]

۱۳۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہو گا۔ ان کی صورت چودھویں کے چاند کی طرح ہو گی جو وہاں نہ تھوکیں گے اور نہ بلغم نکالیں گے اور نہ ہی بول و براز کریں گے۔ ان کے برتن سونے کے اور کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی۔ ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگے گا اور ان کا پسینہ مشک جیسا ہو گا اور ان میں سے ہر ایک کے لئے دو بیویاں ہوں گی۔ لطافت حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا مغز گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا نیز ان میں باہمی اختلاف ہو گا نہ دشمنی ان سب کے دل ایک ہوں گے اور وہ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کریں گے۔

فوائد: جنت میں ایک ادنیٰ درجہ کے رہائشی کے لئے خدمت گذاری کے طور پر دس ہزار خادم ہو گا جن کے ہاتھوں میں سونے چاندی کی پلیٹیں ہوں گی۔ (عون الباری:۴۱/۴)

١٣٧٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي رِوَايَةٍ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (وَالَّذِينَ عَلَى إِثْرِهِمْ كَأَشَدِّ كَوْكَبٍ إِضَاءَةً، قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، لاَ ٱخْتِلاَفَ بَيْنَهُمْ وَلاَ تَبَاغُضَ، لِكُلِّ ٱمْرِئٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا يُرَى مُخُّ

۱۳۷۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے بعد جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہ جگمگاتے ستاروں کی طرح ہوں گے ان سب کے دل محبت میں ایک شخص کے دل کی طرح ہوں گے۔ ان میں نہ کسی بات کا اختلاف ہو گا اور نہ دشمنی ان میں سے ہر ایک کے لئے دو دو بیویاں

سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ لَحْمِهَا مِنَ الْحُسْنِ، يُسَبِّحُونَ اللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا، لاَ يَسْقَمُونَ، وَلاَ يَمْتَخِطُونَ)، وَذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ. [رواه البخاري: ٣٢٤٦ وانظر حديث رقم: ٣٢٤٥]

ہوں گی۔ لطیف حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلی کا مغز گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا وہ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کریں گے۔ نہ کبھی بیمار ہوں گے اور نہ ناک سے ریزش گرائیں گے۔ پھر انہوں نے باقی حدیث کو ذکر فرمایا۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی وہاں صرف حسن کو دوبالا اور حصول لذت کے لئے کنگھی کی جائے گی کیونکہ بالوں میں میل کچیل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (عون الباری:۱/۴۱/۴)

١٣٧٦ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَيَدْخُلَنَّ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا، أَوْ سَبْعُمَائَةِ أَلْفٍ، لاَ يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ، وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ). [رواه البخاري: ٣٢٤٧]

۱۳۷۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا یقیناً میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ آدمی ایک ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح پر نور ہوں گے۔

فوائد: بخاری کی ہی ایک روایت (۶۵۴۱) میں ان خوش قسمت حضرات کے یہ وصف بیان ہوئے ہیں کہ وہ دم جھاڑ نہیں کرائیں گے' آگ سے داغنے کو ذریعہ علاج نہیں بنائیں گے' بد شگونی نہیں لیں گے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں گے نیز بعض روایات میں ہے کہ ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید ہوں گے۔ اسی طرح بلا حساب جنت میں داخل ہونے والوں کی تعداد چار کروڑ نو لاکھ بنتی ہے اس تعداد پر مزید اللہ کی طرف سے اضافہ ہو گا۔

١٣٧٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ جُبَّةُ سُنْدُسٍ، وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ: (وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا). [رواه البخاري: ٣٢٤٨]

۱۳۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک باریک ریشمی جبہ تحفہ دیا گیا جبکہ آپ ریشمی کپڑے کے استعمال سے منع فرمایا کرتے تھے۔ لوگ (اس کی عمدگی اور بناوٹ دیکھ کر) بہت خوش ہوئے تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو جنت میں ملنے

والے رومال اس سے کہیں بہتر ہوں گے۔

فوائد: لباس میں رومال کی حقیقت بہت کم تر خیال کی جاتی ہے کیونکہ اس سے ہاتھ صاف کئے جاتے ہیں یا چہرے کی گرد وغبار دور کی جاتی ہے جنت میں گھٹیا کپڑے کی یہ حقیقت ہو گی تو بہترین اور اعلیٰ کپڑوں کی خوبصورتی اور زیبائش تو ہمارے تصورات سے بالا ہے۔ (عون الباری:۳/۴۷)

۱۳۷۸ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ فِي الجَنَّةِ لَشَجَرَةً، يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عامٍ لاَ يَقْطَعُهَا). [رواه البخاري: ۳۲۵۱]

۱۳۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جنت میں ایک درخت اتنا بڑا ہے کہ اگر سوار اس کے سایہ میں سو برس تک چلے تب بھی اسے طے نہ کر سکے۔

فوائد: ایک روایت میں اس درخت کا نام طوبی بتایا گیا ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر تیار شدہ تیز رفتار گھوڑا سو سال تک بھی سرپٹ دوڑتا رہے تو بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔ (عون الباری:۴/۴۸)

۱۳۷۹ : وفي رِوايَةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ مِثْل ذٰلِكَ، قَالَ: (وَٱقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ﴾). [رواه البخاري: ۳۲۵۲]

۱۳۷۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں اسی طرح وارد ہے مگر آخر میں انہوں نے فرمایا اگر تم اسکی صداقت چاہتے ہو تو اللہ کا یہ ارشاد پڑھ لو "اور لمبے لمبے سایے۔"

۱۳۸۰ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ أَهْلَ الجَنَّةِ يَتَراءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كما تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ ٱلدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الأُفُقِ، مِنَ المَشْرِقِ أَوِ المَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ ما بَيْنَهُمْ). قالوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لاَ يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ، قالَ: (بَلَى، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رِجَالٌ آمَنُوا بِٱللهِ وَصَدَّقُوا المُرْسَلِينَ). [رواه البخاري: ۳۲۵٦]

۱۳۸۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اہل جنت بالا خانہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح لوگ آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے پر چمکتا ہوا ستارہ دیکھتے ہیں کیونکہ آپس میں فرق مراتب (ضرور) ہو گا لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو حضرات انبیاء علیہم السلام کے مقام ہیں ان کے مراتب پر کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا آپ نے فرمایا کیوں نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی (وہ یقیناً

ان مراتب کو حاصل کریں گے۔)

فوائد: یہ امتیازی خصوصیت صرف اس امت کے خوش قسمت افراد کو نصیب ہوگی کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق انہی سے ممکن ہے۔ (عون الباری:۴/۵۰)

٧ - باب: صِفَةُ النَّارِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ

باب ۷: دوزخ کا بیان نیز اس بات کی وضاحت کہ وہ پیدا ہو چکی ہے۔

١٣٨١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرُدُوهَا بِالمَاءِ). [رواه البخاري: ٣٢٦٣]

۱۳۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخار دوزخ کی بھاپ سے آتا ہے لہٰذا تم اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

فوائد: حدیث میں بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرنے کی کیفیت بیان نہیں ہوئی مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بخار زدہ کے سینے پر پانی چھڑکتی تھیں اطباء کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ صفراوی بخار میں بیمار کو ٹھنڈا پانی پلایا جائے اور اس پر چھڑکاؤ بھی کیا جائے۔ (عون الباری:۴/۵۱)

١٣٨٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قالَ: (نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ)، قِيلَ: يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ، إِنْ كَانَتْ لَكافِيَةً، قالَ: (فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا، كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا). [رواه البخاري: ٣٢٦٥]

۱۳۸۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری دنیا کی آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ دنیا کی آگ ہی کافی تھی۔ آپ نے فرمایا وہ آگ اس پر انہتر حصے زیادہ کر دی گئی ہے اور ہر حصہ اس آگ کے برابر گرم ہے۔

فوائد: مسند امام احمد کی روایت میں ہے کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ کے مقابلہ میں سو درجہ زیادہ حرارت اپنے اندر رکھتی ہے واضح رہے کہ دنیوی آگ کی بعض اقسام ایسی ہیں کہ چند منٹوں میں لوہے کو پگھلا دیتی ہیں۔ ((اعاذنا اللہ منھا))

١٣٨٣ : عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: (يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ، فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ ٱلْحِمَارُ

۱۳۸۳۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو دوزخ میں اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہ اس طرح گھومتا

بِرَحاهُ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ: أَيْ فُلاَنُ ما شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنا بِالمَعْرُوفِ وَتَنْهانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالمَعْرُوفِ وَلاَ آتِيهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ». [رواه البخاري: ٣٢٦٧]

پھرے گا جس طرح گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے پھر اہل دوزخ اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے اے فلاں! تیرا کیا حال ہے؟ کیا تو ہمیں اچھی باتوں کا حکم نہ دیتا تھا اور برے کاموں سے نہ روکتا تھا؟ وہ جواب دے گا ہاں! لیکن میں تمہیں اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا مگر خود میں اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور تمہیں برے کاموں سے روکتا تھا مگر خود ان کا مرتکب ہوتا تھا۔

فوائد: اس سخت وعید کے پیش نظر ان علماء و خطباء کو غور کرنا چاہیے جو اپنے علم و وعظ کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ (عون الباری: ۴/۵۳)

٨ - باب: صِفَةُ إِبْلِيسَ وجُنُودِهِ

باب ۸: ابلیس اور اس کے لشکر کا بیان

١٣٨٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: سُحِرَ النَّبِيُّ ﷺ، حَتَّى كانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَما يَفْعَلُه، حَتَّى كانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا، ثُمَّ قالَ ﷺ: «أَشَعَرْتِ أَنَّ ٱللهَ أَفْتَانِي فِيما فِيهِ شِفَائِي، أَتَانِي رَجُلاَنِ: فَقَعَدَ أَحَدُهُما عِنْدَ رَأْسِي وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُما لِلآخَرِ: ما وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قالَ: مَطْبُوبٌ، قالَ وَمَنْ طَبَّهُ؟ قالَ: لَبِيدُ ابْنُ الأَعْصَمِ، قالَ: فِيما ذَا؟ قالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ، قالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قالَ: فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ»، فَخَرَجَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِينَ رَجَعَ: «نَخْلُهَا كَأَنَّهُ رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ».

۱۳۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تو آپ کی یہ حالت ہو گئی کہ آپ یہ خیال کرتے کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں لیکن کر نہیں سکتے تھے۔ پھر آپ نے ایک دن خوب دعا فرمائی۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا! اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج مجھے ایسی چیز بتائی ہے جس میں میری شفاء ہے یعنی میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس شخص کو کیا مرض ہے؟ دوسرے نے جواب دیا اس پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے کہا اس پر کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم یہودی نے اس نے کہا کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ کنگھی' آپ کے موئے

فَقُلْتُ: اَسْتَخْرَجْتَهُ؟ فَقَالَ: (لَا، أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللهُ، وَخَشِيتُ أَنْ يُثِيرَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا). ثُمَّ دُفِنَتِ الْبِئْرُ. [رواه البخاري: ٣٢٦٨]

مبارک اور نر کھجور کے خوشہ کے پوست میں۔ اس نے کہا یہ کہاں رکھا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا ذروان نامی کنویں میں ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کنویں کے پاس تشریف لے گئے اور واپس آ کر آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا وہاں کی کھجوریں شیاطین کے سر کی مانند ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا! آپ نے اس کو نکلوایا فرمایا نہیں اللہ نے مجھے شفا دے دی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے لوگوں میں فساد پھیلے گا اس کے بعد وہ کنواں بند کر دیا گیا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اسے کنویں سے نکلوایا لیکن رد عمل کے طور پر اس یہودی سے باز پرس نہیں کی مبادا مسلمان جذبات افروختہ ہو کر اسے قتل کر دیں معلوم ہوا کہ شرانگیزی کے ڈر سے اپنے جذبات کو قربان کر دینا چاہیے۔ (عون الباری:۴/۵۵) نوٹ: آپ پر جادو بیویوں کے سلسلہ میں ہوا تھا کہ آپ ان کے پاس نہ جا سکیں' آپ سمجھتے تھے میں ان سے تعلق قائم کر سکتا ہوں لیکن تعلق قائم کر نہیں سکتے تھے۔ نیز استخراج سے مراد اس جادو کی تشہیر اور اشاعت ہے۔ (علوی)

١٣٨٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا، مَنْ خَلَقَ كَذَا، حَتَّى يَقُولَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ). [رواه البخاري: ٣٢٧٦]

١٣٨٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے یہ کس نے پیدا کیا؟ وہ کس نے پیدا کیا؟ تاآنکہ یہ سوال کرنے لگتا ہے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ لہٰذا جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے تو انسان کو اعوذ باللہ پڑھنا چاہیے اور اس شیطانی خیال کو ترک کر دینا چاہیے۔

فوائد: شیطانی خیالات دو طرح کے ہوتے ہیں ایک ایسے ہوتے ہیں جنہیں استقرار نہیں ہوتا اور نہ ہی ان سے کوئی شبہ جنم لیتا ہے یہ تو عدم دلچسپی سے ختم ہو جاتے ہیں اگر دل میں جم جائیں اور شبہات کا پیش خیمہ ہوں تو اللہ کی پناہ میں آنا چاہیے۔ (عون الباری:۴/۵۷)

١٣٨٦ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ

١٣٨٦۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ، فَقَالَ: (هَا، إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا، إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ). [رواه البخاري: ٣٢٧٩]

ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ مشرق کی جانب اشارہ کر کے فرماتے تھے فتنہ یہاں ہے فساد اسی طرف سے نکلے گا جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان کرتے وقت مشرق کی طرف اشارہ فرمایا اس سے مراد سرزمین عراق ہے جو مدینہ سے مشرق میں ہے اور شروع سے آج تک فتنوں کی آماجگاہ ہے۔

١٣٨٧ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ، أَوْ: كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ، فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوهُمْ، وَأَغْلِقْ بَابَكَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَأَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا). [رواه البخاري: ٣٢٨٠]

١٣٨٧۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب رات شروع ہو یا اس کا اندھیرا چھا جائے تو تم اپنے بچوں کو باہر نکلنے سے روک لو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ پھر جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو اس وقت بچوں کو چھوڑ دو اور بسم اللہ پڑھ کر دروازہ بند کرو اور بسم اللہ پڑھ کر ہی چراغ گل کر دو اور اللہ کا نام لے کر مشکیزے کا منہ باندھ دو پھر اللہ کا نام لے کر کھانے کا برتن ڈھانک دو اگر ڈھانکنے کی کوئی چیز نہ ملے تو اور کوئی چیز (لکڑی وغیرہ) اس پر رکھ دو۔

فوائد: رات کو سوتے وقت اگر نقصان کا اندیشہ نہ ہو مثلاً قندیل چھت سے لٹک رہا ہے یا بجلی کا بلب جل رہا ہے تو ضرورت کے پیش نظر اس کا گل کرنا ضروری نہیں ہے۔ (عون الباری:٦٠/٣)

١٣٨٨ : عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرَجُلاَنِ يَسْتَبَّانِ، فَأَحَدُهُمَا احْمَرَّ وَجْهُهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنِّي لأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا

١٣٨٨۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کرنے لگے پھر ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور رگیں پھول گئی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایک ایسی دعا جانتا ہوں۔ اگر یہ شخص اسے پڑھ

يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِٱللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، ذَهَبَ عَنْهُ ما يَجِدُ)، فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: تَعَوَّذْ بِٱللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَقَالَ: وَهَلْ بِي جُنُونٌ؟. [رواه البخاري: ٣٢٨٢]

لے تو اس کا غصہ جاتا رہے اگر یہ "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کر اس نے کہا کیا میں دیوانہ ہوں (کہ شیطان سے پناہ مانگوں)

فوائد: اس آدمی کے خیال کے مطابق شیطان سے اس وقت پناہ مانگی جاتی ہے جب انسان دیوانگی میں گرفتار ہو شاید اسے معلوم نہ تھا کہ غصہ کوئی فرزانگی کی علامت نہیں بلکہ یہ بھی جنون اور دیوانہ پن ہی کی ایک قسم ہے۔ (عون الباری:۶۱/۴)

١٣٨٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ ما ٱسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ: هَا، ضَحِكَ الشَّيْطَانُ). [رواه البخاري: ٣٢٨٩]

۱۳۸۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جمائی لینا ایک شیطانی حرکت ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو حتی الامکان اسے روکے کیونکہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتے ہوئے ہا کہتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

فوائد: اگر جمائی نہ رک سکے تو انسان کو چاہئے کہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے تاکہ شیطان کو اس کے ساتھ کھل کھیلنے کا موقع نہ ملے واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ بلکہ کسی بھی نبی کو جمائی نہیں آئی ہے۔

(عون الباری:۶۲/۴)

١٣٩٠ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ ٱللهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلُمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ، وَلْيَتَعَوَّذْ بِٱللهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لاَ تَضُرُّهُ). [رواه البخاري: ٣٢٩٢]

۱۳۹۰۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا خواب اللہ کی طرف سے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر تم میں سے کوئی پریشان خواب دیکھے جس سے وہ ڈر محسوس کرے تو اسے اپنی بائیں جانب تھوک دینا چاہئے اور اس کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے۔ اس طرح وہ اس کو نقصان نہیں دے گا۔

فوائد: شیطان چاہتا ہے کہ برے خواب کے ذریعے مسلمان کو پریشان کر کے اپنے رب سے اس کو بدگمان کر دیا جائے اس لئے ایسی حالت میں رسول ﷺ نے تلقین فرمائی ہے کہ اللہ کی پناہ میں آنا

چاہیے۔ (عون الباری:۴/۶۳)

۱۳۹۱ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ). [رواه البخاري: ۳۲۹۵]

۱۳۹۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو وضو کرے اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرے کیونکہ شیطان اس کی ناک میں رات بسر کرتا ہے۔

فوائد : شیطان کا رات گذارنا حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ دل اور دماغ تک جانے کا یہی ایک رستہ ہے بیداری کے وقت اگر ہدایت نبوی کے مطابق عمل کیا جائے تو اس کی شب باشی کے اثرات زائل ہو جائیں گے۔

۹ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ﴾

باب ۹: ارشاد باری تعالیٰ: "اس نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے"

۱۳۹۲ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: (اقْتُلُوا الحَيَّاتِ، وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ البَصَرَ، وَيَسْتَسْقِطَانِ الحَبَلَ).

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَبَيْنَا أَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً لِأَقْتُلَهَا، فَنَادَانِي أَبُو لُبَابَةَ: لَا تَقْتُلْهَا، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِ الحَيَّاتِ. قَالَ: إِنَّهُ نَهَى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ البُيُوتِ، وَهِيَ الْعَوَامِرُ. [رواه البخاري: ۳۲۹۷، ۳۲۹۸]

۱۳۹۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا سانپوں کو مار ڈالو خصوصاً وہ سانپ جو دو دھاری والا اور دم کٹا ہو اسے کسی صورت میں زندہ نہ چھوڑو کیونکہ یہ دونوں آنکھ کی بینائی ختم کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں ایک سانپ مارنے کی تاک میں تھا کہ مجھے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ اس کو نہ مارنا میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا ہے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ بولے آپ نے بعد میں ان سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے جو گھروں میں رہتے ہیں اور انہیں عوامر کہا جاتا ہے۔

فوائد : مسلم کی روایت میں ہے کہ گھر میں رہنے والے سانپ کو تین مرتبہ یا تین دن تک کہتے رہو کہ ہمیں پریشان نہ کرو یہاں سے چلے جاؤ اگر پھر بھی نہ جائیں تو انہیں مار ڈالو۔ (عون الباری:۴/۶۷)

١٠ - باب: خَيْرُ مالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الجِبَالِ

باب ۱۰: مسلمان کا عمدہ مال بکریاں ہیں جنہیں چرانے کیلئے پہاڑ کی چوٹیوں پر لے جاتے ہیں

١٣٩٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ المَشْرِقِ، وَالفَخْرُ وَالْخُيَلاءُ فِي أَهْلِ الخَيْلِ وَالإِبِلِ، وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الغَنَمِ). [رواه البخاري: ٣٣٠١]

۱۳۹۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کفر کا سرچشمہ مشرق کی طرف ہے اور فخر و تکبر گھوڑے اور اونٹ رکھنے والے ان چرواہوں میں ہے جو جنگلات میں رہتے ہیں اور اونٹ کے بالوں سے گھر بناتے ہیں اور بکریاں رکھنے والوں میں غربت و مسکنت ہوتی ہے۔

فوائد: بکریاں پالنے میں بہت خیر و برکت ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا کہ بکریاں رکھو کیونکہ اس میں برکت ہوتی ہے۔ (عون الباری:۶۹/۴)

١٣٩٤ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: أَشَارَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِيَدِهِ نَحْوَ اليَمَنِ، فَقَالَ: (الإِيمَانُ يَمَانٍ هَا هُنَا، أَلاَ إِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ، عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الإِبِلِ، حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ، فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ). [رواه البخاري: ٣٣٠٢]

۱۳۹۴۔ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ایمان یمن میں ہے۔ اس طرف آگاہ رہو کہ سختی اور سنگدلی ان کاشتکاروں میں ہے جو اونٹوں کے پاس اس ملک میں رہتے ہیں جہاں سے شیطان کے دونوں سینگ نکلتے ہیں یعنی ربیعہ اور مضر کی قوموں میں۔

فوائد: اہل یمن بلا جنگ وجدال بلکہ برضا و رغبت مسلمان ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی ویسے بھی وہاں بڑے بڑے اہل علم اور عاملین بالحدیث گذرے ہیں جیسا کہ علامہ شوکانی اور علامہ صنعانی وغیرہ اس دور میں مقبل عبد الہادی ہیں جو کتاب و سنت میں ہمہ وقت کوشاں ہیں راقم نے ایک یمنی کو دیکھا تھا جو کتب ستہ کا حافظ تھا۔

١٣٩٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: (إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ ٱلدِّيَكَةِ فَٱسْأَلُوا ٱللهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا، وَإِذَا

۱۳۹۵۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ کا فضل طلب کرو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ

سَمِعْتُمْ نَهِيقَ ٱلْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِٱللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا). [رواه البخاري: ٣٣٠٣]

کی پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ مرغ کو برا بھلا مت کہو کیونکہ وہ نماز کے وقت بیدار کر دیتا ہے نیز دوسری روایت میں ہے کہ جب کتا بھونکے تو بھی شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ (عون الباری:۷۲/۴)

١٣٩٦ : وعَنْه رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لاَ يُدْرَى ما فَعَلَتْ، وَإِنِّي لاَ أُرَاهَا إِلاَّ الْفَأْرَ، إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ، وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ). فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ لِي مِرَارًا، فَقُلْتُ: أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ؟. [رواه البخاري: ٣٣٠٥]

۱۳۹۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ گم ہو گیا تھا۔ نامعلوم ان کا کیا حشر ہوا میرے خیال میں یہ چوہے ہیں کیونکہ جب ان کے سامنے اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو اسے نہیں پیتے اور جب ان کے سامنے بکریوں کا دودھ رکھا جاتا ہے تو اسے پی جاتے ہیں راوی کہتا ہے کہ جب میں نے یہ حدیث حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا آیا تم نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں پھر انہوں نے مجھ سے مکرر پوچھا تو میں نے کہا کیا میں تورات پڑھا کرتا ہوں؟

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے یہ بات اپنے خیال کے مطابق ارشاد فرمائی تھی بعد میں بذریعہ وحی بتایا گیا کہ مسخ شدہ قوموں کی نسل باقی نہیں بلکہ انہیں چند دنوں کے بعد صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ (عون الباری:۷۳/۴)

١١ - باب: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الأُخْرَى شِفَاءً

باب ۱۱: جب تم میں سے کسی کے کھانے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اس کو ڈبو دے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہے

١٣٩٧ : وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ

۱۳۹۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا وَقَعَ اَلذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ، فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَالأُخْرَى شِفَاءً). [رواه البخاري: ٣٣٢٠]

انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اسے چاہئے کہ اس کو ڈبو دے پھر نکال پھینکے کیونکہ اس کے دونوں پروں میں سے ایک میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں کھانے اور برتن کے الفاظ بھی ہیں ابو واقد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ مکھی گرتے وقت بیماری والے پر کو نیچے کرتی ہے طب جدید نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ اس کے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں تریاق ہے اگرچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی فرنگی طب کی تصدیق کا محتاج نہیں ہے۔

١٣٩٨ : وعَنْه رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اَللّٰهِ ﷺ قَالَ: (غُفِرَ لاِمْرَأَةٍ مُومِسَةٍ، مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ، قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ، فَنَزَعَتْ خُفَّهَا، فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا، فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ، فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ). [رواه البخاري: ٣٣٢١]

١٣٩٨۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک زانیہ صرف اس لئے بخش دی گئی کہ اس کا گزر ایک کتے پر ہوا جو ایک کنویں کے کنارے بیٹھا پیاس کی وجہ سے زبان نکالے ہانپ رہا تھا اور مرنے کے قریب تھا تو اس عورت نے اپنا موزہ اتارا اور اس کو اپنے دوپٹے سے باندھ کر اس کے لئے کنویں سے پانی نکالا بس اسی بات پر وہ بخش دی گئی۔

فوائد: یہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ بڑے بڑے گناہوں کو معمولی سے کار خیر کی بناء پر معاف کر دیتا ہے بشرطیکہ وہ خلوص سے کیا گیا ہو چنانچہ اس بدکار عورت کو اس کے خلوص کی بناء پر معاف کر دیا گیا۔ (عون الباری: ۴/۷۷)

کتاب احادیث الانبیاء
پیغمبروں کے حالات کے بیان میں

١ - باب: خَلْقُ آدَمَ وَذُرِّيَّتِه

١٣٩٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (خَلَقَ ٱللهُ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، ثُمَّ قَالَ: ٱذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ مِنَ المَلَائِكَةِ، فَٱسْتَمِعْ ما يُحَيُّونَكَ، تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ ٱللهِ، فَزَادُوهُ: وَرَحْمَةُ ٱللهِ، فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ الخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الآنَ). [رواه البخاري: ٣٣٢٦]

باب ا: آدم اور اس کی اولاد کی پیدائش

۱۳۹۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے جب آدم کو پیدا فرمایا تو اس کا قد ساٹھ ہاتھ تھا پھر اللہ نے ان سے فرمایا کہ جاؤ اور ان فرشتوں کو سلام کرو نیز سنو وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں؟ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہو گا۔ پس آدم علیہ السلام نے کہا "السلام علیکم" فرشتوں نے جواب دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ انہوں نے رحمۃ اللہ کا اضافہ کیا۔ خیر جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہ سب آدم کی صورت پر ہوں گے گو لوگ ابتدائے پیدائش سے اب تک جسامت میں کم ہو رہے ہیں۔

فوائد: دخول جنت کے وقت اہل جنت کا حضرت آدم علیہ السلام جیسا قد کاٹھ' شکل وصورت اور حسن وجمال ہو گا دنیا میں جو قد کی پستی' رنگ کی سیاہی اور بدصورتی ہے جاتی رہے گی۔ (عون الباری:۷۹/۴)

١٤٠٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَلَغَ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ سَلَامٍ رَضِيَ

۱۴۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو یہ خبر

اللهُ عَنْهُ مَقْدَمَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ قَالَ: مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ، وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ إِلَى أَخْوَالِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (خَبَّرَنِي بِهِنَّ آنِفًا جِبْرِيلُ)، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ، وَأَمَّا الشَّبَهُ فِي الْوَلَدِ: فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَشِيَ الْمَرْأَةَ فَسَبَقَهَا مَاؤُهُ كَانَ الشَّبَهُ لَهُ، وَإِذَا سَبَقَ مَاؤُهَا كَانَ الشَّبَهُ لَهَا)، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ، إِنْ عَلِمُوا بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ بَهَتُونِي عِنْدَكَ، فَجَاءَتِ الْيَهُودُ وَدَخَلَ عَبْدُ اللهِ الْبَيْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ؟) قَالُوا: أَعْلَمُنَا، وَابْنُ أَعْلَمِنَا، وَأَخْيَرُنَا، وَابْنُ أَخْيَرِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللهِ؟) قَالُوا: أَعَاذَهُ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ

پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ میں آپ سے تین باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ جن کو نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا پھر انہوں نے پوچھا کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟ سب سے پہلی غذا کونسی ہے جو اہل جنت تناول کریں گے؟ بچہ کس سبب سے اپنے ددھیال اور ننھیال کے مشابہ ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ باتیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ابھی ابھی بتائی ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا فرشتوں میں سے حضرت جبرائیل تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی ایک آگ ہے۔ جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی جانب لے جائے گی اور پہلی غذا جو اہل جنت تناول کریں گے وہ مچھلی کی کلیجی کا زائد ٹکڑا ہے اور بچے کی مشابہت کا سبب یہ ہے کہا جب مرد عورت سے ہم بستر ہوتا ہے تو اگر مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آ جاتا ہے تو بچہ ددھیال کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ جاتا ہے تو بچہ ننھیال کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فوراً بول اٹھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہود بہت بہتان طراز ہیں۔ اگر ان کو میرے مسلمان ہونے کی اطلاع ہو گئی تو اس سے پہلے کہ آپ ان سے میرے متعلق کوئی سوال کریں۔ وہ

إِلَيْهِمْ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَقَالُوا: شَرُّنَا، وَابْنُ شَرِّنَا، وَوَقَعُوا فِيهِ. [رواه البخاري: ٣٣٢٩]

آپ کے سامنے مجھ پر کوئی بہتان لگا دیں گے چنانچہ جب یہودی آئے تو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ گھر میں چھپ گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کیسے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ہم سب سے بڑے عالم اور بڑے عالم کے بیٹے ہیں اور ہم سب سے بہتر اور بہترین باپ کی اولاد ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو جائیں (تو پھر کیا ہو گا؟) انہوں نے کہا اللہ انہیں مسلمان ہونے سے بچائے یہ سن کر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان کے سامنے آئے اور کہنے لگے " اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله " پھر یہود کہنے لگے عبد اللہ رضی اللہ عنہ تو ہم سب میں برا اور بد ترین باپ کا بیٹا ہے اور انہیں برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رحم مادر میں پانی کا پہلے جانا تذکیر و تانیث کا باعث ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رحم مادر میں پانی کا غالب آنا شکل وصورت کا سبب ہے۔ (فتح الباری:۷/۲۷۳)

١٤٠١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَوْلاَ بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَوْلاَ حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا). [رواه البخاري: ٣٣٣٠]

۱۴۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو کبھی گوشت خراب ہو کر نہ سڑتا اور اگر حضرت حواء نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی۔

فوائد: اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ گوشت میں خراب ہونے کی خاصیت اس واقعہ کے بعد پیدا ہوئی بلکہ خاصیت تو پہلے بھی تھی لیکن اس کا ظہور بنی اسرائیل کی اس حرکت سے ہوا کیونکہ ان سے پہلے کسی نے بھی گوشت کی ذخیرہ اندوزی نہ کی تھی۔ خیانت کا مقصد یہ ہے کہ ایسی بات کا مشورہ دینا جو خاوند کے لئے نقصان دہ ہو' یہ عورت کی سرشت میں داخل ہونے کی وجہ سے حوا کی تمام بیٹیوں میں موجود ہے۔

١٤٠٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَرْفَعُهُ: إِنَّ ٱللهَ يَقُولُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا: لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ: أَنْ لاَ تُشْرِكَ بِي، فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ). [رواه البخاري: ٣٣٣٤]

۱۴۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دوزخی سے فرمائے گا جو سب اہل جہنم میں سے ہلکے عذاب والا ہو گا۔ اگر تجھے دنیا تمام کی چیزیں مل جائیں تو کیا تو اس عذاب کے عوض انہیں فدیہ میں دے گا؟ وہ کہے گا ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اس سے بہت کم چیز تجھ سے مانگی تھی جب تو ابھی آدم کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا لیکن تو شرک سے باز نہ آیا۔

فوائد: آدم کی پشت میں اس سے جس چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے "اور جب تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں کہا ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔ (الاعراف:۱۷۲)

١٤٠٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا، إِلَّا كَانَ عَلَى ٱبْنِ آدَمَ الأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ). [رواه البخاري: ٣٣٣٥]

۱۴۰۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظلم سے قتل کیا جاتا ہے اس کا کچھ وبال حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر ضرور ہوتا ہے کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل ناحق کی رسم ڈالی۔

فوائد: اس کا ذکر قرآن مجید (مائدہ:۲۷) میں ہے۔

٢ - باب: قَوْلُ اللهِ: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ: "اور آپ سے لوگ ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں ہیں ان سے کہو میں اس کا کچھ حال تمہیں سناتا ہوں۔ ہم نے اسے زمین میں اقتدار عطا کر رکھا تھا اور اسے ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے تھے

١٤٠٤ : عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ: (لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ ٱقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ)، وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا، قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَنَهْلَكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: (نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ). [رواه البخاري: ٣٣٤٦]

۱۴۰۴۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھبرائے ہوئے ان کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ عرب کی خرابی اس آفت سے ہونے والی ہے جو بالکل قریب آ لگی ہے آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے سوراخ بنا کر اس کی مقدار بتائی۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! نیک لوگوں کی موجودگی میں کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے آپ نے فرمایا ہاں جب برائی زیادہ پھیل جائے گی۔

فوائد : امام بخاری نے اس حدیث کو قصہ یاجوج وماجوج کے زیر عنوان ذکر کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کثرت معاصی کے نتیجہ میں جب اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے تو بروں کے ساتھ نیکوں کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔

١٤٠٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَقُولُ ٱللهُ تَعَالَى: يَا آدَمُ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ، قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ

۱۴۰۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا قیامت کے دن ارشاد ہو گا اے آدم! وہ عرض کریں گے حاضر ہوں مستعد ہوں! سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ ارشاد ہو گا دوزخ کا لشکر نکالو حضرت آدم عرض کریں گے

تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، فَعِنْدَهُ يَشِيبُ الصَّغِيرُ، وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا، وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وما هُمْ بِسُكَارَى، وَلَكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ)، قالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَأَيُّنَا ذَلِكَ الْوَاحِدُ؟ قالَ: (أَبْشِرُوا، فَإِنَّ مِنكُمْ رَجُلًا وَمِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا، ثُمَّ قالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)، فَكَبَّرْنَا، فَقالَ: (أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)، فَكَبَّرْنَا، فَقالَ: (أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)، فَكَبَّرْنَا، فَقالَ: (ما أَنْتُمْ في النَّاسِ إِلَّا كالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ في جِلْدِ ثَوْرٍ أَبْيَضَ، أَوْ كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ في جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ). [رواه البخاري: ٣٣٤٨]

دوزخ کا لشکر کتنا ہے؟ اللہ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو صد ننانوے پس اس وقت مارے خوف کے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل گرا دے گی اور تم لوگوں کو بے ہوش ہوتے دیکھو گے حالانکہ وہ بے ہوش نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ایک آدمی ہم میں سے کون ہو گا؟ آپ نے فرمایا تم خوش ہو جاؤ کیونکہ وہ ایک شخص تم میں سے ہو گا اور ایک ہزار یاجوج ماجوج کے ہوں گے پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ اہل جنت میں ایک چوتھائی تم لوگ ہو گے۔ ہم نے اس پر نعرہ تکبیر بلند کیا اور آپ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کا تیسرا حصہ ہو گے پھر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ آپ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف ہو گے یہ سن کر ہم لوگوں نے پھر اللہ اکبر کہا۔ آپ نے فرمایا لوگوں میں تم ایسے ہو جیسے ایک سیاہ بال سفید گائے کی کھال پر یا ایک سفید بال سیاہ گائے کی کھال پر۔

فوائد: معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج وماجوج اس کثرت سے ہوں گے کہ امت محمدیہ ان کے مقابلہ میں ہزاروں حصہ ہو گی ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ اہل جنت کی جنت میں ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی صفیں امت محمدیہ کی اور بیس صفیں دیگر امتوں سے ہوں گی۔ (عون الباری:۴/۸۹)

٣ - باب

باب ٣:

١٤٠٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (إِنَّكُمْ تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، ثُمَّ قَرَأَ:

۱۴۰۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن تم لوگ ننگے پاؤں برہنہ بدن

﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ وَعْدًا عَلَيْنَآ إِنَّا كُنَّا فَٰعِلِينَ﴾، وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ، وَإِنَّ أُنَاسًا مِنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ: أَصْحَابِي أَصْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ، فَأَقُولُ كما قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿ٱلْحَكِيمُ﴾). [رواه البخاري: ٣٣٤٩]

اور بغیر ختنہ جمع کئے جاؤ گے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا اس طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے جس کو ہم پورا کریں گے۔"

اور قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور ایسا ہو گا کہ میرے چند اصحاب بائیں طرف کھینچ لئے جائیں گے۔ میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں جواب دیا جائے گا کہ جب تمہاری وفات ہو گئی تو یہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہو گئے تھے۔ پھر میں وہی کہوں گا جیسا کہ نیک بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔

"میں جب تک ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا۔ آخر آیت الحکیم تک۔"

فوائد: ان سے مراد غالباً وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت صدیقی میں اسلام سے مرتد ہو گئے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا تھا۔ (عون الباری:۴/۹۱)

١٤٠٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَعَلَى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ، فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ: لاَ تَعْصِنِي، فَيَقُولُ أَبُوهُ: فَالْيَوْمَ لاَ أَعْصِيكَ، فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ: يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لاَ تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ، فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَى مِنْ أَبِي الأَبْعَدِ؟ فَيَقُولُ ٱللهُ تَعَالَى: إِنِّي حَرَّمْتُ الجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا إِبْرَاهِيمُ، ما

۱۴۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن حضرت ابراھیم علیہ السلام جب اپنے باپ آزر سے ملیں گے تو آزر کے چہرے پر اس وقت سیاہی اور گرد و غبار ہو گا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام ان سے کہیں گے میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو؟ اس کا باپ جواب دے گا اب میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا۔ پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام عرض کریں گے اے پروردگار! تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن تجھے ذلیل

تَحْتَ رِجْلَيْكَ؟ فَيَنْظُرُ، فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلْتَطِخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ). [رواه البخاري: ٣٣٥٠]

نہیں کروں گا اور اب میرے رحمت سے انتہائی دور باپ کی ذلت سے زیادہ کونسی رسوائی ہو گی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے تو کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا اے ابراھیم علیہ السلام! تمہارے پاؤں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک بجو نجاست میں لتھڑا ہوا پائیں گے۔ پھر اس کی ٹانگ سے گھسیٹ کر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ انسان اگر کفر پر مرا ہو تو اس کے بیٹے کا بلند مرتبہ ہونا اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا اور نہ ہی باپ کا بلند مرتبہ ہونا نفع دے سکتا ہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے کا واقعہ ہے۔ (عون الباری:۹۳/۴)

١٤٠٨ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: (أَتْقَاهُمْ). فَقَالُوا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: (فَيُوسُفُ نَبِيُّ ٱللهِ، ابْنُ نَبِيِّ ٱللهِ، ابْنِ نَبِيِّ ٱللهِ، ابْنِ خَلِيلِ ٱللهِ). قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: (فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونَ؟ خِيَارُهُمْ فِي الجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلَامِ، إِذَا فَقُهُوا). [رواه البخاري: ٣٣٥٣]

۱۴۰۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! (اللہ کے ہاں) لوگوں میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا جو ان سب میں اللہ کا خوف زیادہ رکھتا ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم یہ بات نہیں پوچھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا (تو سب سے زیادہ بزرگ) یوسف پیغمبر ہیں جو خود نبی تھے، باپ نبی، دادا نبی، پردادا نبی، اللہ کے خلیل۔ لوگوں نے عرض کیا ہم یہ بات بھی نہیں پوچھتے۔ آپ نے فرمایا کہ خاندان عرب کی بابت پوچھتے ہو؟ ان سب میں سے جو زمانہ جاہلیت میں بہتر تھا وہی اسلام میں بھی بہتر ہے بشرطیکہ وہ علم دین حاصل کریں۔

فوائد: شرافت کی درجہ بندی بایں طور ہے کہ جو دور جاہلیت میں شریف النفس تھا اور اسلام لانے کے بعد بھی اس نے شرافت کو داغدار نہیں کیا وہ اللہ کے ہاں اچھا مقام رکھتا ہے اگر اسکے ساتھ دینی بصیرت بھی شامل ہو جائے تو اس کا مقام تو بہت ہی اونچا ہے البتہ بے دینی کی صورت میں شرافت نسبی کا

کوئی مقام نہیں ہے۔ (عون الباری:۴/۹۵)

١٤٠٩ : عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (أَتَانِي ٱللَّيْلَةَ آتِيَانِ، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ طَوِيلٍ، لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا، وَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ ﷺ) [رواه البخاري: ٣٣٥٤].

۱۴۰۹۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات خواب میں میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر ہم ایک طویل القامت شخص کے پاس پہنچے اس کے دراز قد ہونے کی وجہ سے ہم اس کا سر نہیں دیکھ سکتے تھے اور وہ حضرت ابراھیم علیہ السلام تھے۔

فوائد: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طویل القامت ہونے سے مراد ان کا عالی مرتبہ ہونا ہے اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ شکل وصورت اور اخلاق وسیرت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہہ تھے۔ (عون الباری:۴/۹۶)

١٤١٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَٱنْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ، وَأَمَّا مُوسَى فَجَعْدٌ آدَمُ، عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ، مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ ٱنْحَدَرَ فِي ٱلْوَادِي). [رواه البخاري: ٣٣٥٥]

۱۴۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم حضرت ابراھیم علیہ السلام کو دیکھنا چاہتے ہو تو اپنے صاحب یعنی میری طرف دیکھ لو۔ رہے موسیٰ علیہ السلام تو وہ گٹھے ہوئے جسم والے گندمی رنگ کے آدمی تھے۔ سرخ اونٹ پر سوار تھے۔ جس کی نکیل کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی رسی کی تھی گویا میں ان کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ نشیبی علاقہ میں اتر رہے ہیں۔

١٤١١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ - وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً - بِالْقَدُّومِ). [رواه البخاري: ٣٣٥٦]

۱۴۱۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ خود ایک بسولے سے کیا تھا جبکہ وہ اسی برس کے تھے۔

فوائد: دوسری روایت میں ہے کہ ختنہ کرنے سے جب ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف ہوئی تو اس کا اظہار کیا پھر اللہ تعالیٰ سے گویا ہوئے کہ الٰہی تیرے حکم میں تاخیر کرنا مجھے ناگوار تھا اس لئے تعمیل حکم میں جلدی کی ہے۔ (عون الباری:۴/۹۷)

١٤١٢ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ: (بِالْقَدُومِ) مُخَفَّفَةً. [رواه البخاري: ٣٣٥٦]

۱۴۱۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی دوسری روایت لفظ قدوم دال کی تخفیف کے ساتھ آیا ہے۔

فوائد: مسلم کی جملہ روایات میں یہ لفظ تخفیف کے ساتھ ہے جس کا معنی بسولہ ہے البتہ تشدید کے ساتھ یہ لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایک مقام کا نام اور راجح بات یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں آلہ کا نام ہے۔ (عون الباری:۷/۹۴)

١٤١٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ، ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ ٱللهِ عَزَّ وَجَلَّ. قَوْلُهُ: ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾. وَقَوْلُهُ: ﴿بَلْ فَعَلَهُۥ كَبِيرُهُمْ هَـٰذَا﴾. وَقَالَ: بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ، إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ هَا هُنَا رَجُلًا مَعَهُ ٱمْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا، فَقَالَ: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَ: أُخْتِي، فَأَتَى سَارَةَ وَذَكَرَ بَاقِي الْحَدِيثَ. [رواه البخاري: ٣٣٥٨ وانظر حديث رقم: ٢٢١٧]

۱۴۱۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے تین مرتبہ کے علاوہ کبھی توریہ نہیں کیا ان میں سے دو تو خالص اللہ کے لئے تھے ایک ان کا یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں اور دوسرا یہ کہنا کہ ان بتوں میں سے بڑے بت نے یہ کام کیا ہے (یہ دونوں تو اللہ کے لئے تھے) پھر آپ نے فرمایا تیسرا اس وقت جبکہ حضرت ابراھیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام دونوں میاں بیوی جا رہے تھے کہ ان کا ایک ظالم بادشاہ کی طرف سے گزر ہوا۔ اس بادشاہ سے کہا گیا کہ یہاں ایک شخص آیا ہے اور اس کے ساتھ ایک خوبرو عورت ہے چنانچہ اس بادشاہ نے ان کے پاس ایک آدمی بھیجا اور سارہ کے متعلق پوچھا کہ وہ کون ہے؟ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ میری بہن ہے اس کے بعد آپ سارہ کے پاس تشریف لے گئے۔ پھر انہوں نے باقی حدیث (۱۰۴۳) بیان کی جو پہلے گزر چکی ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دینی مقصد کے لئے بطور تعریض والزام ایسی گفتگو کرنا جو بظاہر خلاف واقعہ ہو ایسا جھوٹ نہیں جس پر وعید آئی ہے ایسا کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ بعض اوقات ضروری ہوتا ہے۔

١٤١٤ : وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ أُمِّ

۱۴۱۴۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

شَرِيكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ، وزادَ هُنا: (وكانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلامُ) (راجع: ۸۹). [رواه البخاري: ۳۳۵۹]

رسول اللہ ﷺ نے گرگٹ کو مار ڈالنے کا حکم دیا یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے لیکن یہاں اتنا اضافہ ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پھونک سے آگ تیز کرتا تھا۔

فوائد: گرگٹ کی سرشت میں ایذاء رسانی شامل ہے اور اس کی یہ فطرت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ میں بالکل نمایاں ہو چکی تھی اس لئے شریعت اسلامیہ میں اسے مار دینے کا حکم ہے۔
نوٹ: یہ حدیث بخاری میں پہلے (۳۳۰۷) گذر چکی ہے لیکن تجرید میں پہلی دفعہ آئی ہے مصنف کا پہلے گزر جانے کا حوالہ سہو کاتب معلوم ہوتا ہے۔

۱۴۱۵ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ: أَوَّلَ ما اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمَاعِيلَ اتَّخَذَتْ مِنطَقًا لِتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ، ثُمَّ جاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ، حَتَّى وَضَعَهُما عِنْدَ الْبَيْتِ، عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ، وَلَيْسَ بِهَا ماءٌ، فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ، وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ، وَسِقَاءً فِيهِ ماءٌ، ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا، فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَقَالَتْ: يَا إِبْرَاهِيمُ، أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي، الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ وَلاَ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ مِرَارًا، وَجَعَلَ لاَ يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ لَهُ: آللهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قالَ: نَعَمْ، قالَتْ: إِذَنْ لاَ يُضَيِّعُنَا، ثُمَّ رَجَعَتْ، فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتَّى

۱۴۱۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا عورتوں نے جب کمربند تیار کیا تو وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے سیکھا ہے کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے ہی کمربند استعمال کیا تھا ان کی غرض یہ تھی کہ سارہ علیہا السلام ان کا سراغ نہ پائیں۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اسے اور اس کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے آئے اس وقت حضرت ہاجرہ علیہا السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں اور ان دونوں کو خانہ کعبہ کے پاس ایک بڑے درخت کے نیچے چاہ زمزم پر مسجد حرام کی جگہ چھوڑ دیا اس وقت مکہ میں تو آدمی کا نام و نشان نہ تھا اور نہ ہی پانی موجود تھا خیر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان دونوں کو وہاں چھوڑ گئے ان کے قریب ہی ایک تھیلا کھجوروں کا اور ایک مشکیزہ پانی کا رکھ دیا۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو حضرت اسماعیل کی والدہ آپ کے پیچھے روانہ ہوئیں اور کہنے لگیں اے ابراہیم علیہ السلام! تم کہاں جا رہے ہو؟ ہمیں ایک ایسے

إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لاَ يَرَوْنَهُ، اَسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ، ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلاَءِ الْكَلِمَاتِ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ﴿رَبَّنَآ إِنِّىٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِى بِوَادٍ غَيْرِ ذِى زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ ٱلْمُحَرَّمِ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿يَشْكُرُونَ﴾، وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ، حَتّٰى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا، وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوّٰى، أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ، فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا، فَقَامَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِي تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا، حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا، ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ، ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا)، فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا، فَقَالَتْ صَهٍ - تُرِيدُ نَفْسَهَا - ثُمَّ تَسَمَّعَتْ، فَسَمِعَتْ أَيْضًا، فَقَالَتْ: قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غُوَاثٌ، فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ

جنگل میں چھوڑ کر جارہے ہو جہاں آدمی کا پتہ تک نہیں اور نہ ہی کوئی چیز ملتی ہے انہوں نے کئی بار پکار پکار کر یہ کہا مگر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا تک نہیں۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے ان سے کہا کیا یہ حکم آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے؟ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے کہا "ہاں" حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے کہا پھر تو اب ہم کو وہ ضائع نہیں کرے گا اس کے بعد وہ لوٹ آئیں اور حضرت ابراھیم علیہ السلام چلے گئے پھر جب وہ ثنیہ (گھاٹی) کے پاس پہنچے جہاں سے وہ انہیں نہ دیکھ سکتے تھے تو انہوں نے کعبہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھائے اور ان الفاظ میں دعا کرنے لگے۔

"اے میرے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کو بے آب وگیاہ وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس چھوڑ دیا ہے تاآنکہ لفظ ﴿ يشكرون ﴾ تک دعا کرتے رہے۔"

ادھر ام اسماعیل علیہا السلام کا یہ حال گزرا کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی اور اس پانی میں سے خود پیتی رہی لیکن جب مشک کا پانی ختم ہوگیا تو خود بھی پیاسی ہوئی اور بچہ کو بھی پیاس لگی بچہ کو دیکھا کہ وہ مارے پیاس کے لوٹ پوٹ ہو رہا ہے یعنی تڑپ رہا ہے۔ بچے کی یہ حالت ان کے لئے ناقابل دید تھی اس لئے اٹھ کر چلی تو صفا پہاڑی کو بہ نسبت دیگر پہاڑوں کے قریب پایا۔ وہ اس پر کھڑی ہو کر وادی کی طرف دیکھنے لگی تاکہ وہ کسی کو دیکھے لیکن اسے وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ مجبورا وہاں سے اتر کر نشیب میں پہنچی تو اپنا دامن اٹھا

مَوْضِعِ زَمْزَمَ، فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ - أَوْ قَالَ: بِجَنَاحِهِ - حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ، وَتَقُولُ بِيَدِهَا هٰكَذَا، وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ. قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَرْحَمُ ٱللهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ، لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ - أَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا). قَالَ: فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا، فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ: لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ، فَإِنَّ هَا هُنَا بَيْتَ ٱللهِ، يَبْنِي هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ، وَإِنَّ ٱللهَ لَا يُضِيعُ أَهْلَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ، تَأْتِيهِ السُّيُولُ، فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ، فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ، أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ، مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءٍ، فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ، فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِفًا، فَقَالُوا: إِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ، لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ، فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ، فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ فَأَقْبَلُوا، قَالَ وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ، فَقَالُوا: أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، وَلٰكِنْ لَا

کر بہت شدت کے ساتھ دوڑیں جیسے کوئی سخت مصیبت زدہ انسان دوڑتا ہے۔ پھر نشیب سے گزر کر مروہ پہاڑی پر چڑھی اور اس پر کھڑے ہو کر دیکھا کہ کوئی آدمی نظر آ جائے لیکن وہاں بھی کوئی آدمی نظر نہ آیا پھر انہوں نے اس طرح سات چکر لگائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ اس لئے صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ پھر اسی طرح جب ساتویں مرتبہ مروہ پر پہنچی تو انہوں نے ایک آواز سنی خود بخود کہنے لگیں خاموش! پھر انہوں نے خوب کان لگا کر سنا تو ایک آواز سنائی دی اس کے بعد کہنے لگیں تو نے آواز تو سنا دی لیکن کیا تو ہماری فریاد رسی کر سکتا ہے؟ پھر اچانک انہوں نے زم زم کی جگہ ایک فرشتہ دیکھا جس نے اپنی ایڑی یا پر سے زمین کھو دی فوراً وہاں سے پانی نکل کر بہنے لگا۔ وہ پھر اس کے گرد منڈیر بنا کر اسے حوض کی شکل دینے لگیں اور پانی کے چلو بھر بھر کر اپنی مشک میں ڈالنے لگیں۔ مگر ان کے چلو بھرنے کے بعد پانی کا چشمہ جوش مارنے لگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو اس کے حال پر چھوڑ دیتی یا یہ فرمایا کہ وہ پانی کا چلو نہ بھرتی تو زمزم سطح زمین پر ایک بہنے والا چشمہ رہتا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ہاجرہ نے پانی پیا اور اپنے بچے کو دودھ پلایا اس کے بعد فرشتے نے ان سے کہا تم ہلاکت کا خوف نہ کرو۔ یہاں اللہ گھر ہے جس کو یہ بچہ اور اس کا والد بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے آدمیوں کو ضائع نہیں کرے گا اس وقت کعبہ کا یہ

حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ، قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَأَلْفَى ذٰلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْأُنْسَ)، فَنَزَلُوا وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْهُمْ، وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ، وَأَنْفَسَهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ، فَلَمَّا أَدْرَكَ الْحُلُمَ زَوَّجُوهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ، وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ، فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ، فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا، ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ، فَقَالَتْ: نَحْنُ بِشَرٍّ، نَحْنُ فِي ضِيقٍ وَشِدَّةٍ، فَشَكَتْ إِلَيْهِ، قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَقُولِي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا، فَقَالَ: هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا، فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ، قَالَ: فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ، قَالَ: ذَاكِ أَبِي، وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ، الْحَقِي بِأَهْلِكِ، فَطَلَّقَهَا، وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى، فَلَبِثَ

حال تھا کہ وہ ایک ٹیلے کی طرح سطح زمین سے اونچا تھا جب سیلاب آتے تو اس کی دائیں بائیں جانب کٹ جاتے تھے۔ پھر ہاجرہ نے ایک مدت اسی طرح گزاری یہاں تک کہ قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ ان کی طرف سے گزرے یا یوں فرمایا کہ جرہم کی کچھ آدمی کداء کے راستے سے واپس آ رہے تھے تو وہ مکہ کے نشیب میں اتر گئے۔ اتنے میں انہوں نے کچھ پرندوں کو ایک جگہ چکر لگاتے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ پرندے ضرور پانی پر گھوم رہے ہیں حالانکہ ہم اس وادی کو جانتے ہیں اور یہاں ہم نے کبھی پانی دیکھا تک نہیں تب انہوں نے ایک دو آدمی بھیجے تو وہ پانی پر پہنچ گئے۔ پھر انہوں نے لوٹ کر ان لوگوں کو اطلاع دی لہٰذا وہ سب لوگ چل پڑے آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کو پانی پر موجود پا کر دریافت کیا کہ آپ ہمیں اپنے پاس قیام کرنے کی اجازت دیتی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اس شرط پر کہ تمہارا پانی پر کچھ حق نہ ہو گا انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس قبیلہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کو الفت پسند پایا اس لئے انہوں نے اپنے گھر والوں کو وہاں بلا کر بود و باش اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کے وہاں کئی گھر بن گئے اور لڑکا بھی جوان ہو گیا اور اس نے ان سے عربی زبان بھی سیکھ لی اور ان لوگوں کے نزدیک حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک پسندیدہ اخلاق آدمی ثابت ہوئے۔ جب وہ اچھی طرح جوان ہو گئے تو اپنے خاندان کی ایک عورت سے اس کی شادی کر دی۔ اس دوران

عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ ٱللّٰهُ، ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ، فَدَخَلَ عَلَى ٱمْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ، فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا، قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ؟ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ، فَقَالَتْ: نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ، وَأَثْنَتْ عَلَى ٱللّٰهِ. فَقَالَ: مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَتِ: اللَّحْمُ. قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتِ: المَاءُ. قَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالمَاءِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ، وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ)، قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ، قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ: هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ، وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ، فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍ، قَالَ: فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ، قَالَتْ: نَعَمْ، هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِكَ، قَالَ: ذَاكِ أَبِي وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ، أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ ٱللّٰهُ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ انتقال کر گئیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنے بیوی بچوں کو دیکھنے آئے لیکن اس وقت اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہ ہو سکی۔ پھر آپ نے اس کی بیوی سے ان کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ہمارے لئے اسباب معاش کی تلاش میں باہر گئے ہیں۔ پھر آپ نے اس سے ان کی گزر اوقات کے متعلق دریافت کیا تو بیوی نے کہا کہ ہم سخت مصیبت اور تکلیف میں ہیں اور ہمارے حالات بہت دگرگوں ہیں۔ غرض اس نے حضرت ابراھیم علیہ السلام سے بہت شکایت کی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا جب تمہارے شوہر آئیں تو ان سے میرا سلام کہنا اور اپنے دروازے کی چوکھٹ بدلنے کا پیغام دینا پھر جب حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر آئے تو انہوں نے اپنے باپ کی خوشبو پائی اہلیہ سے پوچھا یہاں کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں اس طرح کا ایک بوڑھا آیا تھا اور اس نے آپ کے متعلق مجھ سے پوچھا تھا تو میں نے اسے آپ کے متعلق بتا دیا تھا۔ پھر اس نے احوال زندگی کے متعلق پوچھا تو میں نے بتایا کہ زندگی بڑی تنگی اور مصیبت میں گزرتی ہے۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا کہ پھر اس نے تمہیں کیا وصیت فرمائی؟ اہلیہ نے کہا کہ انہوں نے مجھے آپ کا سلام دیا اور دروازے کی چوکھٹ بدلنے کا پیغام دیا تھا۔ اس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ میرے والد محترم تھے اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے علیحدگی اختیار کر لوں۔ لہٰذا تم اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ الغرض حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اسے طلاق دے کر ان

قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ، فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ، فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ، ثُمَّ قَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ، إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ، قَالَ: فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ، قَالَ: وَتُعِينُنِي؟ قَالَ: وَأُعِينُكَ، قَالَ: فَإِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا، وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا، قَالَ: فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي، حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ، جَاءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ، وَهُمَا يَقُولَانِ: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ﴾. [رواه البخاري: ٣٣٦٤]

میں سے ہی ایک دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔ پھر اللہ کو جتنے دن منظور تھا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنے ملک میں ٹھہرے اس کے بعد دوبارہ تشریف لائے لیکن مکان پر انہیں پھر نہ پایا تو ان کی بیوی کے پاس گئے اور پوچھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کہاں ہیں؟ اس نے کہا کہ ہمارے لئے معاش کی تلاش میں باہر نکلے ہیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تمہاری گزر اوقات کیسی ہوتی ہے اور دیگر حالات کے متعلق بھی دریافت کیا تو اس نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ ہم اچھی حالت اور کشادگی میں ہیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم کیا کھاتے ہو؟ اس نے کہا گوشت پھر پوچھا کہ تم کیا پیتے ہو؟ اس نے کہا پانی۔ پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی کہ اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت وہاں غلہ نہ ہوتا تھا اگر غلہ ہوتا تھا تو اس میں بھی ان کے لئے دعا کرتے اور آپ نے فرمایا کہ اہل مکہ کے علاوہ جو شخص بھی ان دو چیزوں پر مداومت کرے گا اسے یہ چیزیں موافق نہ آئیں گی۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارے شوہر آ جائیں تو اسے میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو باقی رکھے۔ پھر جب حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ انہوں نے کہا ایک بوڑھے شخص خوش وضع ہمارے پاس آئے تھے اور اس نے ان کی تعریف کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے مجھ سے تمہاری بابت پوچھا تھا۔ میں نے بتلا دیا کہ وہ فلاں کام گئے ہیں۔ پھر اس نے ہماری

بسر اوقات کے متعلق پوچھا تو میں نے کہہ دیا کہ ہم اچھی حالت میں ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے تمہیں کسی بات کی وصیت کی تھی؟ بیوی نے کہا ہاں انہوں نے تمہیں سلام اور اپنے دروازے کی چوکھٹ قائم رکھنے کا پیغام دیا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا وہ میرے والد محترم تھے اور چوکھٹ تم ہو انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اپنے پاس رکھوں۔ پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام جس قدر اللہ نے چاہا ان سے غائب رہے اس کے بعد پھر تشریف لائے اور اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام زمزم کے پاس ایک بڑے درخت کے نیچے بیٹھے اپنے تیر درست کر رہے تھے تو جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو دیکھا تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر دونوں نے وہی کچھ کیا جو باپ بیٹے کے ساتھ اور بیٹا اپنے باپ کے ساتھ کرتا ہے۔ پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے کہا اے اسماعیل علیہ السلام! اللہ نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ کے پروردگار نے حکم دیا ہے اسے ضرور کریں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا تم میری مدد کرو گے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں میں آپ کی مدد کروں گا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ یہاں گھر بناؤں اور انہوں نے ایک ٹیلہ کی طرف اشارہ فرمایا جو اپنے آس پاس کی چیزوں سے قدرے بڑا اونچا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت ان دونوں نے بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام تو پتھر لاتے اور حضرت ابراھیم علیہ السلام

تعمیر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب دیواریں اونچی ہو گئیں تو حضرت اسماعیل علیہ السلام یہ پتھر (جسے مقام ابراھیم کہا جاتا ہے) لائے اور اسے ان کے لئے رکھ دیا۔ چنانچہ حضرت ابراھیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر دیتے تھے وہ دونوں یہ کہتے جاتے تھے۔

اے ہمارے پروردگار! تم ہم سے اس خدمت کو قبول فرما یقیناً تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ بیٹے کے درمیان کس قدر الفت اور ہم آہنگی تھی اور باپ کی خیر خواہی اور بیٹے کی رمز شناسی دونوں ہی بے مثال ہیں۔

١٤١٦ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الأَرْضِ أَوَّلُ؟ قَالَ: (المَسْجِدُ الحَرَامُ). قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: (المَسْجِدُ الأَقْصى). قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: (أَرْبَعُونَ سَنَةً، ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلاَةُ بَعْدُ فَصَلِّهْ، فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيهِ). [رواه البخاري: ٣٣٦٦]

۱۴۱۶۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی؟ تو آپ نے فرمایا مسجد حرام۔ میں نے عرض کیا پھر کونسی؟ تو آپ نے فرمایا مسجد اقصی۔ میں نے پوچھا ان دونوں میں کتنی مدت کا فاصلہ تھا۔ آپ نے فرمایا چالیس سال کا۔ مگر جہاں بھی تمہیں نماز کا وقت آ جائے وہیں نماز پڑھ لو کیونکہ اس وقت فضیلت اسی میں ہے۔

فوائد: اس مقام پر ایک اشکال ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمائی اور بیت المقدس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا اور ان کے درمیان چالیس سال سے زیادہ فاصلہ ہے دراصل ان حضرات نے از سرنو تعمیر نہیں کی تھی بلکہ انہوں نے تجدید فرمائی تھی جبکہ بیت اللہ حضرت ابراھیم اور بیت المقدس حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے تعمیر ہو چکے تھے۔ (عون الباری:۱۴/۱۱۹)

١٤١٧ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ

۱۴۱۷۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ پر درود شریف کیسے پڑھیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو۔

عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ). [رواه البخاري: ٣٣٦٩]

"اے اللہ ! محمد ﷺ اور ان کی ازواج و اولاد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اولاد پر رحمت نازل فرمائی تھی اور محمد ﷺ اور اس کی ازواج و اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اولاد پر برکت نازل فرمائی تھی۔ بے شک تو خوبیوں والا اور عظمت والا ہے۔

فوائد: دوران تشہد پڑھے جانے والے درود میں جو آل کا لفظ ہے اس سے مراد ازواج مطہرات نیز دیگر ذریت واولاد جن پر صدقہ حرام ہے۔ (عون الباری: ۴/۱۲۲)

١٤١٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ الحَسَنَ وَالحُسَيْنَ، وَيَقُولُ: (إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحٰقَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ). [رواه البخاري: ٣٣٧١]

۱۴۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کلمات ذیل سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دم کرتے اور فرماتے کہ تمہارے دادا حضرت ابراھیم علیہ السلام بھی انہی کلمات سے حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پناہ مانگتے تھے۔ میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعے ہر شیطان ' زہریلے جانور اور ہر ضرر رساں نظر کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

فوائد: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کسی مخلوق کی پناہ نہیں لیتے تھے۔ (عون الباری: ۴/۱۲۳)

٤ - باب: قوله: ﴿وَنَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ إِبْرَٰهِيمَ﴾ الآية

باب ۴: ارشاد باری تعالیٰ: "اے پیغمبر! ان لوگوں کو حضرت ابراھیم علیہ السلام کے مہمانوں کا قصہ سناؤ۔"

١٤١٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (نَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ أَرِنِي

۱۴۱۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم حضرت ابراھیم علیہ السلام سے زیادہ اس قول کے حقدار تھے جب انہوں

كَيْفَ تُحْيِ ٱلْمَوْتَىٰ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾، وَيَرْحَمُ ٱللهُ لُوطًا، لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي ٱلسِّجْنِ طُولَ ما لَبِثَ يُوسُفُ، لَأَجَبْتُ ٱلدَّاعِيَ).

[رواه البخاري: ٣٣٧٢]

نے عرض کیا! اے اللہ مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے؟ تو اللہ نے فرمایا کیا تم ایمان نہیں لائے؟ ابراھیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں ایمان تو لایا ہوں لیکن چاہتاہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔

اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے وہ زبردست رکن (اللہ تعالیٰ) کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں قید خانہ میں اتنا عرصہ رہتا جتنا حضرت یوسف علیہ السلام رہے تو میں فورا بلانے والے کی بات کو مان لیتا۔

فوائد: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کسی وقت بھی اللہ کی قدرت احیاء موتی میں شک نہیں ہوا تھا وہ صرف علم الیقین سے عین الیقین تک جانا چاہتے تھے اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کا زبردست سہارا خود اللہ تعالیٰ تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جو کچھ آپ نے فرمایا وہ انکساری کے طور پر تھا آپ کے اندر تو صبر واستقلال بدرجہ اتم موجود تھا۔ (عون الباری:۴/۱۲۶،۱۲۵)

٥ - باب: قَوْلُ الله تعالى: ﴿وَٱذْكُرْ فِي ٱلْكِتَٰبِ إِسْمَٰعِيلَ إِنَّهُۥ كَانَ صَادِقَ ٱلْوَعْدِ﴾

باب ۵: ارشاد باری تعالیٰ: "اور کتاب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کرو بے شک وہ وعدہ کے سچے تھے"

١٤٢٠: عَنْ سَلَمَةَ بْنِ ٱلْأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ ٱلنَّبِيُّ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱرْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلَانٍ)، قَالَ: فَأَمْسَكَ أَحَدُ ٱلْفَرِيقَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ما لَكُمْ لَا تَرْمُونَ؟) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ؟ قَالَ: (ٱرْمُوا

۱۴۲۰۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر قبیلہ اسلم کے چند لوگوں پر ہوا جو تیر اندازی کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اولاد اسماعیل علیہ السلام! تیر اندازی کرو کیونکہ تمہارے باپ بھی بڑے تیر انداز تھے اور میں فلاں فریق کی طرف ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر دوسرے فریق نے ہاتھ روک لئے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا تیراندازی کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے عرض کیا یا

وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ). [رواه البخاري: ٣٣٧٣]

رسول اللہ ﷺ! کس طرح تیر اندازی کریں جبکہ آپ اس فریق کے ساتھ ہیں؟ پھر آپ نے فرمایا تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

فوائد : جزیرہ عرب کے سکان بنو اسمٰعیل ہیں جبکہ شام اور فلسطین کے باشندے بنو اسرائیل ہیں حضرت اسمٰعیل نے عربی زبان یمن کے ایک جرہم نامی قبیلہ سے سیکھی تھی جیسا کہ بخاری میں اس کی صراحت ہے۔

٦ - باب: قوله تعالى: ﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا﴾

باب ٦: اور قوم ثمود کی طرف ان کے قومی بھائی حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا

١٤٢١ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، لَمَّا نَزَلَ ٱلْحِجْرَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، أَمَرَهُمْ أَنْ لاَ يَشْرَبُوا مِنْ بِئْرِهَا، وَلاَ يَسْتَقُوا مِنْهَا، فَقَالُوا: قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَٱسْتَقَيْنَا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَطْرَحُوا ذٰلِكَ الْعَجِينَ، وَيُهَرِيقُوا ذٰلِكَ الْمَاءَ. [رواه البخاري: ٣٣٧٨]

١٤٢١۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ جنگ تبوک کے موقع پر مقام حجر میں فروکش ہوئے تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ یہاں کے کنویں سے نہ پانی پئیں اور نہ ہی برتنوں میں بھریں۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم نے تو اس پانی سے آٹا گوندھا ہے اور اسے برتنوں میں بھر لیا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ اس آٹے کو پھینک دو اور وہ پانی بھی بہا دو۔

فوائد : مبادا اس پانی کی وجہ سے تم بھی سنگدلی کا شکار ہو جاؤ یا جسمانی طور پر کسی بیماری میں مبتلا ہو جاؤ۔ (عون الباری:۴/۱۲۸)

٧ - باب: ﴿أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ ٱلْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ﴾ الآية

باب ٧: ارشاد باری تعالیٰ: ”کیا تم اس وقت موجود تھے جب حضرت یعقوب علیہ السلام مرنے لگے تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا .... الآیۃ“

١٤٢٢ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (الْكَرِيمُ، ابْنُ الْكَرِيمِ، ابْنِ الْكَرِيمِ، ابْنِ الْكَرِيمِ،

١٤٢٢۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف

يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ). [رواه البخاري: ٣٣٨٢]

بن یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم علیہ السلام ہیں۔

فوائد: اس حدیث میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر خیر ہے کہ وہ کریم النفس باپ کے بیٹے تھے۔

٨ - باب: حَدِيثُ الخِضرِ مَعَ مُوسىٰ عَلَيهِ السَّلَامُ

باب ٨: حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ

١٤٢٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّمَا سُمِّيَ الخَضِرَ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ، فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ). [رواه البخاري: ٣٤٠٢]

۱۴۲۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا خضر کا نام اس لئے خضر رکھا گیا کہ وہ ایک مرتبہ خشک زمین پر بیٹھے۔ جب وہاں سے چلے تو وہ سرسبز ہو کر لہلہانے لگی۔

فوائد: حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق اکثریت کا خیال ہے کہ وہ اب بھی زندہ ہیں لیکن راجح بات یہ ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ (عون الباری:۳/۱۳۹)

٩ - باب

باب ۹:

١٤٢٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَجْنِي الْكَبَاثَ، وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (عَلَيْكُمْ بِالأَسْوَدِ مِنْهُ، فَإِنَّهُ أَطْيَبُهُ)، قَالُوا: أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ؟ قَالَ: (وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا؟). [رواه البخاري: ٣٤٠٦]

۱۴۲۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیلو کا پھل چن رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ سیاہ پھل تلاش کرو کیونکہ وہ اچھا ہوتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا آپ نے کیا بکریاں چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

فوائد: ہر پیغمبر کو اس لئے بکریاں چرانے کا موقع فراہم کیا گیا تاکہ انہیں لوگوں کی نگہبانی کرنے کا طریقہ آجائے نیز اس میں اشارہ ہے کہ نبوت دنیا طلب اور شہرت پسند لوگوں کو نہیں دی جاتی بلکہ منکسر اور متواضع حضرات کو دی جاتی ہے۔ (عون الباری:۳/۱۴۰)

١٠ - باب: قول الله تعالى: ﴿وَضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱمْرَأَتَ فِرْعَوْنَ﴾ إلى قوله ﴿وَكَانَتْ مِنَ ٱلْقَـٰنِتِينَ﴾

باب ١٠: ارشاد باری تعالیٰ: "اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے اہلیہ فرعون کی مثال بیان کی"

١٤٢٥ : عَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (كَمُلَ مِنَ الرِّجالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّساءِ: إلاَّ آسِيَةُ ٱمْرَأَةُ فِرْعَوْن، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرانَ، وَإِنَّ فَضْلَ عائِشَةَ عَلَى النِّساءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سائِرِ الطَّعامِ). [رواه البخاري: ٣٤١١]

١٤٢٥۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں تو بہت سے کامل گزرے ہیں۔ لیکن عورتوں میں آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران کے علاوہ کوئی عورت کامل نہیں ہوئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی دوسرے تمام کھانوں پر۔

فوائد: کمال سے مراد ولایت کا وہ آخری درجہ ہے جو نبوت سے نیچے ہو کیونکہ نبوت صرف مردوں کے لئے ہے کوئی عورت نبی نہیں ہوتی اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برتری اور فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ (عون الباری:۱۳۱/۴)

١١ - باب: قَوْلُ الله تَعالَى: ﴿وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ﴾ إلى قوله ﴿وَهُوَ مُلِيمٌ﴾

باب ١١: ارشاد باری تعالیٰ: "بے شک حضرت یونس علیہ السلام رسولوں میں سے تھے آخر آیت ﴿وهو ملیم﴾ تک

١٤٢٦ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (ما يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ: إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى)، وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ. [رواه البخاري: ٣٤١٣]

١٤٢٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی شخص کو یہ زیبا نہیں کہ وہ کہے میں (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) یونس بن متی سے بہتر ہوں آپ نے ان کو باپ کی طرف منسوب فرمایا۔

فوائد: بعض مؤرخین نے متی حضرت یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام بتایا ہے امام بخاری اس کی تردید فرماتے ہیں کہ یہ ان کے والد کا نام ہے واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فروتنی اور تواضع کے

طور پر ہے وگرنہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ (عون الباری:۴/۱۳۴)

۱۲ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى:
﴿وَءَاتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا﴾

باب ۱۲: ارشاد باری تعالیٰ ! ہم نے حضرت داوٗد علیہ السلام کو زبور عطا کی

۱٤۲۷ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنُ، فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ، فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ، وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ) [رواه البخاري: ۳٤۱۷].

۱۴۲۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا داوٗد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت اس قدر آسان کر دی گئی تھی کہ وہ جب اپنی سواریوں کی بابت حکم دیتے کہ ان پر زین رکھی جائے تو اس سے پہلے کہ سواریوں پر زین رکھی جائے۔ وہ تلاوت زبور سے فارغ ہو چکے ہوتے۔ نیز وہ اپنے ہاتھ کی کمائی کے علاوہ کچھ نہ کھاتے تھے۔

فوائد: حضرت داوٗد علیہ السلام وقت کے بادشاہ تھے اس کے باوجود وہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے گذر اوقات کرتے تھے ان کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے لوہے کو موم کر دیا تھا اس لئے وہ زرہیں بنایا کرتے تھے۔
(عون الباری:۴/۱۳۶)

۱۳ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَٰنَ نِعْمَ ٱلْعَبْدُ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ﴾

باب ۱۳: ارشاد باری تعالیٰ ”اور ہم نے حضرت داوٗد علیہ السلام کو حضرت سلیمان علیہ السلام نامی فرزند عطا فرمایا وہ ایک اچھا بندہ جو رجوع کرنے والا تھا

۱٤۲۸ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ ٱسْتَوْقَدَ نَارًا، فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ ٱلدَّوَابُّ تَقَعُ فِي النَّارِ). وَقَالَ: (كَانَتِ ٱمْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ٱبْنَاهُمَا، جَاءَ ٱلذِّئْبُ فَذَهَبَ بِٱبْنِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِٱبْنِكِ،

۱۴۲۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ میری اور ان لوگوں کی مثال اس شخص جیسی ہے جو آگ جلائے تو پروانے اور یہ کیڑے پتنگے اس میں گرنے لگیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ ان کے دو بچے بھی تھے۔ ایک بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ اس کی سہیلی نے کہا کہ بھیڑیا تیرے بچے کو

وَقَالَتِ الأُخْرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ، فَقَالَ: ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا، فَقَالَتِ الصُّغْرَى: لاَ تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللهُ، هُوَ ابْنُهَا، فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى). [رواه البخاري: ٢٤٢٦، ٣٤٢٧]

لے گیا ہے۔ دوسری بولی کہ نہیں وہ تیرے بچے کو لے گیا ہے۔ پھر دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس مقدمہ لے گئیں تو انہوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا پھر وہ دونوں حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس گئیں اور انہیں واقعہ سے مطلع کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا میرے پاس ایک چھری لاؤ تاکہ میں بچے کو کاٹ کر تمہارے درمیان تقسیم کر دوں۔ چھوٹی بولی اللہ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کریں یہ اسی کا بیٹا سہی تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بچے کا فیصلہ چھوٹی کے حق میں کر دیا۔

فوائد: زندہ رہنے والا بچہ بڑی عورت کے پاس تھا اور چھوٹی کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے کوئی دلیل نہ تھی اس لئے حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کے حق میں فیصلہ دے دیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کی گھبراہٹ کو دیکھا تو حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے ایک حیلہ نکالا چنانچہ وہ معاملہ کی تہہ تک پہنچ گئے اور بچہ چھوٹی عورت کے حوالے کر دیا۔ (عون الباری:۴/۱۳۹)

١٤ - باب: قوله تعالى: ﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰكِ﴾ إلى قوله ﴿أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ﴾

باب ۱۴: جب فرشتوں نے مریم سے کہا اللہ نے تمہیں برگزیدہ کیا ہے آخر تک کہ مریم کی کون کفالت کرے گا؟

١٤٢٩: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ). [رواه البخاري: ٣٤٣٢]

۱۴۲۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مریم بنت عمران اپنے زمانے کی عورتوں سے بہتر ہیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس امت کی عورتوں میں سب سے بہتر ہیں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جنت کی عورتوں میں سے افضل خدیجہ' فاطمہ' مریم اور آسیہ ہیں اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک فرشتے نے بشارت دی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت میں عورتوں کی سردار ہوں گی۔ (عون الباری:۴/۱۴۲)

١٤٣٠: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۱۴۳۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے

يَقُولُ: (نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ). [رواه البخاري: ٣٤٣٤]

ہوئے سنا کہ قریش کی عورتیں ان تمام عورتوں سے بہتر ہیں جو اونٹ پر سوار ہوتی ہیں کیونکہ یہ سب عورتوں سے زیادہ بچے پر شفقت کرتی ہیں اور شوہر کے مال کا زیادہ خیال رکھنے والی ہیں۔

فوائد: اس حدیث میں عرب عورتوں میں سے قریش کی عورتوں کو افضل قرار دیا گیا ہے کیونکہ عرب کی عورتیں ہی اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مریم علیہا السلام کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔ (عون الباری:۴/۱۴۳)

١٥ - باب: قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ﴾ إلى ﴿وَكِيلًا﴾

باب ۱۵: ارشاد باری تعالیٰ: "اے اہل کتاب! اپنے دین میں زیادتی نہ کرو آخر آیت ﴿وکیلاً﴾ تک

١٤٣١ : عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ شَهِدَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ ٱللهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَالجنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ ٱللهُ الجَنَّةَ عَلَى ما كَانَ مِنَ الْعَمَلِ). [رواه البخاري: ٣٤٣٥]

۱۴۳۱۔ حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے مریم کی طرف پہنچایا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں۔ نیز جنت برحق اور جہنم برحق ہے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا خواہ وہ جس طرح کے اعمال کرتا ہو۔

فوائد: اگرچہ تمام ارواح اللہ کی طرف سے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک خاص روح ہیں جس کا مقام دیگر ارواح سے زیادہ ہے چونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے خلاف عادت کلمہ کن سے پیدا کیا ہے اس لئے انہیں روح اللہ کہا جاتا ہے۔ (عون الباری:۴/۱۴۴)

١٦ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَٱذْكُرْ فِي ٱلْكِتَٰبِ مَرْيَمَ إِذِ ٱنتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾ الآية

باب ۱۶: قرآن پاک میں حضرت مریم کا ذکر پڑھو جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہوئیں۔ آخر آیت تک

١٤٣٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي المَهْدِ إِلَّا ثَلاثَةٌ: عِيسَى، وكَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ، كَانَ يُصَلِّي، جَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ، فَقَالَ: أُجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي، فَقَالَتِ: اللَّهُمَّ لاَ تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ المُومِسَاتِ، وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ ٱمْرَأَةٌ وَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى، فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا، فَوَلَدَتْ غُلاَمًا، فَقَالَتْ: مِنْ جُرَيْجٍ، فَأَتَوْهُ فَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ وَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ، فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلاَمَ، فَقَالَ: مَنْ أَبُوكَ يَا غُلاَمُ؟ قَالَ: الرَّاعِي، قَالُوا: نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ؟ قَالَ: لاَ، إِلَّا مِنْ طِينٍ، وَكَانَتِ ٱمْرَأَةٌ تُرْضِعُ ٱبْنًا لَهَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ، فَقَالَتِ: اللَّهُمَّ ٱجْعَلِ ٱبْنِي مِثْلَهُ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهَا يَمَصُّهُ) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَمَصُّ إِصْبَعَهُ (ثُمَّ مَرَّ

۱۴۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا گہوارہ میں صرف تین بچوں نے گفتگو کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوسرے بنی اسرائیل میں جریج نامی ایک شخص تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اس نے اسے بلایا جریج نے دل میں سوچا کہ میں نماز پڑھوں یا والدہ کو جواب دوں (آخر اس نے جواب نہ دیا) اس کی ماں نے بد دعا دی اور کہا اے اللہ! یہ اس وقت تک نہ مرے تاآنکہ تو اسے زنا کار عورتوں کی صورت دکھائے۔ پھر ایسا ہوا کہ جریج اپنے عبادت خانہ میں تھا۔ ایک فاحشہ عورت آئی اور اس نے بدکاری کے متعلق گفتگو کی لیکن جریج نے انکار کر دیا۔ پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اس سے منہ کالا کیا اور پھر اس نے ایک بچہ جنا اور یہ کہہ دیا کہ بچہ جریج کا ہے لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کے عبادت خانہ کو توڑ پھوڑ دیا۔ اسے نیچے اتارا اور خوب گالیاں دیں۔ جریج نے وضو کیا نماز پڑھی پھر اس بچے کے پاس آکر کہا تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا "چرواہا" یہ حال دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ ہم تیرا عبادت خانہ سونے کی اینٹوں سے بنائے دیتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں مٹی سے بنا دو تیسرے یہ کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی

بِأَمَةٍ، فَقَالَتِ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هٰذِهِ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: لِمَ ذَاكَ؟ فَقَالَ: الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الجَبَابِرَةِ، وَهٰذِهِ الأَمَةُ يَقُولُونَ: سَرَقْتِ، زَنَيْتِ، وَلَمْ تَفْعَلْ). [رواه البخاري: ٣٤٣٦]

تھی تو ادھر سے ایک خوش وضع سوار گزرا عورت اسے دیکھ کر کہنے لگی اے اللہ! میرے بچے کو بھی ایسا کر دے تو اس بچے نے ماں کا پستان چھوڑ کر سوار کی طرف منہ کر کے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا پھر وہ ماں کا پستان چوسنے لگا۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ اپنی انگلی چوس کر دودھ پینے کی کیفیت بتارہے ہیں۔ پھر ایک لونڈی ادھر سے گزری تو ماں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا بچے نے پھر پستان چھوڑ کر کہا یا اللہ! مجھے اس جیسا کر دے اس کی ماں نے کہا بچہ دراصل بات کیا ہے؟ بچے نے کہا وہ سوار متکبرین میں سے ایک متکبر اور خود پسند تھا اور یہ لونڈی بے قصور ہے لوگ اسے کہتے ہیں تو نے چوری کی ہے تو نے زنا کیا ہے حالانکہ اس نے کچھ نہیں کیا ہے۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ گھوارہ میں اس بچے نے بھی گفتگو کی تھی جس کی ماں کو اصحاب الاخدود آگ کے الاؤ میں ڈالنے لگے تھے۔ (عون الباری:۱۵۱/۴)

١٤٣٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (رَأَيْتُ عِيسٰى وَمُوسٰى وَإِبْرَاهِيمَ، فَأَمَّا عِيسٰى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ، وَأَمَّا مُوسٰى فَآدَمُ جَسِيمٌ سَبْطٌ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ). [رواه البخاري: ٣٤٣٨]

۱۴۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے (شب معراج) عیسیٰ' موسیٰ اور ابراھیم علیہم السلام کو دیکھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ اور گٹھے بدن اور چوڑے سینے والے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے دراز قد اور سیدھے بالوں والے ہیں گویا قبیلہ زط کے لوگوں میں سے ہیں۔

فوائد: قبیلہ زط دراصل جٹ کا معرب ہے جنہیں جاٹ بھی کہا جاتا ہے برصغیر میں دراز قد' جسامت اور طاقت میں مشہور ہیں۔ (عون الباری:۱۵۲/۴) نیز یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نہیں بلکہ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ (فتح الباری:۶/۴۸۵)

١٤٣٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ، كَأَحْسَنِ مَا يُرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ، رَجِلُ الشَّعَرِ، يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً، وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: هٰذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطِطًا، أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ، وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ). [رواه البخاري: ٣٤٤٠]

۱۴۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے آج رات کو سوتے میں کعبہ کے قریب دکھایا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو ایسے گندمی رنگ کا تھا کہ گندمی رنگ والوں میں اس سے بہتر کوئی اور شخص نہ تھا اور اس کے بال کان کی لو سے نیچے لٹکے ہوئے دونوں شانوں کے درمیان پڑے تھے۔ مگر بال سیدھے تھے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے شانوں پر رکھے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ مسیح بن مریم ہیں۔ پھر میں نے ان کے پیچھے ایک شخص کو دیکھا جو بہت سخت پیچ دار بالوں والا داہنی آنکھ سے کانا اور ابن قطن کافر سے بہت مشابہ تھا۔ وہ بھی اپنے دونوں ہاتھ ایک شخص کے کندھے پر رکھے کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو بھی طواف کرتے دیکھا حالانکہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو گا لیکن یہ اس وقت ہو گا جب وہ باقاعدہ ظہور کرے گا اس سے پہلے حرمین میں آسکتا ہے۔ (عون الباری:۴/۱۵۴)

١٤٣٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى قَالَ: لَا وَاللهِ، مَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعِيسَى أَحْمَرُ، وَلٰكِنْ قَالَ: (بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ، سَبْطُ الشَّعَرِ، يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، يَنْطُفُ

۱۴۳۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرخ رنگ کا نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ اس وقت جب میں بحالت خواب کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ تو اچانک دیکھا کہ ایک آدمی گندمی رنگ کا ہے جس کے بال سیدھے

رَأْسُهُ مَاءً، أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: ٱبْنُ مَرْيَمَ، فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ، فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ، جَعْدُ الرَّأْسِ، أَعْوَرُ عَيْنِهِ الْيُمْنٰى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا: قَالُوا: هٰذَا ٱلدَّجَّالُ، وَأَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ٱبْنُ قَطَنٍ). [رواه البخاري: ٣٤٤١]

اور وہ دو آدمیوں کے درمیان چل رہا ہے اور اپنے سر سے پانی نچوڑ رہا ہے یا اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے ؟ لوگوں نے کہا ابن مریم علیہ السلام ہیں میں مڑ کر دیکھنے لگا تو مجھے ایک اور شخص نظر آیا جو سرخ رنگ فربہ جسم اور پیچدار بالوں والا دائیں آنکھ سے کانا گویا اس کی آنکھ ایک پھولا ہوا انگور ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ دجال ہے وہ لوگوں میں ابن قطن کافر سے زیادہ مشابہت رکھتا تھا۔

فوائد : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ کے ہوں گے ممکن ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بایں الفاظ نہ سنا ہو یا وہ بھول گئے ہوں۔ (عون الباری:۴/۱۵۴)

١٤٣٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: (أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِٱبْنِ مَرْيَمَ، وَالأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ، لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ). [رواه البخاري: ٣٤٤٢]

۱۴۳۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں ابن مریم علیہ السلام کا سب سے قریب تر ہوں اور تمام نبی باہمی پدری بھائی ہیں میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

فوائد : اقتداء اور پیروی کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب ہیں اور زمانے کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قریب ہے۔ (عون الباری:۴/۱۵۵)

١٤٣٧ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ: (أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ فِي ٱلدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَالأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ). [رواه البخاري: ٣٤٤٣]

۱۴۳۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے قریب تر ہوں۔ تمام نبی آپس میں پدری بھائی ہیں ان کی مائیں جدا جدا ہیں۔ مگر دین سب کا ایک ہے۔

فوائد : عقائد اور اصول دین میں تمام انبیاء کرام متفق ہیں البتہ فروعات و مسائل میں الگ الگ

ہیں۔ (عون الباری:۱۵۶/۴)

١٤٣٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ، فَقَالَ لَهُ: أَسَرَقْتَ؟ قَالَ: كَلَّا وَٱللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، فَقَالَ عِيسَى: آمَنْتُ بِٱللهِ، وَكَذَّبْتُ عَيْنِي). [رواه البخاري: ٣٤٤٤]

۱۴۳۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے میں نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھ کی تکذیب کرتا ہوں۔

فوائد: چونکہ چور نے اللہ کے نام کی قسم اٹھا کر اپنی برأت کا اظہار کیا اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے نام کی لاج رکھتے ہوئے اسے سچا سمجھا اور اپنی آنکھ کو جھوٹا قرار دیا۔ (عون الباری:۱۵۸/۴)

١٤٣٩ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَا تُطْرُونِي، كما أَطْرَتِ النَّصَارَى ٱبْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا: عَبْدُ ٱللهِ وَرَسُولُهُ). [رواه البخاري: ٣٤٤٥]

۱۴۳۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھایا کیونکہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں بلکہ تم یوں کہا کرو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

فوائد: سورت جن میں رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا بندہ ہی کہا گیا ہے لیکن آج نام نہاد مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق مدح سرائی میں اس قدر غلو کیا ہے کہ آپ کو منصب الوہیت پر پہنچا دیا ہے۔

((اعاذنا الله منه))

١٧ - باب: نُزُولُ عِيسَى ابن مَرْيَمَ عَلَيهِمَا السَّلَامُ

باب ۱۷: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا

١٤٤٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ٱبْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ،

۱۴۴۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا۔ جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں

وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ). [رواه البخاري: ٣٤٤٩]

نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہاری ہی قوم سے ہو گا۔

فوائد : نزول عیسیٰ علیہ السلام علامات قیامت سے ہے اس وقت امام مہدی بھی موجود ہوں گے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہوں گے اور ابن ماجہ کی ایک ضعیف روایت اس کے لئے بطور دلیل پیش کی جاتی ہے مذکورہ حدیث اس کی تردید کے لئے ہے۔ (عون الباری:۱۶۱/۴)

١٤٤١ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ مَعَ ٱلدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا، فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ، فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ، فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ). [رواه البخاري: ٣٤٥٠]

۱۴۴۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہو گی لیکن جس کو لوگ دیکھیں گے کہ آگ ہے وہ در حقیقت ٹھنڈا پانی ہو گا اور جسے لوگ ٹھنڈا پانی سمجھیں گے۔ وہ آگ ہو گی جو جلاوے گی۔ لہٰذا جو شخص تم میں سے اسے پائے تو اسے چاہئے کہ جس کو وہ آگ خیال کرتا ہے اس میں کود جائے۔ کیونکہ وہ تو بہت ٹھنڈا اور شیریں پانی ہو گا۔

فوائد : دجال کی اس شعبدہ بازی سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لے گا بالآخر اس ملعون کی عاجزی اور درماندگی کو اللہ تعالیٰ نمایاں کر دے گا اور اسے برسرعام رسوا کرے گا۔ (عون الباری:۱۶۲/۴)

١٨ - باب: مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

باب ۱۸: بنی اسرائیل کے حالات و واقعات کا بیان

١٤٤٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ، فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا، وَأَوْقِدُوا فِيهِ نَارًا، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَامْتَحَشَتْ، فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا، ثُمَّ

۱۴۴۲۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ایک شخص مرنے لگا۔ جب زندگی سے بالکل مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے اہل خانہ کو وصیت کی کہ میں جب مرجاؤں تو میرے لئے بہت سی لکڑیاں جمع کر کے ان میں آگ لگا دینا (اور مجھے جلا دینا) اور جب آگ میرے گوشت کو کھا جائے اور میری ہڈی تک پہنچ جائے اور وہ بھی جل کر

اَنْظُرُوا يَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوهُ فِي الْيَمِّ، فَفَعَلُوا، فَجَمَعَهُ اللّٰهُ فَقَالَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ). [رواه البخاري: ٣٤٥٢]

کوئلہ ہو جائے تو اس کوئلہ کو پیسنا پھر کسی تیز ہوا والا دن دیکھ کر اسے دریا میں بہا دینا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے ذرات جمع کر کے اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا کہ تیرے خوف سے آخر اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دایا۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں وضاحت ہے کہ بنی اسرائیل کا یہ شخص کفن چور تھا اس نے اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنے بیٹوں کو اس کارروائی کی وصیت کی بالآخر اللہ نے اسے معاف کر دیا۔

١٤٤٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ)، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: (فُوا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ). [رواه البخاري: ٣٤٥٥]

۱۴۴۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی حکومت حضرات انبیاء علیہم السلام چلاتے تھے۔ جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو اس کا جانشین دوسرا نبی ہو جاتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی تو نہ ہو گا۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا پھر آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی خلیفہ ہو جائے تو اس کی بیعت کر لو۔ پھر اس کے بعد جو پہلے ہو اس کی بیعت پوری کرو۔ انہیں ان کا حق دو اگر وہ ظلم کریں تو اللہ ان سے پوچھے گا کہ انہوں نے اپنی رعایا کا حق کیسے ادا کیا؟

فوائد: اس عالم رنگ وبو میں مسلمانوں کے بیک وقت دو خلیفہ نہیں ہو سکتے جب ایک خلیفہ کی خلافت شرعی طریقہ سے منعقد ہو جائے تو وفاداری اور جانثاری اسی سے وابستہ کی جائے صحیح مسلم میں ہے کہ دوسرے کو قتل کر دیا جائے۔ (عون الباری:۱۶۵/۳)

١٤٤٤ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ

۱۴۴۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً تم مسلمان بھی اپنے سے پہلے لوگوں کی بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ پیروی کرو گے۔ اگر وہ کسی سوسمار کے بل میں

لَسَلَكْتُمُوهُ). قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَمَنْ؟). [رواه البخاري: ٣٤٥٦]

داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی اس میں گھس جاؤ گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا پہلے لوگوں سے مراد یہود و نصاری ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور کون ہو سکتے ہیں؟

فوائد: افسوس کہ دور حاضر کے مسلمان اس حدیث کے مصداق اندھا دھند یہود ونصاری کی پیروی کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں ملکی سطح پر بھی ہمارے ہاں انگریز کا قانون رائج ہے۔

١٤٤٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٣٤٦١]

۱۴۴۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری باتیں لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو اور بنی اسرائیل سے جو سنو اسے بھی بیان کرو۔ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن جو شخص عمدا مجھ پر جھوٹ باندھے گا تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کر لے۔

فوائد: آغاز اسلام میں رسول اللہ ﷺ نے روایات بنی اسرائیل سے منع فرمایا تھا لیکن جب حقانیت اسلام دلوں میں سما گئی تو محدود پیمانے پر صرف ایسی باتیں بیان کرنے کی اجازت دی جو قرآن وحدیث کے خلاف نہ ہوں۔ (عون الباری:۴/۱۶۷)

١٤٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ، فَخَالِفُوهُمْ). [رواه البخاري: ٣٤٦٢]

۱۴۴۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہود و نصاری بالوں کو خضاب نہیں لگاتے تم ان کی مخالفت کرو یعنی خضاب کیا کرو۔

فوائد: یہ حدیث صرف داڑھی اور سر کے بالوں سے متعلق ہے کیونکہ کپڑوں اور ہاتھ پاؤں رنگنے درست نہیں ہیں پھر سیاہ خضاب کی بھی ممانعت ہے جیسا کہ مسلم کی روایت ہے البتہ سفید بالوں کا بھی بعض احادیث سے جواز ملتا ہے۔

١٤٤٧ : عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ، فَجَزِعَ، فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ، فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ،

۱۴۴۷۔ حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص تھا۔ اسے زخم لگ گیا تھا۔ اس نے بے قرار ہو کر ایک چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ چنانچہ خون بند نہ ہوا اور وہ مرگیا تو اللہ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الجَنَّةَ). [رواه البخاري: ٣٤٦٣]

تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے جان دینے میں عجلت کی ہے اس لئے میں نے بھی جنت کو اس پر حرام کر دیا ہے۔

فوائد: ہماری جان ایک امانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے حوالے کی ہے اس میں بے جا تصرف ناجائز اور حرام ہے خودکشی کرنے والا بھی اپنی جان پر زیادتی کا مرتکب ہوتا ہے اس لئے وعید شدید کا سزا وار ٹھہرا۔ (عون الباری:۴/۱۷۰)

١٤٤٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ ثَلاَثَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى، بَدَا لِلّٰهِ تعالى أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الأَبْرَصَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا، وَجِلْدًا حَسَنًا، فَقَالَ: أَيُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الإِبِلُ فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ، فَقَالَ: يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا، وَأَتَى الأَقْرَعَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: شَعَرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي هٰذَا، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ، وَأُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا، قَالَ: فَأَيُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: البَقَرُ، قَالَ: فَأَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا، وَقَالَ: يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا، وَأَتَى الأَعْمَى فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ يَرُدُّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي،

۱۴۴۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک کوڑھی ایک اندھا اور ایک گنجا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو آزمانا چاہا چنانچہ ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جو پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تجھے کیا چیز پیاری ہے؟ اس نے کہا کہ اچھا رنگ اور خوبصورت کھال کیونکہ لوگ مجھ سے نفرت و کراہت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کا مرض جاتا رہا اور اسے اچھا رنگ اور خوبصورت کھال عنائت ہو گئی۔ پھر فرشتے نے کہا تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا اونٹ۔ لہٰذا اسے حاملہ اونٹنی دے دی گئی فرشتے نے کہا تجھے اس میں برکت دی جائے گی پھر فرشتہ گنجے کے پاس گیا اور اس سے کہا تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا اچھے بال ہوں اور یہ گنجا پن جاتا رہے کیونکہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے اس پر بھی ہاتھ پھیرا اس کا گنجا پن جاتا رہا اور بہترین بال نکل آئے۔ پھر فرشتے نے کہا کہ تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے وہ کہنے لگا۔ گائے بیل چنانچہ فرشتہ نے اسے

فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَرَدَّ ٱللهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ، قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الغَنَمُ، فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا، فَأُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا، فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِنْ إِبِلٍ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنْ بَقَرٍ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ، ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ، تَقَطَّعَتْ بِيَ ٱلْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلاَ بَلاَغَ الْيَوْمَ إِلاَّ بِٱللهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الحَسَنَ وَالْجِلْدَ الحَسَنَ وَالمَالَ، بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِي سَفَرِي. فَقَالَ لَهُ: إِنَّ الْحُقُوقَ كَثِيرَةٌ، فَقَالَ لَهُ: كَأَنِّي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا فَأَعْطَاكَ ٱللهُ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ ٱللهُ إِلَى مَا كُنْتَ، وَأَتَى الأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا، فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هٰذَا، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ ٱللهُ إِلَى مَا كُنْتَ، وَأَتَى الأَعْمَى فِي صُورَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَٱبْنُ سَبِيلٍ، وَتَقَطَّعَتْ بِيَ ٱلْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلاَ بَلاَغَ الْيَوْمَ إِلاَّ بِٱللهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ

ایک حاملہ گائے دے کر کہا کہ تجھے اس میں برکت دی جائے گی۔ اس کے بعد وہ فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ تجھے کونسی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی مجھے واپس کر دے تاکہ میں اس کے ذریعہ لوگوں کو دیکھوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پھر فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی واپس کر دی۔ اب یہ پوچھا کہ تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے وہ بولا بکریاں۔ فرشتے نے اسے ایک حاملہ بکری دے دی چنانچہ ان دونوں کی اونٹنی اور گائے بچے جننے لگیں اور اس کی بکری بھی۔ پھر تو اس کوڑھی کے پاس جنگل بھر اونٹ ہو گئے اور گنجے کے پاس جنگل بھر گائیں اور اندھے کے پاس جنگل بھر بکریاں۔ اس کے بعد وہی فرشتہ انسانی شکل و صورت میں کوڑھی کے پاس گیا اور کہا میں ایک مسکین ہوں سفر میں سامان وغیرہ ختم ہو گیا ہے اور میں اللہ کی مدد اور تیری عنائت کے بغیر اپنے ٹھکانے پر نہیں پہنچ سکتا ہوں۔ لہٰذا میں تجھ سے اس اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے اچھا رنگ اچھی جلد اور اچھا مال دیا ہے۔ مجھے ایک اونٹ دے دے تاکہ میں اس پر سوار ہو کر سفر کر سکوں۔ کوڑھی نے کہا مجھ پر اور بہت سے حقوق ہیں۔ فرشتے نے کہا گویا میں تجھے پہچانتا ہوں تو کوڑھی تھا۔ سب لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور تو محتاج بھی تھا اللہ تعالیٰ نے تجھے سب کچھ دے دیا۔ اس نے کہا واہ! میں تو بزرگوں کے وقت سے مالدار چلا آ رہا ہوں۔ فرشتے

بِهَا فِي سَفَرِي، فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللهُ بَصَرِي، وَفَقِيرًا فَقَدْ أَغْنَانِي، فَخُذْ مَا شِئْتَ، فَوَاللهِ لاَ أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلهِ، فَقَالَ: أَمْسِكْ مَالَكَ، فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ، فَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنْكَ، وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ). [رواه البخاري: ٣٤٦٤]

نے کہا اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے پھر ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔ پھر وہی فرشتہ اسی شکل و صورت میں گنجے کے پاس گیا۔ اس سے بھی وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا۔ گنجے نے بھی ویسا ہے جواب دیا جیسا کوڑھی نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔ بعد میں وہ فرشتہ اس صورت و حال میں اندھے کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں ایک مسافر ہوں اور دوران سفر معاش ختم ہو گئی ہے۔ لہٰذا اب میں اللہ کی مدد اور تیری توجہ کے بغیر اپنے وطن نہیں پہنچ سکتا ہوں۔ مجھے اس اللہ کے نام پر ایک بکری دے دے جس نے تیری آنکھیں دوبارہ روشن کیں۔ تاکہ میں اس کے ذریعے اپنا سفر طے کر سکوں اندھے نے کہا بے شک میں اندھا تھا۔ اللہ نے مجھے بینائی دی' میں محتاج تھا اللہ نے مجھے مالدار کر دیا۔ لہٰذا جو تو چاہے لے لے اللہ کی قسم! آج جو ضرورت والی چیز بھی اللہ کے نام پر لے گا۔ تیرے اوپر کوئی تنگی نہ ہو گی۔ فرشتے نے کہا بس تو اپنا مال اپنے پاس ہی رہنے دے صرف تم لوگوں کا امتحان لیا گیا تھا۔ پس اللہ تجھ سے راضی ہو گیا ہے اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہوا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کو کفران نعمت سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اس کا انجام نعمت کا چھن جانا ہے لہٰذا ہمیں اللہ کی نعمتوں کا اعتراف پھر ان کا شکر بجالاتے رہنا چاہئے کیونکہ اس طرح خیر و برکت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (عون الباری:۴/۱۶۷)

١٤٤٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً

۱۴۴۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا جس

وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ، فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ: هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لاَ، فَقَتَلَهُ، فَجَعَلَ يَسْأَلُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا، فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ، فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا، فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلاَئِكَةُ الْعَذَابِ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَى هٰذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي، وَأَوْحَى اللهُ إِلَى هٰذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي، وَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا، فَوُجِدَ إِلَى هٰذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ، فَغُفِرَ لَهُ). [رواه البخاري: ٣٤٧٠]

نے ننانوے آدمی قتل کیے تھے۔ پھر وہ مسئلہ پوچھنے نکلا تو پہلے ایک درویش کے پاس گیا اور اس سے کہا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ درویش نے کہا نہیں پھر اس شخص نے درویش کو بھی قتل کر دیا۔ پھر مسئلہ پوچھنے چلا تو اس سے کسی نے کہا کہ تو فلاں بستی میں جا لیکن راستے میں ہی اسے موت آگئی اور مرتے وقت اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف کر دیا اب اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا کہ اس شخص کے قریب ہو جا اور اس بستی کو جہاں سے وہ نکلا تھا یہ حکم دیا کہ اس سے دور ہو جا۔ پھر فرشتوں سے فرمایا کہ تم ان دونوں بستیوں کا درمیانی فاصلہ ناپ لو تو وہ اس بستی سے بالشت بھر قریب نکلا جہاں توبہ کرنے جا رہا تھا اس بناء پر اسے معاف کر دیا گیا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قتل ناحق بھی توبہ سے معاف ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ حقداروں کو خود اپنی طرف سے اچھا بدلہ دے کر انہیں راضی کر دے گا جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے۔

(عون الباری:۴/۱۷۷)

١٤٥٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ، فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي، إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الأَرْضَ، وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ، وَقَالَ الَّذِي لَهُ الأَرْضُ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الأَرْضَ وَمَا

۱۴۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے زمانہ میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی تھی۔ جس نے زمین خریدی تھی اس نے زمین میں ایک گھڑا پایا۔ جو سونے سے بھرا ہوا تھا تو اس نے فروخت کنندہ سے کہا کہ تم اپنا سونا مجھ سے لے لو۔ کیونکہ میں نے تجھ سے صرف زمین خریدی تھی سونا نہیں خریدا تھا۔ مالک زمین نے کہا میں نے زمین اور جو کچھ اس میں تھا سب تجھے فروخت کر

فِيهَا، فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ أَحَدُهُما: لِي غُلَامٌ، وَقَالَ الآخَرُ: لِي جارِيَةٌ، قَالَ: أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الجَارِيَةَ، وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا). [رواه البخاري: ٣٤٧٢]

دیا تھا۔ آخر دونوں جھگڑتے جھگڑتے ایک شخص کے پاس گئے۔ جس کے پاس مقدمہ لے کر گئے تھے۔ اس نے پوچھا تم دونوں کی اولاد ہے؟ ان دونوں میں سے ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے تو اس نے یوں فیصلہ کیا کہ اس لڑکے کا نکاح لڑکی سے کر دو اور اس مال کو ان دونوں پر خرچ کرو اور کچھ خیرات بھی کرو۔

فوائد: ہماری شریعت میں ایسے مال کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ اگر قرائن سے معلوم ہو جائے کہ دور جاہلیت کا مدفون خزانہ ہے تو رکاز ہے اگر دور اسلام کا ہے تو لقطہ کے حکم میں ہو گا اگر پتہ نہ چل سکے تو اسے بیت المال میں جمع کر دیا جائے جو مسلمانوں کی اجتماعی ضروریات میں صرف کیا جائے۔ (عون الباری:۱۸۱/۴)

١٤٥١ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: قِيلَ لَهُ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي الطَّاعُونِ؟ فَقَالَ أُسَامَةُ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الطَّاعُونُ رِجْسٌ، أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، أَوْ: عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ). [رواه البخاري: ٣٤٧٣]

۱۴۵۱۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق کیا سنا ہے؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا یوں فرمایا کہ ان لوگوں پر بھیجا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے لہٰذا جب تم سنو کہ کسی ملک میں طاعون پھیلا ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب اس ملک میں پھیلے جہاں تم رہتے ہو تو بھاگنے کی نیت سے وہاں سے مت نکلو۔

فوائد: جس جگہ طاعون پھیلی ہو وہاں سے بغرض تجارت، حصول علم اور جہاد وغیرہ کے لئے نکلنا جائز ہے۔ (عون الباری:۱۸۲/۴)

١٤٥٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُونِ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ: (عَذَابٌ يَبْعَثُهُ ٱللهُ عَلَى

۱۴۵۲۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ایک عذاب ہے اللہ جن پر چاہتا

مَنْ يَشَاءُ، وَأَنَّ ٱللهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ، لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ، فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، يَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ يُصِيبُهُ إِلاَّ ما كَتَبَ ٱللهُ لَهُ، إِلاَّ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ). [رواه البخاري: ٣٤٧٤]

ہے اسے بھیجتا ہے اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے باعث رحمت بنا دیا ہے۔ جب کہیں طاعون پھیلے تو جو بھی مسلمان اپنے اس شہر میں صبر کر کے بغرض ثواب قیام کرے۔ نیز اس کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو مصیبت قسمت میں لکھ دی ہے وہی پیش آئے گی تو اسے شہید کا ثواب ملے گا۔

فوائد: طاعون سے مرنا شہادت صغریٰ ہے زمانہ طاعون میں ثواب کی نیت سے وہاں قیام کرنا بھی باعث برکت ہے مذکورہ حدیث میں ایسے شخص کو بشارت شہادت دی گئی ہے اگرچہ زمانہ طاعون کے بعد کسی اور بیماری کی وجہ سے فوت ہو۔ (عون الباری:۴/۱۸۳)

١٤٥٣ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: (اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ). [رواه البخاري: ٣٤٧٧]

۱۴۵۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ نبیوں میں سے ایک نبی کا حال بیان کر رہے ہیں۔ انہیں ایک قوم نے اتنا مارا کہ خون آلود کر دیا۔ مگر وہ اپنے چہرے سے خون صاف کرتے اور کہتے جاتے تھے کہ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ لاعلم ہیں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دعوت و تبلیغ پر گالیاں سننا اور ماریں کھانا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔

١٤٥٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلاَءِ خُسِفَ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٣٤٨٥]

۱۴۵۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنی ازار کو تکبر سے لٹکاتا ہوا جا رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ شخص پہلے لوگوں یعنی بنی اسرائیل سے تھا بعض محدثین نے اس سزا کو قارون سے وابستہ کیا ہے۔ (عون الباری:۴/۱۵۸)

١٩ - باب: المَنَاقِبُ

باب ۱۹: فضائل کا بیان۔

١٤٥٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ

۱۴۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ

عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا، وَتَجِدُونَ خَيْرَ النَّاسِ فِي هٰذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً، وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ، وَيَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ). [رواه البخاري: ٣٤٩٣، ٣٤٩٤]

رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو کانوں کی طرح پاؤ گے جو ان میں سے زمانہ جاہلیت میں اچھے تھے۔ وہ اسلام میں بھی اچھے اور شریف ہیں بشرطیکہ وہ علم دین حاصل کریں اور تم حکومت کے لائق اس شخص کو پاؤ گے جو اسے بہت ناپسند کرتا ہو اور لوگوں میں سے بد ترین وہ شخص ہے جو دو رخا پن اختیار کئے ہوئے ہے۔ وہ ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے آتا ہے اور دوسرے لوگوں میں دوسرا منہ لے کر جاتا ہے۔

فوائد: شرافت نسبی علم کے بغیر عزت واحترام کے لائق نہیں اصل شرافت تو دین کا علم حاصل کرنے سے ملتی ہے پھر دینی معاملات میں رائے زنی کرنا نری جہالت ہے۔ اعاذنا اللّٰہ منہ

١٤٥٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ، وَالنَّاسُ مَعَادِنُ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا، تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الشَّأْنِ حَتّٰى يَقَعَ فِيهِ). [رواه البخاري: ٣٤٩٥، ٣٤٩٦]

۱۴۵۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ امامت و خلافت میں قریش کے تابع ہیں۔ ان کا مسلمان ان کے مسلمان کے اور ان کا کافر ان کے کافر کے تابع فرمان ہے۔ لوگوں کا حال تو کانوں کی طرح ہے جو زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین کا علم حاصل کریں اور تم حکومت کے سلسلہ میں جو اسے بہت ناپسند کرتا ہو یہاں تک کہ اس کو حکومت مل جائے سب سے بہتر پاؤ گے۔

فوائد: جب حکومت کی خواہش نہ رکھنے والے کو منصب امارت سونپ دیا جائے تو اللہ کی مدد اس کے شامل حال ہوتی ہے پھر مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے پیش نظر اس کے دل سے منصب کی کراہت بھی دور کر دی جاتی ہے۔ (عون الباری:۱۸۹/۴)

٢٠ - باب: مَنَاقِبُ قُرَيْشٍ

باب ۲۰: قریش کے فضائل کا بیان

١٤٥٧ : عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَقَدْ بَلَغَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا،

۱۴۵۷۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب ان کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما یہ بیان کرتے ہیں کہ عنقریب عرب کا بادشاہ قحطانی

يُحَدِّثُ: أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ، فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ، فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى ٱللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجالًا مِنكُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَحادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ ٱللهِ تَعَالَى، وَلاَ تُؤْثَرُ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَأُولٰئِكَ جُهَّالُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَالأَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ هٰذَا الأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ، لا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلاَّ أَكَبَّهُ ٱللهُ عَلَى وَجْهِهِ، ما أَقَامُوا ٱلدِّينَ). [رواه البخاري: ٣٥٠٠]

ہو گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ میں آئے اور کھڑے ہو گئے۔ پھر اللہ کی ایسی تعریف کی جو اس کو مناسب ہے بعد میں کہا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم سے کچھ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جو نہ تو کتاب اللہ میں ہیں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ خبردار! یہ جاہل لوگ ہیں ایسی آرزوں سے بچو جو صاحب آرزو کو گمراہ کرتی ہیں ان سے اجتناب کرو اور ان کے خیالات سے پرہیز کرو جن خیالات نے ان لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خلافت اور سرداری قریش میں رہے گی جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ اسے سرنگوں اور زیر کر دے گا تاوقتیکہ وہ شریعت کو قائم رکھیں گے۔

فوائد: قریش کی سرداری کو اقامت دین کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے چنانچہ جب قریش نے اس شرط کی پابندی نہ کی تو ان سے خلافت بھی جاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ صدیوں تک قریشی حکمران رہے۔ واللہ المستعان۔ (عون الباری:۱۹۱/۴)

١٤٥٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (قُرَيْشٌ، وَالأَنْصَارُ، وَجُهَيْنَةُ، وَمُزَيْنَةُ، وَأَسْلَمُ، وَأَشْجَعُ، وَغِفَارُ، مَوَالِيَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ ٱللهِ وَرَسُولِهِ). [رواه البخاري: ٣٥٠٤]

۱۴۵۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش' انصار' جہینہ' مزینہ' اسلم' اور غفار کے لوگ میرے دوست ہیں اور ان کا دوست اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں ہے۔

١٤٥٩ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ يَزَالُ هٰذَا الأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ ما بَقِيَ مِنْهُمُ ٱثْنَانِ). [رواه البخاري: ٣٥٠١]

۱۴۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ یہ خلافت قریش میں باقی رہے گی جب تک ان میں دو آدمی بھی دیندار رہیں گے۔

فوائد: دور حاضر میں قریشی حکمران نہیں ہیں البتہ انکے استحقاق کے متعلق کسی کو بھی مجال انکار نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی واقعہ کی خبر نہیں دی بلکہ حکماً فرمایا کہ ان میں حکومت رہنی چاہیے۔ (عون الباری: ۱۹۳/۴)

١٤٦٠ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَعْطَيْتَ بَنِي المُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا، وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو المُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ). [رواه البخاري: ٣٥٠٢]

۱۴۶۰۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے بنی مطلب کو مال دیا اور ہمیں نظرانداز کر دیا حالانکہ ہم اور وہ آپ کے نزدیک برابر ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں۔

فوائد: حضرت جبیر بنو نوفل اور حضرت عثمان بنو عبد شمس سے تھے' رسول اللہ ﷺ مال خمس سے قرابت داری کا حصہ صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب کو دیتے تھے حالانکہ بنو نوفل بنو عبد شمس' بنو ھاشم اور بنو مطلب کا جد اعلیٰ عبد مناف ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب تو دور جاہلیت اور دور اسلام میں شئی واحد کی طرح رہے ہیں البتہ بنو نوفل اور بنو عبد شمس ان سے الگ ہو گئے تھے اس لئے وہ قرابت داروں کا حصہ لینے کے حق دار نہیں ہیں۔

٢١ - باب

باب ۲۱:

١٤٦١ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ٱدَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ - إِلَّا كَفَرَ، وَمَنِ ٱدَّعَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٣٥٠٨]

۱۴۶۱۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص دانستہ طور پر اپنے آپ کو حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے تو وہ کفر کرتا ہے اور جو شخص ایسی قوم میں سے ہونے کا دعوی کرے جس میں اس کا کوئی رشتہ نہ ہو تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی ایسی چیز کا دعوئی کرنا حرام ہے جو اس کی نہ ہو خواہ اس کا تعلق مال و متاع سے ہو یا علم و فضل سے یا حسب و نسب سے بعض لوگ اپنی قوم کے علاوہ کسی دوسری قوم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں وہ بھی اس وعید کی زد میں آتے ہیں۔

١٤٦٢ : عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ ما لَمْ تَرَهُ، أَوْ يَقُولَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ما لَمْ يَقُلْ). [رواه البخاري: ٣٥٠٩]

۱۴۶۲۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ ظاہر کرے یا اپنی آنکھ کی طرف ایسی بات دیکھنے کی نسبت کرے جو اس نے نہیں دیکھی۔ یا رسول اللہ ﷺ پر ایسی بات لگائے جو آپ نے نہیں فرمائی ہے۔

فوائد: اس حدیث میں جھوٹا خواب بیان کرنے کو سنگین گناہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اس لئے جھوٹا خواب بیان کرنا گویا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ (عون الباری:۴/۱۹۷)

٢٢ - باب: ذِكْرُ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ

باب ۲۲: اسلم' غفار' مزینہ' جہینہ اور اشجع قبیلوں کا بیان

١٤٦٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: (غِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَها، وَأَسْلَمُ سَالَمَها اللهُ، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ). [رواه البخاري: ٣٥١٣]

۱۴۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا کہ قبیلہ غفار کو اللہ بخش دے اور قبیلہ اسلم کو اللہ سلامت رکھے مگر قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

فوائد: قبیلہ غفار حاجیوں کا سامان چرایا کرتا تھا ان کے اسلام لانے کی وجہ سے اللہ نے انہیں معاف کر دیا اور قبیلہ عصیہ نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا اور بئر معونہ میں قراء صحابہ کو شہید کر ڈالا تھا۔ (عون الباری:۴/۱۹۷)

١٤٦٤ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ الأَقْرَعَ ابْنَ حابِسٍ قالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّما تابَعَكَ سُرَّاقُ الحَجِيجِ، مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ - وَأَحْسِبُهُ - وَجُهَيْنَةَ، قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَرَأَيْتَ إِن كانَ أَسْلَمُ وَغِفارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ، خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، وَبَنِي عامِرٍ، وَأَسَدٍ، وَغَطَفَانَ، خابُوا

۱۴۶۴۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جو حاجیوں کا مال اسباب چرایا کرتے تھے یعنی اسلم' غفار اور مزینہ کے لوگ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے جہینہ کا بھی ذکر کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بتا اگر اسلم' غفار' مزینہ اور جہینہ یہ سب بنو تمیم' بنو عامر اور غطفان سے بہتر ہوں تو وہ ناکام اور

وَخَسِرُوا؟) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِنْهُمْ). [رواه البخاري: ٣٥١٦]

برباد ہوئے۔ اقرع بولا ہاں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ ان سے کہیں بہتر ہیں۔

فوائد: اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ پہلے اسلام لائے اور ان کے اخلاق وعادات بھی اچھے تھے اس لئے وہ دیگر قبائل سے بہتر اور افضل قرار پائے۔ (عون الباری:۱۹۸/۴)

١٤٦٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ، أَوْ قَالَ: شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ ٱللهِ - أَوْ قَالَ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ - مِنْ أَسَدٍ، وَتَمِيمٍ، وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ). [رواه البخاري: ٣٥٢٣]

۱۴۶۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلم اور غفار اور کچھ لوگ مزینہ اور جہینہ کے یا یوں فرمایا کہ کچھ لوگ جہینہ یا مزینہ کے اللہ کے ہاں یا یوں فرمایا قیامت کے دن قبیلہ اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

فوائد: پہلی حدیث میں مطلق طور پر بعض قبائل کو افضل قرار دیا گیا تھا اس میں کچھ تخصیص کی گئی ہے یعنی اسلام لانے والے افضل ہیں یا اس وقت افضل قرار دیئے گئے تھے۔ (عون الباری:۱۹۹/۴)

٢٣ - باب: ذِكْرُ قَحْطَانَ

باب ۲۳: قحطان کا بیان

١٤٦٦ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ، يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ). [رواه البخاري: ٣٥١٧]

۱۴۶۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت نہ آئے گی تاوقتیکہ قحطان کا ایک شخص بادشاہ ہو کر لوگوں کو اپنی لاٹھی سے نہ ہانکے گا۔

فوائد: یہ شخص حضرت مہدی کے بعد آئے گا اور انہی کے نقش قدم چل کر حکومت کرے گا۔ (عون الباری:۲۰۰/۴)

٢٤ - باب: مَا يُنْهَى عَنْ دَعْوَى الجَاهِلِيَّةِ

باب ۲۴: جاہلیت کی سی باتوں سے ممانعت

١٤٦٧ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حَتَّى

۱۴۶۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد میں تھے اس وقت آپ ﷺ کے پاس مہاجرین میں سے

كَثُرُوا، وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلٌ لَعَّابٌ، فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا، فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى تَدَاعَوْا، وَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: يَا لَلأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: (مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ؟ ثُمَّ قَالَ: مَا شَأْنُهُمْ؟) فَأُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الأَنْصَارِيَّ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (دَعُوهَا فَإِنَّهَا خَبِيثَةٌ)، وَقَالَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ: أَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا؟ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ، فَقَالَ عُمَرُ: أَلاَ نَقْتُلُ يَا رَسُولَ ٱللهِ هٰذَا الْخَبِيثَ؟ لِعَبْدِ ٱللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ). [رواه البخاري: ٣٥١٨]

بہت سے لوگ جمع ہو گئے چونکہ مہاجرین میں سے ایک شخص بہت ظریف الطبع تھا۔ اس نے ایک انصاری کی دبر پر ضرب لگائی انصاری کو بہت غصہ آیا۔ نوبت بایں جا رسید کہ ہر ایک نے اپنے اپنے لوگوں کو بلایا انصاری نے کہا اے جماعت انصار! میری مدد کو پہنچو اور مہاجر نے کہا اے جماعت مہاجرین! میری مدد کے لئے دوڑو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ جاہلیت کی سی احمقانہ باتیں کیسی ہیں؟ پھر پوچھا قصہ کیا ہے؟ لوگوں نے آپ ﷺ سے ایک مہاجر کے انصاری کو تھپڑ رسید کرنے کا حال بیان کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاہلیت کی ایسی ناپاک باتیں چھوڑ دو اس پر عبد اللہ بن ابی بن سلول کہنے لگا۔ یہ مہاجر ہمارے خلاف اپنی قوم کو پکارتے ہیں۔ اچھا اگر ہم مدینہ واپس ہو گئے تو جو ہم میں زیادہ عزت دار ہو گا وہ ذلیل کو نکال باہر کرے گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! حکم ہو تو ہم اس ناپاک پلید کا سر قلم کر دیں یعنی عبد اللہ بن ابی کا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں لوگ چرچا کریں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

فوائد: اگرچہ عبد اللہ بن ابی مردود منافق تھا مگر بظاہر مسلمانوں میں شریک تھا اس کے قتل سے لوگوں میں نفرت پھیلنے کا اندیشہ تھا ایسے حالات میں اسلام لانے میں تامل کریں گے۔ (عون الباری:۴/۲۰۱)

٢٥ - باب: قِصَّةُ خُزَاعَةَ

باب ۲۵: قبیلہ خزاعہ کے قصہ کا بیان

١٤٦٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ:

۱۴۶۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو بن لحی بن قمعہ بن

(عَمْرُو بْنُ لُحَيِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفَ أَبُو خُزَاعَةَ). [رواه البخاري: ٣٥٢٠]

خندف قبیلہ خزاعہ کا باپ تھا۔

فوائد: خزاعہ عرب کا ایک مشہور آدمی تھا جس کے نسب میں اختلاف ہے مگر اس پر اتفاق ہے کہ وہ عمرو بن لحی کی اولاد سے ہے۔ (عون الباری:۴/۲۰۳)

١٤٦٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (رَأَيْتُ عَمْرَو ابْنَ عامِرِ بْنِ لُحَيٍّ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ في النَّارِ، وَكانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ). [رواه البخاري: ٣٥٢١]

۱۴۶۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے عمرو بن لحی خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیاں دوزخ میں کھینچ رہا تھا اور یہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے اس اونٹنی کو آزاد کر دینے کی رسم نکالی جو پانچ بچے جنم دے ڈالے۔

فوائد: ایک روایت میں عمرو بن لحی کے متعلق مزید وضاحت ہے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے دین اسماعیل کو مسخ کیا اس نے بیت اللہ میں بتوں کو نصب کیا' سائبہ کو آزاد کیا' بحیرہ' وصیلہ اور حام جیسی قبیح رسومات کو جاری کیا۔ (عون الباری:۴/۲۰۳)

٢٦ - باب: قِصَّةُ إِسْلاَمِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

باب ۲۶: ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان

١٤٧٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: قالَ أَبُو ذَرٍّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: كُنْتُ رَجُلًا مِنْ غِفارٍ، فَبَلَغَنا أَنَّ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقُلْتُ لِأَخي: ٱنْطَلِقْ إِلَى هٰذا الرَّجُلِ كَلِّمْهُ وَأْتِني بِخَبَرِهِ، فَٱنْطَلَقَ فلقِيَهُ ثُمَّ رَجَعَ، فَقُلتُ: ما عِنْدَكَ؟ فَقالَ: وَٱللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهٰى عَنِ الشَّرِّ، فَقُلْتُ لَهُ: لَمْ تَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ، فَأَخَذْتُ جِرابًا وَعَصًا، ثُمَّ أَقْبَلْتُ إِلَى مَكَّةَ، فَجَعَلْتُ لاَ أَعْرِفُهُ، وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْأَلَ

۱۴۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں قبیلۂ غفار کا ایک شخص تھا۔ جب ہمیں یہ خبر پہنچی کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو نبوت کا دعوی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بھائی سے کہا تم جا کر ان سے ملاقات کرو اور ان سے گفتگو کر کے مجھے حقیقت حال سے آگاہ کرو۔ چنانچہ وہ گئے اور رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ پھر جب لوٹ کر آئے تو میں نے ان سے کہا بتاؤ کیا خبر لائے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے جو اچھی بات کا حکم دیتا ہے اور بری بات سے منع کرتا ہے۔ میں نے کہا اتنی سی خبر سے تو میری تسلی نہیں

عَنْهُ، وَأَشْرَبُ مِنْ ماءِ زَمْزَمَ وَأَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ: فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ: كَأَنَّ الرَّجُلَ غَرِيبٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَانْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، لَا يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ وَلَا أُخْبِرُهُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَسْأَلَ عَنْهُ، وَلَيْسَ أَحَدٌ يُخْبِرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ، قَالَ: فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ، فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: انْطَلِقْ مَعِي، قَالَ: فَقَالَ: مَا أَمْرُكَ، وَمَا أَقْدَمَكَ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: إِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ أَخْبَرْتُكَ، قَالَ فَإِنِّي أَفْعَلُ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: بَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَا هُنَا رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَرْسَلْتُ أَخِي لِيُكَلِّمَهُ، فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ، فَقَالَ لَهُ: أَمَا إِنَّكَ قَدْ رَشَدْتَ، هٰذَا وَجْهِي إِلَيْهِ فَاتَّبِعْنِي، ادْخُلْ حَيْثُ أَدْخُلُ، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا أَخَافُهُ عَلَيْكَ، قُمْتُ إِلَى الْحَائِطِ كَأَنِّي أُصْلِحُ نَعْلِي وَامْضِ أَنْتَ، فَمَضَى وَمَضَيْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقُلْتُ لَهُ: اعْرِضْ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ، فَعَرَضَهُ فَأَسْلَمْتُ مَكَانِي، فَقَالَ لِي: (يَا أَبَا

ہوتی۔ آخر میں نے ایک سامان کی تھیلی اور ایک لاٹھی اٹھائی اور خود مکہ کی طرف چلا۔ لیکن میں وہاں آپ کو نہ پہنچانتا تھا اور یہ بھی مناسب نہ سمجھا کہ آپ کے متعلق کسی سے دریافت کروں لہٰذا میں زمزم کا پانی پیتا اور مسجد میں رہا کرتا۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے اور کہنے لگے تم مسافر معلوم ہوتے ہو' میں نے کہا: ہاں انہوں نے کہا میرے ساتھ گھر چلو چنانچہ میں ان کے ساتھ ہو لیا نہ تو وہ مجھ سے کوئی بات پوچھتے اور نہ ہی میں ان سے کچھ بیان کرتا۔ اس طرح صبح ہو گئی تو میں پھر کعبہ میں گیا تاکہ میں کسی سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کروں لیکن کوئی شخص مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق کچھ بیان نہ کرتا۔ پھر اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا میری طرف گزر ہوا انہوں نے کہا کیا ابھی تک اس شخص کو یعنی تجھے اپنا ٹھکانہ نہیں ملا؟ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا نہیں! انہوں نے کہا تم میرے ساتھ چلو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تمہارا کام کیا ہے؟ اور اس شہر میں کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ اگر آپ میری بات کو پوشیدہ رکھیں تو تم سے بیان کروں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایسا کروں گا۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ ہمیں یہ خبر ملی کہ یہاں ایک شخص پیدا ہوئے ہیں جو دعویٰ نبوت کرتے ہیں۔ تب میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا کہ وہ ان سے بات کریں۔ مگر وہ لوٹ کر آیا اور قابل تشفی کوئی خبر نہ لایا۔ چنانچہ

ذَرٍّ، اكْتُمْ هٰذَا الأَمْرَ، وَارْجِعْ إِلَى بَلَدِكَ، فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُورُنَا فَأَقْبِلْ)، فَقُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ، فَجَاءَ إِلَى المَسْجِدِ وَقُرَيْشٌ فِيهِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. فَقَالُوا: قُومُوا إِلَى هٰذَا الصَّابِىءِ، فَقَامُوا فَضُرِبْتُ لأَمُوتَ، فَأَدْرَكَنِي العَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: وَيْلَكُمْ، تَقْتُلُونَ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ، وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلَى غِفَارٍ، فَأَقْلَعُوا عَنِّي، فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ، فَقُلْتُ مِثْلَ ما قُلْتُ بِالأَمْسِ، فَقَالُوا: قُومُوا إِلَى هٰذَا الصَّابِىءِ، فَصُنِعَ بِي مِثْلَ ما صُنِعَ بِالأَمْسِ، وَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ، وَقالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ بِالأَمْسِ. قالَ: فَكانَ هٰذَا أَوَّلَ إِسْلاَمِ أَبِي ذَرٍّ رَحِمَهُ اللهُ. [رواه البخاري: ٣٥٢٢]

میں نے چاہا کہ خود ان سے ملوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مطمئن رہو کہ تم مقصود کو پہنچ گئے ہو۔ میں اب انہی کے پاس جا رہا ہوں تم بھی میرے ساتھ چلے آؤ۔ جہاں میں جاؤں وہاں تم بھی چلے آنا اگر میں کسی ایسے شخص کو دیکھوں جس سے نقصان کا اندیشہ ہو گا تو میں کسی دیوار کے پاس کھڑا ہو جاؤں گا۔ گویا میں اپنی جوتی درست کر رہا ہوں۔ مگر آپ وہاں سے چلتے رہیں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ہمراہ چلا تاآنکہ میں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ میں نے عرض کیا مجھے مسلمان کر لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور میں فوراً ہی مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے اسلام کو چھپاؤ اور اپنے شہر لوٹ جاؤ اور جب تمہیں ہمارے غلبہ کی خبر پہنچے تو آ جانا۔ میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں تو یہ بات لوگوں میں پکار پکار کر کہوں گا۔ چنانچہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیت اللہ گئے جہاں قریش تھے اور ان سے کہا اے گروہ قریش! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود بر حق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو انہوں نے کہا کہ اس بے دین کی خبر لو۔ چنانچہ وہ اٹھے اور مجھے خوب پیٹا تاکہ مر جاؤں اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا اور وہ مجھ پر گر پڑے اور کافروں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تمہاری خرابی ہو۔ قبیلہ غفار کے ایک

آدمی کو مارے ڈالتے ہو حالانکہ یہ قبیلہ تمہاری تجارت گاہ اور گزر گاہ ہے تب وہ لوگ میرے پاس سے ہٹے۔ پھر جب میں دوسرے روز صبح کو اٹھا تو واپس آ کر پھر وہی بات کہی جو گزشتہ روز کہی تھی اور انہوں نے پھر کہا کہ اس بے دین کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔ پھر میرے ساتھ پہلے روز جیسا سلوک کیا گیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو مجھ پر جھک گئے اور انہوں نے ویسی ہی گفتگو کی جیسی کل کی تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی ابتداء تھی اللہ ان پر رحم فرمائے۔

فوائد: قریشی تجارت پیشہ تھے ملک شام جانے کے لئے راستہ میں قبیلہ غفار پڑتا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے قریش کو خبردار کیا کہ اگر قبیلہ غفار بگڑ گیا تو تمہاری تجارت درہم برہم ہو جائے گی اسی طرح حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو قریش کی ظلم وتشدد سے نجات ملی۔

٢٧ - باب: مَنِ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي الإِسْلَامِ وَالجَاهِلِيَّةِ

باب ۲۷: کافر یا مسلمان باپ دادا کی طرف اپنی نسبت قائم کرنے کا بیان

١٤٧١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ ٱلْأَقْرَبِينَ﴾، جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ، يُنَادِي: (يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ)، لِبُطُونِ قُرَيْشٍ. [رواه البخاري: ٣٥٢٥]

۱۴۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:
"اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ"
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل عرب کو قبیلہ قبیلہ کر کے پکارنے لگے۔ بنی فہر کے لوگو! بنی عدی کے لوگو! یہ سب قریش کے خاندان سے تھے۔

فوائد: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کا واقعہ مروی ہے حالانکہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کا واقعہ دو دفعہ پیش آیا مکہ میں آغاز اسلام کے وقت اور پھر مدینہ پہنچ کر۔ (عون الباری: ۴/۲۰۷)

٢٨ - باب: مَنْ أَحَبَّ أَنْ لاَ يُسَبَّ نَسَبُهُ

باب ۲۸: جو اس بات کو پسند کرے کہ اس کے نسب کو گالی نہ دی جائے۔

١٤٧٢ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالت: اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ ﷺ في هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ، قالَ: (كَيْفَ بِنَسَبِي؟). فَقالَ حَسَّانُ: لأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كما تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ العَجِينِ. [رواه البخاري: ٣٥٣١]

س ۱۴۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے نسب کا کیا کرو گے؟ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں آپ کو ان سے ایسے نکال لوں گا جس طرح آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیروں کی بارش سے مشرکین کو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی ہجویہ اشعار سے ہوتی ہے لہٰذا آپ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ' حضرت کعب بن مالک اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم کو اس کام پر مامور فرمایا۔ (عون الباری:۴/۲۰۸)

٢٩ - باب: ما جاءَ في أسماءِ رسُولِ الله ﷺ

باب ۲۹: رسول اللہ ﷺ کے ناموں کا بیان

١٤٧٣ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ). [رواه البخاري: ٣٥٣٢]

۱۴۷۳۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور ماحی ہوں میرے ذریعے اللہ کفر کو مٹاتا ہے میں حاشر ہوں تمام لوگ میرے پیچھے جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں یعنی سب کے بعد آنے والا میرے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے بے شمار اسماء گرامی ہیں لیکن بدعتی حضرات نے آپ کی طرف چند ایسے نام منسوب کر رکھے ہیں جن میں غلو پایا جاتا ہے جیسے اے عرش الٰہی کی قندیل' وغیرہ اسی طرح کے اسلوب وانداز سے خود رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (عون الباری:۴/۲۱۱)

١٤٧٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ

۱۴۷۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ، يَشْتِمُونَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا، وَأَنَا مُحَمَّدٌ). [رواه البخاري: ٣٥٣٣]

انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں اور ان کی لعنت کو مجھ سے کس طرح پھیرتا ہے۔ وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں جبکہ میں تو محمد ﷺ ہوں۔

فوائد: کفار قریش شدت عداوت کی بناء پر آپ کو محمد ﷺ کے نام سے یاد نہ کرتے تھے کیونکہ اس نام سے آپ کی تعریف اور مدح کا پہلو نمایاں ہوتا ہے جو انہیں ناگوار تھا وہ آپ کو مذمم کہتے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ میرا نام ہی نہیں مجھے اس کی کیا پرواہ ہے۔ (عون الباری: ۴/۲۱۳)

٣٠ - باب: خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ﷺ

باب ۳۰: رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبین ہونے کا بیان

١٤٧٥ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَثَلِي وَمَثَلُ الأَنْبِيَاءِ، كَرَجُلٍ بَنَى دَارًا، فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ). [رواه البخاري: ٣٥٣٤]

۱۴۷۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور دوسرے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے گویا ایک شخص نے مکان بنا کر اسے مکمل اور مزین کر دیا صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی اب جو لوگ گھر میں جاتے تو تعجب کرتے کہ اگر اس اینٹ کی خالی جگہ نہ ہوتی تو کیسا اچھا مکمل گھر ہوتا۔

١٤٧٦ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ زِيَادَةٌ: (.. إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ...) وَقَالَ فِي آخِرِهِ: (..فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ). [رواه البخاري: ٣٥٣٥]

۱۴۷۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے مگر ایک کونے میں اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو اس روایت کے آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبین ہوں۔

فوائد: معلوم ہوا کہ قصر نبوت رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات سے پایۂ تکمیل کو پہنچا اگرچہ اس میں نقب زنی کرنے والے بے شمار پیدا ہوئے برصغیر میں انگریز کے گماشتے اور پروردہ غلام احمد قادیانی نے بھی دعویٰ نبوت کیا لعنة اللہ علیه وعلی امثاله

٣١ - باب: وَفَاةُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۳۱: رسول اللہ ﷺ کی وفات کا بیان

١٤٧٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۴۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں

عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلاثٍ وَسِتِّينَ. [رواه البخاري: ٣٥٣٦]

نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔

فوائد: اس عنوان کی یہاں کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ اس کا مقام کتاب المغازی کے بعد ہے چونکہ یہاں آپ کے نام اور صفات بیان کرنا مقصود تھا اور اہل کتاب کے ہاں آپ کی جملہ صفات میں سے یہ بھی مشہور تھا کہ آخر الزماں نبی کی عمر تریسٹھ برس ہوگی اس مناسبت سے امام بخاری نے اس حدیث کو بیان فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔ (عون الباری:٦/٥٥٩)

٣٢ - باب

باب ٣٢:

١٤٧٨ : عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - قَالَ وهو ابْنُ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ، جَلْدًا مُعْتَدِلًا -: قَدْ عَلِمْتُ: ما مُتِّعْتُ بِهِ سَمْعِي وَبَصَرِي إِلَّا بِدُعَاءِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، إِنَّ خَالَتِي ذَهَبَتْ بِي إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ ٱبْنَ أُخْتِي شَاكٍ، فَٱدْعُ ٱللهَ لَهُ، قالَ: فَدَعَا لِي. [رواه البخاري: ٣٥٤٠]

١٤٧٨۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے چورانوے سال کی عمر میں فرمایا جبکہ وہ اچھے طاقتور اور معتدل حال تھے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ میرے حواس کان آنکھ سب اب تک کام کر رہے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت ہے۔ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئی تھیں اور انہوں نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ! میرا بھانجا بیمار ہے تو آپ ﷺ اللہ سے اس کے لئے دعا فرما دیں تو آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی تھی۔

فوائد: یہ حدیث بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں اگر آپ کی توجہ مبذول کرانا مقصود ہو تو یا رسول اللہ ﷺ! کہا جائے آپ کو نام یا کنیت سے یاد نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

(عون الباری:٦/٥٦١)

٣٣ - باب: صِفَةُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ٣٣: رسول اللہ ﷺ کی سیرت و صورت کا بیان

رسول اللہ ﷺ کے حلیہ مبارک کے متعلق مستند کتاب ((الرسول كانك تراه)) ہے جس کا اردو ترجمہ "آئینہ جمال نبوت" کے نام سے بندہ عاجز نے کیا اور دار السلام نے اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔

١٤٧٩ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الحَارِثِ

١٤٧٩۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ العَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرأَى الحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عاتِقِهِ، وَقالَ: بأَبِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. [رواه البخاري: ٣٥٤٢]

ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عصر کی نماز ادا کر کے پا پیادہ باہر تشریف لے گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں میں کھیلتے دیکھا تو اسے اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں شکل و صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنس رہے تھے۔

فوائد: ترمذی کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نصف اعلیٰ یعنی سر، چہرہ اور سینہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مشابہت تھی اور آپ کے نصف اسفل میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ مشابہہ تھے الغرض دونوں شہزادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تصویر تھے۔ (فتح الباری:۶/۹۷)

١٤٨٠ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَكانَ الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يُشْبِهُهُ، فَقِيلَ لَهُ: صِفْهُ لِي، قالَ: كانَ أَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ، وَأَمَرَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِثَلاثَ عَشْرَةَ قَلُوصًا، قَالَ: فَقُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا. [رواه البخاري: ٣٥٤٤]

۱۴۸۰۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب اچھی طرح دیکھا ہے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کریں، تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کا رنگ سفید تھا اور آپ کے کچھ بالوں کی رنگت بدل گئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرہ اونٹنیاں دینے کا حکم دیا تھا، لیکن قبل اس کے کہ ہم ان پر قبضہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے ایفاء عہد کرتے ہوئے تیرہ اونٹنیاں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں۔ (عون الباری:۴/۲۱۸)

١٤٨١ : عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ، قِيلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ كانَ شَيْخًا؟ قالَ: كانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ. [رواه البخاري:

۱۴۸۱۔ حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت یافتہ ہیں۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ بتایئے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیریں لب اور ٹھوڑی کے درمیان کچھ بال سفید تھے۔

[٣٥٤٦

١٤٨٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلاَ بِالْقَصِيرِ، أَزْهَرَ اللَّوْنِ، لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقَ وَلاَ آدَمَ، لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ وَلاَ سَبْطٍ رَجِلٍ، أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ، فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، وَقُبِضَ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ. [رواه البخاري: ٣٥٤٧]

١٤٨٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آدمیوں میں متوسط تھے نہ دراز قد اور نہ پست قامت۔ آپ ﷺ کا رنگ چمکدار تھا نہ خالص سفید اور نہ نرا گندمی۔ آپ کے بال بھی درمیانہ تھے نہ سخت پیچ دار اور نہ بہت سیدھے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ پر وحی نازل ہوئی۔ دس سال مکہ میں رہے (وحی اترتی رہی) اور دس برس مدینہ میں رہے اور جس وقت آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

فوائد: بعض روایات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی صحیح یہ ہے کہ آپ تیرہ سال مکہ میں ٹھہرے اور تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ (عون الباری:۲۲۱/۴)

١٤٨٣ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلاَ بِالْقَصِيرِ، وَلاَ بِالأَبْيَضِ الأَمْهَقِ، وَلَيْسَ بِالآدَمِ، وَلَيْسَ بِالجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلاَ بِالسَّبْطِ، بَعَثَهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَذَكَرَ تَمَامَ الحَدِيثَ. [رواه البخاري: ٣٥٤٨]

١٤٨٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو دراز قد تھے اور نہ پست قامت اور نہ خالص سفید رنگ کے تھے اور نہ گندمی رنگ کے اور آپ کے بال نہ تو بہت پیچدار اور نہ بالکل سیدھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد باقی حدیث بیان کی۔

١٤٨٤ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا، وَأَحْسَنَهُمْ خَلْقًا، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ، وَلاَ بِالْقَصِيرِ.

١٤٨٤۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ خوب رو اور جسمانی اعتبار سے نہایت متناسب الاعضاء تھے۔ نہ بہت دراز قامت اور نہ

[رواه البخاري: ٣٥٤٩]

ہی پست قد تھے۔

١٤٨٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: لَا، إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِي صُدْغَيْهِ. [رواه البخاري: ٣٥٥٠]

۱۴۸۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا نہیں (آپ کے بالوں میں سفیدی کہاں تھی؟) صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنپٹیوں میں کچھ بال سفید تھے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا آپ کے لب زیریں اور ٹھوڑی کے درمیان' کنپٹی اور سر میں چند سفید بال تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیریں لب نمایاں طور پر سفیدی نظر آتی تھی۔ (عون الباری:۴/۲۲۲)

١٤٨٦ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَرْبُوعًا، بَعِيدَ ما بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَهُ شَعَرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ. [رواه البخاري: ٣٥٥١]

۱۴۸۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قامت تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان کشادگی تھی۔ آپ کے بال کان کی لو تک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ سرخ (دھاری دار) جوڑا پہنے دیکھا آپ سے زیادہ کسی کو حسین اور خوبصورت نہیں دیکھا۔

فوائد: ہم نے بریکٹ میں دھاری دار اس لئے لکھا ہے کہ خالص سرخ رنگ کا لباس زیب تن کرنا منع ہے۔ (عون الباری:۴/۲۲۳)

١٤٨٧ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ، قَالَ: لَا، بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ. [رواه البخاري: ٣٥٥٢]

۱۴۸۷۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت میں ہے کہ ان سے پوچھا گیا۔ آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح (لمبا اور پتلا) تھا۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ چاند کی طرح (گول اور چمکدار) تھا۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ انور کو روشن اور چمکدار ہونے کی بناء پر سورج سے تشبیہ دی ہے۔ (عون الباری:۴/۲۲۳)

١٤٨٨ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي

۱۴۸۸۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وادی بطحاء میں نماز

بِالبَطْحَاءِ وبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ، قَدْ تَقَدَّمَ هٰذا الحَديث، وفي هٰذِهِ الرِّوايَة قَال: فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُونَ بِهِمَا وُجوهَهُمْ، قالَ: فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا عَلَى وَجْهِي، فَإذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ، وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ المِسْكِ. (راجع: ٣١٣) [رواه البخاري: ٣٥٥٣]

پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ کے سامنے برچھا گاڑا ہوا تھا۔ یہ حدیث (۳۱۳) پہلے گزر چکی ہے اور اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ لوگ آپ کے ہاتھ پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے چنانچہ میں نے آپ کا ہاتھ لے کر اپنے چہرہ پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر سے طبعی طور پر خوشبو آتی تھی اگرچہ آپ نے خوشبو نہ بھی استعمال کی ہو چنانچہ رسول اللہ ﷺ جس راستہ سے گذرتے وہ خوشبو سے مہک اٹھتا لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ یہاں سے رسول اللہ ﷺ گذرے ہیں۔ (عون الباری:۴/۲۲۴)

١٤٨٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ، قَرْنًا فَقَرْنًا، حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ). [رواه البخاري: ٣٥٥٧]

۱۴۸۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں یکے بعد دیگرے بنی آدم کے بہترین زمانوں میں ہوتا آیا ہوں۔ یہاں تک وہ زمانہ آیا جس میں میں پیدا ہوا ہوں۔

فوائد: یعنی پہلے اولاد اسماعیل پھر کنانہ اور قریش آخر میں بنی ہاشم میں منتقل ہوا۔ (عون الباری:۴/۲۲۵)

١٤٩٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَسْدِلُ شَعَرَهُ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيما لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَقَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ رَأْسَهُ. [رواه البخاري: ٣٥٥٨]

۱۴۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر کے بال لٹکائے رکھتے اور مشرکین اپنے سر کے بالوں کی مانگ نکالتے۔ لیکن اہل کتاب اپنے سر کے بالوں کو لٹکائے رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کو جس بات کے متعلق کوئی حکم نہ آتا تو اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ بھی سر میں مانگ نکالنے لگے تھے۔

فوائد: اہل کتاب کی موافقت اس لئے آپ کو پسند تھی کہ وہ کم از کم سماوی دین پر عمل پیرا ہونے

کے دعویدار تھے اس کے برعکس مشرکین کے ہاں تو بت پرستی کا چرچا تھا۔ (عون الباری:۴/۲۲۶)

١٤٩١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، وَكَانَ يَقُولُ: (إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلاَقًا). [رواه البخاري: ٣٥٥٩]

۱۴۹۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے اور نہ ہی بد زبان بنتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ عادتاً اور تکلفاً فحش گو نہ تھے۔ (عون الباری:۴/۲۲۷)

١٤٩٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا ٱنْتَقَمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ ٱللهِ، فَيَنْتَقِمَ للهِ بِهَا. [رواه البخاري: ٣٥٦٠]

۱۴۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کبھی دو باتوں کا اختیار دیا جاتا تو آپ اسی بات کو اختیار فرماتے جو آسان ہوتی۔ بشرطیکہ گناہ نہ ہو لیکن اگر وہ بات گناہ ہوتی تو آپ سب لوگوں سے اس سے زیادہ دور رہتے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا ہاں۔ اگر اللہ کی حرمت کے خلاف کام کیا جاتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا انتقام لیتے تھے۔

فوائد: عبد اللہ بن خطل اور عقبہ بن ابی معیط کا قتل ذاتی انتقام کا نتیجہ نہ تھا بلکہ دینی حرمات کی پامالی ان کے قتل کا محرک تھی۔ (عون الباری:۴/۲۲۸)

١٤٩٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا مَسِسْتُ حَرِيرًا وَلاَ دِيبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ ﷺ، وَلاَ شَمِمْتُ رِيحًا قَطُّ أَوْ عَرْفًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ أَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ ﷺ. [رواه البخاري: ٣٥٦١]

۱۴۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی موٹے یا باریک ریشم کو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ میں نے کبھی کوئی خوشبو یا عطر رسول اللہ ﷺ کی خوشبو یا عطر سے اچھی سونگھی۔

١٤٩٤ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا.

۱۴۹۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس دوشیزہ سے بھی زیادہ شرمیلے تھے جو پردے میں رہتی ہو۔

[رواه البخاري: ٣٥٦٢]

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا سراپا شرم وحیا ہونا حدود اللہ کے علاوہ دیگر معاملات میں تھا کیونکہ حدود اللہ کے نفاذ میں کبھی آپ نے رواداری کا مظاہرہ نہیں فرمایا۔ (عون الباری:۲۳۰/۴)

١٤٩٥ : وَفي رواية: وَإِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ. [رواه البخاري: ٣٥٦٢]

۱۴۹۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بات آپ کو ناگوار گزرتی تو اسے آپ کے چہرے سے پہچان لیا جاتا تھا۔

١٤٩٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ما عابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنِ ٱشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ [رواه البخاري: ٣٥٦٣]

۱۴۹۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو معیوب نہیں کہا۔ اگر آپ کا دل چاہتا تو تناول فرمالیتے ورنہ چھوڑ دیتے تھے۔

فوائد: ہمارے ہاں عام رواج ہے کہ کھانا کھاتے وقت مرچ نمک کی کمی کا شکوہ کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں ہمیں اس روش کا جائزہ لینا چاہیے۔ (عون الباری:۲۳۱/۴)

١٤٩٧ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا، لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لأَحْصَاهُ. [رواه البخاري: ٣٥٦٧]

۱۴۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے کہ اگر کوئی گننے والا آپ ﷺ کی باتیں شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔

١٤٩٨ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ. [رواه البخاري: ٣٥٦٨]

۱۴۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح جلدی جلدی باتیں نہ کرتے تھے جیسے تم لوگ کرتے ہو۔

فوائد: حدیث کے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کے متعلق زود بیانی پر انکار فرمایا مگر رسول اللہ ﷺ کی دعا کے نتیجہ میں حضرت ابوہریرہ کا حافظہ بہت قوی تھا اس لئے احادیث جلدی جلدی بیان کر دیتے تھے۔ (عون الباری:۲۳۲/۴)

٣٤ - باب: كانَ النَّبِيُّ ﷺ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُهُ

باب ۳۴: رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بظاہر سوتی تھیں لیکن دل بیدار رہتا تھا

١٤٩٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

۱۴۹۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اس

يُحَدِّثُ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ: جَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ، وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ أَوَّلُهُمْ: أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ، وَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوا خَيْرَهُمْ. فَكَانَتْ تِلْكَ، فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى جَاؤُوا لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذٰلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ. [رواه البخاري: ٣٥٧٠]

رات کا واقعہ بیان کرتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کو مسجد کعبہ سے معراج ہوئی کہ نزول وحی سے پہلے آپ کے پاس تین آدمی آئے۔ آپ اس وقت مسجد حرام میں سو رہے تھے۔ ان تینوں میں سے ایک نے کہا وہ کون شخص ہے؟ دوسرے نے کہا وہی جو ان سب سے بہتر ہیں۔ تیسرے نے کہا جو آخر میں تھا ان سب میں بہتر کو لے چلو۔ اس رات اتنی ہی باتیں ہوئیں۔ آپ نے ان لوگوں کو دیکھا نہیں یہاں تک کہ وہ کسی دوسری رات پھر آئے بایں حالت کہ آپ کا دل بیدار تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں تو سو جاتی تھیں لیکن آپ کا دل نہ سوتا تھا اور تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی حال ہے کہ ان کی آنکھیں سو جاتی ہیں اور ان کے دل نہیں سوتے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے اپنے ذمے یہ کام لیا۔ پھر وہ آپ ﷺ کو آسمان کی طرف چڑھا کر لے گئے۔

فوائد: اس روایت کی بناء پر بعض لوگوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بحالت خواب معراج ہوا تھا لیکن یہ استدلال اس لئے غلط ہے کہ ممکن ہے فرشتہ کی آمد کے وقت آپ محو استراحت ہوں اس کے علاوہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کرنے میں شریک راوی منفرد ہے لہٰذا یہ الفاظ شاذ ہیں۔ (عون الباری: ۴/۲۳۴)

٣٥ - بَابٌ: عَلَامَاتُ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ

باب ۳۵: رسول اللہ ﷺ کے معجزات اور نبوت کے نشانات کا بیان

١٥٠٠ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ بِإِنَاءٍ، وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ. قِيلَ لِأَنَسٍ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ:

۱۵۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ مقام زوراء میں تشریف رکھتے تھے۔ وہاں آپ کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا۔ جس

ثَلاَثِمِائَةٍ، أَوْ زُهاءَ ثَلاَثِمِائَةٍ. [رواه البخاري: ٣٥٧٢]

سے تمام لوگوں نے وضو کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم اس وقت کتنے آدمی تھے تو انہوں نے کہا تین سو یا تین سو کے قریب آدمی تھے۔

فوائد: انگلیوں کے درمیان سے پانی کے سوتے پھوٹنے کا معجزہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور کسی نبی کو یہ معجزہ نہیں ملا۔ (عون الباری:۴/۲۳۶)

١٥٠١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: كُنَّا نَعُدُّ الآيَاتِ بَرَكَةً، وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا، كُنَّا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَلَّ المَاءُ، فَقَالَ: (ٱطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ). فَجَاؤُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ: (حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ المُبَارَكِ، وَالْبَرَكَةُ مِنَ ٱللهِ)، فَلَقَدْ رَأَيْتُ المَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ. [رواه البخاري: ٣٥٧٩]

١٥٠١۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم تو معجزات کو باعث برکت خیال کرتے تھے اور تم سمجھتے ہو کہ کفار کو ڈرانے کے لئے ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ پانی کم ہو گیا آپ نے فرمایا کہ کچھ بچا ہوا پانی تلاش کر لاؤ چنانچہ لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی باقی تھا۔ آپ نے اپنا دست مبارک پانی میں ڈال دیا اور اس کے بعد فرمایا کہ مبارک پانی کی طرف آؤ اور برکت تو اللہ کی طرف سے ہے میں نے دیکھا۔ انگشت ہائے مبارک سے پانی پھوٹ رہا تھا اور بسا اوقات ہمیں کھاتے وقت کھانے میں تسبیح کی آواز آتی تھی۔

فوائد: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تسبیح سنانا آپ کا معجزہ تھا ویسے تو قرآن کریم کی تصریح کے مطابق ہر چیز ہی اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ (عون الباری: ۴/۲۳۸)

١٥٠٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ..) وقَدْ تَقَدَّمَ الحَدِيثُ بِطُولِهِ، وقَالَ فِي آخِرِ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ: (وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ زَمانٌ، لأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ

١٥٠٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہو گی تاآنکہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے۔ جن کی جوتیاں بالوں سے بنی ہوں گی یہ حدیث (١٢٦٢) پہلے گزر چکی ہے لیکن اتنا اضافہ ہے کہ تم لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ صرف میرا ایک مرتبہ کا دیدار آدمی کو اپنے اہل

مِثْلُ أَهْلِهِ وَمالِهِ) (راجع: ١٢٦٢). [رواه البخاري: ٣٥٨٧، ٣٥٨٩ وانظر حديث رقم: ٢٩٢٨]

و عیال اور مال و اسباب سے بھی زیادہ محبوب ہو گا۔

فوائد: یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ ادنیٰ سا مسلمان بھی رسول اللہ ﷺ کے رخ انور کی جھلک دیکھنے کے لئے بے چین و بے تاب ہے۔ (عون الباری:۴/۲۳۹)

١٥٠٣ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ قالَ: (لاَ تَقُومُ السّاعَةُ حَتَّى تُقاتِلُوا خُوزًا وَكِرْمَانَ مِنَ الأَعاجِمِ، حُمْرَ الْوُجُوهِ، فُطْسَ الأُنُوفِ، صِغَارَ الأَعْيُنِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، نِعالُهُمُ الشَّعَرُ). [رواه البخاري: ٣٥٩٠]

۱۵۰۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی تاآنکہ تم عجم کے شہروں میں سے خوز اور کرمان پر حملہ آور ہو گے۔ وہاں کے باشندوں کے چہرے سرخ' ناک اٹھی ہوئی اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ گویا ان کے چہرے تہہ بہ تہہ تیار شدہ ڈھال کی طرح ہیں اور ان کے جوتے بالوں سے بنے ہوئے ہوں گے۔

فوائد: اگرچہ ترک اقوام کے بھی یہی اوصاف بیان کئے گئے ہیں تاہم مقامات کی تعیین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی اور قوم کے اوصاف ہیں کیونکہ خوز اور کرمان ترک اقوام کے علاقے نہیں ہیں۔ (عون الباری:۴/۲۴۰)

١٥٠٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يُهْلِكُ النَّاسَ هٰذَا الحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ). قالوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قالَ: (لَوْ أَنَّ النَّاسَ ٱعْتَزَلُوهُمْ). [رواه البخاري: ٣٦٠٤]

۱۵۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو یہ قبیلہ قریش ہلاک کر دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا پھر ہمارے لئے اس وقت کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کاش کہ اس وقت لوگ ان سے الگ رہیں۔

فوائد: اس حدیث میں قریش ناپختہ کار اور نوخیز مراد ہیں جو اقتدار کے بھوکے ہوں گے اور ہوس ملک گیری کی خاطر قتل وغارت اور خونریزی سے بھی اجتناب نہیں کریں گے ارشاد نبوی کے مطابق ایسے حالات میں ان سے الجھنے کی بجائے اپنے دین کو بچانے کی فکر کرنا چاہئے۔ (عون الباری:۴/۲۴۳)

١٥٠٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أيضًا، في رواية قالَ: سَمِعْتُ

۱۵۰۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے انہوں نے کہا کہ میں نے صادق و

الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ: (هَلاَكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ). إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بَنِي فُلاَنٍ وَبَنِي فُلاَنٍ. [رواه البخاري: ٣٦٠٥]

مصدوق ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھ پر ہو گی۔ اگر میں چاہوں تو ان کا نام بھی بتا سکتا ہوں کہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں۔

فوائد: بعض لوگوں نے حضرت مروان رضی اللہ عنہ کو بھی اس حدیث کا مصداق ٹھہرایا ہے حالانکہ کتاب الفتن کی حدیث(۷۰۵۸) میں ہے کہ مروان رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث سنی تو کہنے لگے کہ ان لڑکوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

١٥٠٦ : عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا ٱللهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: (نَعَمْ). قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: (نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ). قُلْتُ: مَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: (قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ)، قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: (نَعَمْ، دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا)، قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، صِفْهُمْ لَنَا؟ فَقَالَ: (هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا).

قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: (تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ)، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ؟ قَالَ: (فَاعْتَزِلْ

۱۵۰۶۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق دریافت کیا کرتے تھے۔ جبکہ میں آپ سے شر کی بابت پوچھا کرتا تھا۔ صرف اس اندیشہ سے کہ مباوا مجھے پہنچ جائے چنانچہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت اور شر میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر یعنی اسلام عطا فرمایا تو کیا اس خیر کے بعد کوئی اور شر بھی آنے والی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ اس شر کے بعد پھر کوئی خیر ہو گی۔ آپ نے فرمایا ہاں مگر اس میں کچھ کدورت ہو گی۔ میں نے عرض کیا وہ کدورت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ لوگ میرے طریقے کے خلاف طریقہ اختیار کریں گے۔ تمہیں ان کے کچھ افعال اچھے معلوم ہوں گے اور کچھ برے۔ پھر میں نے عرض کیا اس خیر کے بعد کیا اور شر بھی ہو گی۔ فرمایا ہاں کچھ لوگ جہنم کے دروازوں کی طرف آنے کی دعوت دیں گے جو ان کی بات مان لے گا اس کو وہ جہنم میں گرا دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ان لوگوں کا حال بیان کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے

تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذٰلِكَ). [رواه البخاري: ٣٦٠٦]

اور ہماری ہی طرح گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھے یہ زمانہ ملے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو مضبوط پکڑے رہنا۔ میں نے عرض کیا اگر ان کی کوئی جماعت اور امام نہ ہو ؟ آپ نے فرمایا تو اس وقت تمام فرقوں سے علیحدگی اختیار کر لینا۔ اگرچہ اس سے تیری نوبت درخت کی جڑ چبانے تک پہنچ جائے تاآنکہ اسی حالت میں تجھے موت آ جائے۔

فوائد: اس حدیث کو بنیاد بنا کر کراچی کے ایک فرقہ نے جماعت المسلمین کا خوشنما لقب اختیار کیا ہے جو اپنے علاوہ تمام اہل اسلام کی تکفیر کرتا ہے حالانکہ اس حدیث سے اہل اسلام کی حکومت اور ان کا خلیفہ مراد ہے چنانچہ مسند امام احمد (۵/۴۰۳) میں اس کی صراحت ہے۔

١٥٠٧ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: (يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ، حُدَثَاءُ الأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٣٦١١]

١٥٠٧۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں تو آپ پر جھوٹ بولنے سے مجھ کو یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں آسمان سے گر جاؤں اور جب میں تم سے وہ باتیں کروں جو میرے اور تمہارے درمیان ہوئی ہیں تو (کوئی نقصان نہیں کیونکہ) لڑائی ایک پر فریب چال ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آخر زمانہ کچھ نو عمر بے وقوف پیدا ہوں گے جو زبان سے بہترین خلائق کی باتیں کریں گے۔ لیکن اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور ایمان ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ ایسے لوگوں سے جہاں ملاقات ہو تو انہیں قتل کرنے کی کوشش کرنا کیونکہ قیامت کے دن اس شخص کو ثواب ملے گا جو ان کو قتل کرے گا۔

فوائد: خوارج اور ان کے فتنہ کی طرف اشارہ ہے انہوں نے ان الحکم الا اللہ کی آڑ میں حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی تکفیر کی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآنی آیت مبنی بر حقیقت ہے البتہ اسے غلط معنی پہنائے گئے ہیں۔ (عون الباری:۴/۲۴۶)

۱۵۰۸ : عَنْ خَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، قُلْنَا لَهُ: أَلاَ تَسْتَنْصِرُ لَنَا، أَلاَ تَدْعُو ٱللهَ لَنَا؟ قَالَ: (كانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الأَرْضِ، فَيُجْعَلُ فِيهِ، فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ، وَما يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الحَدِيدِ ما دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ، وَما يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَٱللهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذا الأَمْرَ، حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ، لاَ يَخَافُ إِلَّا ٱللهَ، أَوِ الذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ، وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ). [رواه البخاري: ۳۶۱۲]

۱۵۰۸۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے سایہ تلے اپنی چادر سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ ہم نے آپ سے کفار کی ایذاء کے متعلق شکایت کی' ہم نے عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں مانگتے اور اللہ سے ہمارے لئے دعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا تم لوگوں سے قبل کچھ لوگ ایسے ہوئے ہیں کہ ان کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا تھا۔ پھر اس میں انہیں کھڑا کر دیا جاتا۔ آرا لایا جاتا اور ان کے سر پر رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے لیکن اس قدر سختی ان کو ان کے دین سے برگشتہ نہ کرتی تھی۔ پھر ان کے گوشت کے نیچے ہڈی اور پٹھوں پر لوہے کی کنگھیاں کھینچ دی جاتیں تھیں لیکن یہ اذیت بھی انہیں ان کے دین سے نہ ہٹا سکتی تھی۔ اللہ کی قسم! یہ دین ضرور کامل ہو گا۔ اس حد تک کہ اگر کوئی مسافر صنعاء سے حضر موت تک کا سفر کرے گا تو اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہو گا اور نہ کوئی اپنی بکریوں کے لئے بھیڑیئے کا خوف کرے گا مگر تم جلدی کرتے ہو۔

۱۵۰۹ : عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ٱفْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَنا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جالِسًا فِي بَيْتِهِ، مُنَكِّسًا رَأْسَهُ،

۱۵۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کو اس کی خبر لا کر دوں گا چنانچہ وہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اسے اپنے گھر

فَقَالَ: ما شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا. فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ، فَقَالَ: (اذْهَبْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ). [رواه البخاري: ٣٦١٣]

میں سرنگوں بیٹھا پایا تو اس شخص نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا برا حال ہے یہ اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ کی آواز پر بلند کرتا ہے لہٰذا اس کا عمل ضائع ہو گیا اور وہ دوزخیوں سے ہے۔ چنانچہ وہ شخص واپس آیا اور آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا کہ اس نے ایسا کہا ہے۔ پھر وہ شخص دوسری مرتبہ بڑی بشارت لے کر گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تم دوزخیوں میں سے نہیں بلکہ تم جنتی ہو۔

فوائد: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو ہم چلتا پھرتا جنتی شمار کرتے تھے حتی کہ جنگ یمامہ کے وقت انہوں نے کفن پہنا' خوشبو لگائی اور میدان کار زار میں کود پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ (عون الباری:۴/۲۴۹)

١٥١٠ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ، وفي الدَّارِ الدَّابَّةُ، فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ، فَسَلَّمَ الرَّجُلُ، فَإِذَا ضَبَابَةٌ، أَوْ سَحَابَةٌ، غَشِيَتْه، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (اقْرَأْ فُلَانُ، فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ، أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ). [رواه البخاري: ٣٦١٤]

۱۵۱۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے سورۃ کہف پڑھی تو سواری بدکنے لگی جو ان کے گھر میں بندھی ہوئی تھی۔ اس پر اس آدمی نے سلامتی کی دعا کی تو اچانک اس کے سر پر ایک ابر سایہ کئے ہوئے تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے شخص! تو پڑھتا ہی رہتا کیونکہ یہ ایک سکون و اطمینان ہوتا ہے جو قرآن کی برکت سے نازل ہوا کرتا ہے۔

فوائد: بخاری کتاب فضائل القرآن میں اس طرح کا ایک واقعہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے بھی پیش آیا جب کہ وہ رات کے وقت سورۃ بقرۃ کی تلاوت کر رہے تھے ممکن ہے کہ یہ واقعہ بھی انہی سے متعلق ہو۔ (عون الباری:۴/۲۵۰)

١٥١١ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى

۱۵۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لئے

أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ: (لَا بَأْسَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ). فَقَالَ لَهُ: (لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)، قَالَ: قُلْتَ: طَهُورٌ؟ كَلَّا، بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ، أَوْ تَثُورُ، عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ، تُزِيرُهُ الْقُبُورَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (فَنَعَمْ إِذًا). [رواه البخاري: ٣٦١٦]

تشریف لے گئے اور رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو یہ فرمایا کرتے کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ پاکیزگی کا باعث ہو گا۔ لہٰذا آپ نے اس سے بھی یہی کہا کچھ حرج نہیں اگر اللہ نے چاہا تو یہ گناہ کی معافی کا سبب ہے اس نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ بیماری گناہوں سے پاک کر دے گی ہرگز نہیں۔ یہ تو ایک سخت بخار ہے جو ایک بوڑھے کو لپیٹ میں لئے ہوئے ہے اور اسے قبر میں لے جائے گا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اب ایسا ہی ہو گا۔

فوائد: چنانچہ وہ اگلے دن چل بسا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی۔ (عون الباری:۲۵۲/۴)

١٥١٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ، وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ: ما يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلا ما كَتَبْتُ لَهُ، فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَقَالُوا: هٰذَا فِعْلُ محمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَقَالُوا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوهُ

١٥١٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک نصرانی شخص نے مسلمان ہو کر سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھ لی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے لئے کتابت وحی کرنے لگا۔ اس کے بعد وہ پھر نصرانی ہوگیا اور کہنے لگا کہ محمد ﷺ صرف وہی کچھ جانتے ہیں جو میں نے ان کے لئے لکھ دیا ہے۔ چنانچہ اللہ نے اسے موت دے دی تو لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اس کی لاش باہر پھینک دی ہے۔ لوگوں نے کہا یہ تو محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے کیونکہ ان کے پاس سے بھاگ آیا تھا۔ اس لئے ہمارے ساتھی کی قبر انہوں نے کھود ڈالی ہے۔ پھر انہوں نے اسے قبر میں رکھ کر بہت گہرائی میں

خارِجَ الْقَبْرِ، فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا لَه فِي الْأَرْضِ ما اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَعَلِمُوا: أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ. [رواه البخاري: ٣٦١٧]

دفن کر دیا۔ مگر صبح کو زمین نے اس کی لاش پھر باہر پھینک دی۔ اس پر لوگوں نے یہی کہا کہ یہ تو محمد ﷺ اور اسے کے ساتھیوں کا فعل ہے۔ انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر اکھاڑی ہے کیونکہ وہ ان کے پاس سے بھاگ آیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کی قبر پھر اور زیادہ گہری کھودی جتنا کہ ان کے امکان میں تھا۔ لیکن صبح کے وقت اس کی لاش پھر زمین نے باہر پھینک دی تھی۔ تب لوگوں نے یقین کیا کہ یہ آدمیوں کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے لہٰذا اس کو اسی طرح ڈال دیا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ اپنے حواریوں میں رہتے ہوئے اچانک گردن ٹوٹنے سے اس کی موت واقع ہوئی تھی۔ (عون الباری:۳/۲۵۳)

١٥١٣ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْماطٍ؟)، قُلْتُ: وَأَنَّى يَكُونُ لَنَا الأَنْماطُ؟ قالَ: (أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمُ الأَنْماطُ)، فَأَنَا أَقُولُ لَهَا أَخِّرِي عَنَّا أَنْماطَكِ، فَتَقُولُ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الأَنْماطُ)، فَأَدَعُهَا. [رواه البخاري: ٣٦٣١]

۱۵۱۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں۔ میں نے عرض کیا ہم لوگوں کے پاس کہاں؟ آپ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے چنانچہ ایک وقت آیا کہ میں اپنی بیوی سے کہتا تھا کہ اپنے قالین کو ہمارے پاس سے ہٹا دے تو وہ کہتی ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ تھا کہ عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ اس لئے میں ان کو کیوں الگ رکھ دوں چنانچہ میں اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہوں۔

فوائد: انماط جمع ہے نمط کی وہ کپڑا جو پردے کے طور پر لٹکایا جائے یا نیچے بچھایا جائے حقیقی ضرورت کے پیش نظر اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں البتہ دیوار پوشی اور اظہار نمائش کے لئے درست نہیں ہے۔ (عون الباری:۳/۲۵۴)

١٥١٤ : عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعاذٍ،

۱۵۱۴۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِأُمَيَّةَ بن خَلَفٍ: إِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ، قَالَ: إِيَّايَ؟، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَٱللّٰهِ ما يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذا حَدَّثَ، فَقَتَلَهُ ٱللّٰهُ بِبَدْرٍ، وفي الحَديثِ قِصَّةٌ هَذا مَضْمونُ الحَديثِ منها. [رواه البخاري: ٣٦٣٢]

کہ انہوں نے امیہ بن خلف سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بزعم خویش وہ تجھے قتل کریں گے۔ امیہ نے پوچھا کیا مجھے؟ انہوں نے کہا ہاں امیہ نے کہا اللہ کی قسم! محمد ﷺ جو بات کہتے ہیں تو وہ جھوٹ نہیں کہتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے غزوہ بدر میں قتل کر دیا۔ اس حدیث میں ایک واقعہ بھی ہے مگر اصل حدیث کا مضمون یہی ہے۔

فوائد: چنانچہ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی امیہ غزوہ بدر میں نہیں جانا چاہتا تھا مگر ابو جہل زبردستی ساتھ لے آیا چنانچہ وہیں واصل جہنم ہوا۔

١٥١٥ : عَنْ أُسامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُما: أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلامُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ثُمَّ قَامَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُمِّ سَلَمَةَ: (مَنْ هٰذا؟) أَوْ كَما قالَ، قالَ: قالَتْ: هٰذا دِحْيَةُ، قالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: ٱيْمُ ٱللّٰهِ ما حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ، حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ ٱللّٰهِ ﷺ يُخْبِرُ عَنْ جِبْرِيلَ، أَوْ كما قالَ: [رواه البخاري: ٣٦٣٤]

۱۵۱۵۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت تشریف لائے جبکہ آپ ﷺ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ سے باتیں کرنے لگے۔ پھر اٹھ کر چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کون تھے؟ انہوں نے کہا کہ یہ دحیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! میں انہیں دحیہ رضی اللہ عنہ خیال کرتی رہی یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنا کہ آپ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے روایت کر رہے تھے یا جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

فوائد: حضرت جبرئیل علیہ السلام جب انسانی شکل میں تشریف لاتے تو اکثر حضرت دحیہ کلبی علیہ السلام کی صورت اختیار کرتے۔ (عون الباری:۳/۲۵۶)

١٥١٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُما: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قالَ: (رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ في

۱۵۱۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے لوگوں کو پاک صاف زمین میں مجتمع دیکھا اتنے میں حضرت ابو بکر

صَعِيدٍ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِي بَعْضِ نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَٱللهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ، فَٱسْتَحَالَتْ بِيَدِهِ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ). [رواه البخاري: ٣٦٣٤]

بنائشہ اٹھے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے مگر ان کے نکالنے میں کمزوری پائی جاتی تھی۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے پھر وہ ڈول حضرت عمر بنائشہ نے لے لیا اور وہ ڈول ان کے لیتے ہی ایک بہت بڑا ڈول بن گیا اور میں نے لوگوں میں سے کسی زور آور کو نہیں دیکھا جو حضرت عمر بنائشہ کی طرح طاقت کے ساتھ پانی بھرتا ہو۔ انہوں نے اتنا پانی بھرا کہ سب لوگوں نے اپنے اونٹ سیر کر کے بٹھا دیئے۔

فوائد : اس میں اشارہ تھا کہ حضرت ابوبکر بنائشہ کا دور خلافت تھوڑا ہو گا مرتدین کی سرکوبی کی وجہ سے فتوحات بھی نہ ہو سکیں۔ (عون الباری: ۴/۲۵۷)

٣٦ - باب: قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿يَعْرِفُونَهُۥ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَآءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ ٱلْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾

باب ۳۶: ارشاد باری تعالیٰ: ''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ آپ کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں مگر ان میں سے ایک گروہ دیدہ دانستہ حق کو چھپا رہا ہے۔''

١٥١٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ الْيَهُودَ جَاؤُوا إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَٱمْرَأَةً زَنَيَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ما تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ؟) فَقَالُوا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ فَقَالَ عَبْدُ ٱللهِ بْنِ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ، إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ، فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا، فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ سَلَامٍ: ٱرْفَعْ يَدَكَ، فَرَفَعَ يَدَهُ

۱۵۱۷۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ یہود رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تم رجم کی بابت تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ یہود نے کہا کہ ہم زنا کاروں کو رسوا کرتے ہیں اور انہیں کوڑے لگاتے ہیں یہ سن کر حضرت عبد اللہ بن سلام بنائشہ نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم ہے تورات لاؤ چنانچہ وہ لائے اور اسے کھولا۔ پھر ان میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ لیا اور اس کے ماقبل اور مابعد کا مضمون پڑھ دیا عبد اللہ بن سلام بنائشہ نے کہا کہ

فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فَقَالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ، فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا. [رواه البخاري: ٣٦٣٥]

اپنا ہاتھ تو ہٹاؤ چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو اس جگہ رجم کی آیت موجود تھی۔ اس وقت بولے اے محمد ﷺ! ٹھیک ہے تورات میں یقیناً آیت رجم موجود ہے لہٰذا ان دونوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے رجم کا حکم دیا اور انہیں سنگسار کر دیا گیا۔

فوائد: یہودی بدنیت ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ مقدمہ لے کر آئے تھے کیونکہ انہیں پتہ چلا تھا کہ یہ نبی اپنی امت کے لئے تخفیف لے کر آیا ہے تاکہ رجم سے ہلکی سزا پر گذارا ہو جائے گا بالآخر رجم کی سزا کا سامنا کرنا پڑا۔ (عون الباری:۴/۲۵۸)

٣٧ - باب: سُؤَالُ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ آيَةً فَأَرَاهُم انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

باب ۳۷: مشرکین کے مطالبہ پر حضور اکرم ﷺ کا بطور نشانی چاند کا شق ہوتے دکھانا

١٥١٨ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شِقَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اشْهَدُوا). [رواه البخاري: ٣٦٣٦]

۱۵۱۸۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ رہنا۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم مکہ میں تھے کہ چاند کے ایک ٹکڑے کو منیٰ کے پہاڑوں پر گرتے دیکھا ہے۔ (عون الباری:۴/۲۵۹)

١٥١٩ : عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ بِهِ شَاةً، فَاشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ، فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ، وَجَاءَهُ بِدِينَارٍ وَشَاةٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ، وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ. [رواه البخاري: ٣٦٤٢]

۱۵۱۹۔ حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک اشرفی دی تاکہ اس سے آپ کے لئے ایک بکری خریدے انہوں نے اس کے عوض آپ کے لئے دو بکریاں خرید لیں۔ پھر ایک بکری ایک اشرفی میں فروخت کر دی اور آپ کے پاس ایک بکری اور ایک اشرفی لے آئے آپ نے ان کے لئے ان کی خرید و فروخت میں برکت کی دعا کی چنانچہ پھر وہ اگر مٹی بھی خریدتے تو

اس میں بھی انہیں نفع ہوتا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کے اس سودے کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اسے پسند فرما کر دعا دی کہ اللہ اس کی خرید و فروخت کے معاملات میں برکت عطا فرمائے۔ (عون الباری:۲۶۰/۳)

نوٹ: اسلام میں منافع کی شرح کی تعیین نہیں کی گئی کیونکہ اس کا تعلق حالات اور ظروف سے ہے جو بدلتے رہتے ہیں عمومی اصول دیا ہے کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے کا خیر خواہ اور ہمدرد ہونا چاہئے اور اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرنی چاہئے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ لہٰذا انسان خریدتے وقت جتنا نفع دوسرے کو دینا چاہتا ہے' فروخت کرتے وقت دوسروں سے اتنا منافع لے لے۔ (علوی)

كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ ورضي عنهم ومن صحب النبي ﷺ اوراه من المسلمين فهو من اصحابه

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب

مسلمانوں میں جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اختیار کی یا آپ کو دیکھا تو وہ صحابی ہے۔ (بشرطیکہ بحالت اسلام فوت ہوا ہو)

١ - باب

باب ا:

١٥٢٠ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: أَتَتِ ٱمْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ؟ كَأَنَّهَا تَقُولُ: المَوْتَ، قالَ ﷺ: (إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ) رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ. [رواه البخاري: ٣٦٥٩]

١٥٢٠۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ پھر آپ کے پاس آئے۔ اس نے کہا اگر میں پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں اس سے اس کی مراد وفات تھی آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آنا۔

فوائد: اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کا اشارہ ملتا ہے نیز اس میں ان شیعہ حضرات کی تردید ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنانے کی وصیت کی تھی۔ (فتح الباری:۷/۲۸)

١٥٢١ : عَنْ عَمَّارٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَما مَعَهُ

١٥٢١۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھا

إِلاَّ خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ، وَأَبُو بَكْرٍ. [رواه البخاري: ٣٦٦٠]

جبکہ آپ کے ساتھ پانچ غلاموں' دو عورتوں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔

فوائد: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا مطلب ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آزاد لوگوں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اسلام کا برسر عام اظہار کیا تھا ویسے بے شمار ایسے مسلمان موجود تھے جو اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے۔ (فتح الباری:۷/۲۹)

۱۵۲۲ : عَنْ أَبِي ٱلدَّرْدَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ جالِسًا عِنْدَ ٱلنَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ، حَتَّى أَبْدَى عَنْ رُكْبَتِهِ، فَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غامَرَ)، فَسَلَّمَ وَقالَ: يا رَسولَ ٱللهِ إِنَّهُ كانَ بَيْني وَبَيْنَ ٱبْنِ الخَطَّابِ شَيْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي فَأَبَى عَلَيَّ، فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ، فَقالَ: (يَغْفِرُ ٱللهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ)، ثَلاَثًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَأَتَى مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ، فَسَأَلَ: أَثَمَّ أَبُو بَكْرٍ؟ فَقَالوا: لاَ، فَأَتَى إِلَى ٱلنَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَجَعَلَ وَجْهُ ٱلنَّبِيِّ ﷺ يَتَمَعَّرُ، حَتَّى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَٱللهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ، مَرَّتَيْنِ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ ٱللهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ. وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي). مَرَّتَيْنِ، فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا. [رواه البخاري: ٣٦٦١]

۱۵۲۲۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا کنارہ اٹھائے ہوئے آئے یہاں تک کہ آپ کا گھٹنا ننگا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے دوست کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور کہا کہ میرے اور ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا۔ میں نے جلدی سے انہیں سخت سست کہہ دیا۔ پھر میں شرمندہ ہوا (اور ان سے معذرت کی) لیکن انہوں نے انکار کر دیا اب میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ پھر ایسا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شرمندہ ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر پر آئے اور دریافت کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ یہاں موجود ہیں؟ گھر والوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور انہیں سلام کیا انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ ایسا متغیر ہوا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور دو زانو بیٹھ کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم میں نے ہی زیادتی کی تھی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ نے مجھے تمہاری طرف

پیغمبر بنا کر بھیجا تو تم لوگوں نے مجھے جھوٹا کہہ دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے سچا کہا اور انہوں نے اپنے مال اور جان سے میری خدمت کی۔ کیا تم میری خاطر میرے دوست کو ستانا چھوڑ سکتے ہو؟ اور آپ نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔ اس ارشاد گرامی کی بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پھر کسی نے نہیں ستایا۔

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی انسان کے سامنے اس کی تعریف کرنا جائز ہے لیکن یہ اس وقت جب اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو اگر اس تعریف سے اس کے اندر خود پسندی کے پیدا ہونے کا خطرہ ہے تو اجتناب کرنا چاہیے۔ (فتح الباری:۷/۳۱)

١٥٢٣ : عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: (عَائِشَةُ). فَقُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: (أَبُوهَا)، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ). فَعَدَّ رِجَالًا. [رواه البخاري: ٣٦٦٢]

۱۵۲۳۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں غزوہ ذات السلاسل میں امیر بنا کر بھیجا تھا وہ کہتے ہیں کہ جب میں واپس آپ کے پاس آیا تو میں نے عرض کیا کہ سب لوگوں میں سے کون شخص آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا! میں نے عرض کیا کہ مردوں میں سے کون؟ آپ نے فرمایا کہ ان کے والد گرامی (ابو بکر رضی اللہ عنہ) میں نے پوچھا پھر کون؟ پھر فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس طرح درجہ بہ درجہ آپ نے کئی آدمیوں کے نام لئے۔

فوائد : واقعہ یہ تھا کہ جس مہم میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا گیا تھا اس دستے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے اسی بناء پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال گذرا کہ شاید وہ ان سب سے افضل ہیں۔ اسی لئے انہیں امیر بنایا گیا ہے۔ (فتح الباری:۷/۳۲)

١٥٢٤ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِي يَسْتَرْخِي

۱۵۲۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تکبر کی نیت سے اپنا کپڑا نیچے لٹکائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ گویا ہوئے

إِلاَّ أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلاَءَ). [رواه البخاري: ٣٦٦٥]

میرے کپڑے کا ایک گوشہ لٹک جاتا ہے۔ ہاں خوب خیال رکھوں تو شاید نہ لٹکے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسا بطور تکبر نہیں کرتے ہو۔

فوائد: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نحیف جسم والے تھے اس بناء پر کمر میں کچھ جھکاؤ تھا کوشش کے باوجود بعض اوقات آپ کی چادر ٹخنوں سے نیچے ہو جاتی ایسے حالات میں انسان وعید شدید کی زد میں نہیں آتا۔ (فتح الباری:۱۰/۲۶۶)

١٥٢٥ : عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ، قَالَ: فَقُلْتُ: لأَلْزَمَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ وَلأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ: فَجَاءَ الْمَسْجِدَ، فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوا: خَرَجَ وَوَجَّهَ هَا هُنَا، فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ، أَسْأَلُ عَنْهُ، حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ، حَتَّى قَضَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، فَقُلْتُ: لأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ الْيَوْمَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَقَّ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ، فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ؟ فَقَالَ: (ائْذَنْ لَهُ

١٥٢٥۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے گھر وضو کیا اور باہر نکلے دل میں کہنے لگے کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ خیر وہ مسجد میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہیں باہر اس طرف تشریف لے گئے ہیں لہٰذا میں آپ کے قدموں کے نشانات پر آپ کے متعلق پوچھتا ہوا رواں ہوا اور چاہ اریس تک جا پہنچا اور دروازے پر بیٹھ گیا۔ اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا چنانچہ جب آپ رفع حاجت سے فارغ ہوئے اور وضو کر چکے تو میں آپ کے پاس گیا تو آپ چاہ اریس یعنی اس کی منڈیر کے درمیان کنویں میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو کھول کر کنویں میں لٹکا رکھا تھا۔ میں آپ کو سلام کر کے لوٹ آیا اور دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کا دربان بنوں گا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ میں نے کہا ذرا ٹھہر جائیے۔ میں نے جا کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ». فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: ادْخُلْ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَعَهُ فِي الْقُفِّ، وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كما صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا - يُرِيدُ أَخَاهُ - يَأْتِ بِهِ، فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ؟ فَقَالَ: «ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ»، فَجِئْتُ فَقُلْتُ لَهُ: ادْخُلْ، وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ، وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ، فَجَاءَ إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ، فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، عَلَى بَلْوَى

ابو بکر رضی اللہ عنہ اجازت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو آنے دو اور انہیں جنت کی خوشخبری بھی دو۔ لہٰذا میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا اندر آ جائیے اور رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب آپ کے ساتھ منڈیر پر بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی اس طرح اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے لٹکا رکھے تھے اور اپنی پنڈلیاں بھی کھول دیں۔ میں واپس جا کر بیٹھ گیا اور میں اپنے بھائی کو گھر میں وضو کرتے چھوڑ آیا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر اللہ کو اس کی بھلائی منظور ہے تو ضرور اس کو یہاں لے آئے گا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی دروازہ ہلا رہا ہے۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ! میں نے کہا ذرا ٹھہر جائیے' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' آپ کو سلام عرض کر کے گزارش کی کہ عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں اور آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اجازت اور جنت کی بشارت دے دو۔ اس پر میں نے واپس جا کر کہا اندر آ جائیے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کنویں کی منڈیر پر آپ کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے۔ پھر میں واپس آ کر دروازے پر بیٹھ گیا اور دل میں وہی کہنے لگا کہ اگر اللہ فلاں کے ساتھ بھلائی چاہے گا تو اسے

تُصِيبُهُ)، فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: أَدْخُلْ، وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالجَنَّةِ، عَلَى بَلْوَى تُصِيبُكَ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِيءَ، فَجَلَسَ وُجَاهَهُ مِنَ الشِّقِّ الآخَرِ. [رواه البخاري: ٣٦٧٤]

لے آئے گا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور دروازے کو حرکت دینے لگا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ! میں نے کہا ٹھہریئے چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہیں خبر دی تو آپ نے فرمایا انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور جو آزمائش انہیں پہنچے گی اس کے بدلہ میں جنت کی بشارت بھی دے دو۔ چنانچہ میں آیا اور ان سے کہا کہ آ جاؤ اور رسول اللہ ﷺ نے اس مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اندر آ گئے اور انہوں نے منڈیر کو بھرا ہوا دیکھا تو وہ آپ کے سامنے دوسری جانب بیٹھ گئے۔

فوائد: اس حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق واضح پیشین گوئی ہے کہ وہ ایک سنگین فتنہ کی زد میں آئیں گے مسند امام احمد میں پوری صراحت ہے کہ آپ کو ظلم کے طور پر شہید کر دیا جائے گا چنانچہ یہ پیشین گوئی واضح طور پر ثابت ہوئی۔ (فتح الباری:۷/۳۶)

١٥٢٦ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، ما بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلاَ نَصِيفَهُ). [رواه البخاري: ٣٦٧٣]

۱۵۲۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو وہ ان کے مد یا نصف مد کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔

فوائد: اس سے مقصود مہاجرین اولین اور انصار کی فضیلت بیان کرنا ہے جن میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ برسرفہرست ہیں ان حضرات نے مسلمانوں پر ایسے وقت میں خرچ کیا جب کفار کا غلبہ تھا اور مسلمان مال و دولت کے محتاج تھے۔

١٥٢٧ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ أُحُدًا، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ،

۱۵۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ احد پہاڑ پر چڑھے آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق

فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: (اُثْبُتْ أُحُدُ، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ). [رواه البخاري: ٣٦٧٥]

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ اتنے میں پہاڑ کو جنبش ہوئی آپ نے فرمایا اے احد! ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر اس وقت ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ آپ نے احد پہاڑ پر پاؤں مارا اور مذکورہ بالا ارشاد فرمایا بلاشبہ یہ رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما شہید ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقام صدیقیت پر فائز فرمایا۔

١٥٢٨: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ، نَدْعُو اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ، إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ: رَحِمَكَ اللهُ، إِنِّي كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، لِأَنِّي كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (كُنْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ). فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا، فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [رواه البخاري: ٣٦٧٧]

١٥٢٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا اور ہم اللہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا مغفرت کر رہے تھے جبکہ ان کا جنازہ چارپائی پر رکھا جا چکا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے میرے پیچھے سے آکر اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی اور کہنے لگا۔ اللہ تم پر رحم کرے میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تمہیں تمہارے ساتھیوں کے ہمراہ رکھے گا۔ کیونکہ میں اکثر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ فلاں جگہ پر میں تھا اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کیا۔ میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما چلے۔ مجھے اس لئے امید ہے کہ اللہ تمہیں ان کے ساتھ رکھے گا۔ پھر میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ کلمات کہنے والے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے مدت خلافت دو سال تین ماہ اور چند دن تھی کہتے ہیں کہ آپ نے سردی کے دن غسل فرمایا پھر پندرہ دن تک بخار رہا اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ (فتح الباری:۷/۴۹)

٢ - باب : مَنَاقِبُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ٢: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٢٩ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ، ٱمْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشَفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقالَ: هٰذَا بِلَالٌ، وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جارِيَةٌ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ فَقالُوا: لِعُمَرَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ). فَقالَ عُمَرُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَعَلَيْكَ أَغارُ. [رواه البخاري: ٣٦٧٩]

١٥٢٩۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو بحالت خواب جنت میں داخل ہوتے دیکھا اور وہاں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیصاء کو بھی دیکھا اور میں نے ایک شخص کے چلنے کی آواز سن کر دریافت کیا یہ کون ہے؟ کسی نے جواب دیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں نے وہاں ایک محل دیکھا اس کے صحن میں ایک جوان عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ کسی نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ محل میں داخل ہو کر اسے دیکھوں مگر اے عمر! تمہاری غیرت مجھے یاد آ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی مجلس میں رونے لگے شاید یہ خوشی و مسرت کی وجہ سے ہو ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی وجہ سے تو ہمیں ہدایت اور بلند رتبہ عطا ہوا ہے۔ (فتح الباری:۷/۵۵)

١٥٣٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ السَّاعَةِ، فَقالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قالَ: (وَماذَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟) قالَ: لَا شَيْءَ، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ ٱللهَ وَرَسُولَهُ ﷺ، فَقالَ: (أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ). قالَ أَنَسٌ: فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا

١٥٣٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا سامان مہیا کیا ہے؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں البتہ میں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بس تو قیامت کے دن انہی کے ساتھ ہو گا جن سے محبت رکھتا ہے۔

بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: (أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ). قَالَ أَنَسٌ: فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ. [رواه البخاري: ٣٦٨٨]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم کسی بات سے اتنے خوش نہ ہوئے جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے خوش ہوئے کہ جس کو تو محبوب رکھتا ہے انہی کے ساتھ ہو گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوست رکھتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس محبت کی وجہ سے میں ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں نے ان کے سے عمل نہیں کیے ہیں۔

فوائد: اے اللہ! ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں اس لئے قیامت کے دن ہمیں بھی ان کی رفاقت میسر فرما اگرچہ ہم ان حضرات جیسے کارہائے خیر بجا لانے سے قاصر ہیں۔

١٥٣١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ، يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ، فَإِنْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ). [رواه البخاري: ٣٦٨٩]

١٥٣١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ایسے ہوئے تھے۔ جن کو الہام ہوا کرتا تھا حالانکہ وہ نبی نہ ہوتے تھے لہٰذا اگر میری امت میں کوئی اس قابل ہے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد: ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق محدث کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں درست باتوں کا الہام ہوتا تھا ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل اور زبان پر حق جاری ہوتا تھا۔ (فتح الباری: ۷/۶۲)

٣ - باب: مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۳: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٣٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ فَقَالَ لَهُ: هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ:

١٥٣٢۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان کی پاس اہل مصر میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ احد کے دن میدان سے بھاگ نکلے تھے؟ انہوں نے

تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ)، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: (هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ). فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ، فَقَالَ: (هٰذِهِ لِعُثْمَانَ). فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: اذْهَبْ بِهَا الآنَ مَعَكَ. [رواه البخاري: ٣٦٩٩]

کہا ہاں بے شک۔ پھر اس نے کہا کیا تمہیں علم ہے کہ وہ جنگ بدر سے غائب تھے؟ اور اس میں شریک نہ ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں جانتا ہوں۔ پھر اس نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ وہ بیعت رضوان سے بھی غائب تھے اور اس میں شریک نہ ہوئے تھے انہوں نے فرمایا ہاں تب اس شخص نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ادھر آ میں تجھ سے بیان کرتا ہوں احد سے بھاگ جانے کی بابت تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا اور بخش دیا۔ رہا بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے حبالۂ عقد میں رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر تھیں۔ وہ بیمار ہوئیں تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کے برابر حصہ اور ثواب ملے گا اور ان کا بیعت رضوان سے غائب رہنا تو اگر کوئی شخص مکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ باعزت ہوتا تو آپ اسے روانہ کر دیتے لہٰذا ان کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا تو آپ چلے گئے اور جب بیعت رضوان ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر اسے اپنے بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا کہ اب ان باتوں کو بھی اپنے ساتھ لے جا۔

فوائد: مسند بزار کی روایت کے مطابق ایک مرتبہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بھی یہی

اعتراضات کیے تھے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود ان کو وہی جواب دیا جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے معترض کو دیا۔ (فتح الباری: ۷۳/۷)

٤ - باب: مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۴: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٣٣ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا شَكَتْ ما تَلْقَىٰ مِنْ أَثَرِ الرَّحىٰ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ سَبْيٌ، فَٱنْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا، فَلَمَّا جاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ عائِشَةُ بِمَجِيءِ فاطِمَةَ، فَجاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضاجِعَنَا، فَذَهَبْتُ لِأَقُومَ، فَقالَ: (عَلَى مَكانِكُمَا)، فَقَعَدَ بَيْنَنَا، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي، وَقالَ: (أَلاَ أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمانِي، إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا، تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلاثِينَ، وَتُسَبِّحَا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، وَتَحْمَدَا ثَلاثًا وَثَلاثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ). [رواه البخاري: ٣٧٠٥]

۱۵۳۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن اس تکلیف کی شکایت کی جو انہیں چکی پینے کی وجہ سے ہوتی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس گئیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پایا تو ان سے کہہ دیا کہ میں اس مقصد کے لئے آئی تھی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہمارے گھر تشریف لائے جبکہ ہم دونوں اپنی خوابگاہ میں لیٹ چکے تھے۔ میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنی جگہ پر رہو اور آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپکے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی بات کی تعلیم نہ دوں جو تمہاری مطلوبہ چیز سے کہیں بہتر ہو؟ جب تم اپنی خوابگاہ میں جاؤ تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

فوائد: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس وظیفہ کو پابندی سے پڑھتا رہے اسے کبھی تھکاوٹ کا احساس نہیں ہو گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے اسے تجویز فرمایا تھا۔ (فتح الباری: ۲۹۱/۳)

٥ - باب: مَنَاقِبُ قَرَابَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

باب ۵: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٢٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ يَوْمَ الأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا فِي النِّسَاءِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ: يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ؟ قَالَ: أَوَ هَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ؟). فَانْطَلَقْتُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ فَقَالَ: (فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي). [رواه البخاري: ٣٧٢٠]

۱۵۲۴۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایسا ہوا جنگ احزاب کے دن مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو (کمسن ہونے کی وجہ سے) عورتوں میں چھوڑ دیا گیا۔ پھر میں نے جو نظر دوڑائی تو دیکھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہیں اور دو یا تین بار بنی قریظہ کی طرف گئے اور واپس لوٹے۔ جب اختتام جنگ پر میں لوٹا تو میں نے کہا ابو جان! میں نے آپ کو دیکھا کہ بار بار ادھر آتے جاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا بیٹا تو نے مجھے دیکھا تھا میں نے کہا جی ہاں انہوں نے فرمایا ہوا یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا ہے جو بنی قریظہ کے پاس جائے اور میرے پاس ان کی خبر لائے۔ چنانچہ میں گیا اور جب میں واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ یکجا جمع کر کے فرمایا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے وقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنے ماں باپ یکجا جمع کر کے فرمایا تھا "میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں" (فتح الباری:۷/۸۱)

٦ - باب: ذِكْرُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۶: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

١٥٢٥ : عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فِي بَعْضِ تِلْكَ الأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ. [رواه البخاري:

۱۵۲۵۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ بعض اوقات بوقت جنگ رسول اللہ ﷺ کے پاس میرے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی بھی باقی نہ رہتا تھا۔

[۳۷۲۲، ۳۷۲۳]

فوائد: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ سے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام سے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے آخر وقت راضی رہے۔ (بخاری:۳۷۰۰)

۱۵۳۶ : وعَنْهُ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ وقَى النَّبِيَّ ﷺ بِيَدِهِ فَضُرِبَ فيها حتَّى شَلَّتْ . [رواه البخاري: ۳۷۲٤]

۱۵۳۶۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا تھا۔ اس ہاتھ میں اتنے تیر لگے کہ وہ شل ہو گیا۔

فوائد: یہ غزوہ احد کا واقعہ ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس دن ستر سے زیادہ زخم لگے تھے اور ایک انگلی بھی کٹ گئی تھی۔ (فتح الباری:۷/۸۳)

۷ باب: مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ الزُّهرِيِّ رَضِيَ الله عَنْهُ

باب ۷: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

۱۵۳۷ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَمَعَ لِي النَّبِيُّ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ. [رواه البخاري: ۳۷۲٥]

۱۵۳۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے اپنے دونوں ماں باپ جمع کر دیئے تھے۔ (یعنی فرمایا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں)

فوائد: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور صحابی کے لئے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں کا تھا شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم نہ ہو کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے بھی آپ نے ایسا ہی فرمایا تھا یا احد کے دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا تھا اس دن کسی اور کو یہ اعزاز حاصل نہیں ہوا تھا۔ واللہ اعلم (فتح الباری:۷/۸۴)

۸ - باب: ذِكْرُ أَصْهَارِ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۸: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماوں کا تذکرہ

۱۵۳۸ : عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فاطِمَةُ، فَأَتَتْ رَسُولَ اَللّٰهِ ﷺ فَقالَتْ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ

۱۵۳۸۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب ابو جہل کی بیٹی سے منگنی کی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ کی برادری کہتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کی حمایت میں غصہ

لاَ تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَقَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ يَقُولُ: (أَمَّا بَعْدُ، أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي، وَإِنَّ فاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي، وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوءَهَا، وَٱللهِ لاَ تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ ٱللهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ)، فَتَرَكَ عَلِيٌّ ٱلْخِطْبَةَ. [رواه البخاري: ٣٧٢٩]

نہیں فرماتے یہی وجہ ہے کہ حضرت علی ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے میں اس وقت سن رہا تھا۔ جب آپ نے تشہد کے بعد فرمایا میں نے ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ایک بیٹی کا نکاح کر دیا تو اس نے مجھ سے جو بات کی اسے سچا کر دکھایا اور بے شک فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا جگر گوشہ ہے اور میں یہ بات گوارہ نہیں کرتا کہ اسے رنج پہنچے اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی ایک شخص کے پاس نہیں رہ سکتیں یہ سنتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس منگنی کو ترک کر دیا۔

فوائد: حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب سے نکاح کرتے وقت یہ شرط کی تھی کہ ان کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کروں گا انہوں نے اس شرط کو پورا کیا شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی شرط کی ہو مگر آپ بھول گئے ہوں جب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو شرط یاد آنے پر اپنے ارادہ سے باز رہے۔ (فتح الباری:۷/۸۶)

۱۵۳۹ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ: (حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَىٰ لِي). [رواه البخاري: ٣٧٢٩]

۱۵۳۹۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے قبیلہ عبد شمس کے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور دامادی میں اس کے عمدہ اوصاف کی تعریف فرمائی کہ انہوں نے مجھ سے جو بات کہی اسے سچا کر دکھایا اور مجھ سے جو وعدہ کیا اس کو پورا کیا۔

فوائد: حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ جب غزوہ بدر میں قیدی بن کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے رہا کرتے وقت کہا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو واپس مدینہ بھیج دینا چنانچہ انہوں نے اس وعدہ کے مطابق انہیں مدینہ روانہ کر دیا تھا۔ (فتح الباری:۴/۳۹۹)

٩ - باب: مَنَاقِبُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب ٩: نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٤٠ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنْ تَطْعُنُوا فِي إِمَارَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَآيْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ). [رواه البخاري: ٣٧٣٠]

١٥٤٠۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر جمع کیا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس کا سردار مقرر کیا تو بعض لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سرداری پر اعتراض کرتے ہو تو تم نے اس سے پہلے اس کے باپ کی سرداری پر بھی اعتراض کیا تھا۔ اللہ کی قسم! وہ سرداری کے لئے نہایت موزوں شخص تھے اور مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے بعد یہ اسامہ رضی اللہ عنہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

فوائد: یہ لشکر روم کی طرف جانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض الموت میں تیار کیا تھا اور فوراً روانہ ہونے کی تاکید بھی فرمائی تھی وہ لشکر ابھی مدینہ کے قریب ہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو واپس آگیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے روانہ کیا۔ (فتح الباری: ٧/٨٧)

١٥٤١ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ، وَالنَّبِيُّ ﷺ شَاهِدٌ، وَأُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ، فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَعْجَبَهُ، فَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ. [رواه البخاري: ٣٧٣١]

١٥٤١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک قیافہ شناس میرے پاس آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ بھی میرے پاس موجود تھے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ اور ان کے باپ حضرت زید رضی اللہ عنہ دونوں لیٹے ہوئے تھے تو اس نے کہا یہ دونوں پاؤں باہم ایک دوسرے سے پیدا ہوئے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس بات سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے اور یہ بات آپ کو اچھی معلوم ہوئی۔ پھر آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا اظہار فرمایا۔

فوائد: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا رنگ سفید تھا جبکہ ان کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا رنگ سیاہ تھا اس وجہ سے منافقین طعنہ دیتے تھے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے نہیں ہیں۔ رسول

اللہ ﷺ قیافہ شناس کی بات سے خوش ہوئے کیونکہ اس سے منافقین کے غلط پروپیگنڈے کی تردید ہوتی تھی۔ (فتح الباری: ۴/۳۰۲)

نوٹ: روایت میں اختصار ہے' قیافہ شناس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں نہیں آیا تھا اس واقعہ کی اطلاع باہر سے آکر آپ نے دی تھی جیسا کہ آخری الفاظ سے ثابت ہو رہا ہے۔ (علوی)

١٠ - باب: ذِكْرُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضِي الله عَنْهُما

باب ۱۰: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

١٥٤٢ : وعَنْها رَضِيَ اللهُ عَنْهَا : أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ، فَقَالُوا : مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا النَّبِيَّ ﷺ؟ فَلَمْ يَجْتَرِئْ أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَقَالَ : (إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ قَطَعُوهُ، لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا). [رواه البخاري: ٣٧٣٣]

۱۵۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو لوگوں نے کہا کہ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے کون عرض کرے گا؟ آخر کسی کو آپ سے گفتگو کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ پھر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کا یہی طریقہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی معزز چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے اور (میں تو) اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

فوائد: اس حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ ایسے معاملات میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے کو رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے کی جرأت نہیں تھی کیونکہ آپ رسول اللہ کے بہت پیارے اور چہیتے تھے۔ (فتح الباری: ۷/۸۸)

١٥٤٣ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالحَسَنَ، فَيَقُولُ : (اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا، فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا). [رواه البخاري: ٣٧٣٥]

۱۵۴۳۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھا لیتے اور فرماتے اے اللہ! ان دونوں سے محبت کر میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنی ایک ران پر بٹھاتے اور دوسری پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھا کر یوں دعا کرتے "اے اللہ! میں ان پر بہت شفقت کرتا ہوں تو بھی ان

پر رحم فرما" (فتح الباری:۷/۹۷)

١١ - باب: مَنَاقِبُ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب ۱۱: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

١٥٤٤ : عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: (إِنَّ عَبْدَ ٱللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ). [رواه البخاري: ٣٧٤٠، ٣٧٤١]

۱۵۴۴۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ اچھے نیک بخت آدمی ہیں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بڑا اچھا آدمی ہے اگر رات کو تہجد پڑھتا ہوتا اس کے بعد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (صحیح بخاری:۳۷۳۹)

١٢ - باب: مَنَاقِبُ عَمَّارٍ وَحُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب ۱۲: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کی خوبیاں

١٥٤٥ : عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ غُلَامٌ فِي مَسْجِدٍ بِالشَّامِ وكَانَ قَدْ قَالَ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صالِحًا، فَقَالَ أَبُو ٱلدَّرْدَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، قالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ - أَوْ مِنْكُمْ - صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لاَ يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ - يَعْنِي حُذَيْفَةَ - قالَ: قُلْتُ: بَلَى، قالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ، أَوْ مِنْكُمْ، الَّذِي أَجارَهُ ٱللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ، يَعْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ، يَعْنِي عَمَّارًا، قُلْتُ: بَلَى، قالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ، أَوْ مِنْكُمْ، صَاحِبُ السِّوَاكِ، أَوْ السِّرَارِ؟ قالَ: بَلَى، قالَ: كَيْفَ كانَ عَبْدُ ٱللهِ يَقْرَأُ: ﴿وَٱلَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۝ وَٱلنَّهَارِ إِذَا

۱۵۴۵۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شام کی مسجد میں ان کے پاس ایک نوجوان آکر بیٹھ گیا۔ اس نے پہلے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے کوئی نیک ہم نشین عطا فرما تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تم کن لوگوں میں سے ہو؟ اس نے کہا میں اہل کوفہ سے ہوں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم میں وہ رازدان نہیں ہیں جو ایسے رازوں سے واقف تھے جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ اس نے کہا ہاں پھر انہوں نے کہا کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی زبان پر شیطان کی شر سے نجات دی ہے یعنی عمار رضی اللہ عنہ۔ اس نے کہا ہاں پھر انہوں نے کہا کیا تم میں صاحب السواک یا صاحب السرار یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں ہیں اس نے کہا ہاں موجود

تَجَلَّى﴾. قَالَ: (وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى). قَالَ: مَا زَالَ بِي هٰؤُلاءِ حَتَّى كَادُوا يَسْتَنْزِلُونَنِي عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٣٧٤٣]

ہیں۔ پھر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی کو کس طرح پڑھتے ہیں؟ اس نے کہا والذکر والانثی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں کے لوگ بھی عجیب ہیں کہ مجھے اس بات سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

فوائد: حضرت خیثمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مدینہ منورہ آیا تو میں نے بھی یہی دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے کوئی اچھا ہم نشین عطا فرما تو میری ملاقات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی انہوں نے بھی حضرت عمار اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کے متعلق وہی فرمایا جو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق فرمایا تھا۔ (فتح الباری:۷/۱۱۷)

١٣ - باب: مَنَاقِبُ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الجَرَّاحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۱۳: حضرت ابو عبیدۃ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٤٦ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَإِنَّ أَمِينَنَا، أَيَّتُهَا الأُمَّةُ، أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ). [رواه البخاري: ٣٧٤٤]

۱۵۴۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اور ہماری اس امت کے امین حضرت ابو عبیدۃ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد: اگرچہ امانت ودیانت کا وصف دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی موجود تھا لیکن سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بطور خاص اس وصف کے حامل تھے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حیادار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منصف مزاج ہونا بیان ہوا ہے۔ (فتح الباری:۷/۱۱۷)

١٤ - باب: مَنَاقِبُ الحَسَنِ وَالحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب ۱۴: حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل

١٥٤٧ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَالحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ، يَقُولُ: (اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ). [رواه البخاري: ٣٧٤٩]

۱۵۴۷۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے شانہ مبارک پر تھے اور آپ فرماتے تھے اے اللہ! میں

اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

فوائد: ایک روایت میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا بیان اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ران پر مجھے اور دوسری پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھاکر فرماتے اے اللہ! ان پر رحم فرما ان پر رحم فرما میں خود بھی ان پر شفقت کرتا ہوں۔ (فتح الباری:۱۲۰/۷)

١٥٤٨ : عَنْ أَنسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا. [رواه البخاري: ٣٧٥٢]

۱۵۴۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ اور کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہ تھا۔

فوائد: بخاری کی ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی اور شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم شکل نہ تھا جو اس روایت کے خلاف ہے موافقت یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ حصہ یعنی اوپر والے میں حضرت حسن زیادہ مشابہ تھے اور کچھ حصہ یعنی سینے سے نیچے تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ زیادہ ہم شکل تھے۔ (فتح الباری:۱۲۲/۷)

١٥٤٩ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ ٱلْمُحْرِمِ يَقْتُلُ ٱلذُّبَابَ؟ فَقَالَ: أَهْلُ ٱلعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ ٱلذُّبَابِ، وَقَدْ قَتَلُوا ٱبْنَ ٱبْنَةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَقَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (هُما رَيْحَانَتَايَ مِنَ ٱلدُّنْيَا). [رواه البخاري: ٣٧٥٣]

۱۵۴۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے کسی شخص نے محرم کی بابت سوال کیا کہ اگر وہ مکھی مار ڈالے تو کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اہل عراق مکھی کے قتل کا مسئلہ پوچھتے ہیں جبکہ انہوں نے نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں نواسوں کی بابت فرمایا تھا یہ دونوں دنیا میں میرے خوشبودار پھول ہیں۔

فوائد: ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بلاتے اور انہیں پھول کی طرح سونگھتے اور اپنے جسم سے چمٹا لیتے۔ (فتح الباری:۱۲۳/۷)

١٥ - باب: ذِكْرُ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا

باب ۱۵: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ

١٥٥٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ضَمَّنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ: (اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ

۱۵۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے لگا کر فرمایا: اے اللہ! اسے حکمت (قرآن و

اَلْحِكْمَةَ)۔ [رواه البخاري: ٣٧٥٦]

حدیث) سکھا۔

١٥٥١ : وَفِي رِوَايَةٍ: (اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ)۔ [رواه البخاري: ٣٧٥٦]

۱۵۵۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں یوں ہے اے اللہ اسے قرآن کا علم عطا فرما۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے نتیجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کریم کی تفسیر میں یگانہ زمانہ تھے حتی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں ترجمان القرآن کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ (فتح الباری:۱۲۶/۷)

١٦ - باب: مَنَاقِبُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۱۶: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٥٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ وَذَكَرَ بَاقِي الْحَدِيثِ وَقَدْ تَقَدَّمَ، ثُمَّ قَالَ: فَأَخَذَهَا - يَعْنِي الرَّايَةَ - سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ. (راجع: ٦٣٩) [رواه البخاري: ٣٧٥٧]

۱۵۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید' حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کی خبر لوگوں سے بیان فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پھر باقی حدیث (۶۳۹) بیان کی ہے جو پہلے گزر چکی ہے اور پھر آپ نے فرمایا کہ اب اس جھنڈے کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے لیا ہے تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح دی۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت یوں دعا کی "اے اللہ! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد فرما" (فتح الباری:۳۱۵/۴)

١٧ - باب: مَنَاقِبُ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۱۷: حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سالم بن معقل رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٥٣ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ

۱۵۵۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے پڑھو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پہلے ان کا نام لیا اور

عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ - فَبَدَأَ بِهِ - وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ). [رواه البخاري: ٣٧٥٨]

حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام ہے' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے۔

فوائد: حضرت سالم رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے بہترین قاری تھے اور جو مہاجرین مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے۔ حضرت سالم نے مسجد قباء میں ان کی امامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ (فتح الباری:۱۲۸/۷)

١٨ - باب: فَضْلُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

باب ۱۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

١٥٥٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا ٱسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا، فَأَدْرَكَتْهُم الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ، ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِي الحَدِيثِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي كِتَابِ التَّيَمُّمِ (برقم: ٢٢٣). [رواه البخاري: ٣٧٧٣ وانظر حديث رقم: ٣٣٤]

۱۵۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار عاریتاً لیا تھا جو گم ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تلاش کرنے کے لئے اپنے چند ایک اصحاب رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا جنہیں راستہ میں نماز کا وقت آ گیا (چونکہ پانی نہ تھا) اس لئے انہوں نے وضو کے بغیر نماز پڑھ لی۔ پھر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے شکایت کی تو اس وقت آیت تیمم نازل ہوئی اس کے بعد راوی نے باقی حدیث (۲۲۳) ذکر کی جو باب تیمم میں پہلے گزر چکی ہے۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ تمہیں جزائے خیر سے نوازے۔ اللہ کی قسم! جب بھی تم پر کوئی مصیبت آئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا اور مسلمانوں کے لئے اس میں خیر وبرکت نازل فرمائی۔

١٩ - باب :- مَنَاقِبُ الأَنْصَارِ

باب ۱۹: انصار کے مناقب

١٥٥٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ بُعَاثَ يَوْمًا

۱۵۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ بعاث کا دن وہ تھا کہ اللہ تعالیٰ

قَدَّمَهُ ٱللهُ لِرَسُولِهِ ﷺ، فَقَدِمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَقَدِ ٱفْتَرَقَ مَلأُهُمْ، وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوا، فَقَدَّمَهُ ٱللهُ لِرَسُولِهِ ﷺ فِي دُخُولِهِمْ فِي الإِسْلاَمِ. [رواه البخاري: ٣٧٧٧]

نے رسول اللہ ﷺ کی خاطر اس کو پہلے واقع کر دیا تھا۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو انصار کی جماعت منتشر اور ان کے اشراف مقتول اور زخمی ہو چکے تھے گویا رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اس دن کو اس لئے واقع کر دیا کہ وہ لوگ اب اسلام کو قبول کریں۔

فوائد: بعاث مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک مقام کا نام ہے وہاں اوس اور خزرج کے درمیان گھمسان کا معرکہ ہوا تھا پہلے خزرج کو فتح ہوئی پھر اوس کے رئیس نے اپنے قبیلے کو مضبوط کیا تو انہیں فتح ہوئی یہ ہجرت سے چار پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ (فتح الباری:۷/۱۳۸)

٢٠ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «لَوْلاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءًا مِنَ الأَنْصَارِ»

باب ۲۰: فرمان نبوی "اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا"

١٥٥٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَوْلاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءًا مِنَ الأَنْصَارِ). [رواه البخاري: ٣٧٧٩]

۱۵۵۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک شخص ہوتا۔

فوائد: اس سے مراد انصار کی دل جوئی اور اسلام پر ان کی ثابت قدمی کا بیان ہے تاکہ لوگوں کو ان کے احترام ووفاء پر آمادہ کیا جائے حتی کہ آپ نے ان کا ایک فرد ہونا پسند فرمایا۔ (فتح الباری:۷/۱۴۰)

٢١ - باب: حُبُّ الأَنْصَارِ مِنَ الإِيمَانِ

باب ۲۱: انصار سے محبت رکھنا جزو ایمان ہے۔

١٥٥٧ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الأَنْصَارُ لاَ يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلاَ يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ ٱللهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ ٱللهُ). [رواه البخاري: ٣٧٨٣]

۱۵۵۷۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انصار سے وہی محبت رکھے گا جو مومن ہو گا اور ان سے دشمنی وہی رکھے گا جو منافق ہو گا۔ اس بناء پر جو شخص ان سے محبت رکھے گا۔ اس سے اللہ بھی دوستی رکھے گا اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے عداوت رکھے گا۔

فوائد: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں انصار سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض رکھنا منافقت کی علامت ہے۔ (صحیح بخاری:۳۷۸۴)

٢٢ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ للأَنْصَارِ: «أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ»

باب ۲۲: انصار کے متعلق ارشاد نبوی کہ "تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو"

١٥٥٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِينَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُمْثِلًا فَقَالَ: (اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ)، قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [رواه البخاري: ٣٧٨٥]

۱۵۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ (انصاری) عورتوں اور بچوں کو شادی سے واپس آتے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے۔ اللہ گواہ ہے تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا۔

١٥٥٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فِي رِوَايَةٍ، قَالَ: جَاءَتِ ٱمْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، فَكَلَّمَهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ)، مَرَّتَيْنِ. [رواه البخاري: ٣٧٨٦]

۱۵۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک انصاری خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی جس کے ہمراہ ایک بچہ تھا تو رسول اللہ ﷺ اس سے باتیں کرنے لگے پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

١٥٦٠ : عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتِ الأَنْصَارُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ، وَإِنَّا قَدِ ٱتَّبَعْنَاكَ، فَٱدْعُ ٱللهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا، فَدَعَا بِهِ. [رواه البخاري: ٣٧٨٧]

۱۵۶۰۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہر نبی کے کچھ اتباع ہوا کرتے ہیں اور ہم نے آپ کی پیروی کی ہے اب جو لوگ ہمارے پیروکار ہیں ان کے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ انہیں بھی ہماری ہی طرح کر دے تو آپ نے ان کے متعلق دعا فرمائی۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر ((باب اتباع الانصار)) قائم کیا ہے۔ انصار کا مطلب یہ تھا کہ جیسا ہمارا درجہ اور مقام ہے اسی طرح ہمارے غلام' حلیف اور تعلق دار لوگوں کو بھی وہی مرتبہ حاصل ہو چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے بایں الفاظ دعا فرمائی۔ اے اللہ ان کے

پیروکار لوگوں کو بھی انہی میں سے بنا دے۔ (بخاری:۳۷۸۸)

۲۳ - باب: فَضْلُ دُورِ الأَنْصَارِ

باب ۲۳: انصار کے گھرانوں کی فضیلت

۱۵۶۱ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ خَيْرَ دُورِ الأَنْصَارِ) فَذَكَرَ الحَدِيث، وقَدْ تَقَدَّم، ثُمَّ قَالَ: قَالَ سَعْد بْنُ عبادَة لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، خُيِّرَ دُورُ الأَنْصَارِ فَجُعِلْنَا آخِرًا، فَقَالَ: (أَوَ لَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ ٱلْخِيَارِ) (راجع: ٧٥٤). [رواه البخاري: ٣٧٩١]

۱۵۶۱۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا انصار میں سے بہترین گھرانہ ... (بنو نجار ہیں پھر بنو عبد الاشہل پھر بنی حارث پھر خزرج پھر بنی ساعدہ اور یوں تو انصار کے تمام گھرانوں میں بھلائی ہے) پھر وہ پوری حدیث (۷۵۴) بیان کی جو پہلے گزر چکی ہے۔ پھر راوی نے کہا کہ حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انصار کے گھرانوں کی فضیلت تو بیان کر دی گئی تو ہم سب سے آخر میں کر دیئے گئے آپ نے فرمایا کیا تمہیں یہ بات کافی نہیں کہ تم اچھے لوگوں میں ہو گئے ہو۔

فوائد: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنو ساعدہ سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سب سے آخر میں بیان کیا تھا۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس کے سردار تھے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ (فتح الباری:۷/۱۴۵)

۲٤ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لِلأَنْصَارِ: «اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الحَوْضِ»

باب ۲۴: انصار کے متعلق ارشاد نبوی: "صبر کرنا تاوقتیکہ حوض کوثر پر مجھ سے تمہاری ملاقات ہو"

۱۵۶۲ : عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَلاَ تَسْتَعْمِلُنِي كما ٱسْتَعْمَلْتَ فُلاَنًا؟ قَالَ: (سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الحَوْضِ). [رواه

۱۵۶۲۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے عامل کیوں نہیں بناتے جیسا کہ آپ نے فلاں شخص کو عامل بنا دیا ہے تو آپ نے فرمایا عنقریب تم میرے بعد حق تلفی دیکھو گے لہٰذا صبر کرنا تاآنکہ حوض کوثر پر مجھ سے تمہاری ملاقات

البخاري: ٣٧٩٢]

ہو۔

فوائد: چنانچہ انصار جن کی نصرت اور تائید سے اسلام کی ترقی ہوئی تھی انہیں نظرانداز کر کے غیر مستحق اور نالائق لوگوں کو عہدوں اور مناصب پر فائز کیا گیا اس طرح رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ (فتح الباری: ۷/۱۴۷)

١٥٦٣ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ، فِي رِوَايَةٍ: (وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ). [رواه البخاري: ٣٧٩٣]

۱۵۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا: تم سے حوض کوثر پر ملنے کا وعدہ ہے۔

٢٥ - باب: قَوْلُ الله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

باب ۲۵: ارشاد باری تعالیٰ: ”اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہوں“

١٥٦٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ، فَقُلْنَ: ما مَعَنَا إِلَّا المَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ: (مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيفُ هٰذَا)، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: أَنَا، فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى ٱمْرَأَتِهِ، فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: ما عِنْدَنَا إِلاَّ قُوتُ صِبْيَانِي، فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ، وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً، فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا، وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ، فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ، فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: (ضَحِكَ ٱللّٰهُ اللَّيْلَةَ، أَوْ

۱۵۶۴۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ نے اپنی بیویوں کے پاس آدمی بھیجا (کہ کھانے کے لئے کچھ لائے) انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس تو پانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس کو اپنے ساتھ لے جائے؟ یا فرمایا کہ اس کی ضیافت کرے؟ ایک انصاری نے عرض کیا میں اس کی مہمانی کروں گا۔ چنانچہ وہ شخص اسے اپنے ساتھ لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خوب خاطر مدارات کرو وہ کہنے لگی۔ ہمارے پاس تو اپنے بچوں کے کھانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ انصاری نے کہا تم کھانا تیار کر کے چراغ جلا دینا اور بچے جب کھانا مانگیں تو انہیں بہلا کر سلا دینا چنانچہ اس نے کھانا تیار کر کے چراغ روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر اس طرح اٹھی جیسے چراغ درست کر رہی ہو لیکن

عَجِبَ، مِنْ فَعَالِكُمَا). فَأَنْزَلَ ٱللهُ: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ﴾. [رواه البخاري: ٣٧٩٨]

اس کو گل کر دیا ان دونوں نے مہمان کو یہ باور کرایا جیسے میاں بیوی دونوں کھانا کھا رہے ہیں حالانکہ وہ بھوکے سوئے تھے۔ پھر جب صبح ہوئی تو وہ انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ آپ نے فرمایا کہ آج رات تم دونوں کے کام پر اللہ تعالیٰ ہنسا (یا فرمایا) تعجب کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود تنگی میں ہوں اور جنہیں نفس کی لالچ سے بچا لیا گیا وہی کامیاب ہیں۔"

فوائد: اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے صفت ضحک اور تعجب کا اثبات ہے اور یہ صفات بایں طور پر ثابت ہیں جیسا کہ اس کی شان کے شایان ہو اس کی کوئی تاویل نہ کی جائے۔

٢٦ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ: «اقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ»

باب ۲۶: انصار کے متعلق ارشاد نبوی: "ان کے خوب کار کی قدر کرو اور خطاکار سے درگزر کرو"

١٥٦٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ أَبُو بَكْرٍ وَٱلْعَبَّاسُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ ٱلأَنْصَارِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ وَهُمْ يَبْكُونَ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكُمْ؟ قَالُوا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا، فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ، قَالَ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ، قَالَ: فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، فَحَمِدَ ٱللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (أُوصِيكُمْ

۱۵۶۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گزر انصار کی مجالس میں سے کسی ایسی مجلس پر ہوا کہ وہ رو رہے تھے۔ انہوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو انصار کہنے لگے ہم کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھنا یاد آیا ہے (آپ بیمار تھے) یہ سن کر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو اس بات کی اطلاع دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ اپنے سر پر چادر کا حاشیہ باندھے ہوئے تھے۔ پھر آپ منبر پر چڑھے بس یہ آخری دفعہ منبر پر چڑھنا تھا اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا لوگو! میں تمہیں انصار

بِالأَنْصَارِ، فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَقَدْ قَضَوا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ). [رواه البخاري: ٣٧٩٩]

کی بابت وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ میری جان و جگر ہیں۔ انہوں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے البتہ ان کا حق باقی رہ گیا ہے لہٰذا تم ان کے نیکو کار کی نیکی قبول کرو اور ان کے خطا کار سے درگزر کرو۔

١٥٦٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ، وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ، حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ ٱللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ، وَتَقِلُّ الأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ، فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ). [رواه البخاري: ٣٨٠٠]

۱۵۶۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں کندھوں پر ایک چادر لپیٹ کر باہر تشریف لائے۔ آپ کے سر پر ایک چکنے کپڑے کی پٹی باندھی ہوئی تھی حتی کہ منبر پر فروکش ہوئے۔ اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا اے لوگو! اور قومیں تو بڑھتی جائیں گی مگر انصار کم ہوتے جائیں گے۔ اتنے کم رہ جائیں گے جیسے کھانے میں نمک لہٰذا تم میں سے اگر کسی کو ایسی حکومت ملے جو کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہو تو وہ انصار کے اچھے آدمی کی قدر کرے اور برے کے قصور سے درگزر کرے۔

فوائد: بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ اخذ کیا ہے کہ انصار کو کبھی حکومت نہیں ملے گی لیکن یہ موقف واضح نہیں ہے۔ نیز اس سے مراد وہ انصار ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاں جگہ دے کر دین اسلام کی مدد کی واقعی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزہ ہے کہ انصار دن بدن کم ہو رہے ہیں۔ (فتح الباری:۷/۱۵۳)

٢٧ - باب: مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

باب ۲۷: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٦٧ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ). [رواه

۱۵۶۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو

البخاري: ٣٨٠٣] عرش الٰہی جھوم گیا تھا۔

فوائد: یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس وقت بیان کی جب انہیں کسی نے حضرت براء بن عازب کے متعلق بیان کیا کہ وہ عرش سے مراد ان کی چارپائی لیتے ہیں جس پر ان کی لاش پڑی تھی اس روایت سے وضاحت ہو گئی کہ اس سے عرش الٰہی ہی مراد ہے۔ (بخاری:٣٨٠٣)

٢٨ - باب: مَنَاقِبُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ٢٨: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٦٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُبَيٍّ: (إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾). قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: (نَعَمْ). فَبَكَى. [رواه البخاري: ٣٨٠٩]

١٥٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سورۃ ((لم یکن الذین کفروا)) تجھے پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا تھا؟ آپ نے فرمایا ہاں تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رو پڑے۔

فوائد: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خوشی کے مارے رو پڑے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی جماعت میں ان کا نام لیا ہے یا اللہ سے ڈرتے ہوئے گریہ طاری ہوا کہ اتنی بڑی نعمت کا کیونکر شکریہ ادا کروں گا۔ (فتح الباری:٧/١٥٩)

٢٩ - باب: مَنَاقِبُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ٢٩: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٦٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الأَنْصَارِ: أُبَيٌّ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُو زَيْدٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ. فَقِيلَ لِأَنَسٍ: مَنْ أَبُو زَيْدٍ؟ قَالَ: أَحَدُ عُمُومَتِي. [رواه البخاري: ٣٨١٠]

١٥٦٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جن چار آدمیوں نے قرآن یاد کیا تھا وہ سب انصاری تھے۔ حضرت ابی، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابو زید اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جب دریافت کیا گیا کہ ابو زید کون تھے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ میرے ایک چچا تھے۔

فوائد: یہ حدیث ایک گذشتہ حدیث (١٥٥٣) کے خلاف نہیں جس میں ذکر ہے کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے پڑھو وہاں ابو زید اور زید بن ثابت کے بجائے حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت سالم کا

ذکر ہے کیونکہ اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ قبیلہ انصار کے متعلق بیان کر رہے ہیں۔ (فتح الباری: ۷/۱۶۰)

٣٠ - باب: مَنَاقِبُ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۳۰: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٧٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ ٱنْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَي النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ الْقِدِّ، يكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، وَكانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ: (انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ). فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ ٱللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لاَ تُشْرِفْ يُصِبْكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ عائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ، وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا، تَنْقُزانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، تُفْرِغانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلآنِهَا، ثُمَّ تَجِيآنِ فَتُفْرِغانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ، إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلاَثًا. [رواه البخاري: ٣٨١١]

۱۵۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب احد کے دن مسلمان رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ چمڑے کی ایک ڈھال لے کر رسول اللہ ﷺ کے آگے آڑ بنے ہوئے تھے اور وہ بڑے تیر انداز اور اچھے کمان کش تھے۔ اس دن دو تین کمانیں توڑ چکے تھے جب کوئی شخص تیروں سے بھرا ہوا ترکش لے کر ادھر آ نکلتا تو آپ اس سے فرماتے کہ یہ سب تیر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ڈال دو۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر اٹھا کر کافروں کی طرف دیکھنے لگے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا نبی اللہ ﷺ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ اپنا سر مت اٹھائیں مبادا آپ کو کافروں کا تیر لگ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینہ کے آگے موجود ہے اور میں نے اس جنگ میں حضرت عائشہ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ یہ دونوں اپنے دامن اٹھائے ہوئے تھیں اور میں ان دونوں کے پازیب دیکھ رہا تھا۔ یہ دونوں پانی کی مشکیں بھر کر اپنی پیٹھ پر لاتی تھیں اور لوگوں کے منہ میں ڈال کر پھر لوٹ جاتیں اور انہیں بھر کر پھر آتی تھیں اور ان کو پیاسوں کے منہ میں ڈال دیتیں اور اس دن حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گری تھی۔

فوائد: چونکہ یہ جنگ اور سخت پریشانی کا وقت تھا ایسے حالات میں اگر عورت کی پنڈلیاں کھل جائیں

تو چنداں حرج کی بات نہیں نیز اس وقت ابھی حجاب کے احکام بھی نازل نہیں ہوئے تھے۔

٣١ - باب: مَنَاقِبُ عَبْدِاللهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ۳۱: حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے مناقب

١٥٧١ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ: إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، إِلَّا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ. قَالَ: وَفِيهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِۦ﴾. الآيَةَ. [رواه البخاري: ٣٨١٢]

۱۵۷۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی ایسے شخص کی بابت جو زمین پر رہتا ہو یہ کہتے نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے۔ سوائے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور یہ آیت انہی کے حق میں نازل ہوئی۔ ”اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اسی طرح کی گواہی بھی دی ہے۔“

فوائد: حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے علاوہ بے شمار لوگوں کو دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی جن میں عشرہ مبشرہ ہیں ان میں راوی حدیث حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں لیکن حضرت سعد نے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب عشرہ مبشرہ میں سے کوئی بھی زندہ نہ تھا اور اپنا نام ذکر نہیں کیا کیونکہ اپنی تعریف خود اپنے منہ سے موزوں نہیں ہوتی۔ (فتح الباری:۱۲۶/۷)

١٥٧٢ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ - ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا - وَسْطَهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ، أَسْفَلُهُ فِي الأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ، فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ، فَقِيلَ لِي: ارْقَهْ، قُلْتُ: لَا أَسْتَطِيعُ، فَأَتَانِي مِنْصَفٌ، فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي، فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهَا، فَأَخَذْتُ بِالعُرْوَةِ، فَقِيلَ لِي: اسْتَمْسِكْ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا

۱۵۷۲۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا جو میں نے آپ سے بیان کیا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں انہوں نے اس کی کشادگی اور شادابی بیان کی۔ پھر کہا کہ اس کے درمیان میں ایک لوہے کا ستون ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں دوسرا آسمان میں ہے۔ اوپر کی طرف ایک کنڈا لگا ہوا ہے خواب میں مجھ سے کہا گیا کہ تم اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا مجھ سے نہیں چڑھا جاتا۔ پھر میرے پاس ایک خادم آیا۔ اس نے پیچھے کی طرف سے میرے کپڑے اٹھا دیئے آخر میں اوپر چڑھ گیا اور اس کی چوٹی پر پہنچ کر میں نے کنڈے کو

لفي يَدِي، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الإِسْلَامِ، وَذٰلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الإِسْلَامِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى، فَأَنْتَ عَلَى الإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ). [رواه البخاري: ٣٨١٣]

تھام لیا مجھ سے کہا گیا کہ اسے مضبوطی سے پکڑے رہنا جب میں بیدار ہوا تو یہ کنڈا تھامے ہوئے تھا میں نے یہ خواب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے یوں تعبیر فرمائی کہ وہ باغ تو دین اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور کنڈا عروۃ وثقی ہے اور تم اپنی موت تک اسلام پر قائم رہو گے۔

فوائد: اسی روایت کے شروع میں ہے کہ لوگ حضرت عبد اللہ بن سلام کو جنتی کہتے تھے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ تم مرتے دم تک اسلام پر قائم رہو گے۔ (بخاری:۳۸۱۳)

٣٢ - باب: تَزْوِيجُ النَّبِيِّ ﷺ خَدِيجَةَ وَفَضْلُهَا رَضِيَ الله تَعَالَى عَنْهَا

باب ۳۲: رسول اللہ ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور ان کی فضیلت کا بیان

١٥٧٣ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: ما غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ ما غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، وَما رَأَيْتُهَا، وَلٰكِنْ كانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ، ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي ٱلدُّنْيَا ٱمْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ، فَيَقُولُ: (إِنَّهَا كانَتْ، وَكانَتْ، وَكانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ). [رواه البخاري: ٣٨١٨]

۱۵۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی کسی بیوی پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا حالانکہ میں نے ان کو دیکھا تک نہیں۔ مگر وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ اس کا ذکر بہت کیا کرتے تھے اور جب کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کی ٹکڑے کاٹ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے تھے۔ جب کبھی میں آپ سے کہتی کہ گویا دنیا میں کوئی عورت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا تھی ہی نہیں تو آپ فرماتے وہ ایسی ہی تھیں اور میری اولاد انہی کے بطن سے ہوئی۔

فوائد: حضرت زینب' رقیہ' ام کلثوم' فاطمہ' عبد اللہ اور قاسم رضی اللہ عنہم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے جبکہ ابراہیم رضی اللہ عنہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تھے۔ (فتح الباری:۷/۱۷۰)

١٥٧٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ هٰذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ

۱۵۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا

أَتَتْ، مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ. [رواه البخاري: ٣٨٢٠]

رسول اللہ ﷺ! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس سالن یا کھانے کا ایک برتن لا رہی ہیں۔ جب وہ لے کر آئیں تو انہیں ان کے پروردگار اور میری طرف سے سلام کہنا اور انہیں جنت میں موتی کے ایک محل کی بشارت دینا۔ جس میں نہ تو شور ہو گا نہ ہی کوئی تکلیف ہو گی۔

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بایں الفاظ جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ تو خود سلامتی والے ہیں البتہ حضرت جبرئیل اور یا رسول اللہ ﷺ آپ پر بھی سلامتی ہو" (فتح الباری: ۷/۱۷۲)

١٥٧٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ٱسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، أُخْتُ خَدِيجَةَ، عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَعَرَفَ ٱسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ فَٱرْتَاعَ لِذٰلِكَ، فَقَالَ: (ٱللّٰهُمَّ هَالَةَ). قَالَتْ: فَغِرْتُ، فَقُلْتُ: مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ، حَمْرَاءِ ٱلشِّدْقَيْنِ، هَلَكَتْ فِي ٱلدَّهْرِ، قَدْ أَبْدَلَكَ ٱللهُ خَيْرًا مِنْهَا. [رواه البخاري: ٣٨٢١]

۱۵۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ رسول اللہ ﷺ سے (اندر آنے کی) اجازت مانگی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آ گیا۔ آپ اچانک تھرتھرانے لگے اور فرمایا اے اللہ! یہ تو ہالہ ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے رشک آیا اور میں نے عرض کیا آپ قریش کی ایک بوڑھی کو یاد کرتے ہیں جس کے (دانت گر کر) صرف سرخ سرخ مسوڑھے رہ گئے تھے۔ عرصہ دراز سے وہ بھی مر چکی ہے اور اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی عنایت فرما دی ہے۔

فوائد: مسند امام احمد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سن کر خفا ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اللہ کی قسم! آئندہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر بھلائی کے ساتھ کروں گی۔ (فتح الباری: ۷/۱۷۳)

٣٣ - باب: ذِكْرُ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ

باب ۳۳: ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر

١٥٧٦ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَا كَانَ عَلَى

۱۵۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا آئیں اور عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ! ایک وقت دنیا میں

ظَهْرِ الأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، ثُمَّ ما أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، وباقي الحديث قَدْ تَقَدَّمَ. (برقم: ١٠٤١) [رواه البخاري: ٣٨٢٥ وانظر حديث رقم: ٢٤٦٠]

کسی خاندان کی ذلت مجھے آپ کے خاندان کی ذلت سے زیادہ پسند نہ تھی لیکن اب روئے زمین پر کسی خاندان کی عزت مجھے آپ کے خاندان کی عزت سے زیادہ محبوب نہیں۔ آپ نے فرمایا واقعی قسم اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ..... باقی حدیث (پہلے گزر چکی ہے۔)

فوائد: جس میں حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی کنجوسی اور معروف طریقہ کے مطابق اس کے مال سے بلا اجازت خرچ کرنے کا ذکر ہے۔ (بخاری:۳۸۲۵)

٣٤ - باب: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ الله عَنْهُ

باب ۳۵: زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا قصہ

١٥٧٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحَ، قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيُ، فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ سُفْرَةٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ: إِنِّي لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ، وَلا آكُلُ إِلَّا ما ذُكِرَ ٱسْمُ ٱللهِ عَلَيْهِ، وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كانَ يَعِيبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ، وَيَقُولُ: الشَّاةُ خَلَقَهَا ٱللهُ، وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ، وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الأَرْضِ، ثُمَّ تَذْبَحُونَهَا عَلَى غَيْرِ ٱسْمِ ٱللهِ، إِنْكَارًا لِذٰلِكَ وَإِعْظَامًا لَهُ. [رواه البخاري: ٣٨٢٦]

۱۵۷۷۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے بلدح کے دامن میں ملے ابھی آپ پر نزول وحی کا آغاز نہ ہوا تھا۔ وہاں جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے اسے تناول فرمانے سے انکار کر دیا۔ پھر زید رضی اللہ عنہ نے بھی کہا کہ میں وہ چیز نہیں کھاتا جو تم اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ میں تو صرف وہی چیز کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو نیز زید بن عمرو قریش کے ذبیحہ پر اعتراض کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بکری کو اللہ نے پیدا کیا اسی نے اس کے لئے آسمان سے پانی اور اپنی زمین میں گھاس پیدا فرمائی۔ پھر تم اسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو ان مشرکین کے کام پر انکار کرتے تھے اور انہیں بڑا گناہ خیال کرتے تھے۔

فوائد: طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعید بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ

ﷺ سے زید بن عمرو بن نفیل کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ دین ابراہیم علیہ السلام پر فوت ہوا اس لئے اللہ نے رحم کرتے ہوئے اسے معاف کر دیا۔ (فتح الباری: ۷/۱۷۷)

٣٥ - باب: أَيَّام الجاهِلِيَّة

باب ۳۵: زمانہ جاہلیت کا بیان

١٥٧٨ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (أَلاَ مَنْ كانَ حالِفًا فَلاَ يَحْلِفْ إِلَّا بِٱللهِ)، فَكانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبائِها، فَقالَ: (لاَ تَحْلِفُوا بِآبائِكُمْ). [رواه البخاري: ٣٨٣٦]

۱۵۷۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص قسم اٹھانا چاہے وہ اللہ کے علاوہ کسی کی قسم نہ اٹھائے۔ جبکہ قریش اپنے باپ دادا کی قسم اٹھایا کرتے تھے اس لئے آپ نے فرمایا کہ تم اپنے باپ دادا کی قسم نہ اٹھایا کرو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے آپ کی نبوت تک کا وقت دور جاہلیت کہلاتا ہے کیونکہ اس میں لوگ بکثرت جہالت کا شکار تھے اللہ کے علاوہ اپنے باپ دادا کے نام کی قسم اٹھانا بھی دور جاہلیت کی یاد ہے اس لئے منع فرمایا۔ (فتح الباری: ۷/۱۸۴)

١٥٧٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قالَها الشَّاعِرُ، كَلِمَةُ لَبِيدٍ: أَلاَ كُلُّ شَيْءٍ ما خَلاَ ٱللهَ باطِلُ، وَكادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ). [رواه البخاري: ٣٨٤١]

۱۵۷۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید شاعر کی کہی بات ہے۔ آگاہ رہو کہ جو اللہ کے ماسوا ہے وہ فنا ہو جائے گا۔ اور (جاہلیت کا شاعر) امیہ بن ابی صلت جو مسلمان ہونے کے قریب تھا۔

٣٦ - باب: مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۳۶: رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا بیان

١٥٨٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ ٱبْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلاثَ عَشْرَةَ سَنَةً، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، فَهاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَكَثَ بِها عَشْرَ سِنِينَ، ثُمَّ تُوُفِّيَ ﷺ. [رواه البخاري: ٣٨٥١]

۱۵۸۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی۔ پھر آپ تیرہ سال تک مکہ میں رہے اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور آپ وہاں دس برس رہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔

فوائد: آپ کا سلسلہ نسب محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن

کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں پندرہ برس قیام کیا لیکن صحیح بات یہ ہے کہ نبوت کے بعد تیرہ سال تک مکہ میں ٹھہرے اس طرح آپ کی کل عمر تریسٹھ برس ہے۔ (فتح الباری:۲۰۲/۷)

٣٧ - باب: مَا لَقِيَ النَّبِيُّ وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ

باب ۳۷: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں جو تکلیفیں اٹھائیں ان کا بیان

١٥٨١ : عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَقَدْ سُئِلَ عَنْ أَشَدِّ ما صَنَعَهُ الْمُشْرِكونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ قالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي في حِجْرِ الكَعْبَةِ، إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ في عُنُقِهِ، فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ، وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ﴾. الآيَةَ. [رواه البخاري: ٣٨٥٦]

١٥٨١۔ حضرت ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ بتلاؤ سب سے زیادہ سخت اذیت کونسی تھی جو مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روا رکھی؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے اپنا کپڑا آپ کی گردن میں ڈال کر بہت زور سے آپ کا گلا گھونٹا۔ اس دوران حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سامنے سے آکر اس کے دونوں شانے پکڑ لئے اور اسے پیچھے دھکیل کر رسول اللہ ﷺ سے ہٹا دیا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔"

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو اس قدر زدوکوب کیا کہ آپ بے ہوش ہو گئے تب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ تم ایسے شخص کو مارتے ہوئے جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ (فتح الباری:۲۰۳/۷)

٣٨ - باب: ذِكْرُ الْجِنِّ

باب ۳۸: جنات کا بیان

١٥٨٢ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وقد سئل: مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ آذَنَتْ بِهِمْ

١٥٨٢۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جنوں کی اطلاع کس نے دی تھی کہ انہوں نے آج رات قرآن سنا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ایک درخت نے

شَجَرَةٌ. [رواه البخاري: ٣٨٥٩]

آپ کو ان کی اطلاع دی تھی۔

١٥٨٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِدَاوَةً لِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ، قَدْ تَقَدَّم. (برقم: ١٢٤) [رواه البخاري: ٣٨٦٠ وانظر حديث رقم: ١٥٥]

۱۵۸۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کے وضو اور استنجا کے لئے ایک پانی کا لوٹا اٹھا کر جا رہے تھے۔ باقی حدیث (۱۲۴) گزر چکی ہے۔

١٥٨٤ : وزادَ فِي هٰذِهِ الرِّوايَةِ قَوْلَهُ: (إِنَّهُ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيبِينَ، وَنِعْمَ ٱلْجِنُّ، فَسَأَلُونِي الزَّادَ، فَدَعَوْتُ ٱللهَ لَهُمْ أَنْ لاَ يَمُرُّوا بِعَظْمٍ، وَلاَ رَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعَامًا). [رواه البخاري: ٣٨٦٠]

۱۵۸۴۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی کچھ اضافہ کے ساتھ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس شہر نصیبین کے جن آئے اور وہ کیسے اچھے جن تھے۔ انہوں نے مجھ سے زاد راہ کی خواہش کی تو میں نے ان کے لئے اللہ سے یہ دعا کی کہ جس ہڈی یا گوبر پر سے ان کا گزر ہو تو اس پر وہ کھانا پائیں گے۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جن کئی بار حاضر ہوئے ایک بار بطن نخلہ میں جہاں آپ قرآن پڑھ رہے تھے دوسری بار حجون میں تیسری بار بقیع میں چوتھی بار مدینہ منورہ کے باہر اس میں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ موجود تھے پانچویں مرتبہ ایک سفر میں جس میں بلال بن حارث رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ (فتح الباری:۴/۳۶۷)

٣٩ - باب: هِجْرَةُ الحَبَشَةِ

باب ۳۹: ہجرت حبشہ کا بیان

١٥٨٥ : عَنْ أُمِّ خالِدٍ بِنْتِ خالِدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: قَدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الحَبَشَةِ وَأَنَا جُوَيْرِيَةٌ فَكَسَانِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ خَمِيصَةً لَهَا أَعْلاَمٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَمْسَحُ الأَعْلاَمَ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: (سَنَاهْ سَنَاهْ). يَعْنِي حَسَنٌ حَسَنٌ. [رواه البخاري: ٣٨٧٤]

۱۵۸۵۔ حضرت ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب میں حبشہ سے مدینہ آئی تو اس وقت میں ایک کمسن بچی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک منقش چادر اوڑھنے کے لئے عنائت فرمائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بیل بوٹوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے تھے یہ کیسے اچھے ہیں یہ کیسے اچھے ہیں۔

فوائد: حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت ہوئی پہلی دفعہ نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں بارہ مرد اور چار عورتیں روانہ ہوئیں' ان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔ دوسری دفعہ تین سو اسی آدمی اور اٹھارہ عورتوں نے ہجرت کی۔ (فتح

الباری:۳۶۸/۴)

٤٠ - باب: قِصَّةُ أَبي طَالِبٍ

باب ۴۰: قصہ ابو طالب کا بیان۔

١٥٨٦ : عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: ما أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ: (هُوَ في ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلاَ أَنَا لَكَانَ في ٱلدَّرَكِ الأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٣٨٨٣]

۱۵۸۶۔ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ نے اپنے چچا ابو طالب کو کیا نفع پہنچایا جو آپ کی حمایت کیا کرتا تھا اور آپ کی خاطر غصے ہوا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ ٹخنوں تک آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ آگ کی تہہ میں بالکل نیچے ہوتا۔

١٥٨٧ : عَنْ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ، فَقَالَ: (لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُجْعَلُ في ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ، يَغْلِي مِنْهُ دِماغُهُ). [رواه البخاري: ٣٨٨٥]

۱۵۸۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب آپ کے سامنے آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا امید ہے کہ قیامت کے دن ان کو میری سفارش کچھ فائدہ دے گی کہ اسے کم گہری آگ میں رکھا جائے گا جس میں ان کے ٹخنے ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ مگر اس سے بھی اس کا دماغ ابلنے لگے گا۔

فوائد: ابو طالب نے مرتے وقت آخری الفاظ یوں کہے تھے کہ عبد المطلب کے دین پر مرتا ہوں اور حضرت علی نے رسول اللہ ﷺ کو بایں الفاظ خبر دی کہ آپ کا چچا جو گمراہ تھا وہ مر گیا ہے تو آپ نے فرمایا اسے دفن کر دو۔ (فتح الباری:۲۳۴/۷)

٤١ - باب: حَدِيثُ الإِسْرَاءِ

باب ۴۱: اسراء یعنی بیت المقدس تک جانے کا بیان

١٥٨٨ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ، قُمْتُ في ٱلْحِجْرِ، فَجَلاَ ٱللهُ لِي بَيْتَ

۱۵۸۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے معراج کی بابت میری تکذیب کی تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت

الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ). [رواه البخاري: ٣٨٨٦]

المقدس کو میرے سامنے کر دیا چنانچہ میں ان لوگوں کو اس کی نشانیاں بتانے لگا اور اس وقت میں اسے دیکھ رہا تھا۔

فوائد: بیہقی میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کفار قریش کے سامنے واقعہ معراج بیان کیا تو انہوں نے انکار کر دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی آپ کی تصدیق کر دی اس دن سے آپ کا لقب صدیق ہو گیا۔ (فتح الباری:۲۳۹/۷)

٤٢ - باب: المِعْرَاجُ

باب ۴۲: قصہ معراج کا بیان

١٥٨٩ : عَنْ مالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ نَبِيَّ ٱللهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ: (بَيْنَما أَنَا فِي الحَطِيمِ، وَرُبَّمَا قالَ في ٱلحِجْرِ، مُضْطَجِعًا، إِذْ أَتَانِي آتٍ فَقَدَّ - قالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَشَقَّ - ما بَيْنَ هٰذِهِ إِلَى هٰذِهِ - قالَ الراوي: مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ - فَٱسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِي، ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ، ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ البَغْلِ وَفَوْقَ ٱلحِمَارِ أَبْيَضَ - قالَ الراوي رحمه ٱلله تعالى: هُوَ ٱلْبُرَاقُ - يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ، فَٱنْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ ٱلدُّنْيَا فَٱسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ

۱۵۸۹۔ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے اس شب کا حال بیان کیا جس میں آپ کو معراج ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا ایسا ہوا کہ میں حطیم یا حجر میں لیٹا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک آنے والا آیا اور اس نے میرا سینہ یہاں سے یہاں تک چاک کر دیا راوی کہتا ہے حلقوم سے زیر ناف تک۔ پھر اس نے میرا دل نکالا اس کے بعد سونے کا ایک طشت لایا گیا۔ جو ایمان سے بھرا ہوا تھا میرا دل دھویا گیا اور پھر اسے ایمان سے بھر کر اپنی جگہ رکھ دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ براق تھا جو اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا تو میں اس پر سوار ہوا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے آسمان دنیا پر پہنچ کر انہوں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت محمد ﷺ پوچھا گیا کیا یہ بلائے گئے ہیں؟ کہا ہاں۔ پھر جواب ملا مرحبا ان کی آمد خوش آئند

فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيهَا آدَمُ، فَقَالَ: هٰذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيىٰ وَعِيسَى، وَهُما ابْنَا الخَالَةِ، قَالَ: هٰذَا يَحْيىٰ وَعِيسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا، فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا، ثُمَّ قَالاَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوسُفُ، قَالَ: هٰذَا يُوسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ

اور مبارک ہو۔ پھر وہ دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں گیا تو حضرت آدم علیہ السلام ملے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیتے فرمایا اچھے بیٹے خوش آمدید! اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے اوپر لے کر چڑھے تاآنکہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون ہے؟ جواب دیا جبرائیل علیہ السلام پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ! پوچھا گیا انہیں بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید اور جس سفر پر تشریف لائے ہیں وہ مبارک اور خوش گوار ہو اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو حضرت یحیٰی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملے جو دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یحی علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ چنانچہ میں نے سلام کیا اور ان دونوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے میرا استقبال کیا اور فرمایا مرحبا اے بھائی اور نبی محترم خوش آمدید! پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر تیسرے آسمان پر چڑھے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت محمد ﷺ پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید! جس سفر پر وہ تشریف لائے ہیں وہ خوشگوار اور مبارک ہو۔ پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو حضرت

مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِدْرِيسُ، قَالَ: هٰذَا إِدْرِيسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي، حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: محمدٌ ﷺ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُونُ، قَالَ: هٰذَا هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسَى، قَالَ: هٰذَا مُوسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكَىٰ، قِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ

یوسف علیہ السلام ملے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے نیک طینت بھائی اور نبی محترم خوش آمدید۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے چوتھے آسمان پر لے کر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا ہے کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت محمد ﷺ پوچھا انہیں دعوت دی گئی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ کہا گیا خوش آمدید! اور جس سفر پر آئے ہیں وہ مبارک اور خوشگوار ہو۔ پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا اے برادر گرامی اور نبی محترم خوش آمدید۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر پانچویں آسمان پر چڑھے دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت محمد ﷺ پوچھا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں کہا گیا انہیں خوش آمدید! اور جس سفر پر آئے ہی وہ خوش گوار اور مبارک ہو جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ہارون علیہ السلام ملے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ انہیں سلام کیجئے میں نے ان کو سلام کہا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا اے معزز بھائی اور

الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي، ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ، قَالَ: هٰذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ، قَالَ: مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ، قَالَ: هٰذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَانِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ، ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ، فَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ: هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِي أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ، ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: بِمَ أُمِرْتَ؟

نبی محترم خوش آمدید!۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چھٹے آسمان پر چڑھے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید! سفر مبارک ہو جب میں وہاں پہنچا تو حضرت موسی علیہ السلام ملے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ موسی علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے بھی سلام کا جواب دے کر کہا اخی المکرم اور نبی محترم خوش آمدید۔ پھر میں جب آگے بڑھا تو وہ رونے لگے۔ پوچھا گیا آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ ایک نو عمر جسے میرے بعد رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اس کی امت جنت میں میری امت سے زیادہ تعداد میں داخل ہوگی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان پر لے کر چڑھے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں کہا گیا انہیں خوش آمدید اور جس سفر پر تشریف لائے ہیں وہ خوشگوار اور مبارک ہو۔ پھر میں وہاں پہنچا تو حضرت ابراھیم علیہ السلام ملے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے باپ حضرت ابراھیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے لہٰذا میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا اے نبی اور بیٹے خوش آمدید۔ پھر مجھے

قَالَ: أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ، وَلٰكِنْ أَرْضَى وَأُسَلِّمُ، قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَانِي مُنَادٍ: أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي، وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي).

سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا تو دیکھا کہ اس کے پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح بڑے ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں جن میں دو تو بند اور دو کھلی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام یہ نہریں کیسی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بند نہریں تو جنت کی ہیں اور جو کھلی ہیں وہ نیل اور فرات ہیں۔ پھر بیت المعمور میرے سامنے لایا گیا دیکھتا ہوں کہ اس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر میرے سامنے ایک پیالہ شراب کا' ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شہد کا لایا گیا تو میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ فطرت اسلام ہے۔ جس پر آپ اور آپ کی امت قائم ہے۔ پھر مجھ پر شب و روز کی پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ جب میں واپس لوٹا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر میرا گزر ہوا تو انہوں نے پوچھا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا مجھے دن رات میں پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے کہا آپ کی امت ہر دن پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکتی اللہ کی قسم! میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور میں بنی اسرائیل کے ساتھ بھرپور کوشش کر چکا ہوں لہٰذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کریں چنانچہ میں لوٹ کر گیا اور اللہ نے مجھے دس نمازیں معاف کر دیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو

وقَدْ تَقَدَّمَ حديثُ الإسراء عَنْ أَنَسٍ في أَوَّلِ كِتابِ الصَّلاة وَفي كُلٍّ واحِدٍ مِنْهما ما لَيْسَ في الآخرِ. (راجع: ٢٢٨) [رواه البخاري: ٣٨٨٧ وانظر حديث رقم: ٣٤٩]

انہوں نے پھر ویسا ہی کہا۔ میں پھر گیا اور اللہ نے مجھے دس نمازیں اور معاف کر دیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پھر ویسا ہی کہا چنانچہ میں لوٹ کر گیا تو مجھے دس نمازیں اور معاف ہوئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پھر ویسا ہی کہا چنانچہ میں لوٹ کر گیا تو مجھے ہر دن میں دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹا تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر ویسا ہی کہا میں پھر لوٹا تو مجھے ہر دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا ہر دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے انہوں نے کہا آپ کی امت ہر دن میں پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکتی۔ میں تم سے پہلے لوگوں کا خوب تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل پر بہت زور ڈال چکا ہوں۔ تم ایسا کرو پھر اپنے پروردگار کے پاس جاؤ اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کرو میں نے جواب دیا میں اپنے رب سے کئی دفعہ درخواست کر چکا ہوں اور اب مجھے شرم آتی ہے لہٰذا میں راضی ہوں اور اس کے حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جب میں آگے بڑھا تو ایک منادی نے (خود پروردگار نے) آواز دی کہ میں نے حکم جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی کر دی حدیث معراج (۲۲۸) شروع کتاب الصلوٰۃ میں بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ گزر چکی ہے لیکن ایک روایت میں بعض ایسی باتیں ہیں جو دوسری روایت میں نہیں ملتیں اس

لئے یہاں درج کی ہے۔

فوائد: علماء سلف کا اس پر اتفاق ہے کہ اسراء اور معراج ایک ہی رات جسم اور روح دونوں کے ساتھ بحالت بیداری ہوا۔ (فتح الباری:۷/۱۳۷)

۱۵۹۰ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا جَعَلْنَا ٱلرُّءْيَا ٱلَّتِيٓ أَرَيْنَٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾. قَالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ، أُرِيهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ المَقْدِسِ، قَالَ: ﴿وَٱلشَّجَرَةَ ٱلْمَلْعُونَةَ فِى ٱلْقُرْءَانِ﴾. قَالَ: هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ.
[رواه البخاري: ۳۸۸۸]

۱۵۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ ارشاد الٰہی: ”اور وہ خواب جو ہم نے آپ کو دکھایا صرف لوگوں کی آزمائش کے لئے تھا“ اس سے مراد خواب نہیں بلکہ یہ آنکھ کی رؤیت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی رات دکھائی گئی تھی جس رات آپ کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تھی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں الشجرۃ الملعونہ سے مراد تھوہر کا درخت ہے۔

فوائد: مشرکین مکہ کے لئے یہ بات بھی باعث فتنہ تھی کہ ”زقوم“ کا درخت آگ میں پروان چڑھے گا حالانکہ آگ درخت کو بھسم کر دیتی ہے یہ زقوم اہل جہنم کا طعام ہو گا جو پیٹ میں گرم پانی کی طرح کھولے گا۔ (فتح الباری:۸/۲۵۱)

٤٣ - باب: تَزْوِيجُ النَّبِيِّ ﷺ عَائِشَةَ وَقُدُومِهَا الْمَدِينَةَ وَبِنَائِهِ بِهَا

باب ۴۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ سے نکاح کرنا پھر مدینہ تشریف لانے کے بعد ان کی رخصتی کا بیان

۱۵۹۱ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، فَقَدِمْنَا المَدِينَةَ، فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الحَارِثِ بْنِ الخَزْرَجِ، فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعرِي فَوَفَى جُمَيْمَةً، فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ، وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ، وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا،

۱۵۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میں چھ برس کی تھی۔ پھر ہم مدینہ آئے اور بنی حارث کے محلہ میں اترے تو مجھے بخار آنے لگا۔ جس نے میرے بال گرا دیئے۔ پھر جب میرے کندھوں تک بال ہو گئے تو میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا میرے پاس آئیں۔ میں اپنی ہم عمر سہیلیوں سے جھولا جھول رہی تھی میری والدہ نے مجھے آواز

لاَ أَدْرِي ما تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ، وَإِنِّي لأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ ماءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ في الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ، فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ. [رواه البخاري: ٣٨٩٤]

دی تو میں ان کے پاس چلی آئی اور مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کیوں بلا رہی ہیں؟ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے گھر کے دروازہ پر کھڑا کر دیا اس وقت میرا سانس پھول رہا تھا یہاں تک کہ جب میرا سانس درست ہوا تو اس نے کچھ پانی میرے منہ اور سر پر ڈالا پھر اسے صاف کر کے گھر کے اندر لے گئی۔ گھر میں چند انصاری خواتین موجود تھیں۔ انہوں نے کہا مبارک ہو مبارک ہو تمہارا نصیب اچھا ہے۔ پھر میری ماں نے مجھے ان کے حوالے کر دیا انہوں نے میرا بناؤ سنگار کیا پھر اچانک رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت تشریف لائے تو میں خوف زدہ ہو گئی انہوں نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا۔ اس وقت میری عمر نو برس تھی۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقد نکاح چھ برس کی عمر میں ہوا اور نو سال کی عمر میں شادی ہوئی جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ (فتح الباری:۷/۲۶۶)

١٥٩٢ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لَهَا: (أُرِيتُكِ في الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ أَرَى أَنَّكِ في سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، وَيُقَالُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ، فَاكْشِفْ عَنْهَا، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ). [رواه البخاري: ٣٨٩٥]

۱۵۹۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے دو بار خواب میں دیکھا کہ تم ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے میں ہو اور ایک شخص مجھ سے کہتا ہے کہ یہ آپ کی اہلیہ ہیں۔ میں نے اس کپڑے کو کھولا تو دیکھا کہ تم ہو پھر میں نے کہا اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے ضرور پورا کرے گا۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ عقد نکاح سے پہلے اپنی منگیتر کو ایک نظر دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ اس کے متعلق صریح احادیث بھی وارد ہیں۔ (فتح الباری:۹/۹۹)

٤٤ - باب: هِجْرَةُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحابِهِ رَضِيَ الله عَنْهُم إِلَى المَدِينَةِ

١٥٩٣ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُما يَدِينَانِ ٱلدِّينَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ طَرَفَي النَّهارِ، بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ٱبْتُلِيَ المُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الحَبَشَةِ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ٱبْنُ الدَّغِنَةِ، وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي، فَأُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي، قَالَ ٱبْنُ ٱلدَّغِنَةِ: فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ، إِنَّكَ تَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَأَنَا لَكَ جارٌ، ٱرْجِعْ وَٱعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ، فَرَجَعَ وَٱرْتَحَلَ مَعَهُ ٱبْنُ ٱلدَّغِنَةِ، فَطَافَ ٱبْنُ ٱلدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ قُرَيْشٍ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَيَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَحْمِلُ الْكَلَّ، وَيَقْرِي الضَّيْفَ، وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ

باب ۴۴: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنا

۱۵۹۳۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہوش میں اپنے والدین کو دین حق کی پیروی کرتے ہوئے ہی دیکھا ہے اور ہم پر کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرتا تھا کہ صبح و شام دونوں وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس نہ آتے ہوں۔ پھر جب مسلمانوں کو سخت اذیت دی جانے لگی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کی نیت سے ملک حبش جانے لگے۔ جب مقام برک الغماد پہنچے تو انہیں ابن دغنہ ملا جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا۔ اس نے پوچھا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! کہاں جا رہے ہو انہوں نے کہا میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ زمین کی سیر و سیاحت اور اپنے پروردگار کی عبادت کروں۔ ابن دغنہ کہنے لگا کہ تمہارے جیسا شخص نہ تو نکلنے پر مجبور ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نکال سکتا ہے کیونکہ تم تو جو چیز لوگوں کے پاس نہیں ہوتی وہ انہیں مہیا کرتے ہو اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہو' ناداروں کی کفالت کرتے ہو' مہمان نوازی کرتے ہو اور راہ حق میں کسی کو مصیبت آئے تو تم اس کی مدد کرتے ہو لہٰذا تمہارا حامی میں ہوں تم مکہ لوٹ چلو اور اپنے شہر میں رہ کر اپنے پروردگار کی عبادت کرو چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ابن دغنہ کے ساتھ مکہ لوٹ آئے۔ پھر ابن دغنہ رات کے وقت قریش کے سرداروں سے ملا اور ان سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا

بِجِوَارِ ٱبْنِ ٱلدَّغِنَةِ، وَقَالُوا لاِبْنِ ٱلدَّغِنَةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَلْيَقْرَأْ ما شَاءَ، وَلاَ يُؤْذِينَا بِذٰلِكَ وَلاَ يَسْتَعْلِنْ بِهِ، فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا، فَقَالَ ذٰلِكَ ٱبْنُ ٱلدَّغِنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ، فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، وَلاَ يَسْتَعْلِنُ بِصَلاَتِهِ وَلاَ يَقْرَأُ فِي غَيْرِ دَارِهِ، ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ، فَٱبْتَنَىٰ مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ، وَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ، وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَيَنْقَذِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ، وَهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً، لاَ يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ، وَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَرْسَلُوا إِلَى ٱبْنِ ٱلدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ، عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ، فَٱبْتَنَىٰ مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ، فَأَعْلَنَ بِالصَّلاَةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِ، وَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا، فَٱنْهَهُ، فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَ، وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ بِذٰلِكَ، فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ، فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ، وَلَسْنَا

شخص نہ تو نکلنے پر مجبور ہو سکتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی نکال سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو لوگوں کو وہ چیزیں مہیا کرتا ہے جو ان کے پاس نہیں ہوتیں رشتہ داروں سے اچھا سلوک اور بے کسوں کی کفالت کرتا ہے اور جب کبھی کسی کو حق کے راستہ میں تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی مدد کرتا ہے نیز مہمان نواز ہے۔ غرض قریش نے ابن دغنہ کی پناہ مسترد نہ کی اور اس سے کہا کہ تم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سمجھا دو وہ گھر میں اپنے پروردگار کی عبادت کریں اور وہیں نماز یا جو چاہیں ادا کریں۔ علانیہ یہ کام کر کے ہمارے لئے اذیت کا باعث نہ بنیں کیونکہ علانیہ کرنے سے ہمیں اپنی عورتوں اور بچوں کے بگڑنے کا اندیشہ ہے۔ ابن دغنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام پہنچایا اور اسی شرط پر مکہ میں رہ گئے وہ اپنے گھر میں اپنے پروردگار کی عبادت کرتے نماز علانیہ نہ ادا کرتے اور نہ ہی اپنے گھر کے سوا کہیں اور تلاوت کرتے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنائی وہاں نماز ادا کرتے اور قرآن پاک کی تلاوت فرماتے پھر ایسا ہوا کہ مشرکین عورتیں اور بچے بکثرت ان کے پاس جمع ہو جاتے۔ سب کے سب تعجب کرتے اور آپ کی طرف متوجہ رہتے چونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑی گریہ زاری کرنے والے شخص تھے۔

جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو انہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا تھا یہ حال دیکھ کر سرداران

مُقِرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ الاسْتِعْلاَنَ، قَالَتْ عائِشَةُ: فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ، فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذٰلِكَ، وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِي، فَإِنِّي لاَ أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ، وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُسْلِمِينَ: (إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ، ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لاَبَتَيْنِ)، - وَهُمَا الحَرَّتَانِ - فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ المَدِينَةِ، وَرَجَعَ عامَّةُ مَنْ كانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الحَبَشَةِ إِلَى المَدِينَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قِبَلَ المَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي)، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهَلْ تَرْجُو ذٰلِكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي؟ قَالَ: (نَعَمْ). فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ، وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ - وَهُوَ الخَبَطُ - أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

قَالَتْ عائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي نَحْرِ

قریش گھبرا گئے بالآخر انہوں نے ابن دغنہ کو بلا بھیجا اس کے آنے پر انہوں نے شکایت کی کہ ہم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تمہاری وجہ سے اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے پروردگار کی عبادت کریں۔ مگر انہوں نے اس سے تجاوز کرتے ہوئے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی ہے۔ جس میں علانیہ نماز ادا کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے بگڑ نہ جائیں تم انہیں منع کرو اگر وہ یہ منظور کرلیں کہ اپنے گھر میں اپنے پروردگار کی عبادت کریں گے تو امان برقرار بصورت دیگر اگر نہ مانیں اور اس پر ضد کریں کہ علانیہ عبادت کریں گے تو تم اپنی پناہ اس سے واپس مانگ لو کیونکہ ہم لوگ تمہاری پناہ توڑنا پسند نہیں کرتے اور ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کی علانیہ عبادت کو کسی صورت میں برقرار نہیں رکھ سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ابن دغنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تم سے کس بات پر معاہدہ کیا تھا لہٰذا تم اس پر قائم رہو یا پھر میری امان مجھے واپس کر دو کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ عرب کے لوگ یہ خبر سنیں کہ جس کو میں نے امان دی تھی اسے پامال کر دیا گیا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تیری امان واپس کرتا ہوں اور میں صرف اللہ کی امان پر خوش ہوں اور رسول اللہ ﷺ اس وقت مکہ میں تھے اور رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ دکھائی گئی ہے وہاں کھجوروں

الظَّهِيرَةِ، قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ: هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُتَقَنِّعًا، فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِدَاءٌ لَهُ أَبِي وَأُمِّي، وَاللّٰهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: (أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ)، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ، بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: (فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ)، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: الصُّحْبَةَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (نَعَمْ). قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَخُذْ - بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ - إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (بِالثَّمَنِ)، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ، وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ، فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا، فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى فَمِ الْجِرَابِ، فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ، قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ، فَكَمَنَا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ، ثَقِفٌ لَقِنٌ، فَيُدْلِجُ مِنْ

کے درخت ہیں اور اس کے دونوں طرف پتھریلے میدان ہیں یعنی سیاہ پتھر ہیں لہٰذا یہ سن کر جس نے ہجرت کی تو مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور اکثر لوگ جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ بھی مدینہ لوٹ آئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ کی تیاری کی تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جاؤ کیونکہ امید ہے کہ مجھے بھی اجازت مل جائے گی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا آپ کو اس کی امید ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لئے روک لیا اور اپنی دونوں اونٹنیوں کو چار ماہ تک کیکر کے درخت کے پتے کھلاتے رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دن ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں دوپہر کے وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں کسی نے کہا دیکھو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر چادر اوڑھے تشریف لا رہے ہیں اور آپ پہلے کبھی اس وقت ہمارے پاس نہ آتے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ان پر میرے ماں باپ قربان ہوں وہ اس وقت کسی خاص ضرورت سے ہی آئے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ کو اجازت دی گئی پھر آپ نے اندر آکر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے لوگوں سے کہو ذرا باہر چلے جائیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہاں تو آپ

عِنْدِهِما بِسَحَرٍ، فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبائِتٍ، فَلاَ يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعاهُ، حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ، وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ، فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشاءِ، فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ، وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفِهِمَا، حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلاَثِ، وَٱسْتَأْجَرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي ٱلدِّيلِ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ، هَادِيًا خِرِّيتًا، وَٱلْخِرِّيتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ، قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ، وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا، وَوَاعَدَاهُ غارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلاَثِ لَيَالٍ، بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلاَثٍ، وَٱنْطَلَقَ مَعَهُمَا عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ، وَٱلدَّلِيلُ، فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاحِلِ.

قالَ سُرَاقَةُ بْنُ مالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، الْمُدْلِجِيُّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: جاءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ، دِيَةَ كُلِّ

ہی کے گھر والے ہیں آپ نے فرمایا مجھے تو ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے بھی ساتھ لیجئے گا آپ نے فرمایا ہاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تو پھر میری ان دو اونٹنیوں میں سے ایک آپ لے لیں آپ نے فرمایا اچھا مگر قیمتاً لوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پھر ہم نے جلدی سے دونوں کا سامان سفر تیار کیا اور دونوں کے لئے چمڑے کی ایک تھیلی میں کھانا وغیرہ رکھ دیا اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اپنی پیٹی (ازار بند) کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اس سے تھیلے کا منہ بند کیا اس وجہ سے ان کا لقب ذات النطاقین رکھا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جبل ثور کے غار میں جا کر چھپے اور تین دن تک وہاں چھپے رہے حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بھی رات کو ان کے پاس رہتے وہ ایک ذہین اور زیرک نوجوان تھے۔ وہ رات کے پچھلے حصہ میں واپس چلے آتے صبح قریش کے ساتھ مکہ میں اس طرح گھل مل جاتے جیسے رات کو وہیں رہے ہیں۔ پھر وہ پھر جتنی باتیں انہیں نقصان پہنچانے کی سنتے انہیں یاد رکھتے رات کی تاریکی آتے ہی یہ باتیں ان دونوں کو پہنچا دیتے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ بھی ان کے آس پاس اس طرح بکریاں چراتا کہ جب کچھ رات گزر جاتی تو وہ بکریوں کو ان کے پاس لے جاتا وہ رات کو تازہ اور

وَاحِدٍ مِنْهُمَا، لِمَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ، إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ، فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ، أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ، قَالَ سُرَاقَةُ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ، وَلَكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا، انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا، ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً، ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ، فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ، فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ رُمْحِي، فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ، فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ، وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ، حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا، فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي، حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ، فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي، فَخَرَرْتُ عَنْهَا، فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كِنَانَتِي، فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا: أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَرَكِبْتُ فَرَسِي، وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ، تُقَرِّبُ بِي حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ الِالْتِفَاتَ، سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي

گرم گرم دودھ پی کر رات بسر کرتے۔ پھر صبح کو اندھیرے ہی میں ان بکریوں کو ہانک لے جاتا تھا چنانچہ وہ ان تین راتوں میں ہر شب ایسا ہی کرتا رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی دیل کے ایک شخص کو مزدور مقرر فرمایا یہ بنی عبد بن عدی میں سے تھا۔ جو بڑا واقف کار راہبر تھا وہ عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا اور کفار قریش کی دین پر تھا۔ پھر ان دونوں نے اس کو امین بنا کر اپنی سواریاں دے دیں اور اس سے تین دن بعد یعنی تیسرے دن کی صبح کو غار ثور پر دونوں سواریوں کو لانے کا عہد لے لیا۔ چنانچہ وہ حسب وعدہ تیسری رات کی صبح کو اونٹنیاں لے کر حاضر ہوا دونوں صاحب عامر بن فہیرہ اور راستہ بتانے والے شخص کو لے کر روانہ ہوئے اور اس راہبر نے ساحل سمندر کا راستہ اختیار کیا۔ حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ادھر ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے جو رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس امر کا اعلان کر رہے تھے کہ جو شخص انہیں قتل کر دے یا گرفتار کر کے لائے تو ہر ایک کے بدلے ایک سو اونٹ اس کو دیئے جائیں گے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ میں بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں انہی میں سے ایک شخص آکر ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا اور ہم بیٹھے تھے اس نے کہا اے سراقہ! بے شک میں نے ابھی چند لوگوں کو ساحل سمندر پر دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ محمد ﷺ اور اس کے اصحاب ہیں سراقہ کہتے ہیں

الأَرْضِ، حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ، فَخَرَرْتُ عَنْهَا، ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ، فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا، فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً، إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ، فَاسْتَقْسَمْتُ بِالأَزْلَامِ، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَنَادَيْتُهُمْ بِالأَمَانِ فَوَقَفُوا، فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ الحَبْسِ عَنْهُمْ، أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ، وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ، وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمِ الزَّادَ وَالمَتَاعَ، فَلَمْ يَرْزَآنِي وَلَمْ يَسْأَلَانِي، إِلَّا أَنْ قَالَ: (أَخْفِ عَنَّا). فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابَ أَمْنٍ، فَأَمَرَ عَامِرَ ابْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيمٍ، ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

فَلَقِيَ الزُّبَيْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي رَكْبٍ مِنَ المُسْلِمِينَ، كَانُوا تُجَّارًا قَافِلِينَ مِنَ الشَّأْمِ، فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ، وَسَمِعَ المُسْلِمُونَ بِالمَدِينَةِ بِمَخْرَجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ، فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الحَرَّةِ، فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيرَةِ،

میں سمجھ گیا کہ ہو نہ ہو یہ وہی ہیں۔ مگر میں نے ایسے ہی اس سے کہا: وہ نہ ہوں گے۔ بلکہ تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہو گا جو ابھی ہمارے سامنے سے گئے ہیں۔ اس کے بعد میں تھوڑی دیر تک اس مجلس میں ٹھہرا رہا پھر کھڑا ہوا۔ اپنے گھر جا کر خادمہ سے کہا کہ وہ میرا گھوڑا لے کر باہر جائے اور اس کو ٹیلہ کے پیچھے لے کر کھڑی رہے۔ پھر میں نے اپنا نیزہ سنبھالا اور مکان کی پچھلی جانب سے نکلا۔ نیزے کی نوک زمین سے لگا کر اس کا اوپر کا حصہ جھکا دیا اس طرح میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور اس پر سوار ہو گیا۔ پھر اسے ہوا کی طرح سرپٹ دوڑایا تاکہ مجھے جلدی پہنچائے لیکن جب میں ان کے قریب ہو گیا تو میرے گھوڑے نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ میں گھوڑے سے گر پڑا۔ پھر میں نے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس میں سے تیر نکال کر فال لی کہ میں ان لوگوں کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں؟ تو وہ بات نکلی جو مجھے ناگوار تھی۔ مگر میں پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کی بات نہ مانی چنانچہ میرا گھوڑا مجھے لے کر پھر قریب پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پڑھنے کی آواز سنی اور آپ ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ادھر ادھر بہت دیکھ رہے تھے اتنے میں میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور خود میں اس کے اوپر سے گر پڑا۔ میں نے گھوڑے کو ڈانٹا تو بہت مشکل سے اس کے پاؤں نکلے۔ مگر جب وہ سیدھا ہوا تو

فَانْقَلَبُوا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ، فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوتِهِمْ، أَوْفَى رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ، لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ، فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ، هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِي تَنْتَظِرُونَ، فَثَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السِّلَاحِ، فَتَلَقَّوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ، فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ، حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَذٰلِكَ يَوْمَ الاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ، وَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَامِتًا، فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ - مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - يُحَيِّي أَبَا بَكْرٍ، حَتَّى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ، فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ، فَلَبِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، وَأُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى، وَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَسَارَ يَمْشِي مَعَهُ النَّاسُ حَتَّى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ،

اس کے اگلے دونوں پاؤں سے دھویں کی طرح غبار نمودار ہوا جو آسمان تک پھیل گیا میں نے پھر تیروں سے فال لی تو پھر وہی نکلا جس کو میں برا جانتا تھا آخر میں نے انہیں امان کے ساتھ آواز دی تو وہ کھڑے ہو گئے۔ پھر میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا اور جب مجھے ان تک پہنچنے میں رکاوٹیں پیش آئیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ضرور بول بالا ہو گا چنانچہ میں نے آپ کو بتایا کہ آپ کی قوم نے آپ کے متعلق سو اونٹ مقرر کر رکھے ہیں اور پھر میں نے آپ سے وہ سب باتیں بیان کر دیں جو وہ لوگ آپ کے ساتھ کرنا چاہتے تھے بعد ازاں میں نے انہیں زاد راہ اور کچھ سامان پیش کیا لیکن انہوں نے نہ تو میرے مال میں کمی کی اور نہ کچھ مانگا البتہ یہ ضرور کہا کہ ہمارا حال پوشیدہ رکھنا میں نے ان سے درخواست کی کہ میرے لئے ایک تحریر امن لکھ دیں تو آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا جس نے مجھے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سند لکھ دی اور پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔ پھر راستے میں رسول اللہ ﷺ کی ملاقات سوداگر مسلمانوں کی جماعت سے ہوئی جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت شام سے آ رہی تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنائے ادھر اہل مدینہ کو آپ کے تشریف لانے کی خبر پہنچی تو وہ لوگ مقام حرۃ تک ہر روز صبح تک آپ کے استقبال کے لئے آتے اور آپ کا انتظار کرتے پھر دوپہر کی گرمی انہیں واپس

وَهُوَ يُصَلِّي فِيهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ، لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلاَمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي حَجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ: (هٰذَا إِنْ شَاءَ اللهُ الْمَنْزِلُ)، ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْغُلاَمَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا، فَقَالاَ: بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَبَى رَسُولُ اللهِ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا، ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا، وَطَفِقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِي بُنْيَانِهِ وَيَقُولُ، وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ: (هٰذَا الْحِمَالُ لاَ حِمَالُ خَيْبَرْ، هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ. وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّ الأَجْرَ أَجْرُ الآخِرَهْ، فَارْحَمِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ). [رواه البخاري: ٣٩٠٥، ٣٩٠٦]

جانے پر مجبور کر دیتی چنانچہ حسب معمول ایک روز بہت انتظار کے بعد واپس آ گئے اور اپنے گھروں میں بیٹھے تھے کہ ایک یہودی اپنی کسی چیز کی تلاش میں مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر چڑھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو سفید لباس میں دیکھا۔ جتنا آپ نزدیک ہو رہے تھے اتنا ہی دور سے سراب کم ہوتا جاتا تب اس یہودی سے نہ رہا گیا اور وہ فوراً باآواز بلند پکار اٹھا اے جماعت عرب! یہ ہے تمہارا مقصود جس کا تم شدت سے انتظار کر رہے تھے یہ سنتے ہی مسلمان ہتھیار لے کر آپ کے استقبال کو دوڑے۔ چنانچہ مقام حرہ میں ان سے ملاقات کی۔ انہیں ساتھ لئے دائیں جانب مڑے اور بنی عمرو بن عوف کے ہاں اترے یہ واقعہ ماہ ربیع الاول سوموار کے دن کا ہے۔

الغرض حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں سے ملنے لگے اور رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے رہے یہاں تک کہ وہ انصاری جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا تھا تو وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہی سلام کرتے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کو دھوپ آ گئی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ پر اپنی چادر کا سایہ کیا۔ تب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہنچانا چنانچہ آپ قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں تقریباً دس راتیں قیام پذیر رہے اور آپ نے وہیں اس مسجد کی بنیاد ڈالی جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اس کے بعد آپ اپنی اونٹنی پر بیٹھ گئے تو اور لوگ آپ کے ساتھ

چل رہے تھے' تو وہ مدینہ میں مسجد الرسول ﷺ کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ اس وقت کچھ مسلمان وہاں نماز پڑھتے تھے۔ یہ زمین دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی تھی اور وہاں کھجوریں خشک کرتے تھے۔ یہ دونوں بچے اسعد بن زرارۃ کے زیر تربیت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جہاں اونٹنی بیٹھ گئی اس کے متعلق فرمایا ان شاء اللہ ہمارا یہی مقام ہو گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں بچوں کو بلوایا اور کھجوروں کے خشک کرنے کی جگہ کا ان سے بھاؤ کیا تاکہ اسے مسجد بنا سکیں۔ ان دونوں نے کہا ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم یہ زمین آپ کو ہبہ کر دیتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہبہ لینا قبول نہ فرمایا بلکہ قیمت دے کر ان سے خرید لی اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی اور اس مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ سب لوگوں کے ساتھ اینٹیں اٹھاتے اور فرماتے۔

یہ بوجھ اٹھانا کوئی خیبر کا بوجھ اٹھانا نہیں ہے بلکہ یہ تو باعث ثواب اور پاکیزہ کام ہے اے رب ہمارے قبول فرما اور یہ بھی فرماتے تھے اے اللہ اجر تو آخرت کا ہی اجر ہے تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ بیعت عقبہ کے تقریباً ۳ ماہ بعد ربیع الاول کے شروع میں بروز جمعرات ہجرت کے لئے مدینہ منورہ روانہ ہوئے ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار قبا پہنچے چند دن یہاں قیام فرمایا پھر جمعہ کے دن مدینہ منورہ متوجہ ہوئے راستہ میں قبیلہ سالم بن عوف کے ہاں جمعہ ادا کیا۔ (فتح الباری:۳۹۸/۳)

۱۵۹٤ : عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا : أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ ٱللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ:

۱۵۹۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (بوقت ہجرت) وہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے حاملہ تھیں انہوں نے فرمایا کہ میں اس وقت (مکہ سے)

فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ، فَوَلَدْتُهُ بِها، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، ثُمَّ دَعا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الإِسْلَامِ. [رواه البخاري: ۳۹۰۹]

نکلی جب وضع حمل کا وقت قریب آپہنچا تھا۔ پھر مدینہ آئی اور قبا میں قیام کیا تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وہیں پیدا ہوئے۔ پھر میں انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئی۔ پھر میں نے اسے آپ کی گود میں رکھ دیا تو آپ نے ایک کھجور منگوائی اسے چبا کر اس میں اپنا لعاب ملایا اور نو مولود کے منہ میں ڈال دیا۔ اس طرح سب سے پہلے جو چیز اس کے شکم میں گئی وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب دھن تھا۔ پھر آپ نے اس کے منہ میں کھجور ڈالنے کے بعد اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ یہ (مہاجرین کا) زمانہ اسلام میں پہلا بچہ تھا جو پیدا ہوا۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد مہاجرین کے پہلے نومولود تھے اور انصار کے پہلے نومولود مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ تھے ہجرت حبشہ کے بعد پہلے نومولود عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ تھے جو وہیں پیدا ہوئے تھے۔ (فتح الباری:۷/۲۹۲)

۱۵۹۵ : عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ أَنَّ بَعْضَهُمْ طَأْطَأَ بَصَرَهُ رَآنَا، قالَ (اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ، اثْنَانِ اللهُ ثَالِثُهُمَا). [رواه البخاري: ۳۹۲۲]

۱۵۹۵۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں غار ثور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جب میں نے اپنا سر اٹھایا تو کچھ لوگوں کے پاؤں دیکھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ان میں سے کسی نے بھی اپنی نگاہ نیچے کی تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! خاموش رہو ہم دو آدمی ایسے ہیں جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی اس تسلی کو قرآن کریم نے بایں الفاظ بیان کیا ہے: "آپ فکر مند نہ ہوں یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں" اور جسے اللہ کی معیت حاصل ہو اسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے؟

٤٥ - باب: مَقْدَمُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِينَةَ

باب ۴۵: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ میں تشریف لانا

۱۵۹۶ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۱۵۹۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ، فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ، فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، حَتَّى جَعَلَ الإِمَاءُ يَقُلْنَ، قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَمَا قَدِمَ حَتَّى قَرَأْتُ: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾. فِي سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ. [رواه البخاري: ۳۹۲۵]

انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے تھے۔ وہ دونوں لوگوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتے تھے۔ پھر حضرت بلال' حضرت سعد اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم آئے ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بیس صحابہ کرام کو ساتھ لئے ہوئے مدینہ پہنچے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری ہوئی۔ میں نے اہل مدینہ کو کسی بات سے اتنا خوش نہیں دیکھا تھا جتنا رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے وہ خوش ہوئے۔ لونڈیاں تک کہنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جب آپ کا قدوم میمون ہوا تو میں سبح اسم ربک الاعلی اور مفصل کی کئی صورتیں پڑھ چکا تھا۔

فوائد: مستدرک حاکم کی روایت کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کے قریب پہنچے تو قبیلہ نجار کی بچیاں خوشی سے یہ اشعار پڑھ رہی تھیں: ''ہم قبیلہ نجار کی لڑکیاں ہیں زہے قسمت ہمیں محمد ﷺ کا پڑوس نصیب ہوا ہے'' (فتح الباری:۷/۳۰۷)

٤٦ - باب: إِقَامَةُ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

باب ۴۶: مہاجر کا اداء اعمال حج کے بعد مکہ میں ٹھہرنا

١٥٩٧ : عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ). [رواه البخاري: ۳۹۳۳]

۱۵۹۷۔ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہاجر کو طواف وداع کے بعد تین دن تک مکہ میں رہنے کی اجازت ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ مسافر اگر کسی مقام پر تین دن تک پڑاؤ کرتا ہے تو اس پر احکام سفر جاری رہیں گے اقامت کے احکام تین دن کے زائد پڑاؤ پر ہوں گے۔ (فتح الباری:۷/۳۱۳)

٤٧ - باب: إِتْيَانُ الْيَهُودِ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ

باب ۴۷: رسول اللہ ﷺ کی مدینہ تشریف لانے پر یہودیوں کا آپ کے پاس آنا

١٥٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَوْ آمَنَ بِي عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُودِ لآمَنَ بِيَ الْيَهُودُ).

[رواه البخاري: ٣٩٤١]

۱۵۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر دس یہودی بھی مجھ پر ایمان لے آتے تو سب یہودی مسلمان ہو جاتے۔

فوائد: مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے اور ان میں دس آدمی بڑا اثر ورسوخ رکھتے تھے بنو نضیر میں ابویا سر بن اخطب، اس کا بھائی حی بن اخطب، کعب بن اشرف، رافع بن ابی الحقیق، بنو قینقاع میں عبد اللہ بن حنیف، فنحاص، رفاعہ بن زید اور بنو قریظہ میں زبیر بن باطیا، کعب بن اسد اور شمویل بن زید اگر یہ سردار مسلمان ہو جاتے تو مدینہ کے تمام یہودی جو انکے پیروکار تھے وہ بھی مسلمان ہو جاتے لیکن ان میں سے کسی کو اسلام نصیب نہ ہوا۔ (فتح الباری:۷/۳۲۲)

كتاب المغازي

غزوات کے بیان میں

١ - باب: غَزْوَةُ الْعُشَيْرَةِ

باب ۱: غزوہ عشیرہ

١٥٩٩ : عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قِيلَ لَهُ: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ؟ قَالَ: تِسْعَ عَشْرَةَ، قِيلَ: كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ؟ قَالَ: سَبْعَ عَشْرَةَ، قِيلَ: فَأَيُّهُمْ كَانَتْ أَوَّلَ؟ قَالَ: الْعُشَيْرُ أَوِ الْعُسَيْرَةُ. [رواه البخاري: ٣٩٤٩]

۱۵۹۹۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کفار سے کتنی لڑائیاں لڑی ہیں؟ انہوں نے کہا انیس۔ پھر ان سے پوچھا گیا ان میں سے کتنے غزوات میں تم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے کہا سترہ میں پھر ان سے پوچھا گیا سب سے پہلے غزوہ کون سا تھا۔ انہوں نے کہا عسیرہ یا عشیرہ۔

فوائد: غزوہ اس جنگ کو کہا جاتا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے خود شرکت کی ہو۔ صحیح روایات کے مطابق غزوات کی تعداد اکیس ہے عین ممکن ہے کہ ابواء اور بواط میں عدم شرکت کی وجہ سے انہیں بیان نہیں کیا کیونکہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس وقت چھوٹی عمر کے تھے۔ (فتح الباری:۷/۳۲۸)

٢ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ "جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے ﴿...... شدید العقاب﴾ تک

١٦٠٠ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

۱۶۰۰۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ میں ایسی بات دیکھی اگر وہ بات مجھے

مَشْهَدًا، لأَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: لاَ نَقُولُ كما قالَ قَوْمُ مُوسى: (اذهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا)، وَلكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ. فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ. [رواه البخاري: ٣٩٥٢]

حاصل ہوتی تو کسی نیکی کو اس کے برابر نہ سمجھتا۔ (سب سے زیادہ وہ مجھ کو پسند ہوتی) ہوا یہ کہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ لوگوں کو مشرکین سے لڑنے کی ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا بس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا کہ تو اور تیرا رب دونوں لڑو ہم ایسا نہیں کہیں گے بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے لڑیں گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک روشن ہوگیا تھا اور آپ ان پاکیزہ جذبات سے بہت خوش ہوئے تھے۔

فوائد: ہوا یوں کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے دن قافلہ لوٹنے کے لئے لوگوں کو ہمراہ لے کر مدینہ سے نکلے تھے۔ وادی صفراء میں پہنچ کر پتہ چلا کہ قافلہ بچ کر نکل گیا ہے اور دیگر مشرکین لڑائی کے لئے تیار ہیں آپ کو خیال آیا کہ شاید میرے صحابہ لڑائی کے لئے تیار نہ ہوں کیونکہ وہ لڑائی کے ارادہ سے نہیں نکلے تھے۔ ایسے حالات میں مقداد رضی اللہ عنہ نے اپنے پاکیزہ جذبات کا اظہار کیا۔ (فتح الباری: ۷/۳۳۵)

٣ - باب: عِدَّةَ أَصْحَابِ بَدْرٍ

باب ۳: شرکاء بدر کی تعداد

١٦٠١: عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا: عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوتَ، الَّذِينَ جازُوا مَعَهُ النَّهَرَ، بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلاثَمِائَةٍ.

قالَ الْبَرَاءُ: لاَ وَاللهِ ما جاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ إِلاَّ مُؤْمِنٌ. [رواه البخاري: ٣٩٥٧]

۱۶۰۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب کی تعداد جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے حضرت طالوت کے ان ساتھیوں کے برابر تھی جو نہر سے پار ہو گئے تھے اور وہ تین سو دس سے کچھ زیادہ تھے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! طالوت کے ساتھ اہل ایمان کے علاوہ کوئی دوسرا نہر سے پار نہیں ہوا تھا۔

فوائد: غزوہ بدر میں مہاجرین ساٹھ سے زیادہ تھے اور انصار کی تعداد دو سو چالیس سے متجاوز تھی اور ان کے مقابلہ میں کفار کی تعداد ان سے کہیں زیادہ ہر قسم کے اسلحہ سے لیس لیکن مسلمان بے سرو

سامان اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ (فتح الباری: ۷/۳۴۰)

٤ - باب: قَتْلُ أَبِي جَهْلٍ

باب ۴: ابو جہل کے قتل کا بیان۔

١٦٠٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ يَنْظُرُ ما صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ؟). فَانْطَلَقَ ٱبْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ٱبْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ، قالَ: أَأَنْتَ أَبُو جَهْلٍ؟ قالَ: فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، قالَ: وَهَلْ فَوْقَ رَجلٍ قَتَلْتُمُوهُ، أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ. [رواه البخاري: ٣٩٦٢]

۱۶۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو دیکھے کہ ابو جہل کا کیا حال ہوا؟ یہ سن کر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گئے دیکھا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اس کو اتنا مارا ہے کہ وہ ٹھنڈا ہو رہا تھا یعنی قریب المرگ تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو ابو جہل ہے؟ پھر آپ نے اس کی داڑھی پکڑ لی اس نے فخریہ کہا بھلا مجھ سے بڑھ کر کون شخص ہے جس کو تم نے قتل کیا یا یوں کہنے لگا اس شخص سے بڑھ کر کون ہے جس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو؟

فوائد: مستدرک حاکم کی روایت میں ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں ابو جہل کے پاس گیا تو وہ آخری سانس لے رہا تھا میں نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا اور کہا اے اللہ کے دشمن! اللہ نے تجھے رسوا کر کے رکھ دیا ہے پھر میں نے اس کا سر قلم کیا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ (فتح الباری: ۷/۳۴۴)

١٦٠٣ : عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قالَ: إِنَّ نَبِيَّ ٱللهِ ﷺ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ، فَقُذِفُوا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيثٍ مُخْبِثٍ، وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَلَمَّا كانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا، ثُمَّ مَشَى وَتَبِعَهُ أَصْحَابُهُ وَقالُوا: ما نُرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ

۱۶۰۳۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن چوبیس قریشی سرداروں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے ناپاک کنویں میں پھینک دینے کا حکم دیا اور آپ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ کسی قوم پر فتح حاصل کرتے تو اس میدان میں تین دن تک قیام فرماتے پھر فتح بدر کے تیسرے دن ہی آپ نے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا آپ کی اونٹنی پر کجاوہ کس دیا گیا۔ پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔ آپ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا کہ

حاجَتِهِ، حتَّى قامَ عَلى شَفَةِ الرَّكِيِّ، فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ: (يَا فُلانُ بْنَ فُلانٍ، وَيَا فُلانُ ابْنَ فُلانٍ، أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ ٱللهَ وَرَسُولَهُ، فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا ما وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا، فَهَلْ وَجَدْتُمْ ما وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا)، قالَ: فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ما تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لاَ أَرْوَاحَ لَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، ما أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ). [رواه البخاري: ٣٩٧٦]

ہمیں اندازہ ہو چکا تھا کہ آپ کسی نئے کام کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں تا آنکہ آپ کنویں کے کنارے پر جا کر ٹھہر گئے اور مقتولین کفار کو نام بنام مع ان کی ولدیت اس طرح پکارنے لگے اے فلاں بن فلاں کیا تم کو یہ آسان نہ تھا کہ تم اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہم سے تو جس ثواب و اجر کا ہمارے مالک نے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پالیا۔ تم سے جس عذاب کا پروردگار نے وعدہ کیا تھا۔ تم نے بھی وہ پالیا ہے یا نہیں؟ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ایسی لاشوں سے گفتگو کرتے ہیں جن میں روح نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے میں جو باتیں کر رہا ہوں تم ان کو مردوں سے زیادہ نہیں سنتے۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں راوی حدیث حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان مقتولین کو ڈانٹ پلانے' ذلیل کرنے' انتقام لینے' آہیں بھرنے اور شرمندہ کرنے کے لئے زندہ کر دیا تھا۔

٥ - باب: شُهُودُ المَلاَئِكَةِ بَدْرًا

باب ۵: فرشتوں کا جنگ بدر میں حاضر ہونا

١٦٠٤ : عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، قالَ: جاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ما تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ؟ قالَ: (مِنْ أَفْضَلِ المُسْلِمِينَ)، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قالَ: وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ المَلاَئِكَةِ. [رواه البخاري: ٣٩٩٢]

۱۶۰۴۔ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو جنگ بدر میں حاضر تھے انہوں نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر پوچھا کہ آپ اہل بدر کو کیسا جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ سب مسلمانوں سے افضل ہیں یا اس کی مانند کوئی کلمہ ارشاد فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا اسی طرح وہ فرشتے جو غزوہ بدر میں حاضر ہوئے وہ بھی

دیگر فرشتوں سے افضل ہیں۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مسلمان کسی کافر کو مارنے کے لئے دوڑ رہا تھا اتنے میں اس پر کوڑا لگنے کی آواز آئی اور کافر گرتے ہی مرگیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیسرے آسمان سے مدد آئی تھی۔ (فتح الباری: ۳۶۳/۷)

١٦٠٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ : (هٰذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ، عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ). [رواه البخاري: ٣٩٩٥]

۱۶۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جو اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے اور لڑائی کے ہتھیار لگائے ہوئے ہیں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سرخ گھوڑے پر سوار تھے جس کی پیشانی کے بال گندھے ہوئے تھے اور زرہ پہنے گرد و غبار سے اٹے ہوئے تھے۔ (فتح الباری: ۳۶۳/۷)

٦ - باب

باب ۶:

١٦٠٦ : عَنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقِيتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ مُدَجَّجٌ لَا يُرَى مِنْهُ إِلَّا عَيْنَاهُ، وَهُوَ يُكْنَىٰ أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ، فَقَالَ: أَنَا أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ، فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِي عَيْنِهِ فَمَاتَ، قَالَ: لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِي عَلَيْهِ، ثُمَّ تَمَطَّأْتُ، فَكَانَ الْجَهْدُ أَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ ٱنْثَنَى طَرَفَاهَا، فَسَأَلَهُ إِيَّاهَا رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ أَخَذَهَا، ثُمَّ طَلَبَهَا أَبُو بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ، فَلَمَّا قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ سَأَلَهَا إِيَّاهُ عُمَرُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ أَخَذَهَا، ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ

۱۶۰۶۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں بدر کے دن عبیدہ بن سعید بن عاص سے مقابل ہوا جو ہتھیاروں سے اس طرح لیس تھا کہ اس کی آنکھوں کے علاوہ اس کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی نہ دیتا تھا اس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی۔ اس نے کہا میں ابو ذات الکرش یعنی بہادری کا باپ ہوں میں نے اس پر نیزے سے وار کیا اس کی آنکھوں پر ایسا نشانہ لگایا کہ وہ مرگیا۔ پھر میں نے اپنا پاؤں اس پر رکھا اور انگڑائی لینے والے کی طرح نیزہ نکالنے کے لئے دراز ہوا بڑی مشکل سے اپنا نیزہ نکالا اس کے دونوں کنارے ٹیڑھے ہو چکے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے وہ نیزہ مانگا تو انہوں نے آپ کو دے دیا جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے وہ نیزہ لے لیا۔ پھر حضرت زبیر سے وہی نیزہ حضرت ابو بکر

وَقَعَتْ عِنْدَ آلِ عَلِيٍّ، فَطَلَبَهَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ، فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتَّى قُتِلَ. [رواه البخاري: ٣٩٩٨]

نے مانگا تو انہوں نے ان کو دے دیا اور جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو وہی نیزہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مانگا تو انہوں نے ان کو بھی دے دیا۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے وہ نیزہ لے لیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مانگا تو انہیں بھی دے دیا پھر جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو وہ نیزہ آل علی رضی اللہ عنہ کی پاس رہا آخر کار اس نیزہ کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لے لیا اور وہ ان کے پاس ان کی شہادت تک رہا۔

فوائد : حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد ان کا سازوسامان عبد الملک بن مروان کے پاس پہنچا دیا گیا تھا شاید یہ تاریخی نیزہ اسی سامان کے ہمراہ وہاں پہنچا دیا گیا ہو۔

١٦٠٧ : عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ، [فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي] وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ، يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، حَتَّى قَالَتْ جَارِيَةٌ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ ما فِي غَدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا تَقُولِي هٰكَذَا، وَقُولِي ما كُنْتِ تَقُولِينَ). [رواه البخاري: ٤٠٠١]

۱۶۰۷۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس صبح کو تشریف لائے جو میری شب زفاف کے بعد تھی اور میرے بستر پر تشریف فرما ہوئے جس طرح تو میرے پاس بیٹھا ہے اور کچھ بچیاں اس وقت دف بجا رہی تھیں اور میرے ان بزرگوں کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں جو بدر میں مقتول ہو گئے تھے ان میں سے ایک بچی (گاتے گاتے) یہ کہنے لگی

ہم میں ہے ایک نبی جو جانتا ہے کل کی بات۔

اس وقت آپ نے فرمایا اس طرح نہ کہو بلکہ وہی کہو جو تم پہلے کہہ رہی تھیں۔

فوائد : اس حدیث سے خوشی کے موقع پر گانے کا جواز ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ گانے والی معروف گلو کارہ نہ ہوں بلکہ چھوٹی بچیاں ہوں اور ایسے اشعار پڑھے جائیں جن میں بہادری اور شجاعت کا ذکر ہو اس کے علاوہ خلاف شریعت مضامین پر بھی مشتمل نہ ہوں۔

١٦٠٨ : عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ

۱۶۰۸۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک تھے

اَللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ قَالَ: (لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلاَ صُورَةٌ). [رواه البخاري: ٤٠٠٢]

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا کسی (جاندار) کی تصویر ہو۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وضاحت فرمائی ہے کہ تصویر سے مراد کسی جاندار کی صورت گری ہے کیونکہ اس سے خالق و مصور کائنات سے مشابہت ہوتی ہے۔

١٦٠٩ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ، فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لاَ أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا

١٦٠٩۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے مرنے سے بیوہ ہوئیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے اور بدر میں بھی شریک تھے اور مدینہ میں فوت ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا اور کہا اگر تمہاری مرضی ہو تو اپنی دختر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح تم سے کر دوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس پر غور کروں گا۔ پھر میں کئی راتیں ٹھہرا رہا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابھی میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ ان دنوں (دوسرا) نکاح نہ کروں۔ پھر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا اگر تم چاہو تو میں اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح تم سے کر دوں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا مجھے ان پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ غصہ آیا۔ مگر میں چند راتیں ہی ٹھہرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیجا جس پر میں نے فورا ان کا نکاح آپ سے کر دیا۔ پھر مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے کہا شاید تم مجھ سے

عَرَضْتَ، إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ، وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا. [رواه البخاري: ٤٠٠٥]

ناراض ہو گئے ہو کیونکہ تم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا اور میں نے کچھ جواب نہ دیا تھا۔ میں نے کہا ہاں مجھے رنج تو ہوا تھا انہوں نے فرمایا کہ دراصل بات یہ تھی کہ مجھے تمہاری پیش کش قبول کرنے میں کوئی امر مانع نہ تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا راز فاش کرنا مجھے منظور نہ تھا۔ ہاں اگر رسول اللہ ﷺ اپنا ارادہ ترک کر دیتے تو میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ضرور قبول کر لیتا۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق زیادہ خفگی اس لئے ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلے اس معاملہ پر غور و فکر کرنے کی مہلت مانگی پھر معذرت کر دی جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سرے سے کوئی جواب ہی نہ دیا اس کے علاوہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تعلق خاطر بھی زیادہ تھا اس لئے ناراضگی بھی زیادہ ہوئی۔ (فتح الباری:۸/۴۳۸)

١٦١٠ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: (الآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ). [رواه البخاري: ٤٠٠٨]

۱۶۱۰۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رات کو سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لے تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

فوائد: اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ ابو مسعود عتبہ بن عمرو الانصاری چونکہ بدر کے رہائشی تھے اس لئے انہیں بدری کہا جاتا ہے غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے لیکن صحیح بخاری (حدیث:۴۰۰۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے غزوہ بدر میں شرکت بھی کی تھی۔

١٦١١ : عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو الْكِنْدِيِّ، رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، حَلِيفِ بَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا قَالَ قُلْتُ لِرَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا، فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ

۱۶۱۱۔ حضرت مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو بنی زہرہ کے حلیف اور غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اگر میں کسی کافر سے لڑوں اور لڑائی میں وہ میرا ایک ہاتھ تلوار سے اڑا دے پھر مجھ سے خوفزدہ ہو کر ایک درخت کی پناہ

فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ: أَسْلَمْتُ للهِ، أَفْتُلُهُ يَا رَسُولَ ٱللهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَا تَقْتُلْهُ). قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدَى يَدَيَّ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَا تَقْتُلْهُ، فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ ٱلَّتِي قَالَ). [رواه البخاري: ٤٠١٩]

لے کر مجھ سے کہے میں تو اللہ کے لئے مسلمان ہو گیا ہوں اب میں اسے قتل کروں جب وہ ایسا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا اسے قتل نہ کرو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر کاٹنے کے بعد یہ کلمہ کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے ہرگز قتل نہ کرو ورنہ اس کو وہ درجہ حاصل ہو گا جو تجھے اس کے قتل سے پہلے حاصل تھا اور تیرا حال وہ ہو جائے گا جو کلمہ اسلام پڑھنے سے قبل اس کا تھا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جو انسان کلمہ شہادت ادا کر کے مسلمان ہو جاتا ہے اس کا خون اور مال محفوظ ہو جاتا ہے اس کے احوال باطن کرید کرنے کے ہم مکلف نہیں ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے حالات میں فرمایا کہ کیا تو نے اس کے دل پھاڑ کر دیکھا تھا کہ اس میں کفر پوشیدہ ہے۔ (فتح الباری:۱۴۱/۴)

١٦١٢: عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ: (لَوْ كَانَ ٱلْمُطْعِمُ ٱبْنُ عَدِيٍّ حَيًّا، ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هٰؤُلَاءِ ٱلنَّتْنَى، لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ). [رواه البخاري: ٤٠٢٤]

۱۶۱۲۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے معاملہ میں ارشاد فرمایا اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان پلید لوگوں کی سفارش کرتا تو میں اس کے کہنے پر انہیں چھوڑ دیتا۔

فوائد: بعض روایات میں اس کی وجہ یوں بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب طائف سے واپس لوٹے تو مطعم کی پناہ میں داخل ہوئے تھے۔ اس نے آپ کو بچانے کے لئے اپنے چاروں بیٹوں کو مسلح کر کے بیت اللہ کے کونوں پر کھڑا کر دیا تھا جس سے قریش ڈر گئے اور آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ (فتح الباری:۳۷۶/۷)

٧ - باب: حَدِيثُ بَنِي ٱلنَّضِيرِ وغَدرِهم بِرَسُولِ الله ﷺ

باب ۷: قصہ بنی نضیر اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی غداری کا بیان

١٦١٣: عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ

۱۶۱۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں

عَنْهُمَا قَالَ: حَارَبَتِ النَّضِيرُ وَقُرَيْظَةُ، فَأَجْلَى بَنِي النَّضِيرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ، حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ، فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ، وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِالنَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوا، وَأَجْلَى يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ: بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ، وَيَهُودَ بَنِي حَارِثَةَ، وَكُلَّ يَهُودِ الْمَدِينَةِ. [رواه البخاري: ٤٠٢٨]

نے فرمایا کہ جب بنی نضیر اور بنی قریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کی تو آپ نے بنی نضیر کو جلا وطن کر دیا اور بنی قریظہ پر احسان کرتے ہوئے انہیں رہنے دیا لیکن انہوں نے دوبارہ آپ سے لڑائی کی تو آپ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں' بچوں اور مال و اسباب کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ مگر ان میں سے بعض رسول اللہ ﷺ سے مل گئے تو آپ نے انہیں امن دے دیا اور وہ مسلمان ہو گئے پھر آپ نے مدینہ کے تمام یہود بنی قینقاع جو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم سے تھے اور یہود بنی حارثہ کو اور مدینہ کے تمام یہودیوں کو جلا وطن فرما دیا۔

فوائد: یہود مدینہ کے تین بڑے قبیلے تھے اور تینوں نے رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ صلح کر رکھا تھا چنانچہ غزوہ بدر کے بعد بنو قینقاع نے اس کی خلاف ورزی کی تو انہیں اذرعات کی طرف نکال دیا گیا اس کے بعد بنو نضیر نے نقض عہد کیا اور غزوہ خندق کے موقع پر بنو قریظہ نے بھی اس معاہدہ صلح کو سبوتاژ کیا تو آپ نے ان سب کو جلا وطن کر دیا۔ (فتح الباری:۷/۳۸۴)

١٦١٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَرَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ، وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ، فَنَزَلَتْ: ﴿مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَآئِمَةً عَلَىٰٓ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ ٱللَّهِ﴾. [رواه البخاري: ٤٠٣١]

۱۶۱۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے درخت جلائے اور کچھ کاٹ دیئے جو کہ بویرہ میں تھے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔
جو درخت تم نے کاٹے یا انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا یہ سب اللہ کے حکم ہی سے تھا۔

فوائد: بویرہ کو بویلہ بھی کہتے ہیں یہ ایک مشہور مقام مدینہ اور تیماء کے درمیان واقع تھا جہاں قبیلہ بنو نضیر کے باغات تھے۔ (فتح الباری:۷/۳۸۷)

١٦١٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، يَسْأَلْنَهُ ثُمُنَهُنَّ

۱۶۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے

مِمَّا أَفَاءَ ٱللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ فَكُنْتُ أَنَا أَرُدُّهُنَّ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: أَلاَ تَتَّقِينَ ٱللهَ، أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: (لاَ نُورَثُ، ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ - يُرِيدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ - إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هٰذَا المالِ)، فَٱنْتَهَى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى ما أَخْبَرْتُهُنَّ. [رواه البخاري: ٤٠٣٤]

پاس اپنا آٹھواں حصہ اس مال غنیمت میں سے طلب کرنے کو بھیجا جو اللہ نے اپنے رسول کو بطور فے دیا تھا تو میں انہیں منع کرتی اور کہتی رہی کہ کیا تمہیں اللہ کا ڈر نہیں ہے اور کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہے اور جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ اس سے آپ کی اپنی ذات مراد تھی صرف آل محمد ﷺ اس مال میں سے کھا سکتے ہیں چنانچہ سب ازواج نبی ﷺ میرے کہنے سے رک گئیں۔

فوائد: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنے رشتہ داروں سے رسول اللہ ﷺ کے عزیز واقارب زیادہ محبوب ہیں لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے ہی سنا ہے کہ ہماری جائیداد کا کسی کو وارث نہ بنایا جائے بلکہ ہمارا متروکہ مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہوگا لہٰذا میں اس حدیث کے پیش نظر آپ کی متروکہ جائیداد کو تقسیم نہیں کر سکتا۔ (صحیح بخاری:۴۰۳۶)

٨ - باب: قَتْلُ كَعْبِ بنِ الأَشْرَفِ

باب ۸: کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا بیان

١٦١٦ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَنْ لِكَعْبِ ابْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى ٱللهَ وَرَسُولَهُ)، فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ قالَ: (نَعَمْ). قالَ: فَائْذَنْ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا، قالَ: (قُلْ). فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقالَ: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً، وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا، وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ، قالَ: وَأَيْضًا وَٱللهِ

۱۶۱۶۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کعب بن اشرف کی کون خبر لیتا ہے؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت تکلیف دی ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کا کام تمام کر دوں؟ آپ نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا تو پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں جو مناسب سمجھوں کہوں۔ آپ نے فرمایا تجھے اختیار ہے چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے

لَتَمَلُّنَّهُ، قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ، فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ. فَقَالَ: نَعَمْ، ارْهَنُونِي، قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ؟.

قَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ، قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا، فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ، فَيُقَالُ: رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ، هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ، وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ ابْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ، قَالَتْ: إِنِّي أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ، قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ، إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ. قَالَ: وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ، فِي رِوَايَةٍ: أَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ وَالْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ. فَقَالَ: إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ

اور کہنے لگے کہ یہ شخص ہم سے صدقہ مانگتا ہے اور اس نے ہمیں بڑی مشقت میں مبتلا کر رکھا ہے لہٰذا میں تجھ سے کچھ قرض لینے آیا ہوں۔ کعب بولا ابھی تو تم اس سے اور بھی تکلیف اٹھاؤ گے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب تو ہم نے اس کا اتباع کر لیا ہے۔ ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے جب تک دیکھ نہ لیں کہ آگے کیا رنگ ڈھنگ ہوتا ہے اس وقت تو میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ ایک یا دو وسق قرض لوں۔ کعب بن اشرف نے کہا اچھا تو میرے پاس کوئی چیز گروی رکھو۔ انہوں نے کہا تم کیا چیز رکھنا چاہتے ہو؟ کعب نے کہا اپنی عورتیں رھن رکھ دو انہوں نے کہا ہم اپنی عورتیں تیرے پاس کیسے رہن رکھ دیں؟ تو عرب میں بہت خوبصورت آدمی ہے کعب نے کہا تو پھر اپنے بیٹے میرے ہاں گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بیٹے تیرے پاس رہن رکھ دیں ان کو گالی دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ انہیں ایک یا دو وسق کے عوض رھن رکھا گیا تھا اور یہ بات ہمارے لئے باعث شرم و عار ہے البتہ ہم اپنے ہتھیار تیرے پاس گروی رکھ سکتے ہیں۔ پس ہتھیار لے کر آنے کا وعدہ اس سے کیا پھر رات کے وقت کعب کے رضائی بھائی ابو نائلہ رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے۔ کعب نے ان کو ایک قلعہ کی طرف بلایا پھر خود ان کے پاس آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا تو اس وقت کہاں جا رہا ہے؟ کعب نے جواب دیا یہ تو صرف محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا رضاعی بھائی ابو

بِشَعْرِهِ فَأَشَمُّهُ فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ. وَقَالَ مَرَّةً: ثُمَّ أُشِمُّكُمْ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا، أَيْ أَطْيَبَ، قَالَ: عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ. فَقَالَ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشُمَّ رَأْسَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ، قَالَ: دُونَكُمْ، فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ. [رواه البخاري: ٤٠٣٧]

نائلہ رضی اللہ عنہ ہے۔ بیوی نے کہا میں تو ایسی آواز سنتی ہوں جس سے خون ٹپکتا ہے کعب نے کہا خطرے کی بات نہیں وہاں پر میرا دوست محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا رضاعی بھائی ابو نائلہ رضی اللہ عنہ ہے۔ کرم پیشہ انسان اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لئے بھی بلایا جائے تو فوراً اس دعوت کو قبول کر لیتا ہے راوی کا بیان ہے کہ ادھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو اور آدمی لے کر آئے تھے اور ایک روایت کے مطابق ساتھ والے شخص ابو عبس بن جبر' حارث بن اوس اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہم تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب کعب یہاں آئے گا تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا جب تم یہ دیکھو کہ میں نے اس کے سر کو مضبوطی سے تھام لیا ہے تو تم نے جلدی سے اس کا کام تمام کر دینا ہے۔ راوی نے ایک دفعہ یوں بیان کیا کہ پھر میں تمہیں سونگھاؤں گا الغرض کعب ان کے پاس سر کو چادر سے لپیٹے ہوئے آیا جس میں سے خوشبو کی مہک اٹھ رہی تھی تب حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آج کی طرح خوشبو دار ہوا نہیں سونگھی۔ کعب نے کہا میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو سب عورتوں سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی بے نظیر ہے۔ پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس نے کہا ہاں تب انہوں نے خود بھی سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا۔ پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے دوبارہ سونگھنے کی اجازت

ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے مضبوط پکڑ لیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا ادھر آؤ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس کے قتل کرنے کی خوشخبری سنائی۔

فوائد : کعب بن اشرف یہودی کے قتل میں پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حصہ لیا محمد بن مسلمہ' ابو نائلہ' ابو عبس بن جبر' حارث بن اوس اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیع تک ان کے ساتھ آئے پھر اللہ کے نام پر انہیں روانہ کیا اور دعا فرمائی اے اللہ! ان کی مدد فرما۔ (فتح الباری: ۷/۳۹۲)

نوٹ: وہ کافروں کو مسلمانوں کے خلاف لڑائی کے لئے اپنے اشعار کے ذریعہ اشتعال دلواتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان عورتوں کے بارے میں نازیبا اشعار کہتا تھا۔ (علوی)

٩ - باب: قَتْلُ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الحُقَيْقِ، ويقال سلام بن أبي الحُقَيق

باب ۹: ابو رافع عبد اللہ بن ابی الحقیق کے قتل کا بیان جسے سلام بن ابی الحقیق بھی کہا جاتا ہے

١٦١٧ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ: بَعَثَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجالًا مِنَ الأَنْصَارِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ ٱللّٰهِ بْنَ عَتِيكٍ، وَكانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ وَيُعِينُ عَلَيْهِ، وَكانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ ٱلْحِجازِ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ، فَقَالَ عَبْدُ ٱللّٰهِ لِأَصْحَابِهِ: اجْلِسُوا مَكانَكُمْ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ، وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ، فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حاجَةً، وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ، فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ، يَا عَبْدَ

۱۶۱۷۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند انصار کو ابو رافع یہودی کے پاس بھیجا اور ان پر عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت اذیت دیا کرتا تھا اور آپ کے مخالفین کی اعانت کرتا تھا۔ زمین حجاز میں اس کا قلعہ تھا وہ اس میں رہا کرتا تھا جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور شام کے وقت لوگ اپنے مویشی واپس لا چکے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اپنی جگہ پر بیٹھو میں جاتا ہوں اور دربان سے مل کر نرم نرم باتیں کر کے قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں چنانچہ وہ قلعہ کی طرف روانہ ہوئے اور

اللهِ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ، ثُمَّ عَلَّقَ الأَغَالِيقَ عَلَى وَتِدٍ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى الأَغَالِيقِ فَأَخَذْتُهَا، فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ، وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ، فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ، قُلْتُ: إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ، لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ، فَقُلْتُ: أَبَا رَافِعٍ، قَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ، فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا، وَصَاحَ، فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ، فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ فَقَالَ: لِأُمِّكَ الْوَيْلُ، إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ، قَالَ: فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظُبَةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ، فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الأَبْوَابَ بَابًا بَابًا، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ، فَوَضَعْتُ

دروازے کے قریب پہنچ کر خود کو کپڑوں میں اس طرح چھپایا گویا قضاء حاجت کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس وقت اہل قلعہ اندر جا چکے تھے دربان نے اپنا آدمی سمجھ کر آواز دی کہ اے اللہ کے بندے! اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آجا میں دروازہ بند کر رہا ہوں۔ عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں قلعہ کے اندر داخل ہوا اور چھپ گیا جب سب لوگ اندر آچکے تو دربان نے دروازہ بند کر کے چابیاں کھونٹی پر لٹکا دیں۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اٹھ کر چابیاں لیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ ادھر ابو رافع کے پاس رات کو داستان گوئی ہوا کرتی تھی وہ اپنے بالا خانہ میں رہتا تھا جب داستان گو اس کے پاس سے چلے گئے تو میں اس کی طرف چلنے لگا اور جب کوئی دروازہ کھولتا تھا تو اندر کی طرف سے اسے بند کر لیتا تھا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اگر لوگوں کو میری خبر ہو جائے تو مجھ تک ابو رافع کو قتل کرنے سے پہلے نہ آ سکیں۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک تاریک مکان میں اپنے بچوں کے درمیان سو رہا ہے چونکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کس جگہ پر ہے؟ اس لئے میں نے ابو رافع کہہ کر آواز دی اس نے جواب دیا کون ہے؟ میں آواز کی طرف جھکا اور اس پر تلوار سے زوردار وار کیا جبکہ میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ اس ضرب سے کچھ کام نہ نکلا اور وہ چلانے لگا تو میں مکان سے باہر آ گیا تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر داخل ہوا پھر میں نے کہا اے ابو رافع! یہ کیسی آواز

رِجْلِي، وَأَنَا أَرَى أَنِّي قَدِ ٱنْتَهَيْتُ إِلَى الأَرْضِ، فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ، فَٱنْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ، ثُمَّ ٱنْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ: لاَ أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ: أَقَتَلْتُهُ؟ فَلَمَّا صَاحَ ٱلدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ، فَقَالَ: أَنْعِى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ ٱلْحِجَازِ، فَٱنْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَقُلْتُ النَّجَاءَ، فَقَدْ قَتَلَ ٱللهُ أَبَا رَافِعٍ، فَٱنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: (ٱبْسُطْ رِجْلَكَ). فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا، فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ. [رواه البخاري: ٤٠٣٩]

تھی؟ اس نے کہا تیری ماں پر مصیبت پڑے ابھی ابھی کسی نے اس مکان میں مجھ پر تلوار کا وار کیا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے پھر ایک اور بھرپور وار کیا مگر وہ بھی خالی گیا اگرچہ اس کو زخم لگ چکا تھا لیکن وہ اس سے مرا نہیں تھا۔ اس لئے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھی (خوب زور دیا تو) وہ اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی جب مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے مار ڈالا ہے تو میں پھر ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا سیڑھی تک پہنچ گیا۔ چاندنی رات تھی یہ خیال کر کے کہ میں زمین پر پہنچ گیا ہوں۔ نیچے پاؤں رکھا تو دھڑام سے نیچے آ گرا جس سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اپنی پگڑی سے اسے باندھا اور باہر نکل کر دروازے پر بیٹھ گیا اپنے دل میں کہا کہ میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک مجھے یقین نہ ہو جائے کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ للہذا جب صبح کے وقت مرغ نے اذان دی تو موت کی خبر سنانے والا دیوار پر کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ لوگو! حجاز کے سوداگر ابو رافع کے مرنے کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ یہ سنتے ہی میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا اور ان سے کہا یہاں سے جلدی بھاگو اللہ نے ابو رافع کو (ہمارے ہاتھوں) قتل کر دیا ہے۔ پھر وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ کو تمام قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا اپنا ٹوٹا ہوا پاؤں پھیلاؤ چنانچہ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ نے اپنا دست مبارک اس پر پھیر دیا۔ جس سے وہ ایسا ہو گیا کہ گویا مجھے اس کی

کبھی شکایت ہی نہ تھی۔

فوائد: اوس اور خزرج کی جاہلانہ رقابت اسلام لانے کے بعد مسابقت فی الخیرات میں بدل چکی تھی چونکہ دشمن دین کعب بن اشرف کو انصار اوس نے قتل کیا تھا اس لئے ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے لئے خزرج نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ نے عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں حضرت مسعود بن سنان' عبد اللہ بن انیس' ابو قتادۃ' خزاعی بن اسود اور عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا۔ (فتح الباری:۷/۳۹۷)

١٠ - باب: غَزْوَةُ أُحُدٍ

باب ۱۰: غزوہ احد

١٦١٨ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قالَ: قالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ، فَأَيْنَ أَنا؟ قالَ: (في الجَنَّةِ). فَأَلْقَى تَمَراتٍ في يَدِهِ، ثُمَّ قاتَلَ حَتَّى قُتِلَ. [رواه البخاري: ٤٠٤٦]

۱۶۱۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ احد کے دن ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا فرمایئے اگر میں جہاد میں مارا جاؤں تو کہاں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا تو جنت میں جائے گا یہ سن کر اس نے فوراً اپنے ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں پھر لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

فوائد: اس حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دین اسلام سے محبت کا پتہ چلتا ہے چنانچہ وہ اللہ کی جنت لینے کے لئے اپنی جان پر کھیل جاتے اور اللہ کی خاطر شہادت کے لئے بہت بے قرار رہتے تھے۔ (فتح الباری:۷/۳۱۱)

١١ - باب: ﴿إِذْ هَمَّت طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَٱللَّهُ وَلِيُّهُمَا﴾

باب ۱۱: ارشاد باری تعالیٰ "جب تم میں سے دو گروہوں نے ہمت ہار دینے کا ارادہ کیا اور اللہ ان دونوں کا مددگار تھا مسلمانوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے

١٦١٩ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَعَهُ رَجُلانِ يُقاتِلانِ عَنْهُ، عَلَيْهِما ثِيابٌ بِيضٌ، كَأَشَدِّ الْقِتالِ، ما رَأَيْتُهُما قَبْلُ وَلا بَعْدُ. [رواه البخاري: ٤٠٥٤]

۱۶۱۹۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے احد کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے ساتھ دو سفید پوش تھے جو بڑی مستعدی سے آپ کا دفاع کر رہے تھے۔ جنہیں میں نے نہ تو اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ ہی بعد ازیں دیکھا ہے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بایں طور دفاع کرنے والے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔ (فتح الباری:۷/۳۱۵)

١٦٢٠ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَثَلَ لِي رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: (ٱرْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي). [رواه البخاري: ٤٠٥٥]

۱۶۲۰۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ترکش سے تیر نکال کر دیئے اور فرمایا اے سعد! تیر چلائے جا تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

فوائد: مستدرک حاکم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب گھمسان کی جنگ شروع ہوئی رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے آگے بٹھایا اور اپنے تیر میرے حوالے کیے میں ان سے کافروں کے بدن چھلنی کرتا۔ (فتح الباری:۷/۳۱۶)

١٢ - باب: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ ٱلْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَٰلِمُونَ﴾.

باب ۱۲: ارشاد باری تعالیٰ: ”آپ کے اختیار میں کچھ نہیں ہے وہ چاہے انہیں معاف کرے یا انہیں سزا دے کیونکہ وہ لوگ ظالم ہیں

١٦٢١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شُجَّ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: (كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ؟). فَنَزَلَتْ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ ٱلْأَمْرِ شَيْءٌ﴾. [رواه البخاري: ٤٠٦٩]

۱۶۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک زخمی ہو گیا تو آپ نے فرمایا بھلا وہ قوم کیسے فلاح سے ہمکنار ہو گی جس نے اپنے نبی ﷺ کا سر زخمی کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔
اے نبی ﷺ! آپ کو کچھ اختیار نہیں ہے آخر تک

١٦٢٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الأَخِيرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا وَفُلاَنًا)، بَعْدَ ما يَقُولُ: (سَمِعَ ٱللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا

۱۶۲۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ جب نماز فجر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو یوں بد دعا کرتے۔ اے اللہ! فلاں اور فلاں پر لعنت بھیج یہ بد دعا آپ سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہنے کے بعد کرتے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

وَلَكَ الْحَمْدُ). فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾. [رواه البخاري: ٤٠٦٩]

نازل فرمائی۔ اے نبی ﷺ! آپ کو کچھ اختیار نہیں ہے وہ چاہے تو انہیں معاف کرے یا انہیں سزا دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

فوائد: ان دونوں احادیث میں آیت کریمہ کا سبب نزول بیان ہوا ہے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ نے قبیلہ لحیان' رعل' ذکوان اور عصیہ پر بددعا شروع کی تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح الباری: ۷/۳۲۴)

١٣ - باب: قَتْلُ حَمزَة بنِ عَبدِ المطَّلِب رَضِي الله عَنْهُ

باب ۱۳: حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

١٦٢٣ : عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ ابْنِ الْخِيَارِ أَنَّهُ قَالَ لِوَحْشِيٍّ: أَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ، فَقَالَ لِي مَوْلَايَ جُبَيْرُ ابْنُ مُطْعِمٍ: إِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّي فَأَنْتَ حُرٌّ، قَالَ: فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ عَيْنَيْنِ، وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِحِيَالِ أُحُدٍ، بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَادٍ، خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ إِلَى الْقِتَالِ، فَلَمَّا أَنِ اصْطَفُّوا لِلْقِتَالِ، خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ: هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ: يَا سِبَاعُ، يَا ابْنَ أُمِّ أَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُورِ، أَتُحَادُّ اللهَ وَرَسُولَهُ ﷺ؟ قَالَ: ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ، فَكَانَ كَأَمْسِ الذَّاهِبِ، قَالَ وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةٍ، فَلَمَّا دَنَا مِنِّي رَمَيْتُهُ

۱۶۲۳۔ حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تو ہمیں قتل حمزہ رضی اللہ عنہ کی خبر نہیں بتائے گا؟ اس نے کہا ہاں بتاؤں گا۔ ان کے قتل کا قصہ یہ ہے کہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے دن طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تو میرے آقا حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اگر تو میرے چچا کے بدلہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو مار ڈالے تو تو آزاد ہے۔ اس نے کہا کہ جب قریش کے لوگ کوہ عینین کی لڑائی کے سال نکلے۔ عینین احد پہاڑ کے بازو میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ دونوں کے درمیان ایک نالہ ہے۔ اس وقت میں بھی لڑنے والوں کی ہمراہ نکلا جب لوگوں نے لڑائی کے لئے صف بندی کی تو سباع نے صف سے نکل کر کہا کوئی ہے لڑنے والا۔ یہ سنتے ہی حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور کہنے لگے اے سباع اے ام انمار کے بیٹے! جو عورتوں کا

بِحَرْبَتِي، فَأَضَعُهَا فِي ثُنَّتِهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ وَرِكَيْهِ، قَالَ: فَكَانَ ذَاكَ الْعَهْدَ بِهِ، فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ، فَأَقَمْتُ بِمَكَّةَ حَتَّى فَشَا فِيهَا الْإِسْلَامُ، ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى الطَّائِفِ، فَأَرْسَلُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ رَسُولًا، فَقِيلَ لِي: إِنَّهُ لَا يَهِيجُ الرُّسُلَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: (آنْتَ وَحْشِيٌّ؟) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (أَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ؟) قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنَ الْأَمْرِ مَا قَدْ بَلَغَكَ، قَالَ: (فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي؟) قَالَ: فَخَرَجْتُ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ، قُلْتُ: لَأَخْرُجَنَّ إِلَى مُسَيْلِمَةَ، لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأُكَافِئُ بِهِ حَمْزَةَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي ثَلْمَةِ جِدَارٍ، كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْرَقُ، ثَائِرُ الرَّأْسِ، فَرَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي، فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ، قَالَ: وَوَثَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلَى هَامَتِهِ. [رواه البخاري: ٤٠٧٢]

ختنہ کرتی تھی۔ کیا تو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتا ہے۔ وحشی کہتا ہے کہ اس کے بعد حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا اور جیسے کل کا دن گزر جاتا ہے اس طرح اسے صفحہ ہستی سے نابود کر دیا۔ وحشی کہتا ہے کہ پھر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے ایک پتھر کی آڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ میرے قریب آئے تو میں نے اپنے نیزے سے اس پر وار کیا اور ان کو نیزہ ایسا پیوست کیا کہ ان کی دونوں سرینوں کے پار ہو گیا وحشی نے کہا بس یہ ان کا آخری وقت تھا۔ پھر جب قریش مکہ واپس آئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آ کر مکہ میں مقیم ہو گیا۔ یہاں تک کہ مکہ میں بھی دین اسلام پھیل گیا۔ اس وقت میں طائف چلا گیا لیکن جب اہل طائف نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف قاصد روانہ کئے اور مجھ سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ قاصدوں کو کچھ نہیں کہتے لہٰذا میں بھی ان کے ہمراہ ہو گیا اور جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا وحشی تو ہی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا حمزہ رضی اللہ عنہ کو تو نے ہی شہید کیا تھا۔ میں نے عرض کیا آپ کو تو سب کیفیت پہنچ چکی ہے فرمایا کیا تو اپنا منہ مجھ سے چھپا سکتا ہے؟ وحشی کا بیان ہے کہ پھر میں اٹھ کر باہر آ گیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور مسیلمہ کذاب نمودار ہوا تو میں نے سوچا کہ مسیلمہ کے مقابلہ کے لئے چلنا چاہئے شاید اسے قتل

کر کے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بدلہ اتار سکوں۔ پھر میں مسلمانوں کے ہمراہ نکلا اور مسیلمہ کے لوگوں نے جو کیا سو کیا وہاں پر میں نے اتفاقا ایک ایسے شخص کو دیکھا جو پراگندہ بالوں کے ساتھ ایک شکستہ دیوار کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ گویا وہ خاکستری رنگ والے اونٹ کی مانند ہے میں نے اپنا نیزہ اس کے منہ پر یوں مارا کہ اس کی دونوں چھاتیوں کے درمیان رکھ کر اس کے دونوں شانوں کے پار کر دیا۔ پھر ایک انصاری نے دوڑ کر اس کی کھوپڑی پر تلوار کا وار کر دیا۔

فوائد: اگرچہ اسلام لانے سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں تاہم حضرت وحشی کے دل میں اللہ کا ڈر تھا اس نے سوچا کہ جس طرح میں نے زمانہ کفر میں بڑے آدمی کو شہید کیا اسی طرح زمانہ اسلام میں کسی خبیث انسان کو مار کر اس کا بدلہ چکاؤں گا۔

١٤ - باب: مَا أَصَابَ النَّبِيَّ مِنَ الجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ

باب ۱۴: رسول اللہ ﷺ کو احد کے دن جو زخم لگے ان کا بیان

١٦٢٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱشْتَدَّ غَضَبُ ٱللهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ - يُشِيرُ إِلَى رَبَاعِيَتِهِ - ٱشْتَدَّ غَضَبُ ٱللهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي سَبِيلِ ٱللهِ). [رواه البخاري: ٤٠٧٣]

۱۶۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنے سامنے والے دانتوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اللہ کا بڑا غضب ہے اس قوم پر جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ ایسا سلوک کیا اور اللہ کا سخت غصہ ہے اس آدمی پر جس کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی راہ میں قتل کیا۔

فوائد: طبرانی کی روایت میں ہے کہ کفار مکہ میں سے عبد اللہ بن قمئہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کو زخمی کیا اور آپ کے اگلے دو دانت توڑے تو فرمایا اللہ تجھے ضرور ذلیل و خوار کرے گا چنانچہ ایک پہاڑی بکرے نے اسے سینگ مار مار کر ہلاک کر دیا۔ (فتح الباری: ۷/۴۲۳)

۱۵ - باب: الَّذِينَ استجابوا لله وَالرَّسُول

باب ۱۵: ارشاد باری تعالیٰ: ''وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر لبیک کہا

١٦٢٥ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: لَمّا أَصابَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ما أَصابَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَٱنْصَرَفَ عَنْهُ المُشْرِكُونَ، خافَ أَنْ يَرْجِعُوا، قالَ: (مَنْ يَذْهَبُ في إِثْرِهِمْ؟) فَٱنْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا، قالَ: كانَ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما. [رواه البخاري: ٤٠٧٧]

۱۶۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو جنگ احد میں جو صدمہ پہنچنا تھا وہ پہنچ چکا اور مشرکین واپس چلے گئے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ مبادا واپس آ جائیں اس لئے فرمایا کون ہے جو ان کفار کے تعاقب میں جائے۔ یہ سن کر ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے حکم پر لبیک کہا؟ ان میں ابو بکر اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

فوائد: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار مکہ کا تعاقب کرنے والوں میں حضرت ابو بکر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت عمار بن یاسر' حضرت طلحہ' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت عبد الرحمٰن بن عوف' حضرت ابو عبیدہ' حضرت حذیفہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ (فتح الباری:۷/۴۳۳)

١٦ - باب: غَزْوَةُ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ

باب ۱۶: غزوہ خندق جس کا نام احزاب بھی ہے

١٦٢٦ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: إِنَّا يَوْمَ الخَنْدَقِ نَحْفِرُ، فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجاؤُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقالُوا: هٰذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ في الخَنْدَقِ، فَقالَ: (أَنا نازِلٌ). ثُمَّ قامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ، وَلَبِثْنا ثَلَاثَةَ أَيّامٍ لا نَذُوقُ ذَواقًا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ المِعْوَلَ فَضَرَبَ فِي الْكُدْيَةِ، فَعادَ كَثِيبًا أَهْيَلَ. [رواه البخاري:

۱۶۲۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم خندق کے دن زمین کھود رہے تھے کہ اچانک ایک سخت چٹان نمودار ہوئی۔ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! خندق میں ایک سخت چٹان نکل آئی ہے؟ آپ نے فرمایا میں خود اتر کر اسے دور کرتا ہوں چنانچہ آپ کھڑے ہوئے تو بھوک کی وجہ سے آپ کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے اور ہم بھی تین دن سے بھوکے پیاسے تھے۔ آپ نے

٤١٠١]

کدال ہاتھ میں لی اور اس چٹان پر ماری تو مارتے ہی ریت کی طرح ریزہ ریزہ ہو گئی۔

فوائد : مسند امام احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر جب کدال ماری تو چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا آپ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ اب میں علاقہ شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں اور مجھے اس کی چابیاں سونپ دی گئی ہیں۔ پھر دوسری ضرب لگائی تو فرمایا' اب میں ایران کے سفید محلات کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے اس اس کی چابیاں دے دی گئی ہیں اسی طرح آپ نے تیسری ضرب لگائی تو یمن کے متعلق بھی ایسا فرمایا۔ (فتح الباری:۷/۴۵۸)

١٦٢٧ : عَنْ سُلَيْمَانُ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الأَحْزَابِ: (نَغْزُوهُمْ وَلاَ يَغْزُونَنَا). [رواه البخاري: ٤١٠٩]

۱۶۲۷۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے دن فرمایا اب ہم ہی کافروں پر چڑھائی کریں گے وہ ہم پر چڑھائی نہیں کر سکیں گے۔

فوائد : بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب تمام کفار شکست خوردہ ہو کر واپس ہو گئے تھے واقعی یہ آپ کا معجزہ تھا اس کے بعد کفر کی کمر ٹوٹ گئی اور مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کی اس میں سکت نہ رہی۔

١٦٢٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: (لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، أَعَزَّ جُنْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَغَلَبَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلاَ شَيْءَ بَعْدَهُ). [رواه البخاري: ٤١١٤]

۱۶۲۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے تھے۔
اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اور وہ یگانہ ہے جس نے اپنے لشکر کو غالب کر کے اپنے بندے کی مدد کی اور جماعت کفار کو مغلوب کیا۔ اس کی سی ہستی کسی کی نہیں ہے۔

فوائد : بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بایں الفاظ دعا فرمائی' اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے' جلدی حساب لینے والے لشکر کفار کو شکست سے دو چار کر' اے اللہ! انہیں شکست دے اور ان کے قدم اکھاڑ دے۔ (صحیح بخاری:۴۱۱۵)

١٧ - باب: مَرْجِعُ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الأَحْزَابِ وَمَخْرَجُهُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ

باب ۱۷: رسول اللہ ﷺ کا جنگ احزاب سے واپس آکر بنو قریظہ کا محاصرہ کرنا

١٦٢٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ

۱۶۲۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب بنو قریظہ حضرت سعد بن

عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى سَعْدٍ فَأَتَى عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلأَنْصَارِ: (قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ، أَوْ خَيْرِكُمْ). فَقَالَ: (هٰؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ). فَقَالَ: تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَتَسْبِي ذَرَارِيَّهُمْ، قَالَ: (قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللهِ. وَرُبَّمَا قَالَ: بِحُكْمِ الْمَلِكِ). [رواه البخاري: ٤١٢١]

معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہو کر قلعہ سے اتر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر آئے اور جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا اپنے سردار کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بنو قریظہ آپ کے فیصلے پر راضی ہو کر اترے ہیں انہوں نے کہا جو ان میں سے لڑائی کے قابل ہیں انہیں تو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے آپ نے فرمایا تو نے وہی فیصلہ کیا جیسا کہ اللہ کا حکم تھا یا یہ فرمایا کہ جیسا کہ بادشاہ (اللہ) کا حکم تھا۔

فوائد: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ بنو قریظہ کا معاہدہ صلح تھا اس لئے ان کا انتخاب کیا گیا پھر مسلمانوں نے ان کے قتل کے لئے نالیاں کھودیں جو خون سے بھر گئیں اس طرح دغا بازوں کی گردنیں اڑائی گئیں اور ان کی عورتوں بچوں کو غلام بنایا گیا۔

١٨ - باب: غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ

باب ۱۸: غزوۂ ذات الرقاع

١٦٣٠ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فِي الْغَزْوَةِ السَّابِعَةِ، غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ. [رواه البخاري: ٤١٢٥]

۱۶۳۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ساتویں غزوہ یعنی غزوۂ ذات الرقاع میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز خوف پڑھی تھی۔

فوائد: غزوہ ذات الرقاع سات ہجری میں غزوہ خیبر کے بعد ہوا کیونکہ اس میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے اور یہ حبشہ سے خیبر کے بعد تشریف لائے تھے امام بخاری کا بھی یہی رجحان ہے جیسا کہ ان کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے۔

١٦٣١ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ، بَيْنَنَا بَعِيرٌ

۱۶۳۱۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کسی جنگ میں نکلے جبکہ چھ چھ آدمیوں کو صرف

نَعْتَقِبُهُ، فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا، وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ وَسَقَطَتْ أَظْفَارِي، وَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا ٱلْخِرَقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ، لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ مِنَ ٱلْخِرَقِ عَلَى أَرْجُلِنَا. [رواه البخاري: ٤١٢٨]

ایک ایک اونٹ ملا تھا۔ ہم باری باری اس پر سوار ہوتے تھے چلتے چلتے ہمارے پاؤں چھلنی ہو چکے تھے۔ میرے تو دونوں پاؤں چھلنی ہونے کے بعد ان کے ناخن بھی گر چکے تھے ہم نے اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹ لئے اس لڑائی کا نام ذات الرقاع اسی وجہ سے رکھا گیا تھا۔

فوائد: صحابہ کرام کی للہیت اور خلوص نیت کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس قسم کے واقعات کو بیان کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم نے اللہ کی راہ میں اس لئے تکلیفیں نہیں اٹھائی کہ اسے افشاء کریں اور لوگوں کے سامنے اس کا ڈھنڈورا پیٹیں۔

١٦٣٢ : عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَّى صَلَاةَ الخَوْفِ: أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا، وَأَتَمُّوا لأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ ٱنْصَرَفُوا، فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا، وَأَتَمُّوا لأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ. [رواه البخاري: ٤١٢٩]

۱۶۳۲۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ ذات الرقاع میں شریک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف اس طرح پڑھی کہ ایک گروہ نے آپ کے ساتھ صف بنائی اور ایک گروہ دشمن کے سامنے صف بستہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھائی۔ پھر آپ کھڑے رہے اور وہ اپنی اپنی نماز پوری کر کے چلے گئے اور دشمن کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ پھر دوسرا گروہ آیا اور آپ نے انہیں باقی ماندہ دوسری رکعت پڑھائی۔ پھر آپ بیٹھے رہے جب انہوں نے اپنی نمازیں پوری کر لیں تو آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

فوائد: صلوٰۃ خوف کے متعلق کتب حدیث میں مختلف کیفیات آئی ہیں احوال و ظروف کے پیش نظر جو صورت مناسب ہو اس پر عمل کرنا چاہئے اور یہ امیر وقت کی صوابدید پر موقوف ہے۔

١٦٣٣ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ

۱۶۳۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نجد کی طرف رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد میں حصہ لیا جب رسول اللہ ﷺ واپس

ٱللهِ ﷺ قفَلَ مَعَهُ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ، فَنَزَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، وَنَزَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ. قَالَ جَابِرٌ: فَنِمْنَا نَوْمَةً، فَإِذَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَدْعُونَا فَجِئْنَاهُ، فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ هٰذَا ٱخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَٱسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا، فَقَالَ لِي: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: ٱللهُ، فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ). ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٤١٣٥]

آئے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا اور ایک ایسے جنگل میں دوپہر ہو گئی جس میں خار دار درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہیں پڑاؤ کیا اور ہم لوگ جنگل میں پھیل گئے اور درختوں کا سایہ تلاش کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ ایک ببول کے درخت کے نیچے اترے اور اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم تھوڑی ہی دیر سوئے ہوں گے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آواز دی۔ ہم آپ کے پاس آئے تو دیکھا کہ ایک اعرابی آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا اور اس نے میری تلوار سونت لی میں بیدار ہوا تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ کہنے لگا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا میرا اللہ بچائے گا اور دیکھو یہ بیٹھا ہوا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے کچھ سزا نہ دی۔

فوائد: امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسری روایت میں صراحت کی ہے کہ اس اعرابی کا نام غورث بن حارث تھا دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اس کے ہاتھوں بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ (فتح الباری: ۷/۴۹۲)

١٩ - باب: غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ وَهِيَ غَزوة الْمُرَيْسِيع

باب ۱۹: غزوہ بنی مصطلق کا بیان جو قوم خزاعہ سے ہے اور اس کو جنگ مریسیع کہتے ہیں

١٦٣٤ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ، فَٱشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ، وَٱشْتَدَّتْ

۱۶۳۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم غزوہ بنی مصطلق میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے تو ہمیں عرب کی لونڈیاں ہاتھ لگیں۔ پھر ہم کو عورتوں کی خواہش ہوئی ہمارے لئے مجرد رہنا مشکل ہو گیا۔ ہم نے چاہا

عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ، فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ، وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ، فَسَأَلْنَاهُ، عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: (ما عَلَيْكُمْ أَنْ لاَ تَفْعَلُوا، ما مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلا وَهِيَ كَائِنَةٌ). [رواه البخاري: ٤١٣٨]

کہ عزل کریں پھر ہم نے سوچا کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود ہیں تو پھر ہم آپ سے پوچھے بغیر کیونکر عزل کریں چنانچہ ہم نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ عزل نہ کرنے میں تمہیں کوئی نقصان نہیں (اور نہ ہی کرنے میں تمہیں کوئی فائدہ ہے) کیونکہ جو روح قیامت تک پیدا ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

فوائد: اس حدیث کو خاندانی منصوبہ بندی کے لئے بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا بلکہ بعض روایات میں عزل کرنے کو خفیہ طور پر زندہ درگور کرنے سے تعبیر فرمایا ہے نیز یہ ایک انفرادی معاملہ ہے اس پر قومی تحریک کی بنیاد استوار کرنا حماقت ہے۔

٢٠ - باب: غَزْوَةُ أَنْمَارٍ

باب ٢٠: غزوہ انمار کا بیان

١٦٣٥ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الأَنْصارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ في غَزْوَةِ أَنْمارٍ، يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ، مُتَوَجِّهًا قِبَلَ المَشْرِقِ، مُتَطَوِّعًا. [رواه البخاري: ٤١٤٠]

١٦٣٥۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ غزوہ انمار میں سواری پر قبلہ کی طرف منہ کر کے نفلی نماز پڑھ رہے تھے۔

فوائد: معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ انمار جنگ مریسیع کے دوران ہی پیش آیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آپ بنو مصطلق کی طرف جا رہے تھے تو آپ نے مجھے کہیں کام کے لئے روانہ فرمایا جب واپس آیا تو آپ اپنی سواری پر نماز پڑھ رہے تھے۔ (فتح الباری: ۷/۴۹۵)

٢١ - باب: غَزْوَةُ الحُدَيْبِيَةِ وقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿لَّقَدْ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ﴾ الآيَة

باب ٢١: غزوہ حدیبیہ کا بیان اور ارشاد باری تعالیٰ "اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے راضی ہوا جبکہ وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے"

١٦٣٦ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: تَعُدُّونَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ،

١٦٣٦۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ تم لوگ تو فتح سے مراد فتح

وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا، وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ، فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهَا، فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا، فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابُنَا. [رواه البخاري: ٤١٥٠]

مکہ لیتے ہو یقیناً فتح مکہ بھی فتح ہے مگر ہم تو بیعت رضوان کو فتح سمجھتے ہیں جو حدیبیہ کے دن ہوئی ہوا یہ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے۔ حدیبیہ ایک کنواں تھا جس کا پانی ہم نے اتنا کھینچا کہ اس میں قطرہ تک نہ چھوڑا یہ خبر آپ کو پہنچی تو آپ وہاں تشریف لائے اور اس کے کنارے بیٹھ کر ایک برتن میں پانی منگوایا وضو کیا اور اس میں کلی کر کے دعا فرمائی۔ پھر وہ پانی کنویں میں ڈال دیا ہم نے اسے تھوڑی دیر تک کے لئے چھوڑ دیا۔ پھر اس نے ہماری چاہت کے مطابق ہمیں اور ہماری سواریوں کو خوب سیراب کر دیا۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کنویں کے پانی کا ایک ڈول منگوایا اس میں کلی فرمائی اور لعاب دھن ڈالا اور دعا بھی فرمائی بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ نے کنویں کی گہرائی میں ایک تیر گاڑا تو پانی جوش مارنے لگا۔ آپ نے یہ سب کام کئے تھے۔ (فتح الباری:۷/۵۰۷)

١٦٣٧ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ: (أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الأَرْضِ). وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ، وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ. [رواه البخاري: ٤١٥٤]

۱۶۳۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حدیبیہ کے دن ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اہل زمین سے افضل ہو اور ہم اس دن چودہ سو آدمی تھے اگر آج مجھ میں بینائی ہوتی تو تمہیں اس درخت کی جگہ دکھاتا۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اصحاب شجرہ میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہیں ہو گا ایک روایت میں یہ بشارت جنگ بدر اور صلح حدیبیہ کے شرکاء کو دی گئی ہے۔ (فتح الباری:۷/۵۰۸)

١٦٣٨ : عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أُتُوا بِسَوِيقٍ، فَلَاكُوهُ.

۱۶۳۸۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو اصحاب شجرہ سے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس ستو لائے گئے تو انہوں نے ان کو گھول کر پی لیا۔

[رواه البخاري: ٤١٧٥]

فوائد: یہ واقعہ غزوہ خیبر سے واپسی پر پیش آیا اس مقام پر یہ حدیث لانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کو اصحاب شجرہ سے ثابت کیا جائے۔

١٦٣٩ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلًا، فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا عُمَرُ، نَزَرْتَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لا يُجِيبُكَ، قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ المُسْلِمِينَ، وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ، فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي، فَقُلْتُ: لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، وَجِئْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: (لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ، لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾). [رواه البخاري: ٤١٧٧]

١٦٣٩۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جارہے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات پوچھی آپ نے کوئی جواب نہ دیا انہوں نے پھر پوچھا تب بھی آپ نے کوئی جواب نہ دیا تیسری بار پوچھا مگر پھر بھی کوئی جواب نہ دیا آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود سے مخاطب ہو کر کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! تجھے تیری ماں روئے تو نے رسول اللہ ﷺ سے تین بار عرض کیا مگر آپ نے ایک دفعہ بھی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے اونٹ کو ایڑی لگائی اور مسلمانوں سے آگے بڑھ گیا اور مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں میری بابت کچھ قرآن میں حکم نہ آ جائے۔ مگر میں تھوڑی ہی دیر ٹھہرا تھا کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو مجھے پکار رہا تھا۔ مجھے مزید خطرہ لاحق ہوا کہ شاید میرے بارے میں کچھ قرآن اترا آخر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ جو مجھے دنیا کی تمام نعمتوں سے محبوب تر ہے۔ پھر آپ نے یہ سورت تلاوت فرمائی۔

"انا فتحنا لک فتحا مبینا"

فوائد: یہ آیات صلح حدیبیہ سے واپسی کے وقت نازل ہوئیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام ضجنان یا کراع الغمیم یا جحفہ میں ان کا نزول ہوا یہ تینوں مقام قریب واقع ہیں۔ (فتح الباری: ۸/۳۴۷)

١٦٤٠ : عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ، قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ، وَبَعَثَ عَيْنًا لَهُ مِنْ خُزَاعَةَ، وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى كانَ بِغَدِيرِ الأَشْطَاطِ أَتَاهُ عَيْنُهُ، قالَ: إِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوا لَكَ جُمُوعًا، وَقَدْ جَمَعُوا لَكَ الأَحَابِيشَ، وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ، وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ، وَمانِعُوكَ. فَقَالَ: (أَشِيرُوا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ، أَتَرَوْنَ أَنْ أَمِيلَ إِلَى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هٰؤُلاَءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَصُدُّونَا عَنِ الْبَيْتِ، فَإِنْ يَأْتُونَا كانَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَحْرُوبِينَ؟) قالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، خَرَجْتَ عامِدًا لِهٰذَا الْبَيْتِ، لاَ تُرِيدُ قَتْلَ أَحَدٍ، وَلاَ حَرْبَ أَحَدٍ، فَتَوَجَّهْ لَهُ، فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ. قالَ: (ٱمْضُوا عَلَى ٱسْمِ ٱللهِ).

[رواه البخاري: ٤١٧٨، ٤١٧٩]

۱۶۴۰۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال دس سو سے زیادہ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر (مدینہ سے) روانہ ہوئے۔ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو قربانیوں کے گلے میں ہار ڈالا اور ان کے کوہان چیر کر نشان زدہ کیا پھر وہیں سے عمرہ کا احرام باندھا اور قوم خزاعہ کے ایک جاسوس کو روانہ کیا رسول اللہ ﷺ آگے بڑھتے رہے جب آپ غدیر اشطاط پر پہنچے تو آپ کا جاسوس آیا اور کہنے لگا قریش کے لوگوں نے فوجیں اکٹھی کی ہیں اور یہ فوجیں متفرق قبیلوں سے لی گئیں ہیں۔ یہ سب آپ سے لڑیں گے بیت اللہ میں نہیں آنے دیں گے بلکہ آپ کو روکیں گے اس وقت آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا مجھے مشورہ دو کیا تمہاری رائے یہ ہے کہ میں کافروں کے اہل وعیال کی طرف میلان کروں (قیدی بناؤں) جو کہ ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ ہم سے لڑنے کے لئے آئے تو اللہ نے مشرکوں کی کمک کو الگ کر دیا اگر وہ ہمارے مقابلہ میں نہ آئے تو ہم ان کو انکے اہل وعیال سے محروم (مفلس) بنا چھوڑیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو بیت اللہ کی زیارت کا عزم لے کر نکلے تھے کسی کو مارنا یا لوٹنا تو نہیں چاہتے لہٰذا آپ بیت اللہ کے لئے چلیں اگر کوئی ہمیں بیت اللہ سے روکے گا ہم اس سے لڑیں گے۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ کے نام پر چلو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کو جاسوس کے طور پر نامزد کیا تھا اس کا نام بشر بن سفیان الخزاعی تھا۔ (فتح الباری:۷/۵۱۹)

١٦٤١ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ أَرْسَلَهُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ لِيَأْتِيَهُ بِفَرَسٍ كَانَ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَوَجَدَ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ يُبَايِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ، وَعُمَرُ لاَ يَدْرِي بِذٰلِكَ، فَبَايَعَهُ عَبْدُ ٱللَّهِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْفَرَسِ، فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ، وَعُمَرُ يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَانْطَلَقَ، فَذَهَبَ مَعَهُ حَتَّى بَايَعَ رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ، فَهِيَ الَّتِي يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ٱبْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ أَبِيهِ. [رواه البخاري: ٤١٨٦]

۱۶۴۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن ان کے والد نے انہیں اپنا گھوڑا لانے کے لئے روانہ کیا' جو ایک انصاری کے پاس تھا انہوں نے دیکھا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے ہیں۔ حضرت عمر کو یہ معلوم نہ تھا لہٰذا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پہلے آپ کی بیعت کی' پھر گھوڑا لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت جنگ کرنے کے لئے زرہ پہنے ہوئے تھے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں یہ خبر سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی' بس اتنی سی بات ہے جس کی وجہ سے لوگ یوں کہتے ہیں کہ عبد اللہ اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہوئے (حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں ہے۔)

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے چونکہ بیعت پہلے کی تھی اس لئے لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ شاید عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ اس حدیث میں وضاحت کی گئی ہے کہ بیعت پہلے کرنے کی وجوہات کچھ اور تھیں۔

١٦٤٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، حِينَ ٱعْتَمَرَ، فَطَافَ فَطُفْنَا مَعَهُ وَصَلَّى فَصَلَّيْنَا مَعَهُ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَكُنَّا

۱۶۴۲۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے جبکہ آپ نے عمرہ کیا۔ آپ نے طواف کیا تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا۔ آپ نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ

نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَا يُصِيبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ. [رواه البخاري: ٤١٨٨]

نماز ادا۔ پھر آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرمائی تو ہم آپ کو اہل مکہ سے چھپائے ہوئے تھے۔ مبادا آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے۔

فوائد : یہ عمرۃ القضاء کا واقعہ ہے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بھی اصحاب شجرہ سے تھے اور آئندہ سال عمرۃ القضاء میں بھی شریک تھے۔ (فتح الباری: ۷/۵۲۳)

٢٢ - باب: غَزْوَةُ ذَاتِ قَرَدٍ

باب ۲۲: غزوہ ذات القرد کا بیان

١٦٤٣ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالأُولَى، وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَرْعَى بِذِي قَرَدٍ، قَالَ: فَلَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَذَكَرَ الحَدِيثَ بِطُولِهِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ، وَقَالَ هُنَا فِي آخِرِهِ قَالَ: ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى دَخَلْنَا المَدِينَةَ. (راجع: ١٣٠٠) [رواه البخاري: ٤١٩٤ وانظر حديث رقم: ٣٠٤١]

۱۶۴۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں صبح کی اذان سے پہلے مدینہ سے روانہ ہوا اور مقام ذی قرد میں رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں چرتی تھیں۔ راستہ میں مجھے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام ملا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں ہیں۔ پھر وہ تمام حدیث (۱۳۰۰) بیان کی جو پہلے گزر چکی ہے اور یہاں اس کے آخر میں راوی نے مزید کہا ہے کہ پھر ہم لوٹے تو رسول اللہ ﷺ مجھ کو اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھا کر مدینہ تک لائے۔

فوائد : حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بڑے بہادر اور تیر انداز تھے لوٹ مار کرنے والوں کو تیر مارتے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔ "میں اکوع کا فرزند ہوں اور آج کمینہ خصلت لوگوں کی ہلاکت کا دن ہے۔

٢٣ - باب: غَزْوَةُ خَيْبَرَ

باب ۲۳: غزوہ خیبر کا بیان

١٦٤٤ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ، فَسِرْنَا لَيْلًا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ القَوْمِ لِعَامِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا عَامِرُ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ

۱۶۴۴۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے اور رات بھر چلتے رہے۔ پھر کسی نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے کہا اے عامر رضی اللہ عنہ! تو ہم کو اپنے شعر کیوں نہیں سناتا؟ حضرت عامر رضی اللہ عنہ

هُنَيْهَاتِكَ؟ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا حَدَّاءً، فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ:

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا أَبْقَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَبَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (مَنْ هٰذَا السَّائِقُ؟). قَالُوا: عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ، قَالَ: (يَرْحَمُهُ اللهُ). قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ، لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ؟ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ، ثُمَّ إِنَّ اللهَ تَعَالَى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ، أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَا هٰذِهِ النِّيرَانُ؟ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ؟). قَالُوا: عَلَى لَحْمٍ، قَالَ: (عَلَى أَيِّ لَحْمٍ؟). قَالُوا: لَحْمُ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا). قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قَالَ: (أَوْ ذَاكَ). فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيرًا، فَتَنَاوَلَ بِهِ

شاعر' حدی خواں تھے اپنی سواری سے اتر کر حدی خوانی کے لئے یہ شعر سنانے لگے۔

گر نہ ہوتی تیری رحمت اے شاہ عالی صفات
تو نمازیں ہم نہ پڑھتے اور نہ دیتے ہم زکوۃ
تجھ پر صدقے جب تلک ہم زندہ رہیں
بخش دے ہم کو لڑائی میں عطا کر ثبات
اپنی رحمت ہم پہ نازل کر شہ والا صفات
جب وہ ناحق چیخیں' سنتے نہیں ہم ان کی بات
چیخ چلا کر انہوں نے ہم سے چاہی ہے نجات

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کون گا رہا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ آپ نے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے۔ ایک شخص سن کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! اب تو عامر کے لئے شہادت یا جنت لازم ہو گئی۔ آپ نے ہم کو ان سے اور فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا؟ خیر ہم خیبر پہنچے اور اہل خیبر کا محاصرہ کر لیا اس دوران ہمیں سخت بھوک لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خیبر پر فتح دی جب اس دن کی شام ہوئی جس دن خیبر فتح ہوا تھا تو مسلمانوں نے آگ سلگائی۔ آپ نے پوچھا یہ کیسی آگ ہے؟ اور یہ کس چیز کے نیچے جلا رہے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا گوشت پکا رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا کس جانور کا گوشت؟ انہوں نے کہا گھریلو گدھوں کا گوشت پکا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس گوشت کو پھینک دو اور ہنڈیوں کو توڑ دو کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم ایسا نہ کریں کہ

سَاقَ يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ، فَرَجَعَ ذُبَابُ سَيْفِهِ، فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ: رَآنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي قَالَ: (مَا لَكَ؟) قُلْتُ لَهُ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (كَذَبَ مَنْ قَالَهُ، إِنَّ لَهُ لأَجْرَيْنِ - وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ - إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ، قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ). وَفِي رِوَايَةٍ: (نَشَأَ بِهَا). [رواه البخاري: ٤١٩٦]

گوشت کو پھینک کر ہنڈیوں کو دھولیں۔ آپ نے فرمایا یہی کر لو۔ پھر جب قوم صف بندی کر چکی تو حضرت عامر بڑاٹھ نے اپنی تلوار جو چھوٹی تھی ایک یہودی کی پنڈلی پر ماری جس کی نوک پلٹ کر حضرت عامر بڑاٹھ کے گھٹنے پر لگی۔ حضرت عامر بڑاٹھ اس زخم سے فوت ہو گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب سب لوگ واپس آئے تو سلمہ بڑاٹھ کہتے ہیں کہ مجھے مغموم دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عامر بڑاٹھ کی نیکیاں بے کار گئیں۔ آپ نے فرمایا کون کہتا ہے؟ وہ جھوٹا ہے حضرت عامر بڑاٹھ کو تو دوہرا ثواب ملے گا۔ آپ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا کہ عامر بڑاٹھ تو بڑی محنت اور کوشش سے جہاد کرتا تھا۔ اس جیسے عربی جوان جو مدینہ میں رہتے ہوں ایک روایت میں ہے جس نے وہاں نشوونما پائی ہو بہت ہی کم ہیں۔

فوائد: مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے عامر بڑاٹھ! تیرا پروردگار تجھے بخشش دے اور رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو مخاطب کر کے یوں فرماتے تو وہ جنگ میں ضرور شہید ہو جاتا تھا چنانچہ حضرت عامر بڑاٹھ بھی اس جنگ میں شہید ہوئے۔ (فتح الباری:۷/۵۳۲)

١٦٤٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَتَى خَيْبَرَ لَيْلًا، وتَقَدَّمَ فِي الصَّلَاةِ، وزَادَ هُنَا: فَقَتَلَ النَّبِيُّ ﷺ المُقَاتِلَةَ وَسَبَى ٱلذُّرِّيَّةَ. (راجع: ٢٤٣) [رواه البخاري: ٤١٩٧ وانظر حديث رقم: ٣٧١]

۱۶۴۵۔ حضرت انس بڑاٹھ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت خیبر پہنچے یہ حدیث (۲۴۳) کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اتنا اضافہ ہے کہ لڑائی کرنے والوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا۔

فوائد : اس روایت کے آخر میں ہے کہ ان قیدیوں میں حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو پہلے وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے ان کو لے لیا اور اس سے نکاح کیا نیز اس کی آزادی کو حق مہر قرار دیا۔ (صحیح بخاری:۴۲۰۰)

١٦٤٦ : عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا غَزَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ خَيْبَرَ، أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ، فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ: ٱللهُ أَكْبَرُ ٱللهُ أَكْبَرُ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱرْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، إِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا، وَهُوَ مَعَكُمْ). وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقُولُ: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِٱللهِ، فَقَالَ لِي: (يَا عَبْدَ ٱللهِ ابْنَ قَيْسٍ). قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الجَنَّةِ؟) قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ ٱللهِ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، قَالَ: (لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِٱللهِ). [رواه البخاري: ٤٢٠٦]

۱۶۴۶۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر پر چڑھائی کی تو لوگ ایک اونچی جگہ پر آئے انہوں نے بآواز بلند تکبیر کہی یعنی ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه)) کہنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا اپنے آپ پر آسانی کرو کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم تو ایسے اللہ کو پکارتے ہو جو سنتا ہے اور نزدیک ہے وہ تو تمہارے ساتھ ہے اس وقت میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا آپ نے میری آواز سن لی میں کہہ رہا تھا۔ ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه)) آپ نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا کیا میں تجھے ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ضرور بتلایئے۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ نے فرمایا وہ ہے۔ ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه))

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ "حاضر وناظر" کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے غائب کے مقابلہ میں اللہ کی صفت "قریب" ذکر کی ہے حالانکہ غائب کے مقابلہ میں حاضر ہے۔

١٦٤٧ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ٱلْتَقَى هُوَ وَٱلْمُشْرِكُونَ

۱۶۴۷۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کا مقابلہ ہوا دونوں طرف سے لوگ خوب

فَاقْتَتَلُوا، فَلَمَّا مالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمالَ الآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ، وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ رَجُلٌ لاَ يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلاَ فاذَّةً إِلَّا ٱتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقِيلَ: ما أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كما أَجْزَأَ فُلاَنٌ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ). فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنا صَاحِبُهُ، قالَ: فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ، وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ، قالَ: فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا، فَٱسْتَعْجَلَ المَوْتَ، فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ ٱللهِ، قالَ: (وَما ذاكَ؟) قالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ: أَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ، ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا، فَٱسْتَعْجَلَ المَوْتَ، فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ. فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: (إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الجَنَّةِ، فِيما يَبْدُو لِلنَّاسِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُـ

لڑے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کی طرف لوٹے اور دوسرے اپنے لشکر کی طرف لوٹے تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک ایسا آدمی دکھائی دیا جو کسی اکے دکے آدمی کو نہ چھوڑتا اس کے پیچھے جا کر اپنی تلوار سے اسے مار دیتا تھا کہا گیا اس نے تو آج وہ کام کر دکھایا ہے جو ہم میں سے کوئی نہ کر سکا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ راوی کا بیان ہے چنانچہ وہ شخص اس کے ساتھ چلا جب وہ ٹھہرتا تو وہ بھی ٹھہر جاتا اور جب چلنے لگتا تو یہ بھی چلنے لگتا راوی کہتا ہے کہ وہ شخص سخت زخمی ہو گیا تو جلد مرنے کے لئے اس نے یوں کیا کہ اپنی تلوار کا دستہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنی چھاتی سے لگائی اوپر سے اپنا وزن ڈال کر خود کو ہلاک کر ڈالا۔ پھر وہ دوسرا شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ اس شخص نے کہا وہ شخص جس کا آپ نے ابھی ابھی ذکر کیا تھا کہ وہ دوزخیوں سے ہے اور لوگوں پر آپ کا یہ کہنا شاق گزرا تھا۔ پھر میں نے ان سے کہا تھا کہ میں تمہارے لئے اس کی خبر گیری کرتا ہوں چنانچہ میں اس کے پیچھے نکلا تو دیکھا کہ وہ شخص لڑتے لڑتے سخت زخمی ہو گیا۔ پھر اس نے جلد مرجانے کے لئے یوں کیا کہ اس نے اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر لگایا اور

لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ، فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ). [رواه البخاري: ٤٢٠٣، ٤٢٠٧]

اپنا وزن ڈالا اور ہلاک ہو گیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص لوگوں کی نظر میں اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے جبکہ ایک آدمی لوگوں کی نگاہ میں دوزخیوں جیسے کام کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

فوائد: طبرانی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے متعلق فرمایا یہ منافق ہے اور اپنے نفاق پر پردہ ڈالے ہوئے ہے معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں ظاہری عمل کے بجائے خلوص نیت کی زیادہ قیمت ہے۔ (فتح الباری:۷/۵۴۰)

١٦٤٨ : وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (قُمْ يَا فُلَانُ، فَأَذِّنْ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، إِنَّ ٱللهَ يُؤَيِّدُ ٱلدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ). [رواه البخاري: ٤٢٠٤]

۱۶۴۸۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ اٹھو اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں وہی جائے گا جو مومن ہو گا اور اللہ کی قدرت ہے کہ وہ کبھی فاجر آدمی سے بھی دین کی تائید کرا دیتا ہے۔

فوائد: اس سے ظاہری نمود و نمائش اور ریاکاری کی مذمت ثابت ہوتی ہے اللہ اس سے محفوظ رکھے۔

١٦٤٩ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ضُرِبْتُ ضَرْبَةً فِي سَاقِي يَوْمَ خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا ٱشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ. [رواه البخاري: ٤٢٠٦]

۱۶۴۹۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ خیبر کے دن مجھے پنڈلی پر چوٹ لگ گئی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس پر تین مرتبہ دم فرما دیا۔ پھر مجھے آج تک کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

فوائد: اس حدیث کے ایک راوی حضرت یزید بن ابی عبید کہتے ہیں کہ میں حضرت سلمۃ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر زخم کا ایک گہرا نشان دیکھا دریافت کرنے پر انہوں نے یہ حدیث بیان کی۔

١٦٥٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى

۱۶۵۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ اور خیبر کے درمیان تین شب قیام فرمایا انہی میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے زفاف ہوا۔ میں نے مسلمانوں کو آپ کے

وَلِيمَتِهِ، وَما كانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلاَ لَحْمٍ، وَما كانَ فِيهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِلاَلًا بِالأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ، فَأُلْقِيَ عَلَيْنَا التَّمْرُ وَالأَقِطُ وَالسَّمْنُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُهُ؟ قَالُوا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ. فَلَمَّا ٱرْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ، وَمَدَّ ٱلْحِجَابَ. [رواه البخاري: ٤٢١٣]

ولیمہ کے لئے بلایا تو اس میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت بلکہ صرف آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دستر خواں بچھانے کا حکم کیا چنانچہ جب بچھا دیا گیا تو اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ اب مسلمان کہنے لگے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین میں سے ہیں یا کنیز ہیں؟ پھر خود ہی کہنے لگے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پردے میں رکھیں گے تو امہات المومنین میں سے ہیں اگر پردے میں نہ رکھیں گے تو لونڈی ہیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ فرمایا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے لئے اپنے پیچھے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور ان پر پردہ لٹکا دیا۔

فوائد : حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا نام زینب تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے لئے منتخب فرمایا تو اس کا نام صفیہ پڑ گیا اور یہی اصل نام پر غالب آ گیا اسے استبراء رحم تک حضرت حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرایا گیا۔ (فتح الباری:۴/۵۴۸)

١٦٥١ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ. [رواه البخاري: ٤٢١٦]

۱۶۵۱۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن نکاح متعہ اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے کہ ممانعت فرمائی ہے۔

فوائد : آغاز اسلام میں خاص ضرورت کے پیش نظر متعہ جائز تھا غزوہ خیبر کے موقع پر اسے حرام کر دیا گیا پھر مخصوص حالات کی بناء پر فتح مکہ کے وقت اس کی اجازت دی گئی بالآخر قیامت تک کے لئے اسے حرام کر دیا گیا۔ (فتح الباری:۴/۵۰۲)

١٦٥٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا. [رواه البخاري: ٤٢٢٨]

۱۶۵۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن مال غنیمت سے گھوڑے کے سوار کو دو حصے اور پیادے کو ایک حصہ عنایت فرمایا۔

فوائد : اس حدیث کے آخر میں حضرت نافع نے اس کی تفصیل بیان کی ہے کہ اگر مجاہد کے پاس

گھوڑا ہوتا تو اسے تین حصے ملتے اگر وہ اکیلا ہوتا تو اسے صرف ایک حصہ دیا جاتا۔

١٦٥٣ : عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ، فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ، أَحَدُهُما أَبُو بُرْدَةَ وَالآخَرُ أَبُو رُهْمٍ، فِي ثَلاَثَةٍ وَخَمْسِينَ مِنْ قَوْمِي، فَرَكِبْنَا سَفِينَةً، فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ حِينَ ٱفْتَتَحَ خَيْبَرَ، وَكَانَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا، يَعْنِي لِأَهْلِ السَّفِينَةِ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ. وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا، عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ زَائِرَةً، وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ، فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ، وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا، فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَتْ: أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَ عُمَرُ: آلْحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ، آلْبَحْرِيَّةُ هٰذِهِ؟ قَالَتْ أَسْمَاءُ: نَعَمْ، قَالَ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ مِنْكُمْ، فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ: كَلاَّ وَٱللهِ، كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ، وَيَعِظُ

١٦٥٣۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ یمن میں تھے جب ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے روانگی کی اطلاع ملی ہم بھی ہجرت کر کے آپ کی طرف چل پڑے۔ ایک میں اور دو میرے بھائی میں ان میں سے چھوٹا تھا۔ ایک کا نام ابو بردہ اور دوسرے کا نام ابو رہم تھا ہمارے ساتھ میری قوم کے ترپن افراد اور تھے۔ ہم سب کشتی میں سوار ہوئے تو ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کی سر زمین حبشہ میں جا اتارا وہاں ہماری ملاقات حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ہم نے ان کے پاس ہی قیام کیا۔ پھر ہم سب اکٹھے روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملاقات ہوئی۔ جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے اور دوسرے لوگ ہم اہل سفینہ سے کہنے لگے کہ ہم ہجرت کے اعتبار سے تم پر سبقت رکھتے ہیں اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی ہمارے ساتھ آئیں تھیں وہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس ملاقات کے لئے گئیں اور اسماء نے بھی نجاشی کی طرف جماعت مہاجرین کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو اس وقت حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان کے پاس موجود تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہی حبشہ سے ہجرت کر کے آنے والی؟

جاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارِ - أَوْ فِي أَرْضِ - الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ، وَذٰلِكَ فِي اللهِ وَفِي رَسُولِهِ ﷺ، وَايْمُ اللهِ لاَ أَطْعَمُ طَعَامًا وَلاَ أَشْرَبُ شَرَابًا، حَتَّى أَذْكُرَ ما قُلْتَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ، وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَسْأَلُهُ، وَاللهِ لاَ أَكْذِبُ وَلاَ أَزِيغُ وَلاَ أَزِيدُ عَلَيْهِ. فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: (فَمَا قُلْتِ لَهُ). قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: (لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ، وَلَهُ وَلأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ - أَهْلَ السَّفِينَةِ - هِجْرَتَانِ). [رواه البخاري: ٤٢٣٠، ٤٢٣١]

سمندری راستہ سے آنے والی؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں وہی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے اس بناء پر ہم رسول اللہ ﷺ پر تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا غصہ میں آ گئیں اور کہنے لگیں اللہ کی قسم! ہرگز نہیں تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تم میں سے اگر کوئی بھوکا ہوتا تو آپ اسے کھانا کھلاتے تھے اور تمہارے جاہلوں کو نصیحت فرماتے تھے اور ہم ایسی جگہ میں یا یوں فرمایا ہم سرزمین حبشہ کے ایسے ایسے علاقہ میں رہتے تھے جو نہ صرف دور تھا۔ بلکہ دین اسلام سے وہاں نفرت تھی یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر برداشت کیا تھا۔ اللہ کی قسم! مجھ پر کھانا پینا حرام ہے جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے ان باتوں کا ذکر نہ کر لوں جو آپ نے کہی ہیں اور وہاں ہمیں ایذا دی جاتی اور خوف و ہراس میں مبتلا رہتے تھے۔ میں یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ سے بیان کروں گی اور آپ سے دریافت کروں گی اللہ کی قسم! میں نہ جھوٹ بولوں گی نہ غلط کہوں گی اور نہ ہی اپنی طرف سے کوئی بات بڑھاؤں گی۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اور یہ باتیں کی ہیں آپ نے فرمایا تو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیا جواب دیا انہوں نے عرض کیا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اور یہ کہا۔ آپ نے فرمایا وہ تم سے زیادہ مجھ پر حق نہیں رکھتے ان

کی اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے کشتی والو! صرف تمہاری دو ہجرتیں ہوئی ہیں۔

فوائد : حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور اس کے دیگر ساتھی میرے پاس آتے اور اس فرمان نبوی کو بار بار سنتے کیونکہ اس میں ان کی عظمت کو بیان کیا گیا تھا۔

١٦٥٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنِّي لأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ، إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ، أَوْ قَالَ: الْعَدُوَّ، قَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ). [رواه البخاري: ٤٢٣٢]

۱۶۵۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اشعری لوگوں کے قرآن پڑھنے کی آواز کو پہچانتا ہوں جب وہ رات کو گھروں میں آتے ہیں اور میں ان کی قیام گاہوں کو ان کی تلاوت قرآن کی آواز سے رات کے وقت پہچان لیتا ہوں گو دن کو جب وہ اترتے ہیں میں نے ان کے ٹھکانے نہ دیکھے ہوں اور ان میں ایک شخص حکیم ہے جب وہ کسی جماعت یا دشمن سے لڑتا ہے تو ان سے کہتا ہے ہمارے ساتھی تم سے کہتے ہیں کہ ہمارا انتظار کرو۔

فوائد : مطلب یہ ہے کہ وہ حکیم بڑا بہادر اور دلیر انسان ہے دشمن سے مقابلہ کرتے ہوئے بھاگتا نہیں بلکہ یہ کہتا ہے کہ ذرا صبر کرو اور ہمارے ساتھیوں کا انتظار کرو تاکہ دشمن کے پاؤں اکھڑ جائیں اور وہ مقابلہ میں نہ آئیں۔ (فتح الباری:۷/۵۵۷)

١٦٥٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ أَنِ ٱفْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا، وَلَمْ يَقْسِمْ لِأَحَدٍ لَمْ يَشْهَدِ الْفَتْحَ غَيْرَنَا. [رواه البخاري: ٤٢٣٣]

۱۶۵۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ فتح خیبر کے بعد ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خیبر کی غنیمت سے حصہ دیا اور ہمارے سوا کسی اور کو جو بوقت فتح حاضر نہ تھا حصہ نہیں دیا گیا۔

فوائد : حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس طرح حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جو حبشہ سے ہجرت کر کے آئے تھے انہیں غنائم خیبر میں شریک کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ باہمی فیصلہ کے بعد پھر انہیں حصہ دار بنایا گیا۔ (فتح الباری:۴/۵۰۴)

٢٤ - باب: عُمْرَةُ الْقَضَاءِ

باب ۲۴: عمرہ قضاء کا بیان

١٦٥٦ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ، وَمَاتَتْ بِسَرِفَ. [رواه البخاري: ٤٢٥٨]

۱۶۵۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے سر زمین حرم میں نکاح فرمایا اور سرزمین حرم سے نکلنے کی بعد ان سے خلوت کی اور وہ مقام سرف میں فوت ہوئیں۔

فوائد: عمرۃ القضاء اس بناء پر ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت کفار قریش کے فیصلہ کے مطابق ادا کیا گیا تھا یہ اس لئے نہیں کہ اسے قضاء کے طور پر ادا کیا تھا۔ (فتح الباری:۷/۵۰۷) نیز رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح بحالت احرام نہیں بلکہ اس سے پہلے کیا تھا جیسا کہ خود حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔ (فتح الباری:۷/۵۰۹)

٢٥ - باب: غَزْوَةُ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ

باب ۲۵: غزوہ موتہ کا بیان

١٦٥٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَّرَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ، وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ ٱللهِ بْنُ رَوَاحَةَ). قَالَ ٱبْنُ عُمَرَ: كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلَى، وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بِضْعًا وَتِسْعِينَ، مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ. [رواه البخاري: ٤٢٦١]

۱۶۵۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر فرمایا اگر زید شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اس جنگ میں موجود تھا جب ہم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی لاش تلاش کی دیکھا تو لاشوں میں پڑی ہوئی تھی اور ہم نے ان کے جسم پر نیزوں اور تیروں کے نوے سے زیادہ زخم دیکھے۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے بعد اسلامی جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں لیا جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد فرما" پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا۔ (فتح الباری:۷/۵۸۶)

٢٦ - باب: بَعْثُ النَّبِيِّ ﷺ أُسَامَةَ

باب ۲۶: رسول اللہ ﷺ کا حرقات کی

ابْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرَقَاتِ

طرف اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو روانہ فرمانا

١٦٥٨ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ، فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ: لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَكَفَّ الأَنْصَارِيُّ، فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (يَا أُسَامَةُ، أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟) قُلْتُ: كَانَ مُتَعَوِّذًا، فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا، حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ. [رواه البخاري: ٤٢٦٩]

١٦٥٨۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قبیلہ حرقہ کی طرف روانہ کیا تو ہم نے صبح سویرے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دی۔ پھر ایسا ہوا کہ میں اور ایک انصاری شخص حرقہ کے ایک شخص سے بھڑ گئے جب ہم نے اس کو گھیر لیا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا یہ سنتے ہی انصاری نے تو ہاتھ روک لیا لیکن میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کر ڈالا۔ پھر جب ہم اس جنگ سے لوٹ کر آئے اور رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اے اسامہ رضی اللہ عنہ! کیا تو نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالا۔ میں نے عرض کیا وہ تو اپنے بچاؤ کے لئے ایسا کہہ رہا تھا۔ مگر آپ بار بار یہی فرماتے رہے حتی کہ میں نے یہ خواہش کی کہ کاش میں اس دن سے قبل مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دعائے استغفار کی اپیل کی تو آپ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کے مقابلہ میں تیرا کیا موقف ہو گا؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کلمہ گو مسلمان کے متعلق اقدام قتل کس قدر سنگین جرم ہے۔ (فتح الباری:۲۰۳/۱۲)

١٦٥٩ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ، مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ، وَمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. [رواه البخاري: ٤٢٧٠]

١٦٥٩۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سات مرتبہ جہاد کیا ہے اور نو مرتبہ آپ کے روانہ کردہ لشکروں کے ساتھ مل کر لڑا ہوں۔ ان میں ایک دفعہ ہم پر ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر تھے اور ایک مرتبہ ہم پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سردار بنے تھے۔

فوائد : جن سات غزوات میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئے وہ

یہ ہیں: غزوہ خیبر، حدیبیہ، حنین، قرد، فتح مکہ، غزوہ طائف، اور غزوہ تبوک۔ (فتح الباری:۷/۵۹۱)

٢٧ - باب: غَزْوَةُ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ

باب ۲۷: ماہ رمضان میں غزوہ مکہ

١٦٦٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِينَةِ وَمَعَهُ عَشَرَةُ آلَافٍ، وَذٰلِكَ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِينَ وَنِصْفٍ مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ، فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى مَكَّةَ، يَصُومُ وَيَصُومُونَ، حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ، وَهُوَ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ، أَفْطَرَ وَأَفْطَرُوا. [رواه البخاري: ٤٢٧٦]

۱۶۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں دس ہزار اصحاب کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے اور یہ مدینہ میں آپ کے آنے کے ساڑھے آٹھ برس بعد کا واقعہ ہے۔ اس سفر میں آپ اور آپ کے ساتھ آنے والے مسلمان روزہ سے تھے۔ پھر جب آپ مقام کدید پہنچے جو عسفان اور قدید کے درمیان ایک چشمہ ہے تو وہاں آپ اور آپ کی ساتھیوں نے روزہ افطار کیا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اثناء سفر روزہ افطار کیا جا سکتا ہے چنانچہ امام زہری اس حدیث کے آخر میں فرماتے ہیں کہ شرعی احکام میں رسول اللہ ﷺ کے آخری فعل کو لیا جائے گا۔

١٦٦١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي رَمَضَانَ إِلَى حُنَيْنٍ، وَالنَّاسُ مُخْتَلِفُونَ، فَصَائِمٌ وَمُفْطِرٌ، فَلَمَّا ٱسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ، دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ أَوْ مَاءٍ، فَوَضَعَهُ عَلَى رَاحَتِهِ، أَوْ: عَلَى رَاحِلَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ إِلَى النَّاسِ، فَقَالَ الْمُفْطِرُونَ لِلصُّوَّامِ: أَفْطِرُوا. [رواه البخاري: ٤٢٧٧]

۱۶۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حنین کی طرف ماہ رمضان میں روانہ ہوئے اور آپ کے ہمراہ لوگوں کا ایک حال نہ تھا۔ کچھ روزہ رکھے ہوئے تھے جبکہ بعض روزہ کے بغیر تھے جب آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو دودھ یا پانی کا برتن منگوایا اور اسے اونٹنی یا اپنی ہتھیلی پر رکھا۔ پھر آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا تو بے روزہ لوگوں نے روزہ داروں سے کہا اب روزہ افطار کر لو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ دس رمضان کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوتے اور رمضان کے وسط میں مکہ مکرمہ پہنچے پھر انیس دن یہاں پڑاؤ کیا پھر اوائل شوال میں حنین کا رخ کیا اس لئے روایت میں رمضان کا ذکر محل تامل ہے۔ (فتح الباری:۷/۵۹۷)

٢٨ - باب: أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ ﷺ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ

١٦٦٢ : عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا سَارَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا، خَرَجَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَحَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَلْتَمِسُونَ الْخَبَرَ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَأَقْبَلُوا يَسِيرُونَ حَتَّى أَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ، فَإِذَا هُمْ بِنِيرَانٍ كَأَنَّهَا نِيرَانُ عَرَفَةَ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: مَا هٰذِهِ، لَكَأَنَّهَا نِيرَانُ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ: نِيرَانُ بَنِي عَمْرٍو، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: عَمْرٌو أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ، فَرَآهُمْ نَاسٌ مِنْ حَرَسِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَأَدْرَكُوهُمْ فَأَخَذُوهُمْ، فَأَتَوْا بِهِمْ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَأَسْلَمَ أَبُو سُفْيَانَ، فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ: (أَحْبِسْ أَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ خَطْمِ الْجَبَلِ، حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ). فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ، فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، كَتِيبَةً كَتِيبَةً عَلَى أَبِي سُفْيَانَ، فَمَرَّتْ كَتِيبَةٌ، قَالَ: يَا عَبَّاسُ مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَ: هٰذِهِ غِفَارُ، قَالَ: مَا لِي وَلِغِفَارَ، ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ، قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَيْمٍ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ،

باب ٢٨: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا کہاں نصب کیا

١٦٦٢۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ کے سال روانہ ہوئے اور قریش کو یہ خبر پہنچی تو ابوسفیان' حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء آپ کے متعلق معلومات لینے کو نکلے۔ چلتے چلتے جب مرالظہران پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ آگ جگہ جگہ بکثرت روشن ہے گویا وہ عرفہ کی آگ ہے۔ ابو سفیان نے کہا یہاں جگہ جگہ آگ کیوں روشن ہے؟ یہ جگہ جگہ آگ کے یہ الاؤ تو میدان عرفات کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ بدیل بن ورقاء نے کہا یہ بنی عمرو کی آگ معلوم ہوتی ہے ابو سفیان نے کہا بنی عمرو کے لوگ تو اس سے بہت کم ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے پاسبانوں نے انہیں دیکھ کر انہیں گرفتار کر لیا اور پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو گھوڑوں کے ہجوم کی جگہ رکھنا تاکہ وہ مسلمانوں کی شان و شوکت بچشم خود ملاحظہ کرے۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو ایسی ہی جگہ ٹھہرایا۔ اب ان کے قریب سے وہ قبائل جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے گروہ در گروہ گزرنے لگے اور جب پہلا قبیلہ گزرا تو حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے پوچھا عباس رضی اللہ عنہ! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ

وَمَرَّتْ سُلَيْمٌ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، حَتّٰى أَقْبَلَتْ كَتِيبَةٌ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا، قَالَ: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الأَنْصَارُ، عَلَيْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَهُ الرَّايَةُ، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا أَبَا سُفْيَانَ، الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ، الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ. فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا عَبَّاسُ حَبَّذَا يَوْمُ الذِّمَارِ. ثُمَّ جَاءَتْ كَتِيبَةٌ، وَهِيَ أَقَلُّ الْكَتَائِبِ، فِيهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ، وَرَايَةُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، فَلَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِأَبِي سُفْيَانَ قَالَ: أَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟ قَالَ: (مَا قَالَ؟). قَالَ: كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: (كَذَبَ سَعْدٌ، وَلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيهِ الْكَعْبَةَ، وَيَوْمٌ تُكْسٰى فِيهِ الْكَعْبَةُ). قَالَ: وَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُرْكَزَ رَايَتُهُ بِالْحَجُونِ.

فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلزُّبَيْرِ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، هَا هُنَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ؟

قَالَ: وَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَنْ يَدْخُلَ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ، وَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ كُدًا، فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ رَجُلَانِ: حُبَيْشُ ابْنُ الأَشْعَرِ، وَكُرْزُ بْنُ جَابِرٍ

قبیلہ غفار ہے۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ان سے کوئی غرض نہیں۔ پھر قبیلہ جہینہ گزرا تو ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کہا پھر قبیلہ سعد بن ہزیم گزرا تو بھی اس نے یہی کہا۔ پھر قبیلہ سلیم گزرا تو بھی اس نے یہی کہا۔ آخر میں ایک ایسا لشکر گزرا کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے اس جیسا لشکر کبھی نہ دیکھا تھا پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہ یہ انصاری ہیں اور ان کے امیر حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ ہیں جو جھنڈا تھامے ہوئے ہیں پھر سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو سفیان رضی اللہ عنہ آج تو گردنیں مارنے کا دن ہے۔ آج کعبہ میں کفار کا قتل جائز ہو گا ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا اے عباس رضی اللہ عنہ تحفظ و حفاظت کا دن اچھا ہے۔ پھر ایک سب سے چھوٹی جماعت آئی اس میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے تو اس نے کہا آپ کو معلوم نہیں کہ سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے کیا کہا ہے؟ آپ نے پوچھا اس نے کیا کہا ہے؟ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا سعد رضی اللہ عنہ نے غلط کہا ہے یہ تو وہ دن ہے کہ اللہ اس میں کعبہ کو بزرگی دے گا اور اس دن کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حجون میں اپنا جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابو عبد اللہ! کیا اس جگہ جھنڈا

الْفِهْرِيُّ. [رواه البخاري: ٤٢٨٠]

گاڑنے کا تجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا تھا کہ کداء کی بالائی جانب سے مکہ میں داخل ہوں اور خود رسول اللہ ﷺ کداء (کے نشیبی علاقہ) کی طرف سے داخل ہوئے۔ اس دن حضرت خالد بن ولید کی فوج سے دو مرد یعنی حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر الفہری رضی اللہ عنہما شہید ہوئے۔

فوائد: جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنا لشکر جرار لے کر مکہ میں داخل ہوئے تو اہل مکہ نے معمول کا مقابلہ کیا نتیجہ میں بارہ تیرہ کافر مارے گئے اور باقی بھاگ نکلے جبکہ مسلمانوں سے بھی حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہری شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم (فتح الباری:۷/۶۰۳)

١٦٦٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ يُرَجِّعُ، وَقالَ: لَوْلاَ أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِي لَرَجَّعْتُ كما رَجَّعَ. [رواه البخاري: ٤٢٨١]

۱۶۶۳۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو اونٹنی پر سوار دیکھا اس وقت سورۃ فتح (بڑی خوش الحانی) سے پڑھ رہے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ اگر لوگوں کے جمع ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں بھی اسی طرح ترجیع کے ساتھ پڑھ کر سناتا جیسے انہوں نے پڑھ کر سنایا تھا۔

فوائد: ایک لفظ کو آہستہ پھر باآواز بلند پڑھنے کو ترجیع کہتے ہیں راوی حدیث حضرت معاویہ بن قرۃ نے حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے لب ولہجہ کے مطابق تھوڑی سی قرأت کی بعض روایات میں صوتی طریقہ کو بیان بھی کیا گیا ہے۔ (فتح الباری:۷/۶۰۷)

١٦٦٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّونَ وَثَلاَثُمِائَةِ نُصُبٍ، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ: ﴿جَآءَ ٱلْحَقُّ وَزَهَقَ ٱلْبَٰطِلُ﴾. ﴿جَآءَ ٱلْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ

۱۶۶۴۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ آپ اپنے ہاتھ کی چھڑی سے ان بتوں کو مارتے اور فرماتے دین حق آیا اور باطل مٹ گیا حق آچکا اور باطل سے نہ شروع میں کچھ ہو

ٱلْبَـٰطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾). [رواه البخاري: ٤٢٨٧]

سکا اور نہ آئندہ اس سے کچھ ہو سکتا ہے۔

فوائد: بیت اللہ کے اندر حضرت ابراہیم' حضرت اسماعیل' حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہم السلام کی تصاویر تھیں جبکہ بیت اللہ کے باہر بے شمار مجسّے نصب تھے رسول اللہ ﷺ اپنی قوس کے کنارہ سے اشارہ کرتے حتی کہ تمام مجسّے زمین بوس ہو گئے۔ (فتح الباری:۱۱۶/۷)

٢٩ - باب:

باب ۲۹:

١٦٦٥ : عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا بِمَا مَمَرَّ النَّاسِ، وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ: مَا لِلنَّاسِ، مَا لِلنَّاسِ؟ مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُولُونَ: يَزْعَمُ أَنَّ ٱللَّهَ أَرْسَلَهُ، أَوْحَى إِلَيْهِ. أَوْ: أَوْحَى ٱللَّهُ بِكَذَا، فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ، وَكَأَنَّمَا يُقَرُّ فِي صَدْرِي، وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ، فَيَقُولُونَ: ٱتْرُكُوهُ وَقَوْمَهُ، فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ، فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ، بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ، وَبَدَرَ أَبِي قَوْمِي بِإِسْلَامِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: جِئْتُكُمْ وَٱللهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ حَقًّا، فَقَالَ: صَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا، وَصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا، فَنَظَرُوا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي، لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ،

۱۶۶۵۔ حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک چشمہ پر رہائش پذیر تھے جو لوگوں کے لئے عام گزر گاہ تھا۔ ہماری طرف سے جو مسافر سوار گزرتے ہم ان سے پوچھتے رہتے کہ اب لوگوں کا کیا حال ہے؟ اور اس شخص کی کیا کیفیت ہے؟ لوگ جواب دیتے وہ کہتا ہے اللہ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ اس کی طرف وحی اتارتا ہے یا یوں کہا کہ اللہ نے اس پر یہ وحی بھیجی ہے عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں وہ کلام خوب یاد کر لیا کرتا۔ گویا کوئی اسے میرے سینے میں جما دیتا ہے اور اہل عرب مسلمان ہونے کے لئے فتح مکہ کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ محمد ﷺ اور اس کی قوم کو چھوڑ دو اگر حضرت محمد ﷺ ان پر غالب آ گئے تو وہ نبی برحق ہیں۔ پھر جب مکہ فتح ہوا تو ہر ایک قوم نے چاہا کہ وہ پہلے مسلمان ہو جائے اور میرے باپ نے مسلمان ہونے میں اپنی قوم سے بھی جلدی کی جب میرا باپ مسلمان ہو کر آیا تو اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی قسم! میں نبی برحق سے ملاقات کر کے تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ اس نے فرمایا ہے کہ فلاں وقت یہ نماز اور فلاں وقت وہ نماز

فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ، وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ، كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّي، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ: أَلَا تُغَطُّونَ عَنَّا اسْتَ قَارِئِكُمْ؟ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوا لِي قَمِيصًا، فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِي بِذَلِكَ الْقَمِيصِ. [رواه البخاري: ٤٣٠٢]

پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جس کو زیادہ قرآن یاد ہو۔ وہ جماعت کرائے انہوں نے اس پر غور کیا تو مجھ سے زیادہ کسی کو قرآن پڑھنے والا نہ پایا کیونکہ میں مسافر سواروں سے سن سن کر بہت یاد کر چکا تھا۔ لہٰذا سب نے مجھے امام منتخب کر لیا حالانکہ میں اسی وقت چھ سات برس کا تھا۔ ایسا ہوا کہ اس وقت میرے تن پر صرف ایک چادر تھی وہ بھی جب میں سجدہ کرتا تو سکڑ جاتی (تو میرا ستر کھل جاتا) قبیلہ کی ایک عورت نے یہ منظر دیکھ کر کہا تم اپنے قاری کا سرین ہم سے کیوں نہیں چھپاتے آخرکار انہوں نے ایک کپڑا خرید کر میرا کرتہ بنایا اور میں جتنا اس کرتے سے خوش ہوا اتنا کسی چیز سے کبھی خوش نہیں ہوا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچہ فرائض اور نوافل میں امامت کا فریضہ ادا کر سکتا ہے جبکہ بعض لوگوں نے بلاوجہ اس موقف سے اختلاف کیا ہے۔ (فتح الباری:۶۱۸/۷)

٣٠ - باب: قول الله: ﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

باب ۳۰: غزوہ حنین کا بیان اور ارشاد باری تعالیٰ "خاص کر حنین کے دن مدد کی کہ جب تم اپنی کثرت تعداد پر اترا رہے تھے"

١٦٦٦ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى: أَنَّهُ كَانَ بِيَدِهِ ضَرْبَةٌ، قَالَ: ضُرِبْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ [رواه البخاري: ٤٣١٤]

۱۶۶۶۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ہاتھ پر تلوار کے زخم کا نشان تھا انہوں نے فرمایا کہ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ تلوار کا زخم مجھے لگا تھا۔

فوائد: بخاری میں ہے کہ راوی حدیث اسماعیل بن ابی خالد نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی کلائی پر ایک زخم کا نشان دیکھا تو اس کی وجہ دریافت کی انہوں نے بتایا کہ میں غزوہ حنین اور دیگر جنگوں (مثلاً حدیبیہ اور خندق) میں شریک رہا ہوں۔ (فتح الباری:۶۲۳/۷)

٣١ - باب: غَزْوَةُ أَوْطَاسٍ

١٦٦٧ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ، فَانْتَهَى إِلَيْهِم فَلَقِيَ دُرَيْدَ ابْنَ الصِّمَّةِ، فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللهُ أَصْحَابَهُ، قَالَ أَبُو مُوسَى: وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ، فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ، رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ؟ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي، فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ، فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى، فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ: أَلَا تَسْتَحِي، أَلَا تَثْبُتُ، فَكَفَّ، فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ، ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ: قَتَلَ اللهُ صَاحِبَكَ، قَالَ: فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ، فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ المَاءُ، قَالَ يَا ابْنَ أَخِي: أَقْرِئِ النَّبِيَّ ﷺ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْ لِي. وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ، فَمَكَثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ، فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ، قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ، وَقَالَ: قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي، فَدَعَا

باب ۳۱: غزوہ اوطاس کا بیان

۱۶۶۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر ایک لشکر کے ہمراہ اوطاس کی طرف روانہ کیا جو وہاں پہنچ کر درید بن صمہ سے نبرو آزما ہوئے۔ درید جنگ میں مارا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو شکست سے دو چار کیا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا تھا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں ایک جشمی آدمی کا تیر لگا جو کہ وہاں پیوست ہو کر رہ گیا۔ میں ان کے پاس گیا اور پوچھا چچا جان! تجھے کس نے تیر مارا ہے؟ انہوں نے قبیلہ بنو جشم کے ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتلایا کہ فلاں شخص میرا قاتل ہے۔ جس نے مجھے تیر مارا ہے میں دوڑ کر اس کے پاس جا پہنچا۔ مگر جب اس نے مجھے دیکھا تو بھاگ نکلا میں اس کے پیچھے ہو لیا اور کہنے لگا تجھے شرم نہیں آتی تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟ آخر وہ رک گیا۔ پھر میرے اور اس کے درمیان تلوار کے دو وار ہوئے بالآخر میں نے اسے مار ڈالا۔ پھر واپس آکر میں نے ابو عامر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا اب یہ تیر تو نکالو میں نے تیر نکالا تو زخم سے پانی بہنے لگا۔ انہوں نے مجھے کہا میرے بھتیجے! رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میری طرف سے سلام عرض کرنا اور آپ سے کہنا کہ میرے لئے بخشش کی دعا

بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: (اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ). وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ). فَقُلْتُ: وَلِي فَاسْتَغْفِرْ، فَقَالَ: (اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا). [رواه البخاري: ٤٣٢٣]

فرمائیں۔ پھر ابو عامر رضی اللہ عنہ نے مجھے لوگوں پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور تھوڑی دیر کے بعد انتقال کر گئے۔ پھر میں واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے گھر حاضر ہوا اس وقت آپ بان سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ جس پر بستر (نہیں) تھا اور چارپائی کی بان کے نشانات آپ کے پہلو اور پشت پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ سے تمام حالات بیان کئے اور حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بھی عرض کیا اور ان کی دعا مغفرت کی درخواست بھی پہنچائی تو آپ نے پانی طلب کیا وضو کر کے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی اے اللہ! عبید یعنی ابو عامر رضی اللہ عنہ کو بخش دے میں آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ رہا تھا۔ پھر فرمایا اے اللہ! اسے قیامت کے دن انسانوں میں سے اکثر پر برتری عطا کر۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے بھی دعائے مغفرت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کے گناہ بخش دے اور روز قیامت انہیں مقام عزت عطا فرما۔

فوائد: غزوہ حنین کے بعد قبیلہ ہوازن کے شکست خوردہ لوگ بھاگ کر کچھ تو وادی اوطاس کی طرف چلے گئے اور کچھ لوگوں نے طائف کا رخ کر لیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عامر اشعری کو امیر بنا کر وادی اوطاس کی طرف روانہ کیا۔ (فتح الباری:۸/۶۳۸)

٣٢ - باب: غَزْوَةُ الطَّائِفِ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ

باب ۳۲: غزوہ طائف کا بیان جو شوال آٹھ ہجری میں ہوا

١٦٦٨ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لِعَبْدِ

۱۶۶۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک مخنث بیٹھا

اَللهِ بْنِ أُمَيَّةَ: يَا عَبْدَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا، فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ). [رواه البخاري: ٤٣٢٤]

ہوا تھا اور عبد اللہ بن ابی امیہ سے کہہ رہا تھا۔ اے عبد اللہ! اگر کل اللہ تعالیٰ طائف فتح کر دے تو تم دختر غیلان کو لے لینا کیونکہ جب وہ سامنے سے آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں اور جب وہ پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بل دکھائی دیکھتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آئندہ یہ مخنث تمہارے پاس ہرگز نہ آئے۔

فوائد: اس مخنث کا نام ہیت تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ سے نکال دیا تھا جب وہ بوڑھا ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر جمعہ مدینہ میں آنے کی اسے اجازت دے دی۔ (فتح الباری:۷/۵۲/۴)

١٦٦٩ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حَاصَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الطَّائِفَ، فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا، قَالَ: (إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ). فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ، وَقَالُوا: نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ وَقَالَ مَرَّةً: (نَقْفُلُ). فَقَالَ: (اُغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ). فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ، فَقَالَ: (إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ). فَأَعْجَبَهُمْ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ. [رواه البخاري: ٤٣٢٥]

١٦٦٩۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو دشمن سے کچھ نہ پا سکے۔ آخر آپ نے فرمایا ہم ان شاء اللہ کل یہاں سے لوٹ جائیں گے۔ یہ بات مسلمانوں پر گراں گزری اور کہنے لگے ہم فتح کے بغیر کیوں واپس جائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا صبح جنگ کرو چنانچہ انہوں نے جنگ کی اور زخمی ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کل ان شاء اللہ ہم واپس چلیں گے۔ یہ سن کر لوگ بہت خوش ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کو ہنسی آ گئی۔

فوائد: کافر قلعہ بند تھے وہ اندر سے مسلمانوں پر تیر چلاتے اور لوہے کے گرم ٹکڑے پھینکتے تھے ایسے حالات میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا یہ لوگ لومڑی کی طرح اپنے بل میں گھس گئے ہیں اگر یہاں ٹھہریں گے تو ان پر قابو پانا ممکن ہے چھوڑنے کی صورت میں وہ آپ کا نقصان نہیں کر سکیں گے۔ (فتح الباری:۷/۶۴۱)

١٦٧٠ : عَنْ سَعْدٍ وَأَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا: سَمِعْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ،

١٦٧٠۔ حضرت سعد اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو اپنے باپ کے علاوہ دانستہ خود کو کسی

وَهُوَ يَعْلَمُ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ). اور سے منسوب کرے تو اس پر جنت حرام ہے۔

[رواه البخاري: ٤٣٢٦]

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ جب زیاد نے خود کو حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا تو ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ حالانکہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے واضح رہے کہ زیاد حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا مادری بھائی تھا۔ (فتح الباری:۱۲/۵۵)

١٦٧١ : وفي رواية: أَمَّا أَحَدُهُما فَأَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ فِي أُناسٍ فَجاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَفِي رِوايَةٍ: فَنَزَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَالِثَ ثَلاثَةٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الطَّائِفِ. [رواه البخاري: ٤٣٢٧]

١٦٧١۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ان دونوں (سعد و ابی بکرہ رضی اللہ عنہما) راویوں میں ایک تو وہ شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر چلایا اور دوسرا وہ ہے جو قلعہ طائف کی دیوار سے چند آدمیوں کے ساتھ پھلانگ گیا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے جو ۲۳ ویں آدمی تھے۔ ان لوگوں میں جو طائف کے قلعہ سے اتر کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔

فوائد: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وہ شخص تھے جنھوں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہی جو طائف کے قلعہ سے اتر کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ (صحیح بخاری:۴۳۲۶)

١٦٧٢ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالمَدِينَةِ، وَمَعَهُ بِلالٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَلاَ تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي؟ فَقَالَ لَهُ: (أَبْشِرْ). فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ، فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلاَلٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ، فَقَالَ: (رَدَّ الْبُشْرَى، فَاقْبَلاَ أَنْتُما). قَالاَ: قَبِلْنَا، ثُمَّ دَعَا

١٦٧٢۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جبکہ آپ جعرانہ میں ٹھہرے تھے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے اور آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس وقت ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اسے پورا کریں۔ آپ نے فرمایا تیرے لئے بشارت ہے وہ بولا یہ کیا بات ہے؟ آپ اکثر یہی فرماتے رہتے ہیں "خوش ہو جا" یہ سن کر معلوم ہوا جیسا کہ آپ غصہ میں ہیں۔ حضرت بلال

بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: (اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا). فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا، فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا، فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً. [رواه البخاري: ٤٣٢٨]

رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اس اعرابی نے بشارت قبول نہیں کی۔ لٰہذا تم دونوں قبول کر لو۔ ان دونوں نے کہا ہمیں منظور ہے۔ پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھوئے اور اس میں کلی بھی کی۔ پھر فرمایا اس میں سے تم دونوں پیو کچھ اپنے منہ اور سینہ پر ڈالو اور خوش ہو جاؤ۔ ہم دونوں پیالہ لے کر تعمیل حکم کرنے لگے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پس پردہ پکارا کہ اپنی ماں یعنی میرے لئے بھی چھوڑ دینا تو انہوں نے کچھ پانی بچا کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔

فوائد: مقام جعرانہ مکہ اور مدینہ کے درمیان نہیں بلکہ مکہ اور طائف کے درمیان ہے شاید کسی راوی سے سہواً ایسا ہوا ہے۔ (فتح الباری ۸/۴۶)

١٦٧٣: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ [رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ]، فَقَالَ: (إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ، وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ إِلَى بُيُوتِكُمْ؟) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: (لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ، أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ). [رواه البخاري: ٤٣٣٤]

١٦٧٣۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے کچھ لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا قریش ابھی نو مسلم اور تازہ مصیبت اٹھائے ہوئے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مال غنیمت سے ان کی دل جوئی کروں۔ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ دوسرے لوگ تو دنیا لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر گھروں کی طرف لوٹو۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو اس پر راضی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اگر اور لوگ وادی کے اندر چلیں اور انصار پہاڑی راستے پر چلیں تو میں بھی انصار کی وادی یا گھاٹی کو ہی اختیار کروں گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ انصار میرے لئے استر ہیں اور دیگر لوگ ابرہ کی حیثیت رکھتے ہیں پھر آپ نے انصار کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انصار' انکے بیٹیوں اور پوتوں پر رحمت نازل فرما' اس پر

انصار بہت خوش ہوئے۔ (فتح الباری:۸/۵۲)

۳۳ - باب: بَعْثُ النَّبِيِّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ

باب ۳۳: رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجنے کا بیان

١٦٧٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ، فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا: أَسْلَمْنَا، فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: صَبَأْنَا صَبَأْنَا، فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ، وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ، فَقُلْتُ: وَٱللهِ لاَ أَقْتُلُ أَسِيرِي، وَلاَ يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ، حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْنَاهُ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فَقَالَ: (اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ). مَرَّتَيْنِ. [رواه البخاري: ٤٣٣٩]

۱۶۷۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ وہ اچھی طرح یوں نہ کہہ سکے کہ ہم اسلام لائے بلکہ یوں کہنے لگے کہ ہم نے اپنا دین بدل ڈالا جس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا اور بعض کو قید کر کے ہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک قیدی دے دیا۔ پھر ایک روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں اپنے قیدی کو ہرگز قتل نہیں کروں گا اور نہ ہی میرا کوئی ساتھی اپنے قیدی کو مارے گا پھر ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ قصہ بیان کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی اے اللہ! میں خالد رضی اللہ عنہ کے فعل سے بری الذمہ ہوں دو بار یہی فرمایا۔

فوائد: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے چونکہ اجتہادی غلطی ہوئی تھی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے خود کو بری الذمہ قرار دیا لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو کچھ نہیں کہا البتہ قوم کے افراد بے گناہ مارے گئے تھے اس لئے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعے ان کا خون بہا دے کر اس کی تلافی فرمائی۔ (فتح الباری:۸/۵۸)

٣٤ - باب: سَرِيَّةُ عَبْدِاللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ. وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ إِنَّهَا سَرِيَّةُ الأَنْصَارِيِّ

باب ۳۴: عبد اللہ بن حذافہ سہمی اور علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہما کے سریہ کا بیان اور اسی کو ''سریہ انصار'' کہا جاتا ہے

١٦٧٥ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ

۱۶۷۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

قال: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سرِيَّةً وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهَا رَجُلًا مِنَ الأَنْصارِ، وَأمرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ، فَغَضِبَ، فَقَالَ: أَلَيْسَ أمرَكُمُ النَّبِيُّ أَنْ تُطِيعُونِي؟ قَالُوا: بَلَى، قالَ: فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا، فَجَمَعُوا، فَقَالَ: أَوْقِدُوا نَارًا، فَأَوْقَدُوهَا، فَقَالَ: ادْخُلُوهَا، فَهَمُّوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا، وَيَقُولُونَ: فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنَ النَّارِ، فَمَا زَالُوا حَتَّى خَمَدَتِ النَّارُ، فَسَكَنَ غَضَبُهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: (لَوْ دَخَلُوهَا ما خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، الطَّاعَةُ فِي المَعْرُوفِ). [رواه البخاري: ٤٣٤٠]

نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا اس کا سالار ایک انصاری شخص کو مقرر فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت کرو۔ اتفاقا اس کو غصہ آیا تو کہنے لگا کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے میری اطاعت کا حکم نہیں دیا تھا۔ لوگوں نے کہا کیوں نہیں! تب اس نے کہا تم میرے لئے لکڑیاں جمع کرو۔ انہوں نے جمع کر دیں اس نے کہا اب آگ سلگاؤ انہوں نے آگ بھی سلگائی۔ پھر اس نے کہا کہ اس میں کود پڑو۔ انہوں نے کودنے کا ارادہ کیا مگر بعض ایک دوسرے کو روکنے لگے اور انہوں نے کہا ہم آگ سے راہ فرار کر کے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہیں وہ یہی کہتے رہے یہاں تک کہ آگ بجھ گئی اور اس کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر وہ اس آگ میں گھس جاتے تو قیامت تک اس سے نہ نکل سکتے کیونکہ اطاعت اسی کام میں ضروری ہے جو شریعت کے خلاف نہ ہو۔

فوائد: مسند امام احمد میں ہے کہ اس لشکر کا سالار حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا لیکن وہ انصاری اس معنی میں ہیں کہ انہوں نے دین اسلام کے معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی مدد فرمائی تھی اصل میں وہ مہاجرین سے تعلق رکھتے ہیں عین ممکن ہے کہ روایت میں انصار کا لفظ کسی راوی کا وہم ہو۔ (فتح الباری:۸/۵۹)

٣٥ - باب: بَعْثُ أَبِي مُوسَىٰ وَمُعَاذٍ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

باب ۳۵: حضرت ابو موسی اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو حجۃ الوداع سے پہلے یمن روانہ کرنے کا بیان

١٦٧٦ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ وَمُعَاذَ

۱۶۷۶۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو

ابْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مِخْلاَفٍ، قَالَ: وَالْيَمَنُ مِخْلافَانِ، ثُمَّ قَالَ: (يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا). فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى عَمَلِهِ، قَالَ: وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِذَا سَارَ فِي أَرْضِهِ وَكَانَ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَحْدَثَ بِهِ عَهْدًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَارَ مُعَاذٌ فِي أَرْضِهِ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَبِي مُوسٰى، فَجَاءَ يَسِيرُ عَلَى بَغْلَتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ، وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ، وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ أَيَّمَ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلاَمِهِ، قَالَ: لاَ أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ، قَالَ: إِنَّمَا جِيءَ بِهِ لِذٰلِكَ فَانْزِلْ، قَالَ: ما أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ، فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ، كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ أَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا، قَالَ: فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذُ؟ قَالَ: أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَأَقُومُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِي مِنَ النَّوْمِ، فَأَقْرَأُ ما كَتَبَ اللهُ لِي، فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كما أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي. [رواه البخاري: ٤٣٤١، ٤٣٤٢]

یمن کی طرف بھیجا اور ہر ایک کو یمن کی ایک ولایت پر حاکم بنا دیا اور اس وقت یمن دو ولایت پر مشتمل تھا۔ پھر آپ نے فرمایا دیکھو لوگوں پر آسانی کرنا سختی سے کام نہ لینا انہیں خوش رکھنا نفرت نہ دلانا۔ خیر ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے کام پر روانہ ہوا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے جو کوئی اپنے علاقہ کا دورہ کرتے کرتے اپنے ساتھی کے قریب آ جاتا تو اس سے ضرور ملاقات کرتا اسے سلام کرتا ایک بار ایسا ہوا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنے علاقہ کا دورہ کرتے کرتے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ گئے تو وہ اپنے خچر پر سوار ہو کر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی پاس بہت سے لوگ جمع تھے۔ وہاں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ! یہ کون ہے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گیا تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک اسے کیفر کردار تک نہیں پہنچایا جاتا میں خچر سے نہیں اتروں گا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اترو تو سہی اسے قتل کرنے کی لئے یہاں لایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا میں اس کے مارے جانے سے پہلے ہرگز نہیں اتروں گا چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے حکم سے وہ قتل کر دیا گیا۔ تب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اترے اور پوچھا اے عبد اللہ رضی اللہ عنہ! تم قرآن کیسے پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا میں تو تھوڑا

تھوڑا ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں۔ پھر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے معاذ رضی اللہ عنہ تم کس طرح تلاوت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا میں اول شب میں سو جاتا ہوں۔ پھر اٹھ بیٹھتا ہوں پھر جتنا اللہ کو منظور ہوتا ہے پڑھ لیتا ہوں۔ سوتا بھی ثواب کی نیت ہوں جیسے اٹھتا بھی ثواب کی نیت سے ہوں۔

فوائد : عبادات میں طاقت اور ہمت حاصل کرنے کے لئے جو کچھ بھی کیا جائے گا وہ باعث ثواب ہے ایسے حالات میں سونے' کھانے اور آرام کرنے میں بھی ثواب کی امید کی جا سکتی ہے۔ (فتح الباری:۸/۷۲)

١٦٧٧ : عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ، فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْرِبَةٍ تُصْنَعُ بِهَا، فَقَالَ: (وَما هِيَ؟) قَالَ: الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ، فَقَالَ: (كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ). [رواه البخاري: ٤٣٤٣]

۱۶۷۷۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں یمن کی طرف بھیجا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان شرابوں کا حکم دریافت کیا جو یمن میں تیار ہوتی ہیں۔ آپ نے پوچھا وہ کونسی شرابیں ہیں؟ انہوں نے کہا بتع یعنی شہد سے تیار ہونے والی شراب اور مزر یعنی جو سے تیار ہونے والی شراب۔ آپ نے فرمایا ہر وہ شراب جو نشہ آور ہو حرام ہے۔

فوائد : رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجنا ان کی ذہانت وفطانت کی زبردست دلیل ہے جبکہ شیعہ اور خوارج واقعہ صفین کو بنیاد بنا کر انہیں غفلت شعار ثابت کرتے ہیں۔ قاتلهم الله انى يوفكون

٣٦ - باب: بَعْثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ إِلَى الْيَمَنِ

باب ۳۶: حضرت علی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجنے کا بیان

١٦٧٨ : عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ مَعَ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيدِ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهُ، فَقَالَ

۱۶۷۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن کی طرف روانہ کیا۔ پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تعینات فرمایا نیز

ﷺ: (مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ، مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ. وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ). فَكُنْتُ فِيمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ، قَالَ: فَغَنِمْتُ أَوَاقِيَّ ذَوَاتِ عَدَدٍ. [رواه البخاري: ٤٣٤٩]

ارشاد فرمایا کہ خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے کہہ دینا ان میں سے جو تیرے ساتھ جانا چاہے وہ یمن چلا جائے اور جو چاہے مدینہ واپس آ جائے راوی کا بیان ہے کہ میں بھی انہی لوگوں میں تھا۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن چلے گئے تھے اور مجھے کئی اوقیہ چاندی مال غنیمت سے حاصل ہوئی تھی۔

فوائد: مسند اسماعیلی میں ہے کہ جب ہم لوٹ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن گئے تو قوم ہمدان سے ہمارا مقابلہ ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ کا خط پڑھ کر سنایا تو وہ مسلمان ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی اطلاع جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو آپ نے سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا کہ ہمدان سلامت رہے۔ (فتح الباری:۸/۶۶)

۱۶۷۹ : عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا، وَقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلَا تَرَى إِلَى هٰذَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: (يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟) فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (لَا تُبْغِضْهُ، فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ). [رواه البخاري: ٤٣٥٠]

۱۶۷۹۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس خمس لینے سے بھیجا اور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہاں غسل کیا۔ میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ دیکھتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟ پھر جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تب آپ نے فرمایا اے بریدہ رضی اللہ عنہ! کیا تو علی رضی اللہ عنہ سے عداوت رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عداوت نہ رکھ کیونکہ اس کا خمس میں اس سے زیادہ حق ہے۔

فوائد: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا سمجھنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے مال غنیمت سے اپنے لئے ایک لونڈی کا انتخاب کیا پھر اس سے ہم بستر ہوئے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوا کہ مال غنیمت میں سے ایسا کرنا خیانت ہے۔ (فتح الباری:۸/۶۷)

۱۶۸۰ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ

۱۶۸۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی بن ابی طالب

أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ، لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا، قَالَ: فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ، وَأَقْرَعَ بْنِ حابِسٍ، وَزَيْدِ الخَيْلِ، وَالرَّابِعُ: إِمَّا عَلْقَمَةُ، وَإِمَّا عامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ، قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَساءً). قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غائِرُ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاشِزُ الْجَبْهَةِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، مُشَمَّرُ الإِزارِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ ٱتَّقِ ٱللهَ، قَالَ: (وَيْلَكَ، أَوَ لَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ ٱللهَ). قَالَ: ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ. قَالَ خالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: (لَا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي). فَقَالَ خالِدٌ: وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ ما لَيْسَ فِي قَلْبِهِ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ قُلُوبَ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ). قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ، فَقَالَ: (إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ ٱللهِ

رضی اللہ عنہ نے یمن سے سونے کا ایک ٹکڑا صاف کئے ہوئے چمڑے میں لپٹا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ فرمایا۔ وہ ابھی مٹی سے علیحدہ نہیں کیا گیا تھا راوی کا بیان ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے چار آدمیوں میں تقسیم فرما دیا عینیہ بن بدر' اقرع بن حابس' زید الخیل اور چوتھا علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہم ہے۔ یہ حال دیکھ کر آپ کے اصحاب میں سے کسی نے کہا ہم ان لوگوں سے اس سونے کے زیادہ حقدار تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا تم لوگ مجھ پر اعتماد نہیں کرتے ہو حالانکہ اس پروردگار کو مجھ پر اعتبار ہے جو آسمانوں پر ہے اور صبح و شام میرے پاس آسمانی خبر (وحی) آتی رہتی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس وقت ایک اور شخص کھڑا ہوا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی' رخسار پھولے ہوئے' پیشانی ابھری ہوئی' گھنی داڑھی' سر منڈا اور اونچی ازار باندھے ہوئے تھا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے ڈریئے آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو کیا تمام روئے زمین کے لوگوں میں اللہ سے ڈرنے کا میں زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ راوی کہتا ہے پھر وہ شخص چلا گیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں کیونکہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بہت سے نمازی ایسے ہوئے ہیں کہ منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو کسی کے دل ٹٹولنے

رَطْبًا، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كما يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ - وَأَظُنُّهُ قَالَ - لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ). [رواه البخاري: ٤٣٥١]

یا پیٹ چیرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ نے اس کی طرف دیکھا جبکہ وہ پیٹھ موڑ کر جارہا تھا اور فرمایا اس شخص کی نسل سے ایسی قوم نکلے گی کہ کتاب اللہ کی تلاوت سے ان کی زبان تر ہو گی حالانکہ وہ کتاب ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گی۔ وہ دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میرے خیال کے مطابق آپ نے یہ بھی فرمایا اگر وہ قوم مجھے ملے تو میں انہیں قوم ثمود کی طرح قتل کر دوں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ اس مردود کی نسل سے پیدا ہونے والے مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی خوارج کے حق میں پوری ہوئی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ظاہر ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں کیفر کردار تک پہنچایا۔ (فتح الباری:۸/۶۹)

٣٧ - باب: غَزْوَةُ ذِي الخَلَصَةِ

باب ۳۷: غزوۂ ذی الخلصہ کا بیان۔

١٦٨١ : تَقَدَّمَ حَديث جَرِيرٍ في ذٰلِكَ، وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ لَهُ: (أَلا تُرِيحُني مِنْ ذي الخَلَصَةِ؟) وَذَكَرَ في هٰذِهِ الرِّوايَةِ، قالَ جَرِيرٌ: وَكانَ ذُو الخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمَ وَبَجِيلَةَ، فِيهِ نُصُبٌ يُعْبَدُ.

قالَ: وَلَمَّا قَدِمَ جَرِيرٌ الْيَمَنَ، كانَ بِها رَجُلٌ يَسْتَقْسِمُ بِالأَزْلَامِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ها هُنا، فَإِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرَبَ عُنُقَكَ، قالَ: فَبَيْنَما هُوَ يَضْرِبُ بِها إِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيرٌ، فَقالَ: لَتَكْسِرَنَّها وَلَتَشْهَدَنَّ: أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، أَوْ لأَضْرِبَنَّ

١٦٨١۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث (۱۲۹۲) پہلے گزر چکی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے اس کے فرمان کا ذکر ہے کہ کیا تم مجھے ذی الخلصہ کو اجاڑ کر بے فکر نہیں کرو گے؟ مگر اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ذوالخلصہ یمن میں قبیلہ خثعم اور بجیلہ کا بت خانہ تھا۔ وہاں متعدد بت تھے۔ جن کی لوگ عبادت کرتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ جب جریر رضی اللہ عنہ یمن پہنچے تو وہاں ایک شخص تیروں کے ذریعے فال نکال رہا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا قاصد یہاں آ پہنچا ہے اگر تو اس کے ہتھے چڑھ گیا تو تیری گردن اڑا دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک

عُنُقَكَ؟ قَالَ: فَكَسَرَهَا وَشَهِدَ. (راجع: ١٢٩٦) [رواه البخاري: ٤٣٥٧]

دن ایسا ہوا کہ وہ فال کھول رہا تھا۔ اتنے میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے انہوں نے کہا کہ فال کے ان تیروں کو توڑ کر کلمہ شہادت پڑھ لے نہیں تو میں تیری گردن اڑادوں گا چنانچہ اس نے تیر توڑ کر کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

فوائد : اس روایت کے آخر میں ہے کہ اس کے بعد حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ احمس کے ایک ابو ارطاۃ نامی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا اس نے آپ کو خوش خبری دی کہ قبیلہ احمس نے ذو الخلصہ کو جلاکر خارش زدہ اونٹ کی طرح کر دیا ہے پھر آپ نے قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور ان کے شہسواروں کے لئے خیروبرکت کی پانچ مرتبہ دعا فرمائی۔ (صحیح بخاری:۴۳۵۷)

٣٨ - باب: ذَهَابُ جَرِيرٍ إِلَى الْيَمَنِ

باب ۳۸: حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی یمن روانگی

١٦٨٢ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ بِالْيَمَنِ، فَلَقِيتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ: ذَا كَلَاعٍ وَذَا عَمْرٍو، فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ لِي ذُو عَمْرٍو: لَئِنْ كَانَ الَّذِي تَذْكُرُ مِنْ أَمْرِ صَاحِبِكَ، لَقَدْ مَرَّ عَلَى أَجَلِهِ مُنْذُ ثَلَاثٍ. وَأَقْبَلَا مَعِي حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ، رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ فَسَأَلْنَاهُمْ، فَقَالُوا: قُبِضَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، وَٱسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ، وَالنَّاسُ صَالِحُونَ. فَقَالَا: أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُودُ إِنْ شَاءَ ٱللهُ، وَرَجَعَا إِلَى الْيَمَنِ. [رواه البخاري: ٤٣٥٩]

۱۶۸۲۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں یمن تھا کہ وہاں کے دو اشخاص ذو کلاع اور ذو عمرو سے ملا۔ میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سنانے لگا تو ذو عمرو نے مجھ سے کہا جو کچھ تو نے اپنے صاحب کے حالات مجھ سے بیان کئے ہیں۔ اگر وہ درست ہیں تو ان کو فوت ہوئے تین دن گزر چکے ہیں۔ پھر وہ دونوں میرے ساتھ آئے ابھی تھوڑا سا سفر ہی کیا تھا کہ ہمیں کچھ آدمی مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہم نے ان سے حالات دریافت کئے تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ باقی سب خیریت ہے یہ سن کر ذو الکلاع اور ذو عمرو نے کہا اپنے صاحب سے کہنا کہ ہم یہاں تک آئے تھے اور ان شاء اللہ پھر آئیں

گئے۔ اس کے بعد وہ دونوں یمن کی طرف واپس چلے گئے۔

فوائد: اس روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے ان باتوں کی خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ تم انہیں اپنے ساتھ کیوں نہیں لائے اس کے بعد ایک مرتبہ ذو عمرو نے مجھے کہا کہ جریر رضی اللہ عنہ! تم اہل عرب میں اس وقت خیر وبرکت رہے گی جب تک تم میں نظام امارت قائم رہے گا لیکن جب امارت کے لئے تلوار تک بات پہنچ جائے تو خیر وبرکت اٹھ جائے گی۔ (صحیح بخاری:۴۳۵۹)

٣٩ - باب: غَزْوَةُ سِيفِ الْبَحْرِ

١٦٨٣ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قالَ: بَعَثَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، وَهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ، فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ، فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ، فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ، فَكَانَ يُقَوِّتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى فَنِيَ، فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ، فَقُلْتُ: ما تُغْنِي عَنكُم تَمْرَةٌ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ، ثُمَّ ٱنْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ، فَأَكَلَ مِنْهُ الْقَوْمُ ثَمانَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا، ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا. [رواه البخاري: ٤٣٦٠]

باب ۳۹: غزوہ سیف البحر کا بیان

۱۶۸۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا۔ اس لشکر میں تین سو آدمی تھے خیر ہم مدینہ سے نکلے ابھی راستہ ہی میں تھے کہ زاد راہ ختم ہو گیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ سب لوگ اپنا اپنا زاد سفر ایک جگہ جمع کر دیں اس کے باوجود زاد سفر کھجور کے دو تھیلوں کے برابر جمع ہوا اس میں سے وہ ہمیں ہر روز تھوڑا تھوڑا دیتے رہے حتی کہ وہ بھی ختم ہو گیا۔ پھر تو ہم کو ہر روز ایک ایک کھجور ملتی تھی ان سے کہا گیا بھلا تمہارا ایک کھجور سے کیا کام چلتا ہو گا۔ انہوں نے کہا ایک کھجور بھی غنیمت تھی جب وہ بھی نہ رہی تو ہم کو اس کی قدر معلوم ہوئی۔ پھر سمندر کی طرف گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بڑے ٹیلے کی طرح ایک مچھلی موجود ہے۔ ہمارا تمام لشکر اس میں سے اٹھارہ دن تک کھاتا رہا۔ پھر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کی دو پسلیاں کھڑی کی جائیں دیکھا تو وہ اس قدر اونچی تھیں کہ سواری پر کجاوہ رکھ کر اسے نیچے سے گزارا گیا تو وہ سواری ان کے

نیچے سے صاف نکل گئی۔

فوائد: اس روایت کے آخر میں ہے کہ اس وقت لشکر میں ایک فیاض اور دریا دل قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نامی آدمی تھا جس نے ایسے حالات میں متعدد اونٹ ذبح کر کے اہل لشکر کو کھلائے بالآخر امیر لشکر نے اسے روک دیا۔ (صحیح بخاری:۴۳۶۱)

١٦٨٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، في رواية، أَنَّهُ قالَ: فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقالُ لَهَا الْعَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، وَٱدَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهِ، حَتَّى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا. [رواه البخاري: ٤٣٦١]

وَعَنْهُ في رواية أخرى: قالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: كُلُوا، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقالَ: (كُلُوا، رِزْقًا أَخْرَجَهُ ٱللهُ، أَطْعِمُونَا إِنْ كانَ مَعَكُمْ). فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ بِعُضْوٍ فَأَكَلَهُ. [رواه البخاري: ٤٣٦٢]

۱۶۸۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ سمندر نے ہماری طرف ایک مچھلی کو پھینک دیا جس کو عنبر کہا جاتا ہے۔ ہم اسے پندرہ دن تک کھاتے رہے۔ اور اس کی چربی سے ہم نے مالش کی تو ہمارے جسم اصل حالت پر آ گئے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا گوشت کھاؤ جب ہم مدینہ لوٹ کر آئے تو رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا اسے کھاؤ اگر تمہارے پاس کچھ بچا ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ یہ سن کر کسی نے آپ کو اس کا ایک ٹکڑا لا کر دیا تو آپ نے بھی اسے تناول فرمایا۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سمندر کی مری ہوئی مچھلی کھانا درست ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے اسے حرام کہا ہے کیونکہ ایسا بحالت اضطرار کیا گیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے تناول فرمایا حالانکہ آپ مضطر نہ تھے۔ (فتح الباری:۴/۵۵۱)

٤٠ - باب: غزوة عيينة بن حصن

باب ۴۰: غزوۂ عیینہ بن حصن کا بیان

١٦٨٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ، فَقالَ عُمَرُ: بَلْ أَمِّرِ الأَقْرَعَ ابْنَ حابِسٍ، قالَ أَبُو بَكْرٍ: ما أَرَدْتَ إِلاَّ خِلاَفِي، قالَ عُمَرُ: ما أَرَدْتُ

۱۶۸۵۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب بنو تمیم کے چند سوار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ان کا امیر قعقاع بن معبد بن زرارہ کو بنا دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اقرع بن حابس کو امیر مقرر فرمائیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تم محض میری مخالفت کرنا چاہتے ہو۔

خِلَافَكَ، فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، فَنَزَلَ فِي ذَٰلِكَ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُقَدِّمُوا۟﴾. حَتَّى انْقَضَتْ. [رواه البخاري: ٤٣٦٧]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں میری غرض مخالفت کی نہیں ہے دونوں اتنا جھگڑے کہ آوازیں بلند ہوئیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بناؤ۔ آخر تک۔

فوائد: بنو تمیم کے وفد کے آنے کی یہ وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف عیینہ بن حصن کو چند سواروں کے ہمراہ روانہ کیا جن میں کوئی مہاجر یا انصاری نہ تھا اس نے چند آدمیوں کو قتل کر کے ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا اس بناء پر یہ وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (فتح الباری:۸/۸۴)

٤١ - باب: وَفْدُ بَنِي حَنِيفَةَ وَحَدِيثُ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ

باب ۴۱: وفد بنی حنیفہ اور ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کا بیان

١٦٨٦: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: (مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟) فَقَالَ: عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ، إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ المَالَ، فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَتُرِكَ حَتَّى كَانَ الْغَدُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: (مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟) قَالَ: مَا قُلْتُ لَكَ: إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، فَتَرَكَهُ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ، فَقَالَ: (مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟) فَقَالَ: عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ، فَقَالَ: (أَطْلِقُوا

۱۶۸۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف چند سوار روانہ کئے تو وہ بنو حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے۔ جس کو ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا۔ اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے۔ پوچھا اے ثمامہ تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا میرا اچھا خیال ہے۔ اگر آپ مجھے مار دیں گے تو ایسے شخص کو ماریں گے جو خونی ہے اور اگر آپ احسان رکھ کر مجھے چھوڑ دیں گے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا چاہئے طلب فرمائیں۔ یہ سن کر آپ نے اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ دوسرے دن پوچھا اے ثمامہ کیا خیال ہے؟ اس نے کہا میرا خیال وہی ہے جو کل عرض کر چکا ہوں کہ اگر آپ احسان کریں گے تو ایک احسان مند پر

ثُمَامَةَ). فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، يَا مُحَمَّدُ، وَاللهِ ما كَانَ عَلَى الأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ إِلَيَّ، وَاللهِ ما كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ، وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ، وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي، وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ، فَمَاذَا تَرَى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ: صَبَوْتَ، قَالَ: لَا وَاللهِ، وَلَكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَا وَاللهِ، لَا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا النَّبِيُّ ﷺ. [رواه البخاري: ٤٣٧٢]

احسان کریں گے۔ آپ نے پھر اسے رہنے دیا اور تیسرے دن پوچھا اے ثمامہ تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا وہی جو میں آپ سے پہلے بیان کر چکا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا اچھا ثمامہ کو چھوڑ دو تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ آخر وہ مسجد کے قریب ایک تالاب پر گیا وہاں غسل کر کے مسجد میں آ گیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں ہے اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اے محمد! اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ مجھے روئے زمین پر آپ سے زیادہ کسی اور سے دشمنی نہ تھی اور اب مجھے آپ کا چہرہ سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے اللہ کی قسم! مجھے آپ کے دین سے بڑھ کر کوئی اور دین برا معلوم نہ ہوتا تھا اور اب آپ کا دین مجھے سب سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک آپ کے شہر سے زیادہ کوئی شہر برا نہ تھا اور اب آپ کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے اس وقت گرفتار کیا جب میں عمرہ کی نیت سے جا رہا تھا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے مبارک باد دی نیز اسے عمرہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ جب وہ عمرہ کرنے کے لئے مکہ آیا تو کسی نے اس سے کہا تو بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا نہیں بلکہ میں محمد ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا ہوں۔ اللہ کی قسم! تمہارے پاس اب رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔

فوائد: حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ نے واپس یمامہ جا کر یہ حکم نامہ جاری کر دیا کہ اہل مکہ کو غلہ نہ بھیجا جائے آخر اہل مکہ نے تنگ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ آپ تو قرابت داری کا حکم دیتے ہیں ہمارے ساتھ یہ سلوک کیوں روا رکھا جا رہا ہے؟ چنانچہ آپ نے پھر اس پابندی کو ختم کرا دیا۔ (فتح الباری:۸/۸۸)

١٦٨٧ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ، وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ، وَفِي يَدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قِطْعَةُ جَرِيدٍ، حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: (لَوْ سَأَلْتَنِي هٰذِهِ الْقِطْعَةَ ما أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ ٱللهِ فِيكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ ٱللهُ، وَإِنِّي لأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ، وَهٰذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ يُجِيبُكَ عَنِّي). ثُمَّ ٱنْصَرَفَ عَنْهُ، قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّكَ أَرَى الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ ما رَأَيْتُ). فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ: أَنِ ٱنْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي). أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ، وَالآخَرُ

١٦٨٧۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مسیلمہ الکذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنا خلیفہ نامزد کریں تو میں ان کا فرمانبردار ہو جاؤں گا اور وہ اپنی قوم کے بیشتر لوگوں کو بھی ساتھ لایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے اور آپ کے دست مبارک میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپ مسیلمہ اور اس کی ساتھیوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا اگر تو مجھ سے یہ چھڑی مانگے گا تو میں تجھے نہ دوں گا اور اللہ نے جو تیری تقدیر میں لکھ دیا ہے اس سے نہیں بچ سکتا اور اگر تو روگردانی کرے گا تو اللہ تجھے تباہ کر دے گا بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ تو وہی ہے جس کا حال اللہ مجھے (خواب میں) دکھلا چکا ہے اور اب میری طرف سے یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تجھ سے گفتگو کرے گا۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب دریافت کیا کہ یہ تو وہی شخص ہے جس کا حال مجھے خواب میں بتایا گیا ہے تو حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ میں نے بحالت خواب اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے۔ میں اس سے فکر مند

مُسَيْلِمَةُ. [رواه البخاري: ٤٣٧٣، ٤٣٧٤]

ہوا پھر خواب ہی میں مجھے بذریعہ وحی ارشاد ہوا کہ ان دونوں پر پھونک مارو میں نے پھونک ماری وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی یہ تعبیر سمجھی کہ میرے بعد دو جھوٹے شخص نبوت کا دعوی کریں گے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔

فوائد: اسود عنسی تو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں واصل جہنم ہوا البتہ مسیلمہ کذاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہلاک ہوا اسے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ (فتح الباری:۸/۹۰)

١٦٨٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِخَزَائِنِ الأَرْضِ، فَوُضِعَ فِي كَفِّيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ ٱنْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا: صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ). [رواه البخاري: ٤٣٧٥]

١٦٨٨۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بحالت خواب مجھے روئے زمین کے تمام خزانے دے دیئے گئے اور سونے کے دو کنگن میرے ہاتھوں میں پہنائے گئے جو مجھے برے معلوم ہوئے۔ پھر مجھے بذریعہ وحی حکم ہوا کہ میں ان پر پھونک ماروں میں نے ان پر پھونکا تو وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے خواب کی تعبیر یہ سمجھی کہ دو کذاب ہیں۔ جن کے درمیان میں خود ہوں اور وہ دونوں صاحب صنعاء (عنسی) اور صاحب یمامہ (مسیلمہ) ہیں۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر انسان خواب میں خود کو عورتوں کے زیورات پہنے دیکھے تو اس کی تعبیر پریشانی اور قلق واضطراب ہے۔ (فتح الباری:۸/۹۰)

٤٢ - باب: قِصَّةُ أَهْلِ نَجْرَانَ

باب ۴۲: قصہ اہل نجران کا بیان

١٦٨٩ : عَنْ حُذَيْفَةَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ، صَاحِبَا نَجْرَانَ، إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ يُرِيدَانِ أَنْ يُلَاعِنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: لَا تَفْعَلْ، فَوَٱللهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَنَا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا. قَالَا: إِنَّا

١٦٨٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ عاقب اور سید سرداران نجران رسول اللہ ﷺ کے پاس مباہلہ کے ارادہ سے آئے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا مباہلہ مت کرو کیونکہ اگر وہ سچے نبی ہیں اور ہم ان سے مباہلہ کریں تو ہماری اور ہماری اولاد سب کی خرابی ہو گی چنانچہ دونوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ

نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَنَا، وَٱبْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا، وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِينًا. فَقَالَ: (لأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ). فَٱسْتَشْرَفَ لَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقَالَ: (قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الجَرَّاحِ). فَلَمَّا قَامَ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الأُمَّةِ). [رواه البخاري: ٤٣٨٠]

ﷺ جو آپ ہمیں فرمائیں گے۔ وہ ہم ادا کرتے رہیں گے آپ ہمارے ساتھ کسی امانت دار کو بھیج دیں از راہ کرم کسی خائن کو نہ بھیجیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے ہمراہ ایک ایسے امانت دار کو بھیجوں گا جو اعلی درجہ کا امین ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام گردنیں اٹھاکر دیکھنے لگے کہ وہ کون خوش قسمت ہے؟ تو آپ نے فرمایا اے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ! کھڑے ہو جاؤ۔ پھر جب کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا یہ شخص اس امت میں سب سے زیادہ امین ہے۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نصاری نجران سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ کپڑوں کے ہزار جوڑے ماہ رجب میں اور اتنی ہی تعداد ماہ صفر میں ادا کریں گے اور ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی بھی دیں گے۔ (فتح الباری:۸/۹۵)

١٦٩٠ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هٰذِهِ الأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ). [رواه البخاري: ٤٣٨٢]

۱۶۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔

فوائد: امام بخاری اس حدیث کو بایں وجہ لائے ہیں تاکہ اس کے سبب وورد کا علم ہو جائے یعنی وفد نجران کی آمد اس حدیث کے بیان کرنے کا سبب ہے۔ (فتح الباری:۸/۹۵)

٤٣ - باب: قُدُومُ الأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ اليَمَنِ

باب ۴۳: اہل یمن اور اشعری لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا

١٦٩١ : عَنْ أَبِي مُوسَىٰ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ نَفَرٌ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ فَٱسْتَحْمَلْنَاهُ، فَأَبَىٰ أَنْ يَحْمِلَنَا، فَٱسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا، ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ

۱۶۹۱۔ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم چند اشعری لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ہمیں سواری دیں۔ آپ نے انکار کر دیا ہم نے پھر سواری کا مطالبہ کیا تو آپ نے قسم اٹھائی کہ آپ ہمیں

أُتِيَ بِنَهْبِ إِبِلٍ، فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ، فَلَمَّا قَبَضْنَاهَا قُلْنَا: تَغَفَّلْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَمِينَهُ، لَا نُفْلِحُ بَعْدَهَا أَبَدًا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا؟ قَالَ: (أَجَلْ، وَلٰكِنْ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ، فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا) وَفِي رِوَايَةٍ: (وَتَحَلَّلْتُهَا). [رواه البخاري: ٤٣٨٥]

سواری نہیں دیں گے۔ تھوڑی دیر بعد ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مال غنیمت کے کچھ اونٹ آئے تو آپ نے ہمارے لئے پانچ اونٹوں کا حکم دیا جب ہم اونٹ لے چکے تو آپس میں مشورہ کیا کہ چونکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اونٹ لیتے وقت قسم یاد نہ دلائی تھی اس لئے ہم کبھی فلاح نہ پائیں گے۔ آخر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ میں تمہیں کبھی سواری نہیں دوں گا لیکن آپ نے ہمیں سواری دے دی۔ آپ نے فرمایا مجھے قسم یاد تھی مگر میرا قاعدہ یہ ہے کہ اگر میں کسی بات پر قسم کھا لیتا ہوں۔ پھر اس کے خلاف کرنا اچھا سمجھتا ہوں تو اس مناسب کام کو اختیار کر لیتا ہوں اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

فوائد: یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس وقت بیان فرمائی جب آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے مرغی کا گوشت نہ کھانے کی قسم اٹھا رکھی ہے تو آپ نے اسے فرمایا کہ میں تجھے قسم کا علاج بتاتا ہوں پھر یہ حدیث بیان کی۔ (صحیح بخاری:۴۳۸۵)

١٦٩٢: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ، هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا، الإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الإِبِلِ، وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ). [رواه البخاري: ٤٣٨٨]

۱۶۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے یمن کے لوگ تمہارے پاس آئے ہیں جو رقیق القلب اور نرم مزاج ہیں ایمان یمن ہی کا عمدہ اور حکمت بھی یمن ہی کی اچھی ہے فخر اور تکبر اونٹ والوں میں ہے اور اطمینان و سہولت بکری والوں میں ہے۔

فوائد: اس حدیث سے اہل یمن کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ یہ لوگ حق بات کو جلد قبول کر لیتے ہیں جو ان کے صاحب ایمان ہونے کی علامت ہے۔

٤٤ - باب: حَجَّةُ الْوَدَاعِ

باب ۴۴: حجۃ الوداع کا بیان

١٦٩٣ : حَديث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما عَنْ صَلاةِ النَّبِيِّ ﷺ في الكَعْبَةِ قَدْ تَقدَّم، وذَكَرَ في هٰذِهِ الرِّوايَةِ قالَ: وَعِنْدَ المَكانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَرْمَرَةٌ حَمْراءُ. (راجع: ٢٥٨، ٢٩٦) [رواه البخاري: ٤٤٠٠ وانظر حديث رقم: ٤٦٨]

۱۶۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث (۲۹۶) جس میں رسول اللہ ﷺ کا کعبہ میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ پہلے گزر چکی ہے لیکن اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے جہاں نماز پڑھی تھی۔ اس کے پاس ہی سرخ رنگ کا سنگ مرمر بچھا ہوا تھا۔

فوائد : اس حدیث کے آغاز میں صراحت ہے کہ آپ فتح مکہ کے وقت تشریف لائے جو کہ آٹھ ہجری کو ہوا اور حجۃ الوداع دس ہجری کو ہوا نامعلوم اس حدیث کو حجۃ الوداع میں کیوں لایا گیا ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۰۶)

١٦٩٤ : عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ ما هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً لَمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا، حَجَّةَ الْوَدَاعِ. [رواه البخاري: ٤٤٠٤]

۱۶۹۴۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس جنگیں لڑیں اور ہجرت کے بعد آپ نے ایک ہی حج کیا یعنی حجۃ الوداع اس کے بعد آپ نے کوئی حج نہیں کیا۔

فوائد : ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں رہتے ہوئے کوئی حج ترک نہیں کیا بلکہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دور جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کو میدان عرفات میں وقوف کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۰۷)

١٦٩٥ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (الزَّمانُ قَدِ اسْتَدارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّماواتِ وَالأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلاثَةٌ مُتَوالِياتٌ: ذُو القَعْدَةِ وَذُو الحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ، الَّذِي بَيْنَ جُمادَى وَشَعْبانَ. أَيُّ شَهْرٍ هٰذا؟).

۱۶۹۵۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا زمانہ گھوم کر آج پھر اس حالت پر آگیا ہے جو حالت اس دن تھی جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں چار مہینے حرمت والے ہیں تین تو ایک دوسرے کے بعد مسلسل آتے ہیں یعنی ذوالقعد، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا قبیلہ مضر کا رجب ہے جو جمادی الثانی

قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: (أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟). قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: (فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟). قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: (أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟). قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: (فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟). قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: (أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟). قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: (فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ - قَالَ الراوي: وَأَحْسِبُهُ قَالَ - وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ، فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ). مَرَّتَيْنِ. [رواه البخاري: ٤٤٠٦]

اور شعبان کے درمیان ہے۔ پھر آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول اللہ ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ کچھ دیر خاموش ہو گئے تو ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ اس کا کوئی نیا نام تجویز فرمائیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا یہ مہینہ ذوالحجہ کا نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بجا ارشاد! پھر آپ نے دریافت کیا یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں؟ پھر آپ خاموش ہو گئے اور اتنی دیر تک کہ ہمیں گمان گزرنے لگا شاید اس کا کوئی نیا نام تجویز فرمائیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا یہ بلدۃ امین یعنی مکہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بجا ارشاد! پھر آپ نے دریافت کیا آج کا یہ دن کون سا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ پھر خاموش رہے جس سے ہمیں خیال ہوا کہ شاید آپ اس کا کوئی اور نام تجویز فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بجا ارشاد! آپ نے فرمایا تو جان رکھو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری ابروئیں تمہارے لئے اسی طرح حرام و محترم ہیں جس طرح آج کا یہ دن تمہارے اس محترم شہر اور قابل احترام مہینہ میں حرام و محترم ہے اور یاد رکھو عنقریب تم کو اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے۔ سو وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق باز پرس فرمائے گا تو خیال رہے کہ تم میرے بعد دوبارہ ایسے گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں لڑنے لگو اور ایک

دوسرے کی گردنیں مارنے لگو خبردار! ہر حاضر و موجود پر لازم ہے کہ وہ یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچائے جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے کہ بہت ممکن ہے کوئی ایسا شخص جس تک یہ احکام پہنچائے جائیں۔ وہ سامعین سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔ پھر آپ نے دو مرتبہ دریافت فرمایا ہاں تو کیا میں نے اللہ کی احکام پہنچا دیئے ہیں؟

فوائد: کفار کی یہ عادت تھی کہ مطلب برآری کے لئے اپنی مرضی سے مہینوں کو آگے پیچھے کر دیتے تھے اگر کسی قبیلہ سے ماہ محرم میں لڑنا ہوتا تو اسے ماہ صفر کی جگہ لے جاتے اتفاق سے جس سال آپ نے حج ادا کیا تو اس وقت ذوالحجۃ کا مہینہ اپنے مقام پر تھا تب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔

١٦٩٦ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ. [رواه البخاري: ٤٤١١]

١٦٩٦۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حجۃ الوداع میں اپنے سر منڈوائے جبکہ بعض نے قصر کیا یعنی بال کتروائے۔

فوائد: اگرچہ مناسک حج سے فراغت کے بعد بال کتروانا بھی جائز ہے تاہم بال منڈوانا افضل ہے۔

٤٥ - باب: غَزْوَةُ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ العُسْرَةِ

باب ۴۵: غزوہ تبوک کا بیان اسے غزوہ عسرت بھی کہا جاتا ہے

١٦٩٧ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَسْأَلُهُ الحُمْلَانَ لَهُمْ، إِذْ هُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ، وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوكَ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ ٱللهِ، إِنَّ أَصْحَابِي أَرْسَلُونِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ، فَقَالَ: (وَٱللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ). وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا

١٦٩٧۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا مجھے میرے دوستوں نے جو جیش عسرت یعنی غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جانے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس سواریوں کے لئے بھیجا میں نے آکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرے دوستوں نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ انہیں سواریاں مہیا کریں آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تمہیں کوئی سواری دینے والا نہیں

أَشْعُرُ، وَرَجَعْتُ حَزِينًا مِنْ مَنْعِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ ﷺ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِي: أَيْ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ، فَأَجَبْتُهُ، فَقَالَ: أَجِبْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَدْعُوكَ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ: (خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ، وَهٰذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ - لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِينَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ - فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلَى أَصْحَابِكَ، فَقُلْ: إِنَّ اللهَ، أَوْ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوهُنَّ). فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِمْ بِهِنَّ، فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ، وَلٰكِنِّي وَاللهِ لَا أَدَعُكُمْ حَتَّى يَنْطَلِقَ مَعِي بَعْضُكُمْ إِلَى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، لَا تَظُنُّوا أَنِّي حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالُوا لِي: وَاللهِ إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ، وَلَنَفْعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ، فَانْطَلَقَ أَبُو مُوسَى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ، حَتَّى أَتَوُا الَّذِينَ سَمِعُوا قَوْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَنْعَهُ إِيَّاهُمْ، ثُمَّ إِعْطَاءَهُمْ بَعْدُ، فَحَدَّثُوهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِهِ أَبُو مُوسَى. [رواه البخاري: ٤٤١٥]

اتفاق سے آپ اس وقت غصہ میں تھے لیکن مجھے معلوم نہ تھا میں بہت رنجیدہ ہو کر واپس لوٹا۔ مجھے ایک رنج تو یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سواریاں نہیں دی اور دوسرا یہ رنج تھا کہ کہیں آپ میرے سواری مانگنے سے ناراض نہ ہو گئے ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا تھا وہ ان سے کہہ دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد میں سنتا ہوں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پکار رہے ہیں۔ اے عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ! میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یاد فرمایا ہے ان کے پاس جاؤ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو چھ تیار اونٹوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا لے جاؤ۔ ان دو اونٹوں کو اور ان دو اونٹوں کو یعنی دو دفعہ فرمایا آپ نے یہ اونٹ اسی وقت حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ سے خریدے تھے۔ آپ نے مزید فرمایا ان اونٹوں کو اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ اللہ یا اس کے رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہ اونٹ سواری کے لئے دیئے ہیں۔ پھر میں ان اونٹوں کو لے کر ان کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری سواری کے لئے یہ اونٹ عنائت فرمائے ہیں لیکن اللہ کی قسم! میں تمہیں ہرگز چھوڑنے والا نہیں ہوں تاآنکہ تم میں سے کچھ لوگ میرے ساتھ اس شخص کے پاس چلیں جس نے رسول اللہ ﷺ کی گفتگو سنی تھی تاکہ تمہیں یہ خیال نہ ہو کہ میں نے اپنی طرف سے تمہیں ایسی بات کہہ دی تھی جو رسول اللہ

ﷺ نے نہ کہی تھی۔ انہوں نے کہا نہیں اس اہتمام کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہم تجھے سچا سمجھتے ہیں اور اگر تم تصدیق کرانا چاہتے ہو تو ہم ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ چند آدمیوں کو لے کر ان لوگوں کے پاس آئے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی پہلی گفتگو اور آپ کا انکار سنا تھا۔ مگر اس کے بعد سواری عنائت فرمائی تو انہوں نے بھی اسی طرح بیان کیا جس طرح حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا یعنی حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کام کے نہ کرنے کی قسم اٹھالی جائے تو اگر اس کام میں خیر وبرکت کا پہلو نمایاں ہو تو ایسی قسم کا توڑ دینا پسندیدہ امر ہے۔ (فتح الباری: ۸/۱۱۲)

١٦٩٨ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ، وَٱسْتَخْلَفَ عَلِيًّا، فَقَالَ: أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟ فَقَالَ: (أَلاَ تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي).

[رواه البخاري: ٤٤١٦]

۱۶۹۸۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک کی طرف تشریف لے جانے لگے تو آپ نے مدینہ منورہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ میرے پاس تیرا وہی درجہ ہو جو موسی علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کا تھا۔ صرف اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہو گا۔

فوائد: اس حدیث سے شیعہ حضرات نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت بلا فصل کا استدلال کیا ہے جو کئی لحاظ سے محل نظر ہے: ① حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ اس لئے خلافت کا قیاس صحیح نہیں۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دنیوی معاملات اور گھریلو دیکھ بھال کیلئے جانشین نامزد کیا تھا جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں اور دیگر گھریلو خواتین کو بلا کر تلقین کی کہ علی رضی اللہ عنہ کی بات کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا۔ ③ دینی معاملات یعنی نماز پنجگانہ کی امامت کے لئے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نامزد فرمایا اس لحاظ سے تو خلافت کے یہ حقدار تھے۔

④ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہوا حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بالآخر بیعت کر کے اس اجماع کو قبول کر لیا۔ ⑤ احادیث میں واضح طور پر ایسے ارشادات ملتے ہیں کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بننا آپ کی مرضی کے عین مطابق تھا۔ (واللہ اعلم)

٤٦ - باب: حَدِيثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَعَلَى ٱلثَّلَٰثَةِ ٱلَّذِينَ خُلِّفُوا﴾

باب ۴۶: قصہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان اور ارشاد باری تعالیٰ: ''اور ان تینوں سے اللہ خوش ہوا جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا۔''

١٦٩٩ : عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ، حَتَّى جَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ، وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ، حِينَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا، كَانَ مِنْ خَبَرِي: أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ، وَاللهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِي قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ، حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا، حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ، غَزَاهَا

۱۶۹۹۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمام غزوات میں شریک رہا۔ صرف غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گیا تھا۔ البتہ غزوہ بدر میں بھی میں شریک نہیں تھا لیکن جنگ بدر سے پیچھے رہ جانے پر اللہ تعالیٰ نے کسی پر عتاب نہیں فرمایا کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایک قافلہ کا ارادہ کر کے باہر نکلے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے وقت طے کئے بغیر مسلمانوں کا سامنا دشمن سے کرا دیا تھا۔ میں تو عقبہ کے موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا جہاں میں نے اسلام پر قائم رہنے کا مضبوط قول و اقرار کیا تھا۔ اگرچہ لوگوں میں غزوہ بدر کی شہرت زیادہ ہے لیکن میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ مجھے بیعت عقبہ کے بدلے میں غزوہ بدر میں شرکت کا موقع ملا ہوتا اور میرا قصہ یہ ہے کہ میں جس زمانے میں غزوہ تبوک سے پیچھے رہا اتنا طاقتور اور خوشحال تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا اللہ کی قسم! اس سے پہلے میرے پاس دو اونٹنیاں کبھی جمع نہ ہوئی تھیں۔ جبکہ اس موقع پر میرے پاس دو اونٹنیاں موجود تھیں

رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا، وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيرًا، فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ، فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَثِيرٌ، وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حافِظٌ، قَالَ كَعْبٌ: فَمَا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنْ سَيَخْفَى لَهُ، ما لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَحْيُ اللهِ، وَغَزَا رَسُولُ اللهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ الثِّمارُ وَالظِّلَالُ، وَتَجَهَّزَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، فَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ، فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: أَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمادَى بِي حَتَّى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ، وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِي شَيْئًا، فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ، فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوا لِأَتَجَهَّزَ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، ثمَّ غَدَوْتُ، ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ، وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ، فَلَمْ يُقَدَّرْ لِي ذٰلِكَ، فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ

رسول اللہ ﷺ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی غزوہ میں جانے کا ارادہ کرتے تو اس کو مکمل طور پر ظاہر نہ کرتے بلکہ کسی اور مقام کا نام لیا کرتے تھے۔ لیکن یہ غزوہ چونکہ سخت گرمی میں ہوا اور طویل بیابان کا سفر تھا اور دشمن زیادہ تعداد میں تھے۔ اس لئے آپ نے مسلمانوں سے یہ معاملہ صاف صاف بیان فرما دیا تاکہ اس جنگ کے لئے اچھی طرح تیار ہو جائیں اور انہیں وہ سمت بھی بتلا دی جس سمت آپ جانا چاہتے تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان کثیر تعداد میں تھے اور کوئی رجسٹر و دفتر وغیرہ نہ تھا جس میں ان کے نام محفوظ ہوتے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صورت حال ایسی تھی کہ جو شخص لشکر میں سے غائب ہونا چاہتا وہ یہ سوچ سکتا تھا کہ اگر بذریعہ وحی آپ کو اطلاع نہ دی گئی تو میری غیر حاضری کا کسی کو پتہ نہ چل سکے گا اور رسول اللہ ﷺ نے اس جنگ کا ارادہ ایسے وقت میں کیا تھا۔ جب پھل پک چکے تھے اور ہر طرف سایہ عام تھا خیر آپ نے اور آپ کے ساتھ دیگر مسلمانوں نے بھی سفر کا سامان تیار کرنا شروع کیا لیکن میری کیفیت یہ تھی کہ میں صبح کے وقت اس ارادہ سے نکلتا کہ میں بھی باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر تیاری کروں گا۔ لیکن جب شام کو واپس آتا تو کوئی فیصلہ نہ کر سکا ہوتا۔ پھر میں اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دے لیتا کہ میں تیاری مکمل کرنے پر پوری طرح قادر ہوں اسی طرح وقت گزرتا رہا حتی کہ لوگوں نے زور شور سے تیاری کر لی۔

خُروجِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَطُفْتُ فِيهِمْ، أَحْزَنَنِي أَنِّي لَا أَرَى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ، أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ ٱللهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حَتَّى بَلَغَ تَبُوكَ، فَقَالَ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ: (ما فَعَلَ كَعْبٌ؟) فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، حَبَسَهُ بُرْدَاهُ، وَنَظَرُهُ فِي عِطْفَيْهِ. فَقَالَ مُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ: بِئْسَ ما قُلْتَ، وَٱللهِ يَا رَسُولَ ٱللهِ ما عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلاَّ خَيْرًا. فَسَكَتَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ. قَالَ كَعْبُ ابْنُ مالِكٍ: فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِي هَمِّي، وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ: بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا، وَٱسْتَعَنْتُ عَلَى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي، فَلَمَّا قِيلَ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ، وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيهِ كَذِبٌ، فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ، وَأَصْبَحَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ قَادِمًا، وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ، فَيَرْكَعُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ، فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُونَ لَهُ، وَكَانُوا بِضْعَةً وَثَمَانِينَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ

پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمان روانہ ہو گئے اور میں اپنی تیاری کے سلسلہ میں کچھ بھی نہ کر سکا۔ پھر میں نے اپنے دل میں یہ کہا کہ میں آپ کی روانگی کے ایک یا دو دن بعد تیاری مکمل کر لوں گا اور ان سے جاملوں گا۔ لیکن ان کے روانہ ہو جانے کے بعد بھی یہی کیفیت رہی کہ صبح کے وقت تیاری کے خیال سے نکلتا لیکن جب گھر لوٹتا تو وہی کیفیت ہوتی یعنی کچھ بھی نہ کر سکا ہوتا۔ پھر دوسری صبح کو بھی اسی خیال سے نکلتا لیکن جب واپس آتا تو کچھ نہ کیا ہوتا۔ میری کیفیت مسلسل یہی رہی یہاں تک کہ مسلمان تیز تیز چل کر آگے بڑھ گئے میں نے پھر ارادہ کیا کہ میں بھی چل پڑوں اور ان سے جاملوں۔ کاش کہ میں نے ایسا کر لیا ہوتا لیکن یہ سعادت میرے مقدر میں ہی نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد حالت یہ تھی کہ جب میں باہر لوگوں کے پاس جاتا اور ان میں چل پھر کر دیکھتا تو جو بات مجھے غمگین کرتی یہ تھی کہ جو شخص نظر آتا وہ صرف ایسا ہوتا جس پر نفاق کا الزام تھا یا پھر وہ ضعیف اور کمزور لوگ ہوتے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دے دیا تھا ادھر رسول اللہ ﷺ نے راستہ میں تو مجھے کہیں بھی یاد نہ فرمایا۔ مگر جب تبوک پہنچ گئے اور ایک موقع پر لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے تو فرمایا کعب رضی اللہ عنہ نے یہ کیا کیا؟ بنی سلمہ کے ایک شخص نے کہا اے صحت و خوشحالی کی دو چادروں نے روک رکھا ہے اور وہ اپنی ان چادروں کے کناروں کو دیکھنے میں مشغول ہو

اَللهِ ﷺ عَلَانِيَتَهُمْ، وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ، وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللهِ، فَجِئْتُهُ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ، ثُمَّ قَالَ: (تَعَالَ). فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِي: (ما خَلَّفَكَ، أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟) فَقُلْتُ: بَلَى، إِنِّي وَاللهِ - يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ - لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ، وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا، وَلٰكِنِّي وَاللهِ، لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي، لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ، وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ، إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللهِ، لَا وَاللهِ، ما كَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ، وَاللهِ ما كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ فِيكَ). فَقُمْتُ، وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَاتَّبَعُونِي، فَقَالُوا لِي: وَاللهِ ما عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا، وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَا تَكُونَ اعْتَذَرْتَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُونَ، قَدْ كَانَ كَافِيكَ ذَنْبَكَ

گا۔ یہ سن کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تم نے بہت بری بات کہی ہے یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم ہم نے کعب میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا یہ گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر جب یہ خبر ملی کہ آپ واپس آنے والے ہیں تو خیال ہوا کہ کوئی حیلہ سوچنا چاہیئے تاکہ میں آپ کی خفگی سے بچ جاؤں اور اس سلسلہ میں میں نے اپنے خاندان کے ہر صاحب امر شخص سے مدد مانگی۔ پھر یہ اطلاع ملی کہ آپ مدینہ کے قریب آ گئے ہیں تو یہ خیال باطل میرے قلب سے نکل گیا اور میں نے یقین کر لیا کہ جھوٹ بول کر آپ کی ناراضگی سے نہ بچ سکوں گا۔ اس لئے سچ بولنے کا ارادہ کر لیا رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت تشریف لائے اور آپ کا دستور تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے تشریف فرما ہوتے چنانچہ جب آپ نماز سے فراغت کے بعد ملاقات کے لئے بیٹھے تو پیچھے رہ جانے والوں نے آنا شروع کیا اور قسمیں اٹھا کر آپ کے سامنے طرح طرح کے عذر پیش کرنے لگے۔ ان لوگوں کی تعداد اسی سے کچھ زیادہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیان کردہ عذر ہائے لنگ کو قبول کر لیا۔ ان سے بیعت لی اور ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی اور ان کی نیتوں کو اللہ کے حوالے کر دیا الغرض میں بھی آپ کی خدمت میں

اَسْتِغْفَارُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَكَ. فَوَاللّٰهِ ما زَالُوا يُؤَنِّبُونَنِي حَتَّى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِي أَحَدٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ ما قُلْتَ، فَقِيلَ لَهُمَا مِثْلُ ما قِيلَ لَكَ، فَقُلْتُ: مَنْ هُمَا؟ قَالُوا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْعَمْرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ، فَذَكَرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ، قَدْ شَهِدَا بَدْرًا، فِيهِمَا أُسْوَةٌ، فَمَضَيْتُ حِينَ ذَكَرُوهُمَا لِي، وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوا لَنَا، حَتَّى تَنَكَّرَتْ فِي نَفْسِي الْأَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِي أَعْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلَى ذٰلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ، وَآتِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا؟ ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيبًا مِنْهُ، فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى

حاضر ہوا۔ میں نے جب آپ کو سلام کیا تو آپ مسکرائے لیکن ایسی مسکراہٹ جس میں غصے کی آمیزش تھی۔ پھر فرمایا ادھر آؤ میں آگے بڑھا اور آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ آپ نے دریافت فرمایا تم کیوں پیچھے رہ گئے؟ کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا بجا ارشاد! اللہ کی قسم! میں اگر آپ کے علاوہ کسی اور دنیاوی شخصیت کے سامنے ہوتا تو میں ضرور یہ خیال کرتا کہ میں کسی عذر بہانے سے اس کے غضب سے نجات پا سکتا ہوں کیونکہ میں قوت گویائی اور دلیل بازی میں ماہر ہوں۔ لیکن اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ کے سامنے جھوٹ بول کر آپ راضی کو بھی کر لوں تو عنقریب اللہ آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کر دے گا اور آپ مجھ سے پھر ناراض ہو جائیں گے۔ لیکن اگر میں آپ سے ساری بات سچ سچ بیان کر دوں تو آپ مجھ سے ناراض تو ہوں گے تاہم مجھے امید ہے کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ کی قسم! مجھے کوئی معذوری نہ تھی اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ کی قسم! میں اتنا تومند اور خوشحال کبھی نہ تھا جتنا اس موقع پر تھا۔ جس میں میں آپکے ساتھ جانے سے رہ گیا میری یہ گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص ہے جس نے صحیح بات بتائی ہے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اچھا جاؤ اور انتظار کرو تاآنکہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ صادر فرمائے چنانچہ

صَلَاتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ، وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي، حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ، مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَاللهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ، أَنْشُدُكَ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ، فَقَالَ: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ.

قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِسُوقِ الْمَدِينَةِ، إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّأْمِ، مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ، يَقُولُ: مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ، حَتَّى إِذَا جَاءَنِي دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ، فَإِذَا فِيهِ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ، وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللهُ بِدَارِ هَوَانٍ، وَلَا مَضْيَعَةٍ، فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ. فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا: وَهٰذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا، حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِينَ، إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَأْتِينِي فَقَالَ:

میں اٹھ گیا اور جب میں جانے لگا تو بنی سلمہ کے کچھ لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور ساتھ چلنے لگے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہمارے علم میں نہیں ہے کہ تم نے آج سے پہلے کبھی کوئی گناہ کیا ہو تو تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عذر پیش کرنے سے کیوں قاصر رہے جیسا کہ دوسرے پیچھے رہ جانے والوں نے آپ کی خدمت میں عذر پیش کئے ہیں۔ تم نے جو گناہ کیا تھا اس کی تلافی کے لئے تو رسول اللہ ﷺ کا تمہارے لئے استغفار ہی کافی تھا۔ اللہ کی قسم! ان لوگوں نے مجھے اتنی ملامت کی کہ ایک دفعہ تو میں نے ارادہ کر لیا کہ میں واپس جاؤں اور جو کچھ میں نے آپ سے کہا تھا اس کے متعلق کہوں کہ وہ جھوٹ تھا۔ پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا کیا یہ معاملہ جو میرے ساتھ پیش آیا ہے۔ میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ بھی ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے ہاں دو اور شخصوں نے بھی وہی کچھ کہا ہے جو تم نے کہا ہے اور ان کو بھی وہی جواب ملا جو آپ کو ملا ہے۔ میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ایک حضرت مرارۃ بن ربیع العمری رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہ ہیں گویا انہوں نے میرے سامنے دو ایسے نیک شخصوں کی نام لئے جو غزوہ بدر میں شرکت کر چکے تھے اور ان کا طرز عمل میرے لے قابل تقلید مثال تھا چنانچہ ان دونوں کا ذکر سن کر میں (نے اپنا ارادہ بدل دیا اور) آگے چل پڑا اور رسول اللہ ﷺ نے باقی تمام پیچھے رہ جانے والوں میں سے صرف ہم تینوں

إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ ٱمْرَأَتَكَ، فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قالَ: لاَ، بَلِ ٱعْتَزِلْهَا وَلاَ تَقْرَبْهَا. وَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: ٱلْحقِي بِأَهْلِكِ، فَتَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ ٱللهُ فِي هٰذَا الأَمْرِ.

قالَ كَعْبٌ: فَجَاءَتِ ٱمْرَأَةُ هِلاَلِ ابْنِ أُمَيَّةَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ هِلاَلَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ؟ قالَ: (لاَ، وَلٰكِنْ لاَ يَقْرَبْكِ). قالَتْ: إِنَّهُ وَٱللهِ ما بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ، وَٱللهِ ما زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كانَ مِنْ أَمْرِهِ ما كانَ إِلَى يَوْمِهِ هٰذَا. فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي: لَوِ ٱسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فِي ٱمْرَأَتِكَ، كما أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلاَلِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ؟ فَقُلْتُ: وَٱللهِ لاَ أَسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، وَما يُدْرِينِي ما يَقُولُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا ٱسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا، وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ؟ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ، حَتَّى كَمُلَتْ لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينَ نَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنْ كَلاَمِنَا، فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلاَةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً، وَأَنَا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ

کے ساتھ بات چیت کرنے سے لوگوں کو منع فرمایا دیا تھا۔ **لہٰذا** لوگ ہم سے دور دور رہنے لگے اور ہمارے لئے اس حد تک بدل گئے کہ میں محسوس کرنے لگا کہ یہ کوئی اجنبی سرزمین ہے۔ ہم پچاس دن تک اس حال میں رہے دوسرے دونوں ساتھی تو تھک ہار کر گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہے لیکن میں چونکہ سب میں جوان اور طاقتور تھا لہٰذا باہر نکلا کرتا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوا کرتا اور بازاروں میں پھرا کرتا تھا لیکن مجھ سے کوئی شخص بات نہ کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا اس وقت جب آپ نماز کے بعد لوگوں کے ساتھ تشریف فرما ہوتے۔ میں جب آپ کو سلام کرتا تو اپنے دل میں یہی سوچتا رہتا کہ آیا میرے سلام کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کے لب مبارک متحرک ہوئے تھے یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور دزدیدہ نظروں سے آپ کی طرف دیکھتا رہتا۔ جس وقت میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ دوسری طرف دیکھنے لگتے۔ جب لوگوں کی یہ بے اعتنائی بہت طویل اور ناقابل برداشت ہو گئی تو ایک دن میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پھلانگ کر اندر چلا گیا۔ یہ صاحب میرے چچا زاد بھائی اور میرے محبوب ترین دوست تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا لیکن اللہ کی قسم! انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا میں نے ان سے کہا اے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ

مِنْ بُيُوتِنَا، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللهُ تَعَالَىٰ، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي، وَضَاقَتْ عَلَيَّ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ، أَوْفَى عَلَى جَبَلِ سَلْعٍ، بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ أَبْشِرْ، قَالَ: فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ، وَآذَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِتَوْبَةِ اللهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى صَلاَةَ الْفَجْرِ، فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُونَنَا، وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُونَ، وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا، وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ، فَأَوْفَى عَلَى الجَبَلِ، وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ، فَكَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ، وَاللهِ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ، وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا، وَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا، يُهَنُّونَنِي بِالتَّوْبَةِ يَقُولُونَ: لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللهِ عَلَيْكَ، قَالَ كَعْبٌ: حَتَّى دَخَلْتُ المَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّانِي، وَاللهِ مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ المُهَاجِرِينَ

کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم مجھے اللہ اور اس کی رسول ﷺ کا دوست جانتے ہو؟ لیکن وہ خاموش رہے میں نے ان سے دوبارہ یہی سوال کیا لیکن وہ پھر خاموش رہے۔ میں نے پھر یہی بات دہرائی تو کہنے لگے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور میں منہ موڑ کر واپس چلا آیا اور دیوار پھلانگ کر باہر آ گیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں مدینہ کے بازار سے گزر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ علاقہ شام کا ایک نبطی جو مدینہ میں غلہ فروخت کرنے آیا تھا۔ لوگوں سے پوچھ رہا ہے کوئی شخص ہے جو مجھے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا گھر بتا سکے؟ لوگ میری طرف اشارہ کر کے اسے بتانے لگے جب وہ میرے پاس آیا تو اس نے مجھے شاہ غسان کا ایک خط دیا۔ جس میں لکھا ہوا تھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب نے تم پر زیادتی کی ہے حالانکہ تمہیں اللہ نے اس لئے نہیں بنایا کہ تم ذلیل و خوار اور برباد رہو لہٰذا تم ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہیں شایان شان عزت و مرتبہ دیں گے۔ میں نے جب یہ خط پڑھا تو دل میں کہا یہ بھی ایک امتحان ہے اور وہ خط لے کر تنور کی طرف گیا اور اسے نذر آتش کر دیا۔ پھر جب پچاس دنوں میں سے چالیس راتیں گزر گئیں تو میرے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک قاصد آیا اور کہنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اپنی رفیقہ حیات سے کنارہ کش ہو جاؤ۔

غَيْرُهُ، وَلاَ أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ، قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ: (أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ). قَالَ: قُلْتُ: أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَمْ مِنْ عِنْدِ ٱللهِ؟ قَالَ: (لاَ، بَلْ مِنْ عِنْدِ ٱللهِ). وَكَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا سُرَّ ٱسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى ٱللهِ وَإِلَى رَسُولِ ٱللهِ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ).

قُلْتُ: فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ ٱللهَ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لاَ أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيتُ. فَوَٱللهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبْلاَهُ ٱللهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلاَنِي، مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ إِلَى يَوْمِي هٰذَا كَذِبًا، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِي ٱللهُ فِيمَا بَقِيتُ. وَأَنْزَلَ ٱللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ: ﴿لَقَدْ تَابَ ٱللهُ

میرے دونوں ساتھیوں کو بھی اس قسم کا حکم دیا گیا تھا میں نے اپنی بیوی سے کہا تم اپنے میکے چلی جاؤ اور جب تک اللہ اور اس کا رسول اللہ ﷺ اس معاملہ کا فیصلہ صادر نہ کر دے وہیں مقیم رہو۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ ایک ناتواں اور بوڑھا شخص ہے اس کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے تو کیا آپ یہ بھی ناپسند فرمائیں گے کہ میں ان کی خدمت کرتی رہوں! آپ نے فرمایا نہیں لیکن تم ان کے قریب نہ جانا۔ اس نے عرض کیا اللہ کی قسم! اسے تو کسی بات کا ہوش ہی نہیں اور جس دن سے یہ معاملہ پیش آیا ہے وہ مسلسل رو رہے ہیں۔ یہ سن کر میرے بعض اہل خانہ نے مشورہ دیا کہ اگر تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کے سلسلہ میں اجازت لے لو تو کیا حرج ہے؟ جیسے آپ نے حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو خدمت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

میں نے کہا اللہ کی قسم! میں اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے ہرگز اجازت نہ طلب کروں گا۔ نامعلوم میرے اجازت طلب کرنے پر آپ کیا جواب دیں؟ کیونکہ میں ایک نوجوان آدمی ہوں الغرض اس کے بعد دس دن اور گزر گئے حتی کہ جس دن سے رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ہمارے ساتھ بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس دن سے

عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾. فَوَاللهِ ما أَنْعَمَ اللهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ، بَعْدَ أَنْ هَدَانِي اللهُ لِلإِسْلَامِ، أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، أَنْ لاَ أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كما هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا، فَإِنَّ اللهَ قَالَ لِلَّذِينَ كَذَبُوا - حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ - شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ، فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انقَلَبْتُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾.

قَالَ كَعْبٌ: وَكُنَّا تَخَلَّفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولَئِكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ حَلَفُوا لَهُ، فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ، وَأَرْجَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى اللهُ فِيهِ، فَبِذَلِكَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا﴾. وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ، إِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا، وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا، عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ. [رواه البخاري: ٤٤١٨]

پچاس دن پورے ہو گئے تو پچاسویں رات کی صبح کو میں اپنے ایک گھر کی چھت پر نماز فجر سے فراغت کے بعد بیٹھا تھا اور میری حالت بعینہ وہی تھی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ میں اپنی جان سے تنگ تھا اور زمین اپنی فراخی کے باوجود میرے لئے تنگ ہو چکی تھی کہ اچانک میں نے کسی پکارنے والے کی آواز سنی جو کوہ سلع پر چڑھ کر اپنی بلند ترین آواز میں پکار رہا تھا۔ اے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ! خوش ہو جاؤ میں یہ سنتے ہی سجدہ میں گر گیا اور سمجھ گیا کہ آزمائش کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ دراصل رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد اعلان فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرما لی ہے لہٰذا لوگ ہمیں خوشخبری دینے کے لئے دوڑ پڑے۔ کچھ لوگ خوشخبری دینے کے لئے میرے دوسرے دونوں ساتھیوں کے طرف گئے اور ایک شخص گھوڑا دوڑا کر میری طرف چلا اور ایک دوڑنے والا جو قبیلہ اسلم کا فرد تھا دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس کی آواز گھوڑے سے تیز نکلی۔ لہٰذا یہ شخص جس کی آواز میں میں نے خوشخبری سنی تھی۔ میرے پاس پہنچا تو میں نے اپنے کپڑے اتار کر خوشخبری دینے والے کو انعام میں پہنا دیئے۔ اللہ کی قسم! میرے پاس اس دن ان کپڑوں کے علاوہ اور کوئی جوڑا نہ تھا لہٰذا میں نے دو کپڑے ادھار لے کر پہنے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانے کے لئے چل پڑا اور لوگ گروہ در گروہ مجھ سے ملتے اور توبہ قبول ہونے کی مبارک دیتے ہوئے کہتے تم کو مبارک ہو کہ اللہ

تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی اور تمہیں معاف کر دیا۔
حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور لوگ آپ کے اردگرد بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی اللہ کی قسم! مہاجرین میں سے ان کے علاوہ اور کوئی شخص میری طرف اٹھ کر نہیں آیا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے اس سلوک کو میں کبھی نہیں بھولا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے خوشی سے دمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ارشاد فرمایا تم کو آج کا دن مبارک ہو۔ یہ دن ان تمام دنوں میں سے سب سے بہتر ہے جو تمہاری پیدائش کے بعد سے آج تک تم پر گزرے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ معافی آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ معافی اللہ کی طرف سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک اس طرح دمک اٹھتا تھا۔ جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہو اور ہم اس چہرے کو دیکھ کر جان لیا کرتے تھے کہ آپ خوش ہیں۔ الغرض جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس توبہ کی خوشی میں میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور صدقہ دے دوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب نہیں کچھ مال اپنے پاس بھی

رکھو کیونکہ ایسا کرنا تمہاری لئے بہتر ہو گا۔ میں نے عرض کیا اچھا میں اپنا وہ حصہ جو خیبر میں ہے روکے لیتا ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف سچ بولنے کی برکت سے نجات دی ہے۔ اس لئے میں اپنی اس توبہ کی خوشی میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا ہمیشہ سچ بات کہوں گا چنانچہ اللہ کی قسم! میرے علم میں کوئی مسلمان نہیں ہے جس کا سچ بولنے کی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اتنا عمدہ امتحان لیا ہو جتنا میرا اس دن سے لیا ہے جس دن میں نے رسول اللہ ﷺ کے روبرو یہ عہد کیا تھا۔

میں نے جس دن رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کہی اس دن سے آج تک کبھی قصداً جھوٹ نہیں بولا اور مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی ماندہ زندگی میں بھی مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیات نازل فرمائیں۔

”تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ مہاجرین اور انصار کی توبہ قبول کر لی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول تک سچ بولنے والوں کا ساتھ دو۔“

اللہ کی قسم! جب سے مجھے اللہ نے دین اسلام کی رہنمائی فرمائی ہے اس کے بعد سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جو نصیحتیں عطا فرمائی ہیں ان میں سب سے بڑی نصیحت میرے نقطہ نگاہ سے یہ ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولنے کی توفیق عطا ہوئی اور میں جھوٹ بول کر ہلاک نہ ہوا جیسے

دوسرے وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نزول وحی کے وقت ان لوگوں کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جس سے زیادہ برے الفاظ کسی اور کے لئے استعمال نہیں فرمائے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ تمہارے لئے جلد ہی اللہ کی قسمیں اٹھائیں گے جب تم ان کی طرف لوٹو گے اس آیت تک تحقیق اللہ تعالیٰ بدکردار لوگوں سے راضی نہیں ہو گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ہم تینوں کا معاملہ ان لوگوں کے معاملہ سے موخر کر دیا گیا تھا جن کے عذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قسموں کی وجہ سے قبول کر لئے تھے۔ اور ان سے بیعت لے لی تھی اور ان کے گناہ معاف ہونے کی دعا بھی فرمادی تھی اور ہمارے مقدر کا فیصلہ معلق کر دیا تھا تاآنکہ اللہ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے اور وہ تینوں جن کا فیصلہ موخر کر دیا گیا تھا ان کی توبہ بھی قبول کی گئی۔

اس آیت میں خُلِّفُوْا سے مراد یہ نہیں ہے کہ انہیں جہاد سے پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا بلکہ اس سے مراد یہی ہے کہ انہیں معلق کر دیا گیا تھا اور ان کے مقدر کا فیصلہ موخر کر دیا گیا تھا جبکہ ان لوگوں کے عذر قبول کر لئے گئے تھے جنہوں نے قسمیں اٹھا اٹھا کر عذر پیش کئے تھے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اداء فرض میں تساہل کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ بسا اوقات انسان تساہل میں کسی ایسے قصور کا مرتکب ہو جاتا ہے جس کا شمار بڑے گناہوں میں ہوتا ہے نیز اس سے پتہ چلتا ہے کہ کفر واسلام کی کشمکش کا معاملہ کس قدر نزاکت کا حامل ہے اس میں کفر کا ساتھ دینا تو درکنار بلکہ جو شخص اسلام کا ساتھ دینے میں کسی ایک موقع بھی کوتاہی برت جاتا ہے اسکی بھی زندگی کی عبادت گزاریاں

خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔

٤٧ - باب: كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ

باب ۴۷: حضور اکرم ﷺ کا شاہ ایران (کسریٰ) اور شاہ روم (قیصر) کو خط لکھنا

١٧٠٠ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي ٱللهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَيَّامَ الْجَمَلِ، بَعْدَ ما كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرَى، قَالَ: (لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمْ ٱمْرَأَةً). [رواه البخاري: ٤٤٢٥]

۱۷۰۰۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جنگ جمل میں مجھے اس بات نے نفع پہنچایا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا جبکہ میں اصحاب جمل کے ساتھ شریک ہو کر لڑائی کے لئے تیار تھا اور وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے اپنے اوپر کسریٰ کی بیٹی کو سربراہ مملکت بنا لیا ہے تو آپ نے فرمایا جو قوم کسی عورت کو اپنے اوپر حاکم بنائے گی وہ کبھی فلاح سے ہمکنار نہ ہو گی۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو سربراہ مملکت بنانا جائز نہیں ہے' خلاف ورزی کی صورت میں برے انجام سے دوچار ہونا یقینی ہے جیسا کہ پاکستان اس کا دو بار تلخ تجربہ کر چکا ہے۔ زنانہ حکومت کی وجہ سے جو ملک میں نحوست پھیلی ہے اس کی ابھی تک تلافی نہیں ہو سکی۔

٤٨ - باب: مَرَضُ النَّبِيِّ ﷺ وَوَفَاتُهُ

باب ۴۸: رسول اللہ ﷺ کی بیماری اور وفات کا بیان۔

١٧٠١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَعا النَّبِيُّ ﷺ فاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ، فَسَأَلْنَاهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ: أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي

۱۷۰۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کے کان میں بات کی تو وہ رونے لگیں۔ پھر دوبارہ بلایا اور کچھ آہستہ سے فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ ہم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا پہلے آپ نے یہ فرمایا کہ اس مرض میں میری روح قبض ہو گی تو یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر دوسری

فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ يَتْبَعُهُ، فَضَحِكْتُ [رواه البخاري: ٤٤٣٣، ٤٤٣٤]

دفعہ یہ فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! میرے بعد اہل بیت میں سب سے پہلے تیری روح قبض ہوگی یعنی تو مجھ سے ملے گی یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔

فوائد: ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے دوسری مرتبہ کان میں یہ کہا تھا کہ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تم جنت میں عورتوں کی سردار ہوگی گویا ہنسنے کے دو اسباب تھے۔ (فتح الباری:۸/۱۳۵)

١٧٠٢ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لاَ يَمُوتُ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ ٱلدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، فَسَمِعْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ ٱلَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ، يَقُولُ: ﴿مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِم﴾. الآيَةَ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ. [رواه البخاري: ٤٤٣٥]

۱۷۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتی کہ کوئی پیغمبر اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک اس کو اختیار نہیں دیا جاتا کہ دنیا اختیار کرے یا آخرت۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے وفات کے قریب سنا جب آپ کا گلا بیٹھ گیا تھا کہ آپ یہ پڑھتے ہیں۔ یا اللہ ان لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام کیا تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

فوائد: چنانچہ آپ نے آخرت کو اختیار فرمایا جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی صراحت ہے۔ (صحیح بخاری:۴۴۳۶)

١٧٠٣ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَحِيحٌ يَقُولُ: (إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الجَنَّةِ، ثُمَّ يُحَيَّا، أَوْ يُخَيَّرُ). فَلَمَّا ٱشْتَكَى وَحَضَرَهُ ٱلْقَبْضُ، وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ ٱلْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ: (اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى). فَقُلْتُ: إِذًا لا يَخْتَارُنَا، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حَدِيثُهُ ٱلَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ. [رواه البخاري: ٤٤٣٧]

۱۷۰۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک اور روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حالت صحت میں فرماتے تھے کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوا جب تک جنت میں اس کا مقام اسے نہیں دکھایا جاتا۔ پھر اسے زندگی یا (موت کا) اختیار دیا جاتا ہے جب آپ بیمار ہوئے اور وفات کا وقت قریب آیا تو آپ میری ران پر سر رکھے ہوئے تھے پہلے آپ پر غشی طاری ہوئی۔ پھر افاقہ ہوگیا تو چھت کی طرف دیکھ کر فرمایا اے اللہ! مجھے میرے رفیق اعلے سے ملا دے اس وقت میں نے دل میں کہا اب آپ ہمارے پاس رہنا پسند نہیں کریں گے اور اس سے مجھے آپ کی اس حدیث کی تصدیق ہو

گئی جو آپ بحالت صحت فرمایا کرتے تھے۔

فوائد : ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت جبرئیل' میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کی رفاقت کو پسند فرمایا۔ (فتح الباری:۷/۱۳۷/۸)

١٧٠٤ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ إِذَا ٱشْتَكَىٰ نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالمعَوِّذَاتِ، وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ، فَلَمَّا ٱشْتَكَى وَجعَهُ ٱلَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، طَفِقْتُ أَنْفُثُ عَلَيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ ٱلَّتِي كَانَ يَنْفُثُ، وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْهُ. [رواه البخاري: ٤٤٣٩]

۱۷۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معوذات (اخلاص' الفلق' الناس) پڑھ کر خود پر دم کیا کرتے تھے۔ پھر جب آپ کی علالت نے شدت اختیار کرلی تو میں خود معوذات پڑھ کر آپ کے دست مبارک پر دم کر کے آپ کے جسم اطہر پر آپ ہی کا دست مبارک برکت کی توقع میں پھیرا کرتی تھی۔

فوائد : دوسری روایت میں ہے کہ ایک راوی نے حضرت امام زہری سے دریافت کیا کہ دم کیسے کیا جائے تو آپ نے بتایا' یہ سورتیں پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرے پھر وہ ہاتھ اپنے چہرے (اور سارے بدن) پر پھیرے۔ (صحیح بخاری:۵۷۳۵)

١٧٠٥ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا : قَالَت أَصْغَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ، وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرَهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ ٱغفِرْ لِي وَٱرْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ). [رواه البخاري: ٤٤٤٠]

۱۷۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے قریب مجھ سے اپنی کمر لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ میں نے غور سے سنا تو آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے۔
"اے اللہ ! مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور مجھے میرے رفیق اعلیٰ سے ملا دے"

فوائد : امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ بھی استنباط کیا ہے کہ اگر موت کے آثار نظر آنے لگیں تو اچھی موت کی تمنا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے علاوہ موت کی تمنا کرنا جائز نہیں۔ (فتح الباری:۱۰/۱۳۰)

١٧٠٦ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا - فِي رِوايَة - قَالَتْ: مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي، فَلاَ أَكْرَهُ شِدَّةَ المَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ

۱۷۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک وفات کے وقت میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان تھا اور جب سے میں نے رسول اللہ

ﷺ. [رواه البخاري: ٤٤٤٦]

ﷺ پر موت کی سختی دیکھی ہے۔ اس کے بعد میں موت کی سختی کو کسی کے لئے برا نہیں سمجھتی۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ پر موت بہت سخت واقع ہوئی اور اس سختی میں آپ کے لئے دوگنا اجر ہو گا آپ پانی لے کر بار بار منہ پر پھیرتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ موت میں بہت سختیاں ہیں اے اللہ! میری مدد فرما۔ (فتح الباری:۸/۱۴۰)

۱۷۰۷ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا الحَسَنِ، كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللهِ بَارِئًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ وَاللهِ بَعْدَ ثَلاَثٍ عَبْدُ العَصَا، وَإِنِّي وَاللهِ لأَرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا، إِنِّي لأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ عِنْدَ المَوْتِ، اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هٰذَا الأَمْرُ، إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ، فَأَوْصَى بِنَا. فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّا وَاللهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَمَنَعَنَاهَا لاَ يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَاللهِ لاَ أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٤٤٤٧]

۱۷۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آئے جبکہ آپ مرض وفات میں مبتلا تھے لوگوں نے پوچھا اے ابو الحسن رضی اللہ عنہ! رسول اللہ ﷺ اب کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا الحمد للہ اچھے ہیں۔ تب حضرت حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اللہ کی قسم! تم تین دن کے بعد محکوم اور لاٹھی کے غلام بن جاؤ گے کیونکہ اللہ کی قسم! میرے خیال کے مطابق رسول اللہ ﷺ عنقریب اس مرض سے وفات پا جائیں گے۔ میں عبدالمطلب کی اولاد کا منہ دیکھ کر پہچان لیتا ہوں جب وہ مرنے والے ہوتے ہیں۔ آؤ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر اس امر کے متعلق دریافت کر لیں کہ آپ کے بعد کون آپ کا خلیفہ ہو گا؟ اگر آپ نے ہم لوگوں کو خلافت دی تو معلوم ہو جائے گا اور اگر آپ نے کسی دوسرے کو خلافت سونپی تو بھی معلوم ہو جائے گا اور ہمارے متعلق حسن سلوک کی اسے وصیت فرمائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! اگر ہم آپ سے اس کی بابت دریافت کریں اور آپ نے ہمیں محروم فرما دیا تو آپ کے بعد لوگ ہمیں کبھی خلیفہ نہ بنائیں گے۔ اللہ کی قسم! میں تو رسول اللہ ﷺ سے

خلافت کے متعلق سوال نہیں کروں گا۔

فوائد : جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا ہاتھ پھیلاؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا نہ کیا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کاش! میں عباس رضی اللہ عنہ کا کہا مان لیتا۔ (فتح الباری:۸/۱۴۳)

نوٹ : اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں آپ نے وصیت فرمائی تھی اور آپ کے پاس وحی تھی تو انہیں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ آپ نے اگر ہمیں محروم کر دیا تو آپ کے بعد لوگ ہمیں کبھی خلیفہ نہ بنائیں گے۔ (علوی)

١٧٠٨ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ مِنْ نِعَمِ ٱللهِ عَلَيَّ : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ تُوُفِّيَ فِي بَيْتِي، وَفِي يَوْمِي، وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَأَنَّ ٱللهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ: دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ ٱلرَّحْمٰنِ، وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ، وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ، فَقُلْتُ: آخُذُهُ لَكَ؟ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ: (أَنْ نَعَمْ). فَتَنَاوَلْتُهُ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ: أُلَيِّنُهُ لَكَ؟ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ: (أَنْ نَعَمْ). فَلَيَّنْتُهُ، فَأَمَرَّهُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ - يَشُكُّ عُمَرُ - فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ، يَقُولُ: (لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ). ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ، فَجَعَلَ يَقُولُ: (فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى). حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ. [رواه البخاري: ٤٤٤٩]

۱۷۰۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے احسانات میں سے ایک احسان مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری باری کے دن میرے گھر میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کا سر میرے پھیپھڑے اور گردن کے درمیان تھا اور اللہ نے آخری وقت میرا اور آپ کا لعاب دہن ملا دیا کیونکہ میرے بھائی عبد الرحمن رضی اللہ عنہ ایک تازہ مسواک پکڑے ہوئے آئے۔ میں اس وقت آپ کو سہارا دیئے ہوئے تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ مسواک کو ٹکٹکی لگا کر دیکھ رہے ہیں اور مجھے معلوم تھا کہ آپ مسواک کو پسند کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ مسواک آپ کے لئے لے لوں۔ آپ نے سر مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا ہاں۔ چنانچہ میں نے وہ مسواک لے کر آپ کو دی لیکن آپ کو سخت محسوس ہوئی اس لئے میں نے کہا میں اسے نرم کر دوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے فرمایا ہاں۔ میں نے اسے چبا کر نرم کر دیا۔ پھر آپ نے اسے دانتوں پر پھیرا اور آپ کے سامنے ایک پانی کا مشکیزہ یا پیالہ تھا۔ اس میں آپ ہاتھ تر کر کے منہ پر پھیرتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ موت میں بڑی

سختیاں ہوتی ہیں۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ! مجھے میرے رفیق اعلی سے ملا دے یہاں تک کہ آپ کی روح مبارک نکل گئی اور ہاتھ نیچے ڈھلک گیا۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے دنیا کے آخری اور آخرت کے پہلے دن میرا اور رسول اللہ ﷺ لعاب دھن اکٹھا کر دیا۔ (صحیح بخاری:۴۴۵۱) اس میں اشارہ تھا کہ صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ ﷺ دنیا و آخرت میں ایک جگہ رہیں گے۔

١٧٠٩ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَدَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِي مَرَضِهِ، فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا: أَنْ لَا تَلُدُّونِي، فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: (أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّونِي). قُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ: (لَا يَبْقَىٰ أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ). [رواه البخاري: ٤٤٥٨]

١٧٠٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو بیماری کی حالت میں بصورت لدود دوا پلانا چاہی تو آپ نے منع فرمایا۔ ہم سمجھے کہ آپ کا منع کرنا ایسا ہے جیسے ہر مریض دوا سے کراہت کرتا ہے۔ پھر جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا میں تمہیں منع کرتا رہا کہ مجھے لدود کی صورت میں دوا مت پلاؤ۔ ہم نے عرض کیا کہ مریض تو منع کیا ہی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا گھر میں کوئی آدمی باقی نہ رہے سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے صرف عباس رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دو کیونکہ وہ اس وقت موجود نہ تھے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے تمام اہل خانہ کو ادب سکھانے کے لئے ان کے منہ میں دوا ڈالنے کا اہتمام فرمایا تاکہ آئندہ ایسی حرکت نہ کریں یہ اقدام قصاص یا انتقام کی وجہ سے نہ تھا۔ (فتح الباری:۸/۱۴۷)

١٧١٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: وَاكَرْبَ أَبَاهُ، فَقَالَ لَهَا: (لَيْسَ عَلَىٰ أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ). [رواه البخاري: ٤٤٦٢]

١٧١٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر جب مرض کی شدت ہوئی تو آپ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی اف میرے باپ کی تکلیف! آپ نے فرمایا تیرے باپ کو اس دن کے بعد پھر تکلیف نہیں ہو گی۔

فوائد: اس روایت کے آخر میں ہے کہ جب آپ فوت ہو گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شدت غم سے

کہنے لگی۔ "ہائے ابو جان! آپ نے اپنے پروردگار کا بلاوا قبول کر لیا' ہائے پدر محترم! آپ نے جنت فردوس میں ٹھکانہ بنایا' ہائے پیارے باپ! میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آپ کی وفات کی خبر سناتی ہوں۔

(صحیح بخاری:۴۴۶۲)

٤٩ - باب: وَفَاةُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۴۹: رسول اللہ ﷺ کی وفات کا بیان

١٧١١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اَللهِ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ اَبْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّينَ. [رواه البخاري: ٤٤٦٦]

۱۷۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر مکہ میں دس سال قرآن نازل ہوتا رہا اور دس سال مدینہ میں ٹھہرے۔ یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف نہیں کیونکہ پہلی روایت میں مدت فترۃ وحی کو شامل نہیں کیا گیا جو تین سال ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۵۱)

كتاب تفسير القرآن
تفسیر قرآن کے بیان میں

١ - باب: مَا جَاءَ فِي فَاتِحَةِ الكِتَابِ

١٧١٢ : عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ المعَلَّى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فِي المَسْجِدِ، فَدَعَانِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَلَمْ أُجِبْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ: (أَلَمْ يَقُلِ ٱللهُ: ﴿ٱسْتَجِيبُواْ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾؟). ثُمَّ قَالَ لِي: (لأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي القُرْآنِ، قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ المَسْجِدِ). ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ، قُلْتُ لَهُ: أَلَمْ تَقُلْ: (لأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ سُورَةٍ فِي القُرْآنِ؟) قَالَ: (﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾: هِيَ السَّبْعُ المَثَانِي، وَالقُرْآنُ العَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ). [رواه البخاري: ٤٤٧٤]

باب ۱: سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا بیان

۱۷۱۲۔ حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا لیکن میں اس وقت حاضر نہ ہو سکا۔ نماز پڑھ کر گیا تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نماز پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی نہیں ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو جب وہ تمہیں اس حیات بخش چیز کی دعوت دے۔ پھر فرمایا کہ میں تیرے مسجد سے باہر جانے سے پیشتر تمہیں ایک ایسی سورت بتاؤں گا جو ساری سورتوں سے بڑھ کر ہے۔ پھر میرا ہاتھ تھام لیا جب آپ نے مسجد سے باہر آنے کا ارادہ فرمایا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا تھا میں تجھے ایک سورت بتاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑھ کر ہے۔ آپ نے فرمایا وہ سورۃ الحمد یعنی فاتحہ ہے۔ اس میں سات آیات ہیں جو ہر رکعت میں بار بار

پڑھی جاتی ہیں اور یہی سورت وہ بڑا قرآن ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے ایسی سورت نہ بتاؤں کہ اس طرح کی سورت تورات' انجیل' زبور اور فرقان میں نازل نہیں ہوئی۔ اس حدیث میں سورۃ فاتحہ کی عظمت کا بیان ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۵۸)

تفسیر سورۃ البقرہ

۲ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ ”پس تم دانستہ طور پر اللہ کے شریک نہ بناؤ

۱۷۱۳ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ ٱللهِ؟ قَالَ: (أَنْ تَجْعَلَ للهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ). قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: (وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ). قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: (أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ). [رواه البخاري: ٤٤٧٧]

۱۷۱۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو کسی غیر اللہ کو اللہ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ وہ تیرا خالق ہے۔ میں نے عرض کیا واقعی یہ تو بری بات اور بڑا گناہ ہے۔ میں نے پھر پوچھا اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے بچوں کو اس لئے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے میں شریک ہوں گے۔ میں نے پھر عرض کیا اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں صحابی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کی تصدیق بایں الفاظ نازل فرمائی ”اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ ہی کسی ناحق جان کو قتل کرتے ہیں اور وہ زنا بھی نہیں کرتے اور جو انسان یہ کام کرے گا اس نے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا قیامت کے دن اسے دوگنا عذاب دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری:۷۵۳۲)

٣ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ﴾

باب ۳: ارشاد باری تعالیٰ: ”اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تمہارے لئے من و سلوی اتارا“

١٧١٤ : عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ). [رواه البخاري: ٤٤٧٨]

۱۷۱۴۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھنبی ”من“ کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کی مرض کیلئے شفاء ہے۔

فوائد: کھنبی کا خالص پانی استعمال کرنا بینائی کے لئے بہت مفید ہے یہ خاصیت اس بناء پر ہے کہ اس کی حلت میں ذرا بھر بھی شبہ نہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خالص حلال کا استعمال نظر کے لئے بہت مفید ہے اور حرام اس کے لئے نقصان دہ ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۶۴)

٤ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ﴾

باب ۴: ارشاد باری تعالیٰ: ”جب ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس گاؤں میں داخل ہو جاؤ“

١٧١٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ﴾. فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ، فَبَدَّلُوا، وَقَالُوا: حِنْطَةٌ، حَبَّةٌ فِي شَعَرَةٍ). [رواه البخاري: ٤٤٧٩]

۱۷۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے اور گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے داخل ہو جاؤ تو وہ سرین کے بل گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے اور معافی مانگنے کی بجائے وہ بالی میں دانہ کہنے لگے۔

فوائد: اس طرح ان ظالموں نے تعمیل حکم کے بجائے کردار و گفتار میں مخالفت کی اس پر مستزاد وہ تحریف کے بھی مرتکب ہوئے چنانچہ اس پاداش میں وہ سنگین سزا سے دوچار ہوئے۔

٥ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَآ﴾

باب ۵: ارشاد باری تعالیٰ: "ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا اسے فراموش کرا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی کوئی اور آیت بھیج دیتے ہیں"

١٧١٦ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَقْرَؤُنَا أُبَيٌّ، وَأَقْضَانَا عَلِيٌّ، وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ أُبَيٍّ، وَذَاكَ أَنَّ أُبَيًّا يَقُولُ: لاَ أَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَقَدْ قَالَ ٱللهُ تَعَالَى: ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا﴾. [رواه البخاري: ٤٤٨١]

۱۷۱۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ ہم لوگوں میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بڑے قاری اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بہترین قاضی ہیں لیکن ہم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ایک بات نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ میں تو قرآن کی کسی آیت کی تلاوت نہیں چھوڑوں گا۔ جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
"ہم جس آیت کو منسوخ کرتے یا فرموش کرا دیتے ہیں......" آخر تک

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم میں نسخ ثابت ہے لیکن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بعض ایسی آیات بھی پڑھتے تھے جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی لیکن انہیں نسخ کی خبر نہ پہنچی تھی۔

٦ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَقَالُوا ٱتَّخَذَ ٱللهُ وَلَدًا سُبْحَٰنَهُۥ﴾

باب ۶: ارشاد باری تعالیٰ: "یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے"

١٧١٧ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (قَالَ ٱللهُ: كَذَّبَنِي ٱبْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَزَعَمَ أَنِّي لاَ أَقْدِرُ أَنْ أُعِيدَهُ كَمَا كَانَ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِي وَلَدٌ، فَسُبْحَانِي

۱۷۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ابن آدم نے مجھے جھوٹا قرار دیا ہے اور مجھے گالی دی ہے۔ حالانکہ اسے یہ زیبا نہیں ہے جھوٹا اس طرح قرار دیا کہ اس کے خیال کے مطابق میں اسے قیامت کے دن اصلی حالت پر نہیں اٹھا سکتا اور گالی دینا یہ ہے کہ

أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا). [رواه البخاري: ٤٤٨٢]

وہ کہتا ہے "میری بھی (اللہ کی) اولاد ہے حالانکہ میں اس بات سے پاک ہوں کہ کسی کو بیوی یا بچہ ٹھہراؤں۔

فوائد: خیبر کے یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور نجران کے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرزند الٰہی اور مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح الباری:۸/۱۶۸)

٧ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَٱتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾

باب ۷: ارشاد باری تعالیٰ: "اور جس مقام پر حضرت ابراھیم علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے اسے نماز کی جگہ بنالو"

١٧١٨: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: وَافَقْتُ ٱللهَ فِي ثَلَاثٍ، أَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلَاثٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لَوِ ٱتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، وَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِٱلْحِجَابِ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ آيَةَ ٱلْحِجَابِ، قَالَ: وَبَلَغَنِي مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضَ نِسَائِهِ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ، قُلْتُ: إِنِ ٱنْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبْدِلَنَّ ٱللهُ رَسُولَهُ ﷺ خَيْرًا مِنْكُنَّ، حَتَّى أَتَيْتُ إِحْدَى نِسَائِهِ، قَالَتْ: يَا عُمَرُ، أَمَا فِي رَسُولِ ٱللهِ ﷺ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ، حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ؟ فَأَنْزَلَ ٱللهُ: ﴿عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُۥٓ أَزْوَٰجًا خَيْرًا

۱۷۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری تین باتیں بالکل وحی کے مطابق ہوئیں یا اللہ تعالیٰ نے تین باتوں میں میرے ساتھ اتفاق کیا (اول) میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ مقام ابراھیم علیہ السلام کو جائے نماز قرار دے لیں تو بہت اچھا ہو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری مقام ابراھیم علیہ السلام کو جائے نماز بناؤ (دوم) میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے پاس اچھے برے سب قسم کے لوگ آتے ہیں اگر آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم دے دیں تو مناسب ہے اس وقت اللہ تعالیٰ آیت حجاب نازل فرمائی (سوم) اور جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ کسی بیوی پر ناراض ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا دیکھو تم اس قسم کی باتوں سے باز آ جاؤ ورنہ اللہ اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے بہتر بیویاں بدل کر دے گا۔ لیکن جب میں آپ کی ایک اہلیہ کے پاس گیا تو وہ بول انھیں اے عمر

مِّنكُنَّ مُسْلِمَٰتٍ﴾ الآيَةَ. [رواه البخاري: ٤٤٨٣]

ؓ! تم جو نصیحت کرتے ہو تو کیا رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں کر سکتے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
"اگر پیغمبر تمہیں طلاق دے دیں تو عجب نہیں کہ ان کا پروردگار تمہارے بدلے میں ان کو تم سے بہتر بیویاں دے دے جو مسلمان ہوں" آخر تک۔

فوائد: مقام ابراہیم بیت اللہ سے متصل تھا رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ کے زمانہ تک اپنے پہلے مقام پر رہا حضرت عمر نے ؓ دیکھا کہ اس سے طواف کرنے والوں اور نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو آپ نے اسے پیچھے ہٹا دیا۔ (فتح الباری:۸/۱۶۹)

٨ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قُولُوٓا ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾

باب ۸: ارشاد باری تعالیٰ: "تم کہو کہ ہم اللہ پر اور جو کتاب ہم پر نازل کی گئی اس پر ایمان لائے"

١٧١٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُونَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ، وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لأَهْلِ الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلاَ تُكَذِّبُوهُمْ، وَ﴿قُولُوٓا ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾ الآيَةَ). [رواه البخاري: ٤٤٨٥]

۱۷۱۹۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہودی اہل کتاب تورات کو عبرانی زبان میں پڑھا کرتے اور اس کا ترجمہ مسلمانوں کے لئے عربی زبان میں کرتے تو آپ نے فرمایا کہ تم اہل کتاب کو سچا سمجھو نہ جھوٹا کہو بلکہ مجمل طور پر کہو "ہم اللہ پر اور جو کتاب ہم پر نازل کی گئی ہے اس پر ایمان لائے ہیں" آخر تک۔

فوائد: یہ حکم نبوی یہودیوں کی ایسی باتوں کے متعلق ہے جن کے صحیح یا غلط ہونے کا احتمال ہو لیکن جو باتیں ہماری شریعت کے مطابق ہیں ان کی تصدیق اور جو باتیں ہماری شریعت کے مخالف ہیں ان کی تکذیب کرنا اس حکم میں شامل نہیں۔ (فتح الباری:۸/۱۷۰)

٩ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَـٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ﴾

باب ٩: ارشاد باری تعالیٰ: "اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو

١٧٢٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يُدْعى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيامَةِ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُقَالُ لأُمَّتِهِ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: ما أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ، فَيَقُولُ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ، فَيَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ: ﴿وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾. فَذٰلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَـٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾). [رواه البخاري: ٤٤٨٧]

١٧٢٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا تو وہ عرض کریں گے پروردگار میں حاضر ہوں جو ارشاد ہو بجا لاؤں گا پروردگار فرمائے گا کیا تم نے لوگوں کو ہمارے احکام بتا دیئے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کیا اس نے میرا حکم پہنچایا تھا وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں تو اللہ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا تیرا کوئی گواہ ہے! وہ عرض کریں گے کہ حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت گواہ ہے۔ پھر اس امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام پہنچایا تھا اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں گے اللہ تعالیٰ اس ارشاد گرامی کا یہی مطلب ہے اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو..... آخر آیت تک۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت سے دریافت کرے گا تمہیں اس بات کا علم کیسے ہوا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ تمام رسولوں نے اپنی اپنی امت کو اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا اور ان کی خبر صحیح ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۷۲)

نوٹ: اس سے ثابت ہوا کہ شہادت کے لئے کس چیز کی روئیت (دیکھنا) یا وہاں حاضر ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ علم واطلاع ہونا کافی ہے' وگرنہ امت محمدیہ' نوح علیہ السلام کے حق میں گواہی کیسے دے گی۔ کیا وہ حاضر ناظر تھی؟ (علوی)

١٠ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾

باب ۱۰: ارشاد باری تعالیٰ: ”پھر جہاں سے لوگ واپس ہوتے ہیں وہاں سے تم بھی واپس ہوا کرو“

١٧٢١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الحُمْسَ، وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَاتٍ، فَلَمَّا جَاءَ الإِسْلَامُ، أَمَرَ اللهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ، ثُمَّ يَقِفَ بِهَا، ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا. [رواه البخاري: ٤٥٢٠]

۱۷۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ قریش اور ان کے ہم مشرب مزدلفہ میں وقوف کرتے اور انہیں حمس کہا جاتا تھا۔ پھر جب اسلام کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ پہلے عرفات جائیں وہاں ٹھہریں پھر وہاں سے لوٹ کر مزدلفہ آئیں۔

فوائد: حمس، احمس کی جمع ہے جس کا معنی دین میں مضبوط اور پختہ کے ہیں۔ قریش اپنے آپ کو حمس کہلاتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ہم چونکہ اھل اللہ اور حرم کے خادم ہیں اس لئے وہ حد حرم سے باہر نہیں جاتے اور عرفات حد حرم سے باہر تھا۔ (فتح الباری:۸۲۶/۴)

١١ - باب: قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً﴾ الآية

باب ۱۱: ارشاد باری تعالیٰ ”اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی اپنا فضل عنائت کر

١٧٢٢ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٤٥٢٢]

۱۷۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی رحمت عطا فرما اور آخرت میں بھی اپنے فضل سے نواز اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

فوائد: یہ جامع دعا دنیا اور آخرت کی تمام نعمتوں پر مشتمل ہے بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات یہ دعا کیا کرتے تھے۔ (فتح الباری:۱۹۱/۱۱)

١٢ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا يَسْـَٔلُونَ ٱلنَّاسَ إِلْحَافًا﴾

باب ۱۲: ارشاد باری تعالیٰ "وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے"

١٧٢٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلاَ اللُّقْمَةُ وَلاَ اللُّقْمَتَانِ، إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الَّذِي يَتَعَفَّفُ. وَٱقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ). يَعْنِي قَوْلَهُ: ﴿لَا يَسْـَٔلُونَ ٱلنَّاسَ إِلْحَافًا﴾. [رواه البخاري: ٤٥٣٩]

۱۷۲۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جسے ایک یا دو کھجوریں اور ایک یا دو لقمے در بدر پھرنے پر مجبور کرتے ہوں بلکہ مسکین وہ شخص ہے جو کسی سے سوال نہ کرے۔ اگر تم مطلب سمجھنا چاہو تو اس آیت کو پڑھو۔ "وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔"

فوائد: مطلب یہ ہے کہ مخلوق سے سوال کرنے کی بجائے اللہ سے سوال کرے حدیث میں آتا ہے کہ جس کے پاس ایک اوقیہ چاندی ہو اگر وہ سوال کرتا ہے تو گویا چمٹ کر مانگتا ہے' اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہے۔ (فتح الباری:۸/۲۰۳)

سورۃ آل عمران کی تفسیر

١٣ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مِنْهُ ءَايَٰتٌ مُّحْكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلْكِتَٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٌ﴾ الآية

باب ۱۳: قرآن کی بعض آیات محکم ہیں اور وہی اصل کتاب ہیں اور بعض آیات متشابہ ہیں

١٧٢٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَلاَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ مِنْهُ ءَايَٰتٌ مُّحْكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلْكِتَٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٌ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَٰبَهَ مِنْهُ ٱبْتِغَآءَ ٱلْفِتْنَةِ وَٱبْتِغَآءَ تَأْوِيلِهِۦ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُۥٓ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱلرَّٰسِخُونَ فِى ٱلْعِلْمِ يَقُولُونَ ءَامَنَّا بِهِۦ كُلٌّ

۱۷۲۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "اس اللہ نے تم پر کتاب نازل کی ہے اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں ایک محکمات جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے' وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں حالانکہ ان

مِّنۡ عِندِ رَبِّنَاۗ وَمَا یَذَّكَّرُ إِلَّآ أُوْلُواْ ٱلۡأَلۡبَٰبِ﴾. قالت: قال رسول الله ﷺ: (فَإِذَا رَأَيْتِ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ ما تَشَابَهَ مِنْهُ، فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّى اللهُ، فَاحْذَرُوهُم). [رواه البخاري: ٤٥٤٧]

کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بخلاف اس کے جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ان پر امتحان ہے یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق تو صرف دانشمند ہی حاصل کرتے ہیں۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو قرآن مجید کی متشابہ آیات کا کھوج لگانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ سمجھ لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا نام اللہ نے اصحاب زیغ و فتنہ رکھا ہے ایسے لوگوں سے اجتناب کرو۔

فوائد: پہلے یہودیوں نے حروف مقطعات کی تاویل کی پھر خوارج ان کے نقش قدم پر چلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کام کرنے والے ایک شخص کو اتنا مارا کہ اس کے سر سے خون بہہ نکلا۔ (فتح الباری:۸/۲۱۱)

١٤ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشۡتَرُونَ بِعَهۡدِ ٱللَّهِ وَأَيۡمَٰنِهِمۡ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾

باب ۱۴: ارشاد باری تعالیٰ: "جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان اور اپنے قول و قرار کو تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ ڈالتے ہیں"

١٧٢٥ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما أَنَّهُ اخْتَصَمَ إِلَيْهِ امْرَأَتَانِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِي بَيْتٍ - أَوْ فِي الْحُجْرَةِ - فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أُنفِذَ بِإِشْفَى فِي كَفِّهَا، فَادَّعَتْ عَلَى الأُخْرَى، فَرُفِعَ أَمْرُهُمَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ، لَذَهَبَ دِمَاءُ

۱۷۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے پاس دو عورتیں ایک مقدمہ لائیں جو ایک مکان یا کمرہ میں سلائی کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک اس حالت میں باہر نکلی کہ سوا اس کے ہاتھ میں گڑا ہوا تھا۔ اس نے دوسری کے خلاف دعوی کر دیا دونوں کا مقدمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس لایا گیا۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محض لوگوں کے دعوی کی بناء پر ان کے حق میں اگر فیصلہ کر دیا جائے تو لوگوں کے جان اور مال تلف

قَوْمٍ وَأَمْوالُهُمْ). ذَكِّرُوها بِٱللهِ، وَٱقْرَؤُوا عَلَيْهَا: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾. فَذَكَّرُوهَا فَٱعْتَرَفَتْ، فَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ ٱلنَّبِيُّ ﷺ: (ٱلْيَمِينُ عَلَى ٱلْمُدَّعَى عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ٤٥٥٢]

ہو جائیں گے۔ لہٰذا اس دوسری عورت کو اللہ یاد دلاؤ اور یہ آیت پڑھ کر سناؤ بے شک جو لوگ اللہ کے عہد و پیمان اور اپنے قول و اقرار کو تھوڑی سی قیمت سے فروخت کر دیتے ہیں آخر تک۔ چنانچہ لوگوں نے اسے نصیحت کی تو اس نے اعتراف جرم کر لیا تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قسم مدعی علیہ پر لازم آتی ہے۔

فوائد: بیہقی کی روایت میں ہے کہ دعویدار کے ذمہ اپنے دعوی کے ثبوت کے لئے دلیل مہیا کرنا ہے اور اگر مدعی علیہ انکار کرتا ہے تو اس کے ذمہ قسم آتی ہے البتہ مسئلہ قسامہ میں دعویدار کو دلیل کے بجائے قسم دینا ہوتی ہے۔ (فتح الباری:۴/۲۳۶)

١٥ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ ٱلنَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ﴾ الآية

باب ۱۵: ارشاد باری تعالیٰ: "کفار نے تمہارے مقابلہ کے لئے لشکر کثیر جمع کیا ہے"

١٧٢٦: عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ﴿حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ﴾. قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي ٱلنَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ ﷺ حِينَ قَالُوا: ﴿إِنَّ ٱلنَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَٱخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَٰنًا وَقَالُوا حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ﴾. [رواه البخاري: ٤٥٦٣]

۱۷۲۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اللہ کافی ہے جو بہترین کار ساز ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا جب ان کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہا جب منافقین نے افواہ پھیلائی کہ کفار نے آپ کے ساتھ لڑنے کے لئے بہت سے لوگ جمع کئے ہیں۔ لہٰذا ان سے ڈرتے رہنا یہ خبر سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان بڑھ گیا۔ انہوں نے بھی یہی کہا ہمیں اللہ کافی ہے جو اچھا کام کرنے والا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بایں الفاظ منقول ہے کہ جب تم کسی خوفناک معاملہ سے دو چار ہو جاؤ تو حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھا کرو (فتح الباری:۴/۲۳۸)

١٦ - باب: قولُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَـٰبَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ ٱلَّذِينَ أَشْرَكُوٓا۟ أَذًى كَثِيرًا﴾

باب ١٦: ارشاد باری تعالیٰ: "تم اپنے سے پیشتر اہل کتاب سے اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے۔"

١٧٢٧ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ، عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَاءَهُ، يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الحَارِثِ ابْنِ الخَزْرَجِ، قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ. حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ ٱللهِ ابْنُ أُبَيٍّ، فَإِذَا فِي المَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ المُسْلِمِينَ وَالمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ، وَاليَهُودِ وَالمُسْلِمِينَ، وَفِي المَجْلِسِ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ المَجْلِسَ عَجَاجَةُ ٱلدَّابَّةِ، خَمَّرَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ، ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ، فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى ٱللهِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ القُرْآنَ، فَقَالَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ: أَيُّهَا المَرْءُ، إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا، فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا، ٱرْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ، فَمَنْ جَاءَكَ فَٱقْصُصْ عَلَيْهِ. فَقَالَ عَبْدُ ٱللهِ بْنُ رَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُولُ

١٧٢٧۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر علاقہ فدک کی بنی ہوئی چادر ڈالی گئی تھی اور مجھے بھی اپنے پیچھے بیٹھا لیا۔ آپ بنی حارث بن خزرج کے محلہ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ واقعہ غزوہ بدر سے پہلے کا ہے راستہ میں آپ ایک مجلس سے گزرے جس میں سب لوگ یعنی مسلمان' مشرکین اور یہودی ملے جلے بیٹھے تھے۔ انہی لوگوں میں عبد اللہ بن ابی (منافق) بھی تھا جو ابھی (بظاہر بھی) مسلمان نہیں ہوا تھا اور اسی مجلس میں حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ جب سواری کی گرد وغبار ان لوگوں پر پڑی تو عبد اللہ بن ابی نے اپنی ناک پر چادر ڈال لی اور کہنے لگا ہم پر گرد وغبار نہ اڑاؤ۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے السلام علیکم کہا اور ٹھہر گئے۔ سواری سے نیچے اتر کر انہیں اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا تو عبد اللہ بن ابی نے کہا آپ کی باتیں بہت اچھی ہیں تاہم جو کچھ آپ کہتے ہیں اگرچہ سچ بھی ہو تب بھی آپ ہماری مجالس میں آکر ہم کو تکلیف نہ دیا کریں بلکہ اپنے گھر واپس چلے جائیں۔ پھر ہم میں سے جو شخص آپ کے پاس آئے اسے آپ اپنی باتیں سنائیں

اَللّٰهِ، فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا، فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ. فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا، ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ دَابَّتَهُ، فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا سَعْدُ، أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ - يُرِيدُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ أُبَيٍّ - قَالَ: كَذَا وَكَذَا). قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اعْفُ عَنْهُ، وَاصْفَحْ عَنْهُ، فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ، لَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُونَهُ بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا أَبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ، فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ. فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ، وَيَصْبِرُونَ عَلَى الأَذَى، حَتَّى أَذِنَ اللّٰهُ فِيهِمْ، فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَدْرًا، فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهِ صَنَادِيدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، قَالَ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَعَبَدَةِ الأَوْثَانِ: هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ، فَبَايِعُوا

حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ضرور ہماری مجالس میں تشریف لا کر ہمیں یہ باتیں سنایا کریں کیونکہ ہم ان باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ پھر بات اس حد تک بڑھ گئی کہ مسلمانوں' مشرکوں اور یہودیوں نے ایک دوسرے کو برابھلا کہنا شروع کر دیا اور نوبت بایں جا رسید کہ ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ مسلسل ان کو خاموش رہنے کی تلقین کرتے رہے اور جھگڑے کو فرو کرنے کی کوشش فرماتے رہے۔ بعد ازاں آپ اپنی سواری پر بیٹھ کر حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کیا تم نے سنا اس شخص ابو حباب یعنی عبد اللہ بن ابی نے کیا کہا ہے؟ اس شخص نے یہ اور یہ باتیں کی ہیں حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اسے معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی اللہ کی طرف سے آپ پر جو کچھ نازل ہوا وہ برحق اور سچ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس بستی والوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس شخص (عبد اللہ بن ابی) کی تاجپوشی کریں اور اس کے سر پر سرداری کی پگڑی بندھوا دیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ تجویز اس حق کے ذریعے جو آپ کو عطا فرمایا رد کر دی تو وہ اس وجہ سے آپ سے جلنے لگا ہے اور یہ جو کچھ اس نے کیا ہے اسی حسد کا نتیجہ ہے چنانچہ آپ نے اسے معاف کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ عادت رہی کہ

الرَّسُولَ ﷺ عَلَى الإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوا. [رواه البخاري: ٤٥٦٦]

بت پرستوں اور یہودیوں کی ناشائستہ حرکات کو معاف کر دیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا اور ان کی ایذاء رسانی پر صبر کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے باب میں جہاد کی اجازت دی۔ پھر جب آپ نے جنگ بدر لڑی اور اس جہاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے قریش سرداروں کو مار ڈالا تو عبد اللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے ساتھی مشرکین اور بت پرستوں نے کہا کہ اب یہ امر یعنی اسلام ظاہر و غالب ہو چکا ہے۔ تب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور مسلمان ہو گئے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جس مجلس میں مسلمان اور کافر ملے جلے ہوں انہیں سلام کرنا درست ہے لیکن سلام میں نیت مسلمانوں کے متعلق کی جائے کفار کو ابتداء سلام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ (فتح الباری:۸/۲۳۲)

١٧ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَآ أَتَوا﴾

باب ۱۷: ارشاد باری تعالیٰ: ”آپ ان کو جو اپنے ناپسند کاموں سے خوش ہوتے ہیں (عذاب سے نجات یافتہ) خیال نہ کریں

١٧٢٨ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رِجَالًا مِنَ المُنَافِقِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، كَانَ إِذَا خَرَجَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوا عَنْهُ، وَفَرِحُوا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَإِذَا قَدِمَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ ٱعْتَذَرُوا إِلَيْهِ وَحَلَفُوا، وَأَحَبُّوا أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِيهِم ﴿لَا

۱۷۲۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چند منافق ایسے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ جہاد کو تشریف لے جاتے تو وہ مدینہ میں پیچھے رہ جاتے اور پیچھے رہنے پر خوش ہوتے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ جہاد سے لوٹ کر واپس آتے تو عذر بنا کر حلف اٹھا لیتے اور اس بات کو پسند کرتے کہ جو کام انہوں نے نہیں کیا اس میں ان کی تعریف کی جائے تب مذکورہ بالا آیت ان کے متعلق نازل ہوئی۔

تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَآ أَتَوا۟ وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا۟ بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا۟﴾. الآيَة.

[رواه البخاري: ٤٥٦٧]

فوائد: اگلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا سبب نزول یہود مدینہ کا کردار ناہنجار ہے جبکہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا پس منظر منافقین ہیں ممکن ہے کہ دونوں گروہوں کے کردار کو نمایاں کرنے کے لئے یہ آیت اتری ہو۔ (فتح الباری:۸/۲۳۳)

١٧٢٩ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا وقد قيل له: لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا أُوتِيَ، وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ، مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُونَ. فَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: وَمَا لَكُمْ وَلِهٰذِهِ، إِنَّمَا دَعا النَّبِيُّ ﷺ يَهُودَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ، فَكَتَمُوهُ إِيَّاهُ، وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ، فَأَرَوْهُ أَنْ قَدِ ٱسْتُحْمِدُوا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوهُ عَنْهُ فِيمَا سَأَلَهُمْ، وَفَرِحُوا بِمَا أَتَوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ. [رواه البخاري: ٤٥٦٨]

۱۷۲۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے کہا گیا کہ جو شخص اس چیز سے خوش ہو جو اسے عطا کی گئی ہے اور یہ بات بھی پسند کرے کہ ناکردہ فعل میں اس کی تعریف کی جائے تو آخرت میں اسے عذاب ہو گا۔ اس طرح تو ہم سب عذاب سے دوچار کئے جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مذکورہ آیت کریمہ سے تم مسلمانوں کو کیا تعلق ہے؟ اصل واقعہ تو یہ ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے چند یہودیوں کو بلا کر ان سے کوئی بات دریافت کی تو انہوں نے اصل بات چھپا کر کوئی اور بات بتادی اور آپ کو باور یہ کرایا کہ آپ کے سوال کا جواب دیکر انہوں نے قابل تعریف کام کیا ہے۔ اور اس طرح بات چھپانے سے بہت خوش ہوئے۔

فوائد: اس حدیث کا آغاز یوں ہے کہ حضرت مروان بن حکم رحمہ اللہ نے اپنے دربان رافع کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا تھا کہ اس مذکورہ آیت کا مطلب دریافت کیا جائے۔ (صحیح بخاری:۴۵۶۸)

www.KitaboSunnat.com

سورۃ نساء

١٨ - باب: قوله تعالى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ﴾

باب ۱۸: ارشاد باری تعالیٰ "اگر تمہیں اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے متعلق عدل نہ کر سکو گے......"

١٧٣٠ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّها سَأَلَها عُرْوَةُ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعالَى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ﴾. فَقالَتْ: يا ابْنَ أُخْتِي، هٰذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّها، تَشْرَكُهُ فِي مالِهِ، وَيُعْجِبُهُ مالُها وَجَمالُها، فَيُرِيدُ وَلِيُّها أَنْ يَتَزَوَّجَها بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَداقِها، فَيُعْطِيَها مِثْلَ ما يُعْطِيها غَيْرُهُ، فَنُهُوا عَنْ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا لَهُنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّداقِ، فَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا ما طابَ لَهُمْ مِنَ النِّساءِ سِواهُنَّ. قالَتْ عائِشَةُ: وَإِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدَ هٰذِهِ الآيَةِ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾. قالَتْ عائِشَةُ: وَقَوْلُ اللهِ تَعالَى فِي آيَةٍ أُخْرَى: ﴿وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾. رَغْبَةَ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيمَتِهِ، حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ المَالِ وَالجَمالِ، قالَتْ: فَنُهُوا - أَنْ يَنْكِحُوا - عَمَّنْ رَغِبُوا فِي مالِهِ وَجَمالِهِ مِنْ يَتامَى النِّساءِ إِلَّا

۱۷۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان سے حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مطلب دریافت کیا:

"اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو"

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے بھانجے! اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم لڑکی جو اپنے ولی کی زیر کفالت ہو وہ اس کی جائیداد میں حصہ دار بھی ہو۔ پھر اس ولی کو اس کا مال اور جمال پسند آ جائے تو اس نے اس سے نکاح کا ارادہ کیا مگر مہر دینے کی بابت اس کی نیت بدلی ہوئی تھی یعنی یہ چاہے کہ اس کو اتنا مہر نہ دے جتنا اس کو دوسرے مرد سے ملتا ہے تو اس آیت میں اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ ایسی لڑکیوں کے ساتھ مہر کے معاملہ میں انصاف کئے بغیر نکاح نہ کیا جائے اور ولی اگر اس سے نکاح کرنا چاہے تو اسے بھی وہ پورا حق مہر ادا کرے جو زیادہ سے زیادہ اسے مل سکتا ہے اور یہ حکم دیا گیا کہ ان لڑکیوں کے علاوہ جو عورتیں تم کو پسند ہوں ان سے نکاح کر لو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد لوگوں نے پھر رسول

بِالْقِسْطِ، مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيلاَتِ المَالِ وَالجَمَالِ. [رواه البخاري: ٤٥٧٤]

اللہ ﷺ سے اس بارے میں فتویٰ طلب کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ”اور لوگ آپ سے عورتوں کی بابت فتویٰ پوچھتے ہیں۔۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دوسری آیت میں یہ جو فرمایا جن کے نکاح کرنے سے تم باز رہتے ہو یا لالچ کی بناء پر تم خود ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس سے مراد یہی ہے کہ اگر کسی کو اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی جس کا مال اور جمال کم ہے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت ہے تو مال اور جمال والی یتیم لڑکی سے بھی نکاح نہ کرو جس کے ساتھ تمہیں نکاح کی رغبت ہے مگر اس صورت میں کہ انصاف کے ساتھ اسے پورا حق مہر ادا کرو۔

فوائد: دونوں صورتوں میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ یتیم لڑکیوں سے انصاف کیا جائے از خود نکاح کرنا ہو تو دستور کے مطابق پورا پورا مہر ادا کریں اور اگر خود نکاح کرنے کی رغبت نہ ہو تو بھی انصاف کیا جائے کہ کسی دوسری جگہ ان کا نکاح کر دیا جائے۔ (فتح الباری:۸/۲۳۱)

١٩ - باب: قوله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِيٓ أَوْلَٰدِكُمْ﴾

باب ۱۹: تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے.....

١٧٣١ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قالَ: عادَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ فِي بَنِي سَلِمَةَ ماشِيَيْنِ، فَوَجَدَنِي النَّبِيُّ ﷺ لاَ أَعْقِلُ، فَدَعَا بِماءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ لَهُ: ما تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي مالِي يَا رَسُولَ اللهِ، فَنَزَلَتْ: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِيٓ أَوْلَٰدِكُمْ﴾ [رواه البخاري: ٤٥٧٧]

۱۷۳۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پیدل آکر بنو سلمہ میں میری عیادت کی اور آپ نے مجھے ایسی حالت میں دیکھا کہ میں بے ہوش پڑا تھا۔ آپ نے پانی منگوایا اس سے وضو کیا اور آپ نے پانی مجھ پر چھڑک دیا۔ مجھے ہوش آگیا تو پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کیا حکم فرماتے ہیں کہ میں اپنے مال کو کیا کروں؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اللہ تمہیں تمہاری اولاد کی بابت وصیت کرتا ہے......“

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہ تو میرے والدین حیات ہیں اور نہ ہی میری اولاد ہے ایسے حالات میں میری جائیداد کا وارث کون ہو گا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح الباری:۸/۲۴۳)

٢٠ - باب: قوله تعالى: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ الآية

باب ۲۰: ارشاد باری تعالیٰ "اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا"

١٧٣٢ : عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى نَاسٌ النَّبِيَّ ﷺ قالُوا: يَا رَسُولَ ٱللَّهِ، هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيامَةِ؟ فَذَكَرَ حَدِيثَ الرُّؤْيَةِ وقَدْ تَقَدَّمَ بِكامِلِهِ ثُمَّ قَالَ: (إِذَا كانَ يَوْمُ الْقِيامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ: تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ ما كانَتْ تَعْبُدُ، فَلاَ يَبْقَى مَنْ كانَ يَعْبُدُ غَيْرَ ٱللَّهِ مِنَ الأَصْنَامِ وَالأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ في النَّارِ. حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كانَ يَعْبُدُ ٱللَّهَ، مِنْ بَرٍّ أَوْ فاجِرٍ، وَغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَيُدْعَى الْيَهُودُ، فَيُقَالُ لَهُمْ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرًا ٱبْنَ ٱللَّهِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ، ما ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلاَ وَلَدٍ، فَمَاذَا تَبْغُونَ؟ فَقالُوا: عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا، فَيُشَارُ: أَلاَ تَرِدُونَ؟ فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ، كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيَتَسَاقَطُونَ في النَّارِ. ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى فَيُقَالُ لَهُمْ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ

۱۷۳۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چند لوگ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ اس کے بعد حدیث (۴۶۳) رؤیت باری تعالیٰ کا ذکر ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا کہ ہر گروہ اس کے پیچھے ہو جائے جس کی وہ عبادت کرتا تھا اور اللہ کے سوا بتوں اور پتھروں کی عبادت کرنے والوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ سب دوزخ میں گر پڑیں گے صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور ان میں اچھے برے (سب طرح کے) مسلمان اور اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگ ہوں گے۔ سب سے پہلے یہودیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا وہ کون ہے؟ جس کی تم عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے جو اللہ کا بیٹا ہے۔ تب ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو کیونکہ اللہ نے کسی کو اپنی بیوی اور بیٹا نہیں بنایا۔ اچھا اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے اے پروردگار! ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی پلاؤ انہیں سراب

ٱبْنَ ٱللهِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ، ما ٱتَّخَذَ ٱللهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلاَ وَلَدٍ، فَيُقَالُ لَهُمْ: ماذَا تَبْغُونَ؟ فَكَذٰلِكَ مِثْلُ الأَوَّلِ. حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كانَ يَعْبُدُ ٱللهَ، مِنْ بَرٍّ أَوْ فاجِرٍ، أَتاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ في أَدْنَى صُورَةٍ مِنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا، فَيُقَالُ: ماذَا تَنْتَظِرُونَ، تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ ما كانَتْ تَعْبُدُ، قالُوا: فارَقْنَا النَّاسَ في ٱلدُّنْيَا عَلَى أَفْقَرِ ما كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ، فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ: لاَ نُشْرِكُ بِٱللهِ شَيْئًا). مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا. [رواه البخاري: ٤٥٨١]

کی طرف اشارہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ وہاں جاؤ در حقیقت وہ پانی نہیں بلکہ وہ جہنم ہو گی جس کا ایک حصہ دوسرے کو چکنا چور کر رہا ہو گا۔ وہ بے تاب ہو کر اس کی طرف دوڑیں گے اور آگ میں گر پڑیں گے اس کے بعد عیسائیوں کو بلایا جائے گا اور اسی طرح پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ کے بیٹے حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کی عبادت کرتے تھے ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو بھلا اللہ کے لئے زوجہ اور اولاد کہاں سے آئی؟ پھر ان سے کہا جائے گا اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ بھی ایسا ہی کہیں گے جیسے یہودیوں نے کہا تھا اور وہ بھی ان کی طرح دوزخ میں جا گریں گے۔ اب وہی لوگ رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان میں اچھے برے سب طرح کے (موحد) لوگ ہوں گے اس وقت پروردگار ایک صورت میں جلوہ گر ہو گا۔ جو پہلی صورت سے ملتی جلتی ہو گی جسے وہ دیکھ چکے ہوں گے۔ ان لوگوں سے کہا جائے گا تم کس کے انتظار میں کھڑے ہو۔ ہر امت تو اپنے معبود کے ساتھ چلی گئی ہے۔ وہ عرض کریں گے ہمیں دنیا میں جب ان لوگوں کی ضرورت تھی اس وقت تو ہم نے ان کا ساتھ نہ دیا تو اب کیوں دیں؟ بلکہ ہم تو اپنے سچے پروردگار کی انتظار کر رہے ہیں جس کی ہم دنیا میں عبادت کرتے تھے۔ اس وقت پروردگار فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں پھر سب دو یا تین باریوں کہیں گے ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے

والے نہیں تھے۔

فوائد: صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ ان کے سامنے ایسی صورت میں جلوہ گر ہو گا جسے وہ نہیں پہچانتے ہوں گے اور جب اللہ ان سے فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو کہیں گے کہ ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ (صحیح بخاری:۶۵۷۳)

٢١ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ﴾

باب ۲۱: ارشاد باری تعالیٰ: "اس وقت کیا حالت ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے......"

١٧٣٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: (اقْرَأْ عَلَيَّ). قُلْتُ: آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: (فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي). فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ، حَتَّى بَلَغْتُ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾. قَالَ: (أَمْسِكْ). فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. [رواه البخاري: ٤٥٨٢]

۱۷۳۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا بھلا میں آپ کو کیا سناؤں گا؟ آپ پر تو خود قرآن اترا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے دوسروں سے سننا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ پھر میں نے سورۃ نساء پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا۔ "بھلا اس دن کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے۔ پھر آپ کو ان لوگوں پر گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔" پھر آپ نے فرمایا بس رک جاؤ (میں نے دیکھا کہ) آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

فوائد: آپ کو اپنی امت پر ترس آگیا اس لئے روئے کیونکہ آپ نے اپنی امت کے کردار پر گواہی دینا ہے جبکہ بعض امت کے بعض اعمال ایسے ہوں گے جو جہنم میں جانے کا باعث ہوں گے۔ (فتح الباری:۹/۹۹)

٢٢ - باب: قوله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَفَّىٰهُمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ ظَالِمِىٓ أَنفُسِهِمْ﴾

باب ۲۲: ارشاد باری تعالیٰ: ”جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جانیں قبض کرنے لگتے ہیں (آخر تک)

١٧٣٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ نَاسًا مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ ٱلْمُشْرِكِينَ، يُكَثِّرُونَ سَوَادَهُمْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، يَأْتِي ٱلسَّهْمُ فَيُرْمَى بِهِ، فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ، أَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَفَّىٰهُمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ ظَالِمِىٓ أَنفُسِهِمْ﴾. الآيَةَ. [رواه البخاري: ٤٥٩٦]

۱۷۳۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ ہو کر ان کی تعداد اور طاقت بڑھاتے تھے لڑائی کے موقع پر کوئی تیر آتا اور ان میں سے کسی کو لگتا تو وہ مرجاتا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں مبتلا تھے..... (آخر تک)

فوائد: اس روایت کا سبب بیان کچھ یوں ہے کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حکومت میں اہل شام سے لڑنے کے لئے اہل مدینہ میں سے ایک دستہ تشکیل دیا گیا۔ ان میں ابو الاسود محمد بن عبد الرحمن بھی تھے۔ وہ حضرت عکرمہ سے ملے تو انہوں نے یہ حدیث بیان کی ان کا مطلب یہ تھا کہ اہل شام بھی مسلمان ہیں ان سے لڑتے ہوئے جو لوگ مارے جائیں گے ان کا خاتمہ بموجب آیت ہذا برا ہوگا۔

٢٣ - باب: قوله تعالى: ﴿إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ﴾ إِلَى قوله: ﴿وَيُونُسَ وَهَٰرُونَ وَسُلَيْمَٰنَ﴾

باب ۲۳: ارشاد باری تعالیٰ: ”ہم نے تمہاری طرف اس طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح علیہ السلام اور اس کے بعد پیغمبروں کی طرف وحی بھیجی تھی..... (آخر تک)

١٧٣٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ ٱلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَالَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى، فَقَدْ كَذَبَ). [رواه البخاري: ٤٦٠٣]

۱۷۳۵۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص کہے کہ میں حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے اچھا ہوں تو وہ جھوٹا ہے۔

فوائد: حضرت یونس علیہ السلام سے ایک غلطی ہو گئی تھی جو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی رسالت کا درجہ تو

بہت بڑا ہے کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو حضرت یونس سے بہتر خیال کرے۔ (فتح الباری:٨/٢٦٧)

تفسیر سورۃ مائدہ

٢٤ - باب: قوله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ﴾ الآية

باب ۲۴: اے پیغمبر ﷺ! جو ارشادات اللہ کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں وہ سب لوگوں کو پہنچا دو

١٧٣٦ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ، وَٱللهُ يَقُولُ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ﴾. الآيَةَ. [رواه البخاري: ٤٦١٢]

١٧٣٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا (اے مسروق) جو شخص تجھ سے یہ کہے کہ حضرت محمد ﷺ نے اللہ کے پیغام میں سے کچھ چھپایا ہے تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اے پیغمبر! جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر اترا وہ لوگوں کو پہنچا دو۔"

فوائد: اس حدیث کا آغاز یوں ہے کہ "جو شخص بیان کرے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے اس نے جھوٹ کہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور جو شخص بیان کرے کہ حضرت محمد ﷺ غیب جانتے ہیں اس نے بھی جھوٹ کہا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور غیب نہیں جانتا۔ (صحیح بخاری:٧٣٨٠)

٢٥ - باب: قوله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُحَرِّمُوا۟ طَيِّبَٰتِ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكُمْ﴾

باب ۲۵: ارشاد باری تعالیٰ "اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے نازل کی ہیں ان کو حرام نہ ٹھہراؤ (آخر تک)

١٧٣٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ، فَقُلْنَا: أَلاَ نَخْتَصِي؟ فَنَهانَا عَنْ ذٰلِكَ، فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ نَتَزَوَّجَ المَرْأَةَ بِالثَّوْبِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟

١٧٣٧۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں جایا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں تو ہم نے عرض کیا ہم اپنے آپ کو خصی کیوں نہ کر ڈالیں؟ تو آپ نے منع فرمایا اور پھر اجازت دی کہ کسی عورت سے کپڑے وغیرہ کے بدلے

لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَٰتِ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكُمْ﴾. [رواه البخاري: ٤٦١٥]

(ایک معین مدت کے لئے) نکاح کر لیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔
اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کرو (آخر تک)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود بنٹن دوران سفر بوقت ضرورت نکاح کے قائل تھے لیکن جب انہیں نسخ کا علم ہوا تو اس موقف سے رجوع کر لیا۔ (فتح الباری:۹/۱۱۹) اور اپنے آپ کو خصی کرنا' اللہ کی حلال کردہ چیز کو اپنے اوپر حرام ٹھہرانا ہے۔ اس لئے نس بندی کیسے جائز ہو سکتی؟ جو انسان کو اولاد سے محروم کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ جس کے حصول کے لئے نکاح کیا جاتا ہے۔

٢٦ - باب: قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ﴾

باب ۲۶: ارشاد باری تعالیٰ: "اے ایمان والو! یہ شراب' جوا' آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں

١٧٣٨ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ما كانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيخِكُمْ هٰذا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ، فَإِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَفُلاَنًا وَفُلاَنًا إِذْ جاءَ رَجُلٌ فَقالَ: وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ؟ فَقالُوا: وَما ذَاكَ؟ قالَ: حُرِّمَتِ الخَمْرُ، قالُوا: أَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلاَلَ يَا أَنَسُ، قالَ: فَمَا سَأَلُوا عَنْهَا وَلاَ رَاجَعُوهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ. [رواه البخاري: ٤٦١٧]

۱۷۳۸۔ حضرت انس بن مالک بنٹن سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے ہاں فضیخ شراب کے علاوہ اور کسی قسم کی شراب نہ تھی۔ بس یہی شراب جسے تم فضیخ کہتے ہو میں کھڑا ابو طلحہ بنٹن اور فلاں فلاں کو فضیخ پلا رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ تمہیں کچھ خبر بھی ہے؟ انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا شراب حرام ہو گئی ہے تب ان لوگوں نے کہا اے انس بنٹن ان مٹکوں کو بہا دو۔ حضرت انس بنٹن کا بیان ہے کہ جب اس آدمی نے یہ خبر دی۔ انہوں نے نہ شراب کے متعلق سوال کیا اور نہ ہی اس امتناعی حکم کی خلاف ورزی کی۔

فوائد: فضیخ شراب کی اس قسم کو کہتے ہیں جو نیم پختہ کھجوروں سے حاصل کی جاتی تھی اس وقت مدینہ میں پانچ چیزوں سے شراب تیار کی جاتی تھی جو' گندم' شہد' کھجور اور انگور بہرحال دین اسلام میں ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

٢٧ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿لَا تَسْـَٔلُوا۟ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾

باب ۲۷: ارشاد باری تعالیٰ: ''ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھا کرو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں

١٧٣٩ : عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قالَ: خَطَبَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ خُطْبَةً ما سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قالَ: (لَوْ تَعْلَمُونَ ما أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا). قالَ فَغَطَّى أَصْحابُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وُجُوهَهُمْ لَهُمْ خَنِينٌ، فَقالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قالَ: (فُلانٌ). فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿لَا تَسْـَٔلُوا۟ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. [رواه البخاري: ٤٦٢١]

۱۷۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ میں نے اب تک اس جیسا عمدہ خطبہ نہ سنا تھا۔ آپ نے فرمایا اگر تمہیں وہ باتیں معلوم ہوں جو مجھے معلوم ہیں تو تم بہت کم ہنسو اور زیادہ روتے رہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور سسکیاں بھر کر رونے لگے۔ اتنے میں ایک شخص نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا فلاں ہے تب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کے بارے میں سوال کیا تھا کیونکہ کچھ لوگوں کو ان کے باپ کے متعلق شکوک وشبہات تھے اور انہیں برملا ظاہر بھی کرتے تھے اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔ (فتح الباری:۸/۶۵۷)

١٧٤٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قالَ: كانَ ناسٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ ٱسْتِهْزَاءً، فَيَقُولُ الرَّجُلُ: مَنْ أَبِي؟ وَيَقُولُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ: أَيْنَ نَاقَتِي؟ فَأَنْزَلَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَسْـَٔلُوا۟ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. حَتَّى فَرَغَ مِنَ الآيَةِ كُلِّهَا. [رواه البخاري: ٤٦٢٢]

۱۷۴۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا بعض لوگ آپ سے بطور مذاق سوال کیا کرتے تھے کوئی کہتا تھا بتایئے میرا باپ کون ہے؟ کوئی کہتا میری اونٹنی گم ہو گئی ہے بتلایئے کہاں ہے؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھا کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔

فوائد: اس آیت کریمہ کے نزول کی متعدد وجوہات تھیں بعض لوگ آپ کو مذاق کے طور پر سوال

کرتے تو کچھ آپ کا امتحان لینے کے لئے پوچھتے جبکہ بعض ضد اور ہٹ دھرمی کا رویہ اختیار کرتے ان تمام اسباب کے پیش نظر اس آیت کا نزول ہوا۔ (فتح الباری:۸/۲۸۲)

تفسیر سورة الانعام

٢٨ - باب: قَوله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قُلْ هُوَ ٱلْقَادِرُ عَلَىٰٓ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ﴾ الآية

باب ۲۸: ارشاد باری تعالیٰ: "کہو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کردے (آخر تک)

١٧٤١ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿قُلْ هُوَ ٱلْقَادِرُ عَلَىٰٓ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ﴾. قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَعُوذُ بِوَجْهِكَ). ﴿أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾. قالَ: (أَعُوذُ بِوَجْهِكَ). ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ﴾. قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هٰذَا أَهْوَنُ، أَوْ هٰذَا أَيْسَرُ). [رواه البخاري: ٤٦٢٨]

۱۷۴۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔
کہو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کردے۔
تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ ! میں تیری ذات کی پناہ لیتا ہوں۔
پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا! یا عذاب تمہارے قدموں کے نیچے سے برپا کردے۔
اس پر بھی آپ نے فرمایا اے اللہ ! میں تیری ذات کی پناہ لیتا ہوں۔
پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا! یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھادے۔
تو آپ نے فرمایا ہاں یہ پہلے عذابوں سے ہلکا یا آسان ہے۔

فوائد: اوپر سے عذاب رجم کی صورت میں اور قدموں کے نیچے سے عذاب زمین میں دھنس جانے کی شکل میں ہوتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے رجم اور خسف کے عذاب کو موقوف رکھا ہے۔ (فتح الباری:۸/۲۹۲)

٢٩ - باب: قوله عزَّ وَجلَّ: ﴿أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُۖ فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْۗ﴾

باب ۲۹: ارشاد باری تعالیٰ: ”یہی لوگ (انبیاء علیہم السلام) اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں انہی کے راستہ پر تم چلو۔“

١٧٤٢ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سُئِلَ: أَفِي صٓ سَجْدَةٌ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ تَلاَ: ﴿وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْۗ﴾. ثُمَّ قَالَ: نَبِيُّكُمْ ﷺ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ. [رواه البخاري: ٤٦٣٢]

۱۷۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا سورۃ ص میں سجدہ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔
یہی لوگ (انبیاء علیہم السلام) اللہ کی طرف سے ھدایت یافتہ ہیں انہی کے راستہ پر تم چلو۔
مزید فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ بھی ان میں سے ہیں جنہیں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی کا حکم ہوا ہے۔

فوائد: معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بھی گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی شریعت پر چلنے کے پابند تھے ہاں اگر اس کا نسخ آجائے تو یہ پابندی خود بخود ختم ہو جاتی۔ (فتح الباری: ۸/۲۹۵)

٣٠ - باب: قوله عزَّ وَجلَّ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا۟ ٱلْفَوَٰحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَۖ﴾

باب ۳۰: ارشاد باری تعالیٰ: ”اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی“

١٧٤٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: (لاَ أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ ٱللهِ، وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ ٱلْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وما بَطَنَ، وَلاَ شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِ ٱلْمَدْحُ مِنَ ٱللهِ، وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ). [رواه البخاري: ٤٦٣٤]

۱۷۴۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں ہے اس لئے اس نے ظاہری اور باطنی تمام فحش چیزوں اور بے شرمی کی باتوں کو حرام کیا ہے اور اللہ کے نزدیک تعریف سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں ہے اس لئے اس نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفت غیرت اللہ کے لئے اس کے شایان شان ثابت ہے اس کی تاویل کی چنداں ضرورت نہیں دوسری روایت میں ﴿ لَا شَخص ﴾ کے الفاظ ہیں اس سے معلوم ہوا

کہ اللہ کے لئے لفظ شخص کا اطلاق بھی ہو سکتا ہے۔ (صحیح بخاری:۷۴۱۶)

تفسیر سورۃ الاعراف

٣١ - باب: قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿خُذِ ٱلْعَفْوَ وَأْمُرْ بِٱلْعُرْفِ﴾ الآية

باب ٣١: ارشاد باری تعالیٰ: "عفو اختیار کرو اور لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دو۔"

١٧٤٤ : عَنْ ٱبْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَ ٱللهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ. [رواه البخاري: ٤٦٤٤]

١٧٤٤۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ (اس آیت کریمہ میں) اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اخلاق و عادات میں سے اپنے پیغمبر ﷺ کو عفو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

فوائد: بعض لوگوں نے "عفو" کے معنی ضروریات سے زائد مال لے لینے کے کئے ہیں امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں عفو سے مراد درگذر کرنا اور معاف کر دینا ہے یعنی یہ آیت حسن اخلاق سے متعلق ہے۔

تفسیر سورۃ الانفال

٣٢ - باب: قوله تعالى: ﴿وَقَـٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِ﴾

باب ٣٢: ارشاد باری تعالیٰ! کفار سے لڑو حتیٰ کہ دین سے برگشتہ کرنا باقی نہ رہے

١٧٤٥ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أنه قيل له: كَيْفَ تَرَى فِي قِتَالِ الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ: وَهَلْ تَدْرِي ما الْفِتْنَةُ؟ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَ الدُّخُولُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً، وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ. [رواه البخاري: ٤٦٥١]

١٧٤٥۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ قتال فتنہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا تو جانتا ہے کہ فتنہ سے کیا مراد ہے؟ رسول اللہ ﷺ مشرکین سے لڑتے تھے ایسے حالات میں مشرکین کے پاس کوئی مسلمان جاتا تو فتنہ میں پڑ جاتا لہٰذا ان کی لڑائی تمہاری طرح حصول دنیا و سلطنت کے لئے قطعاً نہیں تھی۔

فوائد: خوارج میں سے کسی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی باہم چپقلش میں حصہ دار کیوں نہیں بنتے ہو؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا جو حدیث میں موجود ہے۔ (فتح الباری:۸/۳۱۰)

تفسیر سورة التوبه

٣٣ - باب: قوله تعالى: ﴿وَءَاخَرُونَ اَعْتَرَفُوا۟ بِذُنُوبِهِمْ﴾ الآية

باب ۳۳: ارشاد باری تعالیٰ: "دوسرے لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا"

١٧٤٦ : عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ لَنا: (أَتانِي ٱللَّيْلَةَ آتِيانِ، فَٱبْتَعَثانِي، فَٱنْتَهيا بِي إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ، فَتَلَقَّانا رِجالٌ: شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ، كَأَحْسَنِ ما أَنْتَ راءٍ، وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ ما أَنْتَ راءٍ، قالا لَهُمْ: ٱذْهَبُوا فَقَعُوا في ذٰلِكَ ٱلنَّهْرِ، فَوَقَعُوا فِيهِ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنا، قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ ٱلسُّوءُ عَنْهُمْ، فَصارُوا في أَحْسَنِ صُورَةٍ، قالا لِي: هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ، وَهٰذاكَ مَنْزِلُكَ، قالا: أَمَّا ٱلْقَوْمُ ٱلَّذِينَ كانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ، وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيحٌ، فَإِنَّهُمْ خَلَطُوا عَمَلًا صالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا، تَجاوَزَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ). [رواه البخاري: ٤٦٧٤]

۱۷۴۶۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے اور مجھے ایک مکان میں لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ وہاں ہمیں کئی ایسے آدمی ملے جن کا آدھا بدن تو نہائت خوبصورت اور باقی آدھا انتہائی بد صورت تھا۔ پھر ان فرشتوں نے ان سے کہا اس ندی میں گھس جاؤ تو وہ اس میں گھس گئے۔ پھر وہ ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی جاتی رہی اور انتہائی خوبصورت ہو گئے۔ ان فرشتوں نے مجھ سے کہا یہ جنت عدن ہے اور تمہارا مکان بھی یہیں ہے۔ پھر کہنے لگے کہ جن کا آدھا بدن خوبصورت اور باقی آدھا بد صورت دیکھا تو وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے (دنیا میں) اچھے اور برے سب طرح کے کام کئے اللہ نے ان سے درگزر فرمایا اور انہیں معاف کر دیا۔

فوائد : رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ صبح کی نماز کے بعد اذکار ووظائف سے فارغ ہو جاتے تو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ آج تم نے کوئی خواب دیکھا

ہے پھر کوئی خواب بیان کرتا یہ حدیث بھی رسول اللہ ﷺ کے طویل خواب کا ایک حصہ ہے جس کی تفصیل کتاب تعبیر الرؤیا میں آئے گی۔ ان شاء اللہ

تفسیر سورة هود

٣٤ - باب: قوله تعالى: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُۥ عَلَى ٱلْمَآءِ﴾

باب ۳۴: ارشاد باری تعالیٰ:
"اور اس کا عرش پانی پر تھا"

١٧٤٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (قَالَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ، وَقَالَ: يَدُ ٱللهِ مَلأَى لاَ يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ. وَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ ما أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ ما فِي يَدِهِ، وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ، وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ). [رواه البخاري: ٤٦٨٤]

۱۷۴۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے (اے ابن آدم) تو خرچ کر میں بھی تجھ پر خرچ کروں گا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے کتنا ہی خرچ ہو وہ کم نہیں ہوتا۔ رات اور دن اس کا فیض جاری ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سے اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے وہ برابر خرچ کئے جا رہا ہے اس کے باوجود اس کے ہاتھ میں جو تھا وہ کم نہیں ہوا اور اس کا عرش پانی پر تھا اس کے ہاتھ میں ترازو ہے جس کے لئے چاہتا ہے۔ یہ ترازو جھکا دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اٹھا دیتا ہے۔

فوائد: علم اور ہنر رزق کے اسباب تو ضرور ہیں لیکن جب اللہ کی مشیت شامل حال نہ ہو اس وقت تک یہ کارگر ثابت نہیں ہوتے کسی نے درست فرمایا ہے "ہنر بکار نیاید جو بخت بد باشد"

٣٥ - باب: قوله تعالى: ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ﴾ الآية

باب ۳۵: ارشاد باری تعالیٰ:
"اور تمہارا پروردگار جب نافرمان بستیوں کو پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ اسی طرح کی ہوتی ہے.....الآیۃ

١٧٤٨ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ:

۱۷۴۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

(إِنَّ ٱللهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ، حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ). قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ وَهِىَ ظَٰلِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُۥٓ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾. [رواه البخاري: ٤٦٨٦]

ظالم کو کچھ مہلت دیتا ہے لیکن جب پکڑ لیتا ہے تو پھر اسے چھوڑتا نہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔
اور تمہارا پروردگار جو نافرمان بستیوں کو پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ اس طرح کی ہوتی ہے یقیناً اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہے۔

فوائد: مذکورہ آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے یعنی مشرک انسان ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہے گا۔ اگر ظلم سے مراد اس کا عام متبادر معنی ہے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ جب تک ظلم کی سزا پوری نہ ہو گی اس وقت تک عذاب سے دوچار رہے گا۔ (فتح الباری: ۸/۳۵۵)

تفسیر سورۃ الحجر

٣٦ - باب: قوله تعالَى: ﴿إِلَّا مَنِ ٱسْتَرَقَ ٱلسَّمْعَ﴾ الآية

باب ۳۶: ارشاد باری تعالیٰ: "مگر وہ شیطان جو آسمان کے قریب جا کر باتوں کو چراتا ہے..الآیۃ

١٧٤٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: (إِذَا قَضَى ٱللهُ الأَمْرَ فِي السَّمَاءِ، ضَرَبَتِ المَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ، كَالسِّلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانٍ، فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ، قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ، قَالُوا لِلَّذِي قَالَ: الْحَقَّ، وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ. فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُو السَّمْعِ، وَمُسْتَرِقُو السَّمْعِ هٰكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ، فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ فَيُحْرِقَهُ، وَرُبَّمَا لَمْ

۱۷۴۹۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آسمان پر جب کوئی حکم دیتا ہے تو فرشتے اس کے حکم پر عاجزی سے اپنے پر اس طرح مارتے ہیں جیسے کوئی زنجیر پتھر پر لگتی ہے جب ان کے دلوں سے خوف جاتا رہتا ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا حکم صادر فرمایا ہے؟ تو مقربین ان سے کہتے ہیں جو کچھ فرمایا وہ بجا ارشاد فرمایا اور وہ اونچا اور صاحب عظمت ہے فرشتوں کی یہ باتیں شیطان بھی سن لیتے ہیں اور وہ اوپر نیچے ہوتے ہیں اوپر والا نیچے والے سے اور وہ اپنے سے نیچے والے سے کہہ دیتا ہے کبھی ایسا بھی

يُدْرِكُهُ حَتَّى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِي يَلِيهِ، إِلَى الَّذِي هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ، حَتَّى يُلْقُوهَا إِلَى الأَرْضِ، فَتُلْقَىٰ عَلَى فَمِ السَّاحِرِ، فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ، فَيَصْدُقُ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا؟ لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ). [رواه البخاري: ٤٧٠١]

ہوتا ہے کہ آگ کا شعلہ سب سے اوپر کے شیطان کو لگ جاتا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے پاس والے سے سنی ہوئی خبر آگے بیان کرے وہ جل جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ شعلہ اس تک نہیں پہنچتا اور وہ اپنے نیچے والے کو بات سنا دیتا ہے ایسے ہی جو زمین پر ہے اسے خبر ہو جاتی ہے۔ پھر وہ بات نجومی جادوگر کے منہ میں ڈالی جاتی ہے۔ وہ ایک بات میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے اتفاقاً اگر کوئی بات سچی نکلتی ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں دیکھو اس نجومی نے ہمیں فلاں دن یہ خبر دی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہو گا۔ اس کی بات سچ نکلی حالانکہ یہ وہ بات ہوتی ہے جو آسمان سے شیاطین نے چرائی تھی۔

فوائد: ہمارے ہاں "جو چاہیں سو پوچھیں" کے بورڈ لگا کر مختلف صورتوں میں شعبدہ باز نظر آتے ہیں حدیث میں ان ہی کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

تفسیر سورۃ النحل

٣٧ - باب: قوله تعالى: ﴿وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰٓ أَرْذَلِ ٱلْعُمُرِ﴾

باب ۳۷: ارشاد باری تعالیٰ: اور تم میں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو انتہائی خراب عمر کو پہنچ جاتے ہیں..الآیۃ

١٧٥٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو: (أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ، وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ ٱلدَّجَّالِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ). [رواه البخاري: ٤٧٠٧]

۱۷۵۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں بخل، سستی، بڑھاپے، عذاب قبر، فتنہ دجال اور موت و حیات کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

فوائد: یہ بڑی جامع دعا ہے بندہ مسلم کو اس کا التزام کرنا چاہئے زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ انسان دنیا میں ایسا مصروف ہو کہ اسے اللہ کی یاد بھول جائے موت کا فتنہ سکرات کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے اس وقت شیطان آدمی کا ایمان بگاڑنا چاہتا ہے۔ (فتح الباری:۱۹/۳۱۹/۲)

تفسیر سورة الاسراء

۳۸ - باب: قوله تعالَى: ﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍۚ إِنَّهُۥ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا﴾

باب ۳۸: یہ سب انبیاء ان کی نسل سے ہیں جن کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا یقیناً وہ بڑے شکر گزار بندے تھے

۱۷۵۱ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: أُتِيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِلَحْمٍ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ ٱلذِّرَاعُ، وَكانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قالَ: (أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيامَةِ، وَهَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذٰلِكَ؟ يَجْمَعُ ٱللهُ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، يُسْمِعُهُمُ ٱلدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ ما لاَ يُطِيقُونَ وَلاَ يَحْتَمِلُونَ، فَيَقُولُ النَّاسُ: أَلاَ تَرَوْنَ ما قَدْ بَلَغَكُمْ، أَلاَ تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: عَلَيْكُمْ بِآدَمَ، فَيَأْتُونَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَيَقُولُونَ لَهُ: أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ ٱللهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ، وَأَمَرَ المَلاَئِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، ٱشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلا تَرى

۱۷۵۱۔ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا چنانچہ دستی کا گوشت آپ کو پیش کیا گیا۔ وہ آپ کو بہت پسند تھا آپ نے اسے دانتوں سے نوچ نوچ کر کھایا اس کے بعد فرمایا قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں گا۔ تم جانتے ہو کس وجہ سے ایسا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے سب لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع کرے گا جہاں آواز دینے والے کی آواز سب کو پہنچ سکے گی اور نظر سب کو دیکھ سکے گی اور سورج بہت قریب ہو گا۔ لوگوں کو ناقابل برداشت غم اور مالا یطاق تکلیف ہو گی بالآخر آپس میں کہیں گے دیکھو کیسی تکلیف ہو رہی ہے کوئی سفارش کرنے والا تلاش کرو جو پروردگار کے پاس جا کر تمہارے متعلق کچھ کہے۔ پھر باہمی مشورہ کر کے یہ کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو پھر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ آپ انسانوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے

إِلَى ما نَحْنُ فيه؟ أَلاَ تَرَى إِلَى ما قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ. فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ، إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا شَكُورًا، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلاَ تَرَى إِلَى ما نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ. فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ: يَا إِبْرَاهِيمُ، أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلاَ تَرَى إِلَى ما نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلاَثَ كَذَبَاتٍ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى. فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ: يَا

آپ کو اپنے دست مبارک سے بنایا اور پھر آپ میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا انہوں نے آپ کو سجدہ کیا کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ براہ کرم آپ ہماری سفارش کریں حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے آج میرا رب بہت غصہ میں ہے ایسا غصہ نہ کبھی پہلے کیا تھا اور نہ آئندہ کرے گا مجھے اس نے ایک درخت کے پھل سے منع کیا تھا لیکن میں نے کھالیا تھا۔ مجھے خود اپنی پڑی ہے تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ بلکہ نوح پیغمبر علیہ السلام کے پاس جاؤ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ سب سے پہلے رسول ہو کر زمین پر آئے اور اللہ نے آپ کو اپنا شکر گزار بندہ فرمایا۔ اب آپ پروردگار کے پاس ہماری سفارش کریں آپ نہیں دیکھتے کہ ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہیں گے آج میرا رب بہت غصہ میں ہے اس سے پہلے کبھی ایسے غصے میں نہیں آیا اور نہ آئندہ آئے گا اور میرے لئے ایک دعا کا حکم تھا اور وہ میں اپنی قوم کے خلاف مانگ چکا ہوں مجھے تو خود اپنی پڑی ہے میرے سوا تم کسی اور کے پاس جاؤ اور اب ابراھیم علیہ السلام کے پاس جاؤ یہ سن کر سب لوگ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے ابراھیم علیہ السلام ! آپ اللہ کے نبی اور تمام اہل زمین سے اس کے دوست ہو آپ پروردگار کے پاس ہماری سفارش کریں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ آپ فرمائیں گے آج میرا رب بہت غصہ میں

مُوسَى، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، فَضَّلَكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلاَمِهِ عَلَى النَّاسِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلاَ تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى. فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلاَ تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عِيسَى: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ قَطُّ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ - وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا - نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ، فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا ﷺ فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، وَخَاتَمُ الأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلاَ تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ

ہے۔ اس سے پہلے نہ کبھی اتنا غصہ ہوا اور نہ آئندہ ہو گا میں نے (دنیا میں) تین خلاف واقعہ باتیں کی تھیں اب مجھے تو اپنی پڑی ہے میرے علاوہ تم کسی اور کے پاس جاؤ اچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کلام و رسالت سے نضیلت عطا فرمائی آج آپ اللہ کے حضور ہماری سفارش کریں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے۔ آج تو میرا مالک بہت غصہ میں ہے اتنا غصے میں کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہو گا نیز میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا جس کے قتل کا مجھے حکم نہ تھا لہٰذا مجھے تو اپنی پڑی ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ اچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ چنانچہ سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول اور وہ کلمہ ہیں جو اس نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا تھا۔ آپ اس کی روح ہیں اور آپ نے گود میں رہ کر بچپن میں لوگوں سے باتیں کی تھیں کچھ سفارش کرو اور دیکھو ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج میرا پروردگار انتہائی غصہ میں ہے اتنا کبھی نہ ہوا تھا اور نہ آئندہ ہو گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے متعلق کسی گناہ کو بیان نہیں کریں گے البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ مجھے تو اپنی پڑی ہے میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ

يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي، ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ: أُمَّتِي يَا رَبِّ، أُمَّتِي يَا رَبِّ، أُمَّتِي يَا رَبِّ، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لاَ حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الأَبْوَابِ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ ما بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى).

[رواه البخاري: ٤٧١٢]

حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ چنانچہ سب لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے۔ اے محمد ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ اللہ سے ہماری سفارش فرمائیں دیکھیے ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں عرش کے نیچے جا کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی تعریف اور خوبی کی وہ وہ باتیں میرے دل پر منکشف کرے گا جن کا مجھ سے پہلے کسی پر ان کا انکشاف نہیں ہوا ہو گا چنانچہ میں اسی طریقہ کے مطابق حمد و ثناء بجا لاؤں گا تو پھر حکم ہو گا اے محمد ﷺ! سر اٹھا مانگ جو مانگتا ہے وہ دیا جائے گا تم جس کی سفارش کرو گے ہم سنیں گے۔ میں سر اٹھا کر عرض کروں گا پروردگار! میری امت پر رحم فرما میرے پروردگار! میری امت پر رحم فرما فرمان الٰہی ہو گا اے محمد ﷺ! اپنی امت کے وہ لوگ جن کا حساب نہیں ہو گا انہیں جنت کے دائیں دروازے سے داخل کرو اگرچہ وہ لوگوں کے ساتھ شریک ہو کر دوسرے دروازوں سے بھی جنت میں جا سکتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جنت کے دونوں دروازوں کا درمیانی فاصلہ مکہ اور حمیر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیانی فاصلہ جتنا ہے۔

فوائد: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اس روایت میں اختصار ہے دوسری روایات میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ آپ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ میں بیمار ہوں نیز بتوں کو توڑنے کا معاملہ ان کے بڑے نے کیا ہے اور اپنی بیوی سارہ کے متعلق کہا تھا کہ یہ میری بہن ہے۔ (صحیح بخاری:۳۳۵۸)

نوٹ: اس طرح توریہ اور تعریض سے کام لیا تھا اور اس توریہ اور تعریض کو بھی وہ اپنی شان رفیع کے منافی خیال کر کے اس کو کذب سے تعبیر کریں گے۔ وہ سفارش کرنے سے معذرت فرمائیں گے۔ (علوی)

٣٩ - باب: قوله تعالى: ﴿عَسَىٰٓ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾

باب ۳۹: ارشاد باری تعالیٰ: امید ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو قیامت کے دن مقام محمود پر فائز کرے گا

١٧٥٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًا، كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ: يَا فُلَانُ ٱشْفَعْ، يَا فُلَانُ ٱشْفَعْ، حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَذٰلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ ٱللهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ. [رواه البخاري: ٤٧١٨]

۱۷۵۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کے گروہ گروہ ہو جائیں گے اور ہر گروہ اپنے نبی کے پیچھے لگے گا اور عرض کرے گا صاحب! ہماری کچھ سفارش کرو جناب! ہماری کچھ سفارش کرو بالآخر سفارش کا معاملہ رسول اللہ ﷺ پر آ ٹھہرے گا۔ اسی دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔

فوائد: مقام محمود سے مراد رسول اللہ ﷺ کا باب جنت کا حلقہ پکڑنا یا آپ کو لواء الحمد کا ملنا یا آپ کا عرش پر بیٹھنا ہے نیز آپ کی یہ سفارش لوگوں کے متعلق فیصلہ کرنے سے متعلق ہو گی۔ (فتح الباری:۸/۴۰۰)

٤٠ - باب: قوله تعالى: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾

باب ۴۰: اپنی قرأت نہ تو انتہائی زور سے پڑھو اور نہ ہی بالکل آہستہ بلکہ اوسط درجہ اختیار کرو

١٧٥٣ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾. قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ، كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ، فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَقَالَ ٱللهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿وَلَا

۱۷۵۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا یہ مذکورہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آپ مکہ میں چھپے رہتے تھے آپ جب نماز پڑھاتے تو باآواز بلند قرآن پڑھتے۔ مشرکین جب سنتے تو قرآن کریم کو نازل کرنے والے کو اور جس پر نازل ہوا سب کو برا بھلا کہتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ مقبول ﷺ سے فرمایا قرأت اتنی بلند آواز سے نہ کرو کہ مشرکین سنیں تو اسے

تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ، فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾. [رواه البخاري: ٤٧٢٢]

گالیاں دیں اور نہ اتنی پست آواز سے پڑھو کہ مقتدی بھی نہ سن سکیں بلکہ درمیانی طریقہ اختیار کرو۔

فوائد: بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت دعا کے متعلق نازل ہوئی ہے ممکن ہے کہ دوران نماز دعا کے متعلق نازل ہوئی ہو کیونکہ بعض روایات میں ہے کہ تشہد کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری:۸/۳۰۶)

تفسیر سورۃ الکہف

٤١ - باب: قوله تعالى: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ﴾ الآية

باب ۴۱: ارشاد باری تعالیٰ: ”یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی نشانیوں اور اس سے ملاقات پر یقین نہ کیا۔ الآیۃ

١٧٥٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْعَظِيمِ السَّمِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَزِنُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ. وَقَالَ: اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾). [رواه البخاري: ٤٧٢٩]

۱۷۵۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن ایک بہت فربہ شخص لایا جائے گا اور ایک مچھر کے پر برابر اس کی قدر نہ ہوگی اور فرمایا اگر چاہو تو پڑھ لو ”قیامت کے دن ہم ایسے لوگوں کو کچھ وزن نہیں دیں گے۔“

فوائد: ایک روایت میں اس آدمی کی صفت طویل القامت اور بسیار خوری بھی بیان ہوئی ہے۔ (فتح الباری:۸/۳۲۶)

تفسیر سورۃ مریم

٤٢ - باب: قوله تعالى: ﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ الآية

باب ۴۲: ارشاد باری تعالیٰ: "ان لوگوں کو حسرت و افسوس کے دن سے چوکنا کر دو"

١٧٥٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (يُؤْتَى بِالمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ، فَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هٰذَا المَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ. ثُمَّ يُنَادِي: يَا أَهْلَ النَّارِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هٰذَا المَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، فَيُذْبَحُ. ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ﴾ وَهٰؤُلاَءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا ﴿وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾). [رواه البخاري: ٤٧٣٠]

۱۷۵۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا۔ پھر ایک منادی کرنے والا آواز دے گا اے اہل جنت! تو وہ اوپر نظر اٹھا کر دیکھیں گے۔ وہ کہے گا کیا تم اس کو پہنچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے سوتے وقت اس کو دیکھا ہے۔ پھر وہ آواز دے گا اے اہل دوزخ! تو وہ بھی اپنی گردن اٹھا کر دیکھیں گے۔ پھر وہ کہے گا کیا تم اس کو پہنچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں سب نے سوتے وقت اسے دیکھا ہے۔ پھر اس مینڈھے کو ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا کہے گا اے اہل جنت! تم نے ہمیشہ یہاں رہنا ہے اب کسی کو موت نہیں آئے گی اے اہل جہنم! تم نے بھی یہاں ہمیشہ رہنا ہے اب کس کو موت نہیں آئے گی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اے محمد ﷺ! کافروں کو اس افسوسناک دن سے ڈراؤ جب آخری فیصلہ کر دیا جائے گا اور اس وقت دنیا میں یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایمان نہیں لائے ہیں۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ذبح موت کا منظر اہل جنت کی فرحت و مسرت میں اضافے کا موجب ہوگا جب کہ اہل جہنم آہ و بکا میں مزید دل گرفتہ ہوں گے۔ (صحیح بخاری:۶۵۴۸)

تفسیر سورۂ نور

٤٣ - باب: قوله تعالى: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ﴾

باب ۴۳: جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا سے متہم کریں اور خود اپنے علاوہ اور کوئی گواہ نہ ہو تو ان میں سے ایک کی گواہی یہی ہے کہ وہ اللہ کی قسم اٹھا کر چار مرتبہ کہہ دے کہ وہ سچا ہے

١٧٥٦ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ عُوَيْمِرًا أَتَى عاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما، وَكانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلانَ، فَقالَ: كَيْفَ تَقُولُونَ فِي رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ ٱمْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ سَلْ لِي رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ. فَأَتَى عاصِمٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقالَ: يا رَسُولَ ٱللهِ، فَكَرِهَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ المَسائِلَ وعابَها، فَسَأَلَهُ عُوَيْمِرٌ فَقالَ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَرِهَ المَسائِلَ وَعابَها، قالَ عُوَيْمِرٌ: وَٱللهِ لاَ أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَجاءَ عُوَيْمِرٌ فَقالَ: يا رَسُولَ ٱللهِ، رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ ٱمْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَقالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (قَدْ أَنْزَلَ ٱللهُ الْقُرْآنَ فِيكَ وَفِي صاحِبَتِكَ). فَأَمَرَهُما رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِالْمُلاَعَنَةِ بِما سَمَّى ٱللهُ فِي كِتابِهِ،

۱۷۵۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ جناب عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جو قبیلہ بنی عجلان کا سردار تھا اور کہنے لگا جو شخص اپنی بیوی کے پاس کسی غیر مرد کو دیکھے تو تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ کیا اس کو قتل کر دے۔ پھر تو تم لوگ اسے بھی قتل کر دو گے آخر کرے تو کیا کرے؟ لہٰذا تم میری خاطر یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو چنانچہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے سوالات کو برا سمجھا اور معیوب خیال کیا۔ جب حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی باتیں پوچھنے سے کراہت کا اظہار فرمایا ہے اس پر حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں باز نہ آؤں گا جب تک رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ نہ پوچھ لوں لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ

فَلاعَنَهَا، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا، فَطَلَّقَهَا، فَكَانَتْ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُما فِي الْمُتَلاعِنَيْنِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (انْظُرُوا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ، أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ، عَظِيمَ الأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَلاَ أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا. وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ، كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ، فَلاَ أَحْسَبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا). فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ تَصْدِيقِ عُوَيْمِرٍ، فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ. [رواه البخاري: ٤٧٤٥]

لے تو اس کو کیا کرنا چاہئے اس کو قتل کر دے تو آپ اسے قصاص میں قتل کر دیں گے یا اور کوئی صورت اختیار کرے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے متعلق قرآن میں حکم نازل کیا ہے۔ پھر آپ نے میاں بیوی دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا جیساکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حکم دیا تھا آخر حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے لعان کیا پھر کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ! اگر میں اب اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر ظلم کیا۔ اس وجہ سے انہوں نے طلاق دے دی پھر ہر میاں بیوی میں جو لعان کریں یہی طریقہ قائم ہو گیا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھو! اگر سیاہ رنگ کالی آنکھوں کا بڑے سرین اور موٹی موٹی پنڈلیوں والا بچہ اس کے ہاں پیدا ہو تو یقیناً عویمر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے اور اگر گرگٹ کی طرح سرخ رنگ کا بچہ پیدا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ عویمر رضی اللہ عنہ اپنے بیوی پر جھوٹی تہمت لگائی ہے چنانچہ اس عورت کے ہاں اسی شکل و صورت کا بچہ پیدا ہوا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے عویمر رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں بیان فرمایا تھا لہٰذا وہ بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب کیا گیا۔

فوائد: لعان کے بعد میاں بیوی کے درمیان تفریق کرا دی جاتی ہے یعنی بیوی کو طلاق دینے کی ضرورت نہیں نیز جس میاں بیوی کے درمیان لعان کے ذریعے جدائی ہو وہ کبھی دوبارہ باہمی نکاح نہیں کر سکتے۔ (فتح الباری:۶۹۰/۴)

٤٤ - باب: قوله تعالى: ﴿وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ﴾ الآية

باب ۴۴: ارشاد باری تعالیٰ: ”اور اس (ملزم) عورت سے اس طرح سزا ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہے کہ وہ مرد جھوٹا ہے۔“

١٧٥٧ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ هِلاَلَ بْنَ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ). فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: (الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ). فَقَالَ هِلاَلٌ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ، فَلَيُنْزِلَنَّ اللهُ ما يُبَرِّىءُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾. فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، فَجَاءَ هِلاَلٌ فَشَهِدَ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟). ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوهَا وَقَالُوا: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ، حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ، ثُمَّ قَالَتْ: لاَ أَفْضَحُ قَوْمِي

۱۷۵۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر حضرت شریک بن سحماء رضی اللہ عنہ سے زنا کرنے کی تہمت لگائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف لگائی جائے گی۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو گواہ تلاش کرتا پھرے لیکن آپ وہی فرماتے رہے کہ چار گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف جاری کی جائے گی اس وقت حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ قرآن میں ضرور ایسا حکم نازل کرے گا جس سے میری حد قذف ساقط ہو جائے گی۔ پھر اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔
وہ لوگ جو اپنی بیویوں کو کسی سے زنا کرنے پر متہم کرتے ہیں..... اگر وہ سچا ہے (تک)
اس کے بعد رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے' اس عورت کو بلایا اور حضرت ہلال بھی آ گئے اور اس نے لعان کی گواہیاں دیں۔ آپ بدستور یہی فرماتے رہے اللہ جانتا ہے کہ تم میں ایک ضرور جھوٹا ہے

سَائِرَ الْيَوْمِ، فَمَضَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَبْصِرُوهَا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ، سَابِغَ الأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ). فَجَاءَتْ بِهِ كَذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَوْلاَ مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللهِ، لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ). [رواه البخاري: ٤٧٤٧]

لہذا تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ یہ سن کر عورت اٹھی اور اس نے بھی گواہیاں دیں جب پانچویں گواہی کا وقت آیا تو لوگوں نے اسے روک دیا کہ یہ بات اگر جھوٹ ہوئی تو موجب عذاب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ پھر وہ عورت ہچکچائی تو ہم نے خیال کیا کہ شاید رجوع کر لے گی آخر کچھ دیر ٹھہر کر کہنے لگی میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لئے داغ نہیں لگاؤں گی۔ پھر اس نے پانچویں گواہی بھی دے دی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب دیکھتے رہو اگر اس کے ہاں کالی آنکھوں والا موٹے سرین والا اور گوشت سے بھری ہوئی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا تو وہ شریک بن سحماء کا نطفہ ہے چنانچہ اس عورت کے ہاں ایسی ہی شکل وصورت کا بچہ پیدا ہوا اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر قرآن میں لعان کا حکم نازل نہ ہوا ہوتا تو میں اس عورت کو اچھی طرح سزا دیتا۔

فوائد : لعان کے بعد پیدا ہونے والا بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگا اور اپنی ماں کا وارث ہوگا وہ اس کی وارث ہوگی کیونکہ اس نے اسے ولد الزنا تسلیم نہیں کیا جبکہ باپ کی طرف سے سلسلہ توارث ختم ہو جائے گا کیونکہ اس نے اسے بیٹا تسلیم نہیں کیا ہے۔

تفسیر سورۃ الفرقان

٤٥ - باب: قوله تعالى: ﴿الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ﴾

باب ۴۵: ارشاد باری تعالیٰ: جو لوگ قیامت کے دن سر کے بل جہنم میں جمع کیے جائیں گے (آخر تک)

١٧٥٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا

۱۷۵۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ!

نَبِيَّ اللهِ، كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: (أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٤٧٦٠]

قیامت کے دن کافر اپنے سر کے بل کیسے اٹھائے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ جس پروردگار نے آدمی کو دو پاؤں پر چلایا ہے کیا وہ اس کو قیامت کے دن منہ کے بل نہیں چلا سکتا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ میدان محشر میں تین طرح کے لوگ ہوں گے کچھ سواریوں پر ہوں گے کچھ پیدل چلیں گے جبکہ کچھ منہ کے بل چل کر اللہ کے حضور پیش ہوں گے اس پر کسی نے سوال کیا کہ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ تو آپ نے مذکورہ جواب دیا۔ (فتح الباری:۸/۴۹۲)

تفسير سورة الروم

٤٦ - باب: قوله تعالى: ﴿الٓمٓ ۝ غُلِبَتِ ٱلرُّومُ﴾

باب ۴۶: ارشاد باری تعالیٰ: "الم۔ اہل روم قریبی ملک میں مغلوب ہو گئے

۱۷۵۹ : عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَقَدْ بَلَغَهُ رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِي كِنْدَةَ فَقَالَ: يَجِيءُ دُخَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِينَ وَأَبْصَارِهِمْ، وَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ، فَفَزِعْنَا، فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَغَضِبَ، فَجَلَسَ فَقَالَ: مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ: اللهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ، فَإِنَّ اللهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُتَكَلِّفِينَ﴾. وَإِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَؤُوا عَنِ الْإِسْلَامِ، فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ

۱۷۵۹۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہیں خبر پہنچی کہ ایک شخص قبیلہ کندہ میں یہ حدیث بیان کرتا ہے کہ قیامت کے دن ایک دھواں اٹھے گا جس سے منافقین تو اندھے اور بہرے ہو جائیں گے اور اہل ایمان کے لئے اس سے زکام کی سی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ جب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے ناراض ہوئے اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا جسے کوئی بات معلوم ہو تو اسے بیان کرے اور جو نہیں جانتا اس کی بابت کہہ دے کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے یہ بھی علم کی ہی بات ہے کہ جس بات کو نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ میں نہیں جانتا اللہ تعالے نے اپنے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا!

فَقَالَ: (اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ). فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتَّى هَلَكُوا فِيهَا، وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ، وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، فَجَاءَهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، جِئْتَ تَأْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللَّهَ. فَقَرَأَ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿عَائِدُونَ﴾. أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَ ثُمَّ عَادُوا إِلَى كُفْرِهِمْ. فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ﴾. يَوْمَ بَدْرٍ، وَ﴿لِزَامًا﴾ يَوْمَ بَدْرٍ، ﴿الٓمٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّومُ﴾ إِلَى ﴿سَيَغْلِبُونَ﴾. وَالرُّومُ قَدْ مَضَى.

[رواه البخاري: ٤٧٧٤]

”اے نبی ﷺ کہہ دو کہ میں تم سے اپنی تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا اور میں تکلف کے ساتھ بات بتانے والوں سے نہیں ہوں۔“

اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ جب قریش نے اسلام لانے میں دیر کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے بد دعا فرمائی فرمایا اے اللہ! قریش کے مقابلے میں میری اس طرح مدد فرما کہ ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالہ قحط کی طرح سات برس کا قحط بھیج آخر کار ایسا قحط پیدا ہوا کہ بہت سے آدمی تو مرگئے اور جو بچ گئے انہوں نے مردار اور ہڈیاں کھانا شروع کر دیں آدمی کا یہ حال تھا کہ اسے آسمان و زمین کے درمیان ایک دھواں سا دکھائی دیتا تھا۔ آخر کار ابو سفیان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے اے محمد ﷺ! آپ تو ہمیں صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور اب تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے آپ اللہ سے دعا کریں آپ نے دعا فرمائی پھر یہ پڑھا۔

اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان سے صریح دھواں اٹھے گا جو لوگوں پر چھا جائے گا...... تم پھر کفر کرنے لگو گے (یہاں تک)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اس سے قیامت کے دن کا دھواں مراد ہوتا تو کیا آخرت کا عذاب جب آ جائے تو وہ دور ہو سکتا ہے؟ چنانچہ عذاب کے موقوف ہونے پر قریش پھر کفر پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی ”جس دن ہم بڑی سخت پکڑ کریں گے یقیناً ہم انتقام لیں گے“

اس سے غزوہ بدر مراد ہے اور لزاماً سے مراد ان کا بدر میں قید ہو جانا ہے۔ اس لئے دخان، بطشہ، لزام اور آیت روم کا مصداق پہلے گزر چکا ہے۔

فوائد: جس چیز کے متعلق معلومات نہ ہوں اسے تکلف سے بیان کرنا بجائے خود ایک جہالت ہے بلکہ سلف کا قول ہے کہ لا ادری یعنی میں نہیں جانتا کہنا بھی نصف علم ہے۔ (فتح الباری: ۸/۵۱۲) واضح رہے یہ حدیث پہلے (۵۴۹) گزر چکی ہے۔

تفسير سورة السجدة

٤٧ - باب: قوله تعالى: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾

باب ۴۷: ارشاد باری تعالیٰ: "کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔

١٧٦٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَقُولُ ٱللَّهُ تَعَالَى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ: ما لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، ذُخْرًا، بَلْهَ ما أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ). ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾. [رواه البخاري: ٤٧٨٠]

۱۷۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان سے سنا اور نہ ہی کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا ہے اور کئی طرح کی نعمتیں میں نے تمہارے لئے ذخیرہ کر رکھی ہیں لہٰذا ان کے مقابل وہ نعمتیں جو تم کو دنیا میں معلوم ہو گئی ہیں۔ ان کا ذکر چھوڑو (کیونکہ وہ تو ان کے مقابلہ میں بے حقیقت ہیں) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے اعمال کی جزاء میں ان کے لئے چھپا کر رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے"

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جنت کی نعمتوں پر نہ تو کوئی مقرب فرشتہ مطلع ہوا ہے اور نہ ہی کسی

نبی مرسل کی ان تک رسائی ہوئی ہے۔ (فتح الباری:۸/۵۱۶)

تفسیر سورۃ الاحزاب

٤٨ - باب: قوله تعالَى: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُئْوِيٓ إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ﴾

باب ۴۸: ارشاد باری تعالیٰ: ''اور آپ کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس بیوی کو چاہو علیحدہ رکھو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو.... الآیۃ''

١٧٦١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: كُنْتُ أَغارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَأَقُولُ أَتَهَبُ المَرْأَةُ نَفْسَها؟ فَلَمَّا أَنْزَلَ ٱللهُ تَعالَى: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُئْوِيٓ إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ وَمَنِ ٱبْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾. قُلْتُ: ما أُرَى رَبَّكَ إِلاَّ يُسارِعُ في هَوَاكَ. [رواه البخاري: ٤٧٨٨]

۱۷۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں کے خلاف بہت غیرت آتی تھی جو اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لئے ہبہ کر دیتی تھیں اور میں کہا کرتی تھی کیا عورت بھی اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

''اے محمد ﷺ! آپ کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس بیوی کو چاہو علیحدہ رکھو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو اور جس کو آپ نے علیحدہ کر دیا ہو اگر اس کو پھر اپنے پاس طلب کرو تو آپ پر کوئی گناہ نہیں''

اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں دیکھتی ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش کے موافق جلد ہی حکم جاری کر دیتا ہے۔

فوائد: جن عورتوں نے اپنا آپ رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کرنے کی پیش کش کی وہ ایک سے زائد ہیں ان میں خولہ بنت حکیم، ام شریک، فاطمہ بنت شریک اور زینب بنت خذیمہ رضی اللہ عنہن بھی شامل ہیں۔ (فتح الباری:۸/۵۲۵)

١٧٦٢ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كانَ يَسْتَأْذِنُ في يَوْمِ المَرْأَةِ مِنَّا، بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿تُرْجِي مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُئْوِي

۱۷۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔
آپ جس بیوی کو چاہیں علیحدہ رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں (آخر تک)

إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ وَمَنِ ٱبْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾. فَكُنْتُ أَقُولُ لَهُ: إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ، فَإِنِّي لَا أُرِيدُ يَا رَسُولَ ٱللهِ أَنْ أُوثِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا.

[رواه البخاري: ٤٧٨٩]

تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ فعل اختیار کر لیا تھا کہ اگر کسی بیوی کی باری میں آپ کو دوسری بیوی پسند ہوتی تو آپ اس سے اجازت لیا کرتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھ کو ایسا اختیار دیا جائے تو میں آپ کی محبت کے باعث کسی اور کو آپ پر ترجیح نہیں دے سکتی۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ پر بیویوں کے متعلق باری کی پابندی نہ تھی لیکن آپ نے اللہ کی طرف سے اجازت کے باوجود باری کو قائم رکھا اور کسی عورت کی باری کے وقت دوسری بیوی کے پاس نہیں رہے۔ (فتح الباری:۸/۵۲۶)

٤٩ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتَ ٱلنَّبِىِّ﴾

باب ۴۹: ارشاد باری تعالیٰ: ''مومنو! رسول اللہ ﷺ کے گھر میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے الآیۃ''

١٧٦٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، بَعْدَ ما ضُرِبَ ٱلْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا، وَكَانَتِ ٱمْرَأَةً جَسِيمَةً، لَا تَخْفَىٰ عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا، فَرَآهَا عُمَرُ ابْنُ الخَطَّابِ، فَقَالَ: يَا سَوْدَةُ، أَمَا وَٱللهِ ما تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَٱنْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ. قَالَتْ: فَٱنْكَفَأَتْ رَاجِعَةً، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ في بَيْتِي، وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ، فَدَخَلَتْ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي، فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ: فَأَوْحَى ٱللهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ

۱۷۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ پردہ کا حکم اترنے کے بعد حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لئے باہر نکلیں چونکہ وہ کچھ فربہ جسم تھیں اس لئے پہچاننے والے پر پوشیدہ نہ رہ سکتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا اللہ کی قسم! تم تو اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو آپ خود دیکھیں کیسے باہر نکلتی ہو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ میرے گھر میں شام کا کھانا کھا رہے تھے اور ایک ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ سودہ رضی اللہ عنہا اندر آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں رفع حاجت کے لئے باہر جا رہی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا

رُفِعَ عَنْهُ، وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ ما وَضَعَهُ، فَقَالَ: (إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحاجَتِكُنَّ). [رواه البخاري: ٤٧٩٥]

کہا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ پر وحی آنا شروع ہوئی پھر جب وحی کی حالت موقوف ہو گئی اور ہڈی بدستور آپ کے ہاتھ میں تھی جسے آپ نے رکھا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ بوقت ضرورت باہر جا سکتی ہو۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ جس طرح ازواج مطہرات کے لئے جسم کا مستور ہونا ضروری ہے اسی طرح ان کی شخصیت لوگوں کی نگاہوں سے چھپی ہوئی ہو چنانچہ حدیث میں اس کی وضاحت کر دی گئی۔

٥٠ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿إِن تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ﴾

باب ٥٠: ارشاد باری تعالیٰ: "اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا اسے مخفی رکھو تو اللہ ہر چیز سے باخبر ہے"

١٧٦٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: ٱسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَ ما أُنْزِلَ ٱلْحِجابُ فَقُلْتُ: لاَ آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَإِنَّ أَخاهُ أَبا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي، وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي ٱمْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ أَفْلَحَ أَخا أَبِي الْقُعَيْسِ ٱسْتَأْذَنَ عَلَيَّ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَما مَنَعَكِ أَنْ تَأْذَنِي، عَمُّكِ). قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي، وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي ٱمْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ، فَقَالَ: (ٱئْذَنِي لَهُ، فَإِنَّهُ

١٧٦٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ پردے کا حکم اترنے کے بعد ابو قعیس کے بھائی افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں گے میں اجازت نہ دوں گی کیونکہ ان کے بھائی ابو قعیس نے مجھے دودھ نہیں پلایا ہے بلکہ اس کی بیوی نے مجھے دودھ پلایا ہے۔ پھر جب میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابو قعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تھی تو میں نے آپ کی اجازت کے بغیر اسے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اپنے چچا کو اندر آنے کی اجازت کیوں نہ دی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مرد نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ ابو قعیس کی بیوی نے پلایا ہے۔ آپ

عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ). [رواه البخاري: ٤٧٩٦]

نے فرمایا تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں ان کو آنے کی اجازت دو کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جتنے رشتے تم خون کی وجہ سے حرام سمجھتے ہو وہ دودھ کی وجہ سے حرام ہیں یعنی رضائی چچا اور رضائی ماموں سب محرم ہیں اور ان سے پردہ نہیں ہے۔

٥١ - باب: قوله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ﴾ الآية

باب ۵۱: ارشاد باری تعالیٰ: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتے ہیں...... الآیۃ

١٧٦٥ : عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَمَّا السَّلاَمُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلاَةُ؟ قَالَ: (قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ). [رواه البخاري: ٤٧٩٧]

۱۷۶۵۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کو سلام کرنا تو ہم کو معلوم ہو گیا ہے (تشہد میں پڑھا جاتا ہے) لیکن درود آپ پر کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا درود یہ ہے۔

الٰہی! رحم و کرم فرما حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر جس طرح رحم و کرم فرمایا تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔

اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر جس طرح برکت نازل کی تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ پر سلام بایں طور پر معلوم ہوا تھا کہ التحیات میں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھا جاتا ہے چونکہ آیت کریمہ میں صلوٰۃ پڑھنے کا بھی ذکر ہے اس لئے دریافت کیا کہ درود کیسے پڑھا جائے؟ (فتح الباری: ۸/۵۳۳)

١٧٦٦ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هٰذَا التَّسْلِيمُ فَكَيْفَ نُصَلِّي

۱۷۶۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! سلام کرنا تو ہم کو معلوم ہو گیا ہے لیکن آپ

عَلَيْكَ؟ قَالَ: (قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ). [رواه البخاري: ٤٧٩٨]

پر درود کیسے بھیجیں آپ نے فرمایا یوں کہو۔ الٰہی! رحم و کرم فرما اپنے بندے اور رسول اللہ ﷺ پر جس طرح رحم و کرم فرمایا تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت نازل فرما۔ حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر جس طرح برکت نازل فرمائی تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔

فوائد: اسے درود ابراہیمی کہا جاتا ہے' بخاری میں مختلف الفاظ سے منقول ہے دیکھئے حدیث نمبر: ۶۳۵۷' ۶۳۵۸' ۶۳۶۰ البتہ جو درود ہم نماز میں پڑھتے ہیں وہ حدیث نمبر: ۳۳۷۰ میں نقل ہے۔

٥٢ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ ءَاذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ﴾

باب ۵۲: ارشاد باری تعالیٰ: "مومنو! تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے حضرت موسیٰ کو رنج پہنچایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بے عیب ثابت کیا۔"

١٧٦٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا، وَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ ءَاذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا﴾). [رواه البخاري: ٤٧٩٩]

۱۷۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے شرمیلے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے: "اے مومنو! ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچائی' اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت فرمائی اللہ کے ہاں عزت و جاہ والے تھے۔"

فوائد: اس حدیث میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس کی تفصیل صحیح بخاری: ۳۴۰۴ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

تفسیر سورۃ السبا

٥٣ - باب: قَوْلُهُ تَعالَى: ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُم بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيدٍ﴾

باب ۵۳: ارشاد باری تعالیٰ: ''وہ تو تمہیں ایک سخت عذاب کی آمد سے پہلے متنبہ کرنے والا ہے''

١٧٦٨ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ: (يَا صَبَاحَاهُ). فَٱجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ، قالُوا: ما لَكَ؟ قالَ: (أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّيكُمْ، أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُونَنِي؟). قالُوا: بَلَى، قالَ: (فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ). فَقَالَ أَبو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ، أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟ فَأَنْزَلَ ٱللهُ: ﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ﴾. [رواه البخاري: ٤٨٠١]

۱۷۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ کوہ صفا پر چڑھے اور آپ نے فرمایا یا صباحاہ تو قریش کے لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن صبح یا شام حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا خیال کرو گے؟ سب نے کہا ہاں! پھر آپ نے فرمایا میں تو تمہیں ایک سخت عذاب کی آمد سے پہلے خبردار کرتا ہوں۔ ابو لہب نے کہا تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں تو نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا؟ تو اللہ نے اسی وقت یہ آیات اتاریں ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ ابو لہب کے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا۔ (آخر تک)

فوائد: یہ واقعہ دو دفعہ پیش آیا پہلی دفعہ مکہ مکرمہ میں جس کی تفصیل صحیح بخاری حدیث رقم: ۴۷۷۰، ۴۷۷۱ میں موجود ہے اور دوسری مرتبہ مدینہ منورہ میں جب آپ نے اپنی ازواج مطہرات اور دیگر اہل خانہ کو جمع کر کے تنبیہ فرمائی۔ (فتح الباری: ۸/۵۰۲)

تفسیر سورۃ الزمر

٥٤ - باب: قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ﴾ الآية

باب ۵۴: ارشاد باری تعالیٰ: ''اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔''

١٧٦٩ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ ٱلشِّرْكِ، كَانُوا قَدْ قَتَلُوا وَأَكْثَرُوا، وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوا، فَأَتَوْا مُحَمَّدًا ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ ٱلَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُوا إِلَيْهِ لَحَسَنٌ، لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً، فَنَزَلَ: ﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾. وَنَزَلَ: ﴿قُلْ يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا۟ مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِ﴾. [رواه البخاري: ٤٨١٠]

۱۷۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ کچھ مشرکین نے زنا اور کشت وخون کثرت سے کیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ جو کچھ کہتے اور جس کی دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھا ہے اگر آپ یہ بتلا دیں کہ جو گناہ ہم کر چکے ہیں وہ (اسلام لانے سے) معاف ہو جائیں گے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی

وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنا کر نہیں پکارتے اور حق کے علاوہ کسی نفس کو قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ ہی زنا کرتے ہیں۔ (آخر تک)

اور یہ آیت بھی نازل ہوئی

اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں کو کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔

فوائد: پہلی آیات کے آخر میں ہے کہ ''جو شخص صدق دل سے توبہ کر لے اور اپنے کردار کی اصلاح کر لے تو اس کی تمام برائیاں نیکیوں میں بدل دی جائیں گی'' اس آیت کے عموم کا تقاضا ہے کہ توبہ کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (فتح الباری: ۸/۵۵۰)

٥٥ - باب: قوله تعالى:
﴿وَمَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦ﴾

باب ۵۵: ارشاد باری تعالیٰ: ”ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔“

١٧٧٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّا نَجِدُ: أَنَّ ٱللهَ يَجْعَلُ السَّمَاوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ، فَيَقُولُ أَنَا المَلِكُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ ٱلْحَبْرِ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: ﴿وَمَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦ﴾. [رواه البخاري: ٤٨١١]

۱۷۷۰۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ علمائے یہود میں سے ایک عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ! ہم تورات میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور ایک پر تمام زمینوں کو اور ایک پر درختوں کو اور ایک پر پانی اور گیلی مٹی کو اور ایک پر دیگر مخلوقات کو اور فرمائے گا میں ہی بادشاہ ہوں اس پر رسول اللہ ﷺ اس قدر مسکرائے کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں آپ نے اس عالم کی تصدیق کی پھر یہ آیت پڑھی:
ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔

فوائد: اس حدیث سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے انگلیوں کا ثبوت ملتا ہے ان کے متعلق سلف کا عقیدہ یہ ہے کہ انہیں بلا تاویل و تحریف ظاہر پر محمول کیا جائے اور ان کی اصل حقیقت وکیفیت کو اللہ کے حوالہ کیا جائے کہ وہی بہتر جانتا ہے۔ (عون الباری:۷۱۸/۴)

٥٦ - باب: قوله عزَّ وجلَّ:
﴿وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ﴾

باب ۵۶: ارشاد باری تعالیٰ: ”اور قیامت کے دن پوری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی۔“

١٧٧١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (يَقْبِضُ ٱللهُ الأَرْضَ، وَيَطْوِي السَّمَاوَاتِ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا

۱۷۷۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ زمین کو ایک مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو دائیں ہاتھ میں لپیٹ کر فرمائے گا میں

الْمَلِكُ، أَيْنَ مُلُوكُ الأَرْضِ). [رواه البخاري: ٤٨١٢]

بادشاہ ہوں دوسرے زمین کے بادشاہ کہاں گئے؟

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر دائیں ہاتھ میں اور زمین کو لپیٹ کر بائیں ہاتھ پکڑے گا اور فرمائے گا میں بادشاہ ہوں دنیا کے تخت گیر کہاں ہیں؟ (فتح الباری:۸/۷۱۹)

٥٧ - باب: قَوله تَعَالَى: ﴿وَنُفِخَ فِي ٱلصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِي ٱلْأَرْضِ﴾

باب ۵۷: ارشاد باری تعالیٰ جس روز صور پھونکا جائے گا تو سب مر کر گر جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے ان کے جنہیں اللہ زندہ رکھنا چاہے

١٧٧٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ). قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ. (وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهِ، فِيهِ يُرَكَّبُ الخَلْقُ). [رواه البخاري: ٤٨١٤]

۱۷۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دونوں صوروں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہے لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! چالیس دن کا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں کہہ سکتا پھر انہوں نے کہا چالیس برس کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں کہہ سکتا پھر انہوں نے دریافت کیا چالیس مہینوں کا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی مگر دمچی (ریڑھ کی ہڈی) باقی رہے گی پھر قیامت کے دن اسی سے آدمی کا ڈھانچہ کھڑا کیا جائے گا۔

فوائد: مرنے کے بعد مٹی انسان کے جسم کو کھا جاتی ہے البتہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بابرکت اجسام محفوظ رہتے ہیں کیونکہ احادیث میں ہے کہ زمین ان کے اجسام کو نہیں کھاتی۔ (فتح الباری:۸/۵۵۳)

تفسیر سورۃ الشوریٰ

٥٨ - باب: قوله عزَّ وجلَّ: ﴿إِلَّا ٱلْمَوَدَّةَ فِى ٱلْقُرْبَىٰ﴾

باب ۵۸: ارشاد باری تعالیٰ: ''البتہ قرابت کی محبت ضرور چاہتا ہوں''

١٧٧٣ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ، فَقَالَ: (إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ) [رواه البخاري: ٤٨١٨].

۱۷۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی قریش کے ہر قبیلہ میں قرابت تھی اس بناء پر آپ نے فرمایا میں اس کے سوا تم سے اور کوئی مطالبہ نہیں کرتا کہ تم میری اور اپنی باہمی قرابت کی وجہ سے میرے ساتھ محبت سے رہو۔

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قربیٰ سے مراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد ہے لیکن یہ روایت سخت ضعیف ہے اس کا ایک راوی حسین اشقر ہے جو رافضی اور احادیث گھڑنے والا ہے۔ (عون الباری:۲۲۷/۳)

تفسیر سورۃ الدخان

٥٩ - باب: قوله تعالَى: ﴿رَبَّنَا ٱكْشِفْ عَنَّا ٱلْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾

باب ۵۹: ارشاد باری تعالیٰ: ''اے پروردگار ہم پر سے یہ عذاب ٹال دے ہم ایمان لاتے ہیں''

١٧٧٤ : فِيهِ حَدِيثٌ لابْنِ مَسْعُود المُتَقَدّم في سُورَة الرُّوم.

۱۷۷۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی اس کے متعلق حدیث (۱۷۵۹) سورۃ الروم کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

١٧٧٥ : وَزَادَ فِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ قَالُوا: ﴿رَبَّنَا ٱكْشِفْ عَنَّا ٱلْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾. فَقِيلَ لَهُ: إِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ [الْعَذَابَ] عَادُوا، فَدَعَا رَبَّهُ فَكَشَفَ عَنْهُمْ [العَذابَ] فَعَادُوا، فَانْتَقَمَ ٱللَّهُ

۱۷۷۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں یہاں اتنا اضافہ ہے کہ اس وقت کہنے لگے اے پروردگار! یہ عذاب اٹھا دے ہم ابھی ایمان لاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فرمایا اگر ہم ان سے عذاب دور کریں گے تو یہ پھر

مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ. [رواه البخاري: ٤٨٢٢]

کافر ہو جائیں گے چنانچہ آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کی تو وہ عذاب دور ہو گیا اور وہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہو گئے تو اللہ نے جنگ بدر میں ان سے انتقام لیا۔

فوائد : اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بددعا کے نتیجہ میں اہل مکہ پر ایسا قحط آیا کہ وہ مردار اور ہڈیاں کھانے لگے یہاں تک کہ جب وہ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تو بھوک کی وجہ سے انہیں دھواں نظر آتا۔ (صحیح بخاری:۴۸۲۳)

تفسیر سورۃ الجاثیہ

٦٠ - باب: قوله تعالى: ﴿وَمَا يُهْلِكُنَآ إِلَّا ٱلدَّهْرُ﴾

باب ٦٠: ارشاد باری تعالیٰ: "گردش ایام کے علاوہ کوئی چیز ہمیں ہلاک نہیں کرتی"

١٧٧٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (قَالَ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِينِي ٱبْنُ آدَمَ، يَسُبُّ ٱلدَّهْرَ وَأَنَا ٱلدَّهْرُ، بِيَدِي الأَمْرُ، أُقَلِّبُ ٱللَّيْلَ وَالنَّهَارَ). [رواه البخاري: ٤٨٢٦]

١٧٧٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اولاد آدم مجھے تکلیف دیتی ہے اس طور کہ زمانے کو برا بھلا کہتی ہے حالانکہ میں خود زمانہ ہوں سب کام میرے ہاتھ میں ہیں رات دن کا بدلنا میرے قبضہ میں ہے۔

فوائد : یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ اللہ کے ناموں میں سے ایک دھر بھی ہے کیونکہ اس حدیث میں "انا الدھر" کی تفسیر بایں الفاظ بیان کی گئی ہے کہ میرے ہاتھ میں تمام معاملات ہیں، میں ہی رات دن کا الٹ پھیر کرتا ہوں۔ (شرح کتاب التوحید:۲/۳۵۱)

تفسیر سورۃ الاحقاف

٦١ - باب: قوله تعالى: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ﴾ الآية

باب ٦١: ارشاد باری تعالیٰ: "پھر جب انہوں نے (عذاب کو) دیکھا کہ بادل (کی صورت میں) ان کے میدانوں کی طرف آ رہا ہے۔"

١٧٧٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ

١٧٧٧۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے

عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ. وَذَكَرَتْ بَاقِي الْحَدِيثِ وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي بَدْءِ الْخَلْقِ. (برقم: ١٣٥٥) [رواه البخاري: ٤٨٢٨ وانظر حديث رقم: ٣٢٠٦]

روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا جس سے آپ کا حلق کھل جائے بلکہ آپ مسکرایا کرتے تھے باقی حدیث (۱۳۵۵) کتاب بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

فوائد: جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا دیکھتے تو پریشان ہو جاتے اور جب بارش برستی تو آپ کی پریشانی دور ہو جاتی اور خوش ہو جاتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پریشانی کی وجہ دریافت کی تو آپ نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔

تفسیر سورۃ محمد ﷺ

٦٢ - باب: قَوله تَعَالَى: ﴿وَتُقَطِّعُوٓا۟ أَرْحَامَكُمْ﴾

باب ٦٢: ارشاد باری تعالیٰ: "عجب نہیں کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو"

١٧٧٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ لَهُ: مَهْ، قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَذَاكِ). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن

۱۷۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سب مخلوقات کو پیدا کر چکا تو اس وقت رحم نے کھڑے ہو کر پروردگار کی کمر تھام لی اللہ تعالیٰ نے فرمایا رک جا وہ عرض کرنے لگا میرا یوں کھڑا ہونا تیری پناہ کے لئے ہے اس شخص سے جو قطع رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس پر خوش نہیں کہ جو تیرے رشتہ کا حق ادا کرے گا میں اس پر مہربانی کروں اور جو تیرے رشتہ کا حق ادا نہ کرے میں اس سے قطع تعلقی کرلوں اس وقت

تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾. [رواه البخاري: ٤٨٣٠]

رحم کہنے لگا پروردگار میں اس پر راضی ہوں پروردگار نے کہا ایسا ہی ہوگا۔

فوائد: حقو اس مقام کو کہتے ہیں جہاں ازار باندھی جاتی ہیں اس حدیث سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے حقو کا اثبات ہوتا ہے ہمارے اسلاف نے اسے اپنی ظاہری معنی پر محمول کیا ہے لیکن جیسے اللہ کی شایان شان ہے۔

١٧٧٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، في روايةٍ، قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ﴾). [رواه البخاري: ٤٨٣١]

١٧٧٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا پھر رسول ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو

"عجب نہیں کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو"

تفسیر سورۃ ق

٦٣ - باب: قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ﴾

باب ٦٣: ارشاد باری تعالیٰ: "جہنم کہے گی کہ کیا میرے لئے کچھ مزید بھی ہے؟"

١٧٨٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (يُلْقَى فِي النَّارِ وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ، حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ، فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ). [رواه البخاري: ٤٨٤٨]

١٧٨٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب جہنم والے جہنم میں ڈالے جائیں گے تو جہنم یہی کہتی رہے گی مزید کچھ ہے یہاں تک کہ اللہ اپنا قدم اس پر رکھیں گے تب دوزخ کہے گی بس' بس

فوائد: بعض لوگوں نے قدم رکھنے سے مراد' اس کا ذلیل کرنا لیا ہے حالانکہ ایسی صفات کی تاویل کرنا' اسلاف کا مسلک نہیں بلکہ انہوں نے قدم اور رجل کو بلا تاویل و تحریف اور بدون تمثیل وتعطیل اللہ کی صفات میں شمار کیا ہے۔ (فتح الباری:٨/٥٩٧)

١٧٨١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ، وَقَالَتِ

١٧٨١۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ کا باہمی جھگڑا ہوا دوزخ نے کہا میں تو مغرور اور سرکش لوگوں کے لئے بنائی گئی ہوں اور جنت

الْجَنَّةُ: ما لِي لاَ يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وسَقَطُهُمْ. قَالَ ٱللهُ تَبَارَكَ وتعالى لِلْجنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَقالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا، فَأَمَّا النَّارُ: فَلاَ تَمْتَلِئُ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ قَطْ، فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، وَلاَ يَظْلِمُ ٱللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا، وَأَمَّا الْجَنَّةُ: فَإِنَّ ٱللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا).

[رواه البخاري: ٤٨٥٠]

نے کہا ہمارا کیا ہے؟ میرے اندر تو ضعیف اور خاکسار ہوں گے اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا تیرے ذریعے رحمت سے فیضیاب کروں گا اور دوزخ سے کہا تو میرا عذاب ہے میں تیری وجہ سے اپنے جن بندوں کو چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم میں سے ہر ایک کو بھرا جائے گا لیکن دوزخ اس وقت تک نہ بھرے گی جب تک اللہ اس پر اپنا قدم نہ رکھے گا۔ اس وقت وہ کہے گی بس بس اس وقت وہ بھر جائے گی اور بھر کر سمٹ جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر ظلم نہیں کرے گا البتہ جنت کی بھرتی اس طرح ہوگی کہ اسے بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اور خلقت پیدا کرے گا۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اہل جنت کو جنت میں داخل کرنے کے بعد اس کی کافی جگہ بچ رہے گی تاآنکہ اللہ تعالیٰ وہاں موقع پر کسی مخلوق کو پیدا فرما کر جنت کو بھر دے گا۔ (صحیح بخاری: ۷۳۸۴) لیکن بخاری کی بعض روایات (۷۴۴۹) میں اس قسم کے الفاظ جہنم کے بارے میں بھی منقول ہیں محدثین کے فیصلہ کے مطابق یہ الفاظ کسی راوی کے وہم کا نتیجہ ہیں نیز اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کے بھی خلاف ہیں۔

تفسیر سورۃ الطور

٦٤ - باب: قوله تعالى: ﴿وَالطُّورِ ۝ وَكِتَٰبٍ مَّسْطُورٍ﴾

باب ۶۴: ارشاد باری تعالیٰ: "قسم ہے طور کی اور ایک ایسی کھلی کتاب کی جو رقیق جلد میں لکھی ہوئی ہے۔"

١٧٨٢: عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ، فَلَمَّا

۱۷۸۲۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورۃ طور پڑھتے سنا جب آپ اس آیت پر پہنچے کیا

بَلَغَ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ○ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ ○ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ﴾. كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ. [رواه البخاري: ٤٨٥٤]

یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود خالق ہیں؟ یا آسمانوں اور زمین کو انھوں نے پیدا کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے کیا تیرے رب کے خزانے ان کے قبضے میں ہیں یا ان پر انہی کا حکم چلتا ہے؟ تو مارے خوف کے میرا دل اڑنے کے قریب ہو گیا۔

فوائد : گویا حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ وہ سبب بیان کرتے ہیں جو ان کے ایمان لانے میں حائل تھا یعنی عدم یقین' اس کے بعد ان کا دل کانپ گیا اور اسلام کی طرف مائل ہو گیا۔ (فتح الباری: ۸/۶۰۳)

تفسیر سورة النجم

٦٥ - باب: قوله تعالى: ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ﴾

باب ۶۵ : ارشاد باری تعالیٰ: "کیا تم لوگوں نے لات اور عزی کو دیکھا؟"

١٧٨٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ). [رواه البخاري: ٤٨٦٠]

۱۷۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص لات اور عزی کی قسم اٹھائے تو وہ (تجدید ایمان کرتے ہوئے) لا الہ الا اللہ کہے اور جو شخص دوسرے سے کہے آؤ ہم قمار بازی کریں تو وہ (کفارہ کے طور پر) کچھ خیرات کرے۔

فوائد : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نئے نئے مسلمان ہوئے تھے ایک مرتبہ میں نے دوران گفتگو لات اور عزی کی قسم اٹھالی تو میرے ساتھیوں نے مجھے برا بھلا کہا میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ (فتح الباری: ۸/۶۱۲)

تفسير سورة القمر

٦٦ - باب: قوله تعالى: ﴿بَلِ ٱلسَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَٱلسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ﴾

باب ٦٦: ارشاد باری تعالیٰ: "بلکہ ان کے وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت تلخ ہے۔"

١٧٨٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، قالَتْ: لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ بِمَكَّةَ، وَإِنِّي لَجارِيَةٌ أَلْعَبُ: ﴿بَلِ ٱلسَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَٱلسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ﴾. [رواه البخاري: ٤٨٧٦]

١٧٨٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت نازل ہوئی۔ "بلکہ انکے وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت تلخ ہے" تو میں اس وقت کم سن بچی کھیلا کرتی تھی۔

فوائد: (صحیح بخاری۔ حدیث نمبر:۴۹۹۳) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان کا پس منظر بھی ذکر ہوا ہے کہ ایک عراقی نے ان کے ہاں موجودہ ترتیب قرآن پر اعتراض کیا تو آپ نے اس کی حکمت بتائی کہ آغاز میں لوگوں کو عقیدہ توحید کی دعوت دی گئی پھر اہل ایمان کو بشارت اور نافرمانوں کو سزا سنائی گئی جب لوگ مانوس ہو گئے تو شرعی احکام نازل ہوئے۔ (فتح الباری:۹/۴۰)

تفسير سورة الرحمان

٦٧ - باب: قوله تعالى: ﴿وَمِن دُونِهِمَا جَنَّتَانِ﴾

باب ٦٧: ارشاد باری تعالیٰ: "اور ان دو باغوں کے علاوہ دو اور باغ ہیں۔"

١٧٨٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ، آنِيَتُهُمَا وَما فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَما فِيهِمَا، وَما بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِداءُ الْكِبْرِ، عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ). [رواه البخاري: ٤٨٧٨]

١٧٨٥۔ حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا دو جنتیں سونے کی ہیں اور ان کے برتن اور تمام سامان بھی سونے کا ہے اور دو جنتیں چاندی کی ہیں، ان کے برتن اور تمام سامان بھی چاندی کا ہے۔ نیز جنت عدن میں اس کے مکینوں اور ان کے پروردگار کے درمیان صرف جلال کی ایک چادر حائل ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے چہرہ اقدس پر پڑی ہوگی۔

فوائد: ایک روایت کے مطابق یہ چار جنتیں ہوں گی ان میں سونے کے سامان پر مشتمل سابقین اور مقربین کے لئے اور چاندی کے سازو سامان والی اصحاب الیمین کے لئے ہوں گی۔ (فتح الباری:۸/۶۲۴)

٦٨ - باب: قوله تعالى: ﴿حُورٌ مَّقْصُورَٰتٌ فِى ٱلْخِيَامِ﴾

باب ٦٨: ارشاد باری تعالیٰ: "وہ حوریں خیموں میں مستور ہیں۔"

١٧٨٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ فِي الجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ، عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلًا، فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ ما يَرَوْنَ الآخَرِينَ، يَطُوفُ عَلَيْهِمُ المُؤْمِنُونَ) وَقَدْ تَقَدَّمَ بَاقِي الحَدِيثِ آنِفًا. (برقم: ١٧٨٥) [رواه البخاري: ٤٨٧٩ وانظر حديث رقم: ٣٢٤٥، ٤٨٧٨]

۱۷۸۶۔ حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک خول دار موتی کا خیمہ ہے جس کا عرض ساٹھ میل ہے اور اس کے ہر گوشہ میں جنتی کی بیویاں ہوں گی ایک بیوی دوسری بیوی کو دکھائی بھی نہیں دے گی اہل ایمان ان سب کے پاس آتا جاتا رہے گا اس حدیث کا بقیہ حصہ ابھی ابھی (۱۷۸۵) گزرا ہے۔

فوائد: قرآنی آیت میں لفظ خیام کے اوصاف اس حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ (فتح الباری:۸/۶۲۴)

تفسیر سورة الممتحنه

٦٩ - باب: قوله تعالى: ﴿لَا تَتَّخِذُوا۟ عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ﴾

باب ٦٩: ارشاد باری تعالیٰ: "اے ایمان دارو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔"

١٧٨٧ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالمِقْدَادَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ، فَذَكَرَ حَدِيثَ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ، وَقَالَ فِي آخِرِهِ: وَنَزَلَتْ فِيهِ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ﴾. [رواه البخاري:

۱۷۸۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو روانہ کیا اس کے بعد حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا تذکرہ ہے اس کے آخر میں ہے کہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم اپنے اور میرے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔"

[٤٨٩٠

فوائد : حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا تفصیلی واقعہ صحیح بخاری حدیث نمبر: ۳۰۰۷، ۳۰۸۱، ۳۹۸۳، ۴۲۷۴، ۴۸۹۰، ۶۲۵۹، ۶۹۳۹ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

٧٠ - باب: قوله تعالى: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾

باب ۷۰: ارشاد باری تعالیٰ: "اے نبی ﷺ! جب تمہارے پاس مومن خواتین بیعت کرنے کو آئیں...."

١٧٨٨ : عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنهَا قَالَتْ: بَايَعْنَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ، فَقَرَأَ عَلَيْنَا: ﴿أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِٱللَّهِ شَيْئًا﴾. وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ، فَقَبَضَتِ ٱمْرَأَةٌ يَدَهَا، فَقَالَتْ: أَسْعَدَتْنِي فُلَانَةُ، أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا، فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا. فَٱنْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ، فَبَايَعَهَا. [رواه البخاري: ٤٨٩٢]

۱۷۸۸۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ نے ہمیں یہ آیت سنائی: "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو" اور نوحہ کرنے سے منع فرمایا تو اس پر ایک عورت نے بیعت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کرنے لگی کہ میری مصیبت کے وقت فلاں عورت نے نوحہ کرنے میں میرا ساتھ دیا تھا پہلے میں اس کا بدلہ چکا دوں اسے رسول اللہ ﷺ نے کچھ نہ فرمایا چنانچہ وہ گئی اور (بدلہ چکا کر) واپس آئی تو آپ نے اس سے بیعت فرمائی۔

فوائد : ایک روایت کے مطابق بیعت کے وقت ہاتھ کھینچنے والی خود حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ہیں انہوں نے پہلے نوحہ کرنے کے متعلق اپنا قرض چکایا پھر بیعت کی اس کے بعد نوحہ کرنا مطلقاً حرام کر دیا گیا۔ (فتح الباری: ۸/۶۳۹)

تفسیر سورة الجمعه

٧١ - باب: قوله تعالى: ﴿وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾

باب ۷۱: ارشاد باری تعالیٰ: (اس رسول کی بعثت) ان دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں۔

١٧٨٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ

۱۷۸۹۔ حضرت ابوهریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ

النَّبِيِّ ﷺ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ: ﴿وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾. قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا، وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: (لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجَالٌ، أَوْ رَجُلٌ، مِنْ هٰؤُلَاءِ).

[رواه البخاري: ٤٨٩٧]

سورۃ جمعہ نازل ہوئی جب آپ اس آیت پر پہنچے "اور ان دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں"۔ تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ان سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا حالانکہ تین مرتبہ پوچھا گیا اور اس مجلس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے آپ نے اپنا دست شفقت ان پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا ستارے کے قریب بھی ہوتا تو بھی یہ لوگ یا ان میں سے کوئی شخص اس تک ضرور پہنچ جاتا۔

فوائد: بعض روایات کے مطابق ان خوش قسمت حضرات کے اوصاف بایں الفاظ بیان ہوئے ہیں کہ وہ انتہائی نرم دل، متبع سنت اور بکثرت درود پڑھنے والے ہوں گے یقیناً ان اوصاف کے حامل محدثین عظام ہیں اور وہی اس حدیث کا مصداق ہیں۔ (فتح الباری: ۸/۶۴۳)

تفسیر سورۃ المنافقون

٧٢ - باب: قوله تعالى: ﴿إِذَا جَاءَكَ ٱلْمُنَٰفِقُونَ قَالُوا۟ نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ ٱللَّهِ﴾

باب ۷۲: ارشاد باری تعالیٰ: "جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں"

١٧٩٠ : عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي غَزَاةٍ، فَسَمِعْتُ عَبْدَ ٱللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولَ يَقُولُ: لاَ تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ ٱللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ، وَلَئِنْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ إِلَى عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ، فَحَلَفُوا مَا قَالُوا، فَكَذَّبَنِي رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ وَصَدَّقَهُ، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ لِي عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ وَمَقَتَكَ؟ فَأَنْزَلَ ٱللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَاءَكَ ٱلْمُنَٰفِقُونَ﴾. فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَ فَقَالَ: (إِنَّ ٱللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ). [رواه البخاري: ٤٩٠٠]

۱۷۹۰۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک لڑائی میں شریک تھا میں نے عبداللہ بن ابی (منافق) کو یہ کہتے سنا لوگو! رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو خرچ کے لئے کچھ نہ دو یہاں تک کہ وہ خود اس کا ساتھ چھوڑ کر اس سے الگ ہو جائیں گے اور اگر ہم اس لڑائی سے لوٹ کر مدینہ پہنچے تو دیکھ لینا جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو باہر نکال دے گا میں نے یہ بات اپنے چچا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہہ دیا رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا میں نے سب بات بتادی پھر آپ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو طلب کیا پوچھنے پر انہوں نے حلف اٹھا کر صاف انکار کر دیا رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھوٹا اور عبداللہ بن ابی کو سچا خیال فرمایا مجھے اتنا رنج ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا میں رنجیدہ ہو کر گھر میں بیٹھ گیا میرے چچا نے مجھے کہا تو نے ایسی بات کیوں کہی جس سے رسول اللہ ﷺ نے تجھے جھوٹا سمجھا اور تجھ سے ناراض بھی ہوئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ یہ آیات نازل فرمائیں۔

(اے محمد ﷺ) جب آپ کے پاس منافق لوگ

آتے ہیں (آخر تک)

اس کے بعد رسول اللہ نے مجھے بلا بھیجا اور یہ سورۃ پڑھ کر سنائی اور فرمایا اے زید رضی اللہ عنہ اللہ نے تیری تصدیق کر دی ہے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بزعم خود بڑے لوگوں کی لغویات کو نظرانداز کر دینا چاہئے تاکہ ان کے پیروکار متنفر نہ ہوں اگرچہ ان کے جھوٹے ہونے پر قرائن بھی موجود ہوں تاہم زجر و عتاب کرنے میں چنداں حرج نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۸/۶۴۶)

۱۷۹۱ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ قَالَ: فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُؤُوسَهُمْ. [رواه البخاري: ٤٩٠٣]

۱۷۹۱۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا تاکہ ان کے لئے (ان کے اعتراف کے بعد) استغفار کریں تو انہوں نے سر ہلا کر انکار کر دیا۔

۱۷۹۲ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِلأَنْصَارِ، وَلأَبْنَاءِ الأَنْصَارِ).

وَشَكَّ الرَّاوِي فِي: (أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الأَنْصَارِ). [رواه البخاري: ٤٩٠٦]

۱۷۹۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔ اے اللہ! انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو بخش دے راوی کو شک ہے کہ شاید آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ انصار کے پوتوں کو بھی بخش دے۔

فوائد: حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں مقیم تھے جب انہیں واقعہ حرہ کے متعلق علم ہوا تو بہت غمزدہ ہوئے اس وقت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ان سے تعزیت کرتے ہوئے یہ لکھا کہ میں آپ کو اللہ کی طرف سے ایک خوش خبری سناتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے حق میں یوں دعا کی تھی: اے اللہ! انصار، ان کی اولاد، اور اولاد در اولاد کو بخش دے۔ (فتح الباری: ۸/۶۵۱)

تفسیر سورۃ التحریم

٧٣ - باب: قوله تعالى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ﴾

باب ٧٣: ارشاد باری تعالیٰ: "اے نبی ﷺ جو چیز اللہ نے تمہارے لئے جائز کی ہے تم اس سے کنارہ کشی کیوں کرتے ہو۔"

١٧٩٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا، فَوَاطَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ: أَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهُ: أَكَلْتَ مَغَافِيرَ، إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، قَالَ: (لَا، وَلٰكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَلَنْ أَعُودَ لَهُ، وَقَدْ حَلَفْتُ، لَا تُخْبِرِي بِذٰلِكَ أَحَدًا).

[رواه البخاري: ٤٩١٢]

١٧٩٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا کرتے تھے اور وہاں کافی دیر ٹھہرتے تھے میں نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آپ تشریف لائیں وہ یوں کہے کہ آپ نے مغافیر نوش کیا ہے مجھے آپ سے اس مغافیر کی بو آتی ہے چنانچہ آپ جب تشریف لائے تو ہم نے ایسا ہی کیا آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر سے شہد نوش کیا ہے اور آج سے میں نے قسم اٹھالی ہے کہ اب شہد نہیں پیوں گا لیکن کسی کو مطلع نہ کرنا۔

فوائد: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شہد پلانے والی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں اور صحیح بخاری حدیث نمبر:٥٢٦٨ سے ہوتا ہے کہ شہد پلانے والی حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا تھیں شائد متعدد واقعات ہوں۔ شہد کی مکھی جس جڑی بوٹی سے رس چوستی ہے' اس کا اثر شہد پر ہوتا ہے' مدینہ منورہ میں عرفط بوٹی موجود تھی' اور اس کے رس میں ایک قسم کی بساند (بو) تھی۔

تفسیر سورۃ ن والقلم

٧٤ - باب: قوله تعالى: ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ﴾

باب ٧٤: ارشاد باری تعالیٰ: "سخت خو اور اس کے علاوہ بدذات ہے۔"

١٧٩٤ : عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ

١٧٩٤۔ حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے

الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ. أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ: كُلُّ عُتُلٍّ، جَوَّاظٍ، مُسْتَكْبِرٍ). [رواه البخاري: ٤٩١٨]

روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کی خبر نہ دوں؟ ہر ناتواں عاجزی کرنے والا اگر اللہ کے بھروسے کسی بات کی قسم اٹھا بیٹھے تو اللہ اس کو پورا کردے اور کیا تمہیں اہل جہنم کی خبر نہ دوں؟ دوزخی جھگڑالو' متکبر اور شریر لوگ ہوں گے

٧٥ - باب: قوله تعالى: ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى ٱلسُّجُودِ﴾

باب ۷۵: ارشاد باری تعالیٰ: ''جس دن پنڈلی سے کپڑا اٹھایا جائے گا اور کفار سجدے کے لئے بلائے جائیں گے تو سجدہ نہ کر سکیں گے۔''

١٧٩٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، وَيَبْقَىٰ كُلُّ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ، فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا). [رواه البخاري: ٤٩١٩]

۱۷۹۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا (قیامت کے دن) جب ہمارا پروردگار اپنی پنڈلی کھولے گا تو تمام مومن مرد وخواتین سجدہ کریں گے وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا میں لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے سجدہ کیا کرتے تھے وہ سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن سجدہ کے لئے ان کی کمر خمیدہ نہ ہوگی بلکہ تختہ بن جائے گی۔

فوائد: اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے ساق کا اثبات ہے اس کی تاویل کی چنداں ضرورت نہیں بلکہ دیگر صفات کی طرح یہ بھی ایک صفت ہے جسے اس کے ظاہری معنی پر محمول کرنا چاہئے لیکن اس کی کیفیت اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

تفسیر سورۃ النازعات

١٧٩٦ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۱۷۹۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا

قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هٰكَذَا، بِالْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ: (بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ). [رواه البخاري: ٤٩٣٦]

آپ نے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرکے فرمایا میں اور قیامت اس طرح متصل بھیجے گئے ہیں (یعنی درمیان میں کوئی پیغمبر نہیں آئے گا)

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ اب قیامت تک کوئی رسول یا نبی ظلی یا بروزی نہیں آئے گا۔

تفسیر سورۃ عبس

١٧٩٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ، مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ [الْبَرَرَةِ]، وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ، وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ، فَلَهُ أَجْرَانِ). [رواه البخاري: ٤٩٣٧]

١٧٩٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص قرآن کو پڑھتا ہے اور اسے خوب یاد ہے وہ (قیامت کے دن) کراما کاتبین کے ساتھ ہوگا اور جو شخص پابندی سے قرآن پڑھتا ہے لیکن پڑھنے میں مشقت اٹھاتا ہے اسے دوہرا اجر ملے گا۔

فوائد: دوہرے اجر سے مراد یہ ہے کہ ایک اجر قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا اور دوسرا اس کے متعلق مشقت اٹھانے کا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قرآن کے ماہر سے زیادہ اجر کا حقدار ہوگا۔ (عون الباری:٣/٧٣٩)

تفسیر سورۃ المطففین

٧٦ - باب: قوله تعالى: ﴿يَوْمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾

باب ٧٦: ارشاد باری تعالیٰ: ”جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔“

١٧٩٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (﴿يَوْمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾. حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ). [رواه البخاري:

١٧٩٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے“ اس سے قیامت کا دن مراد ہے بعض لوگ اپنے پسینے میں آدھے آدھے کان تک ڈوبے ہوئے ہوں گے۔

[٤٩٣٨

فوائد: صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سورج ایک میل کی مسافت پر ہو گا لوگ اپنے اعمال کے بقدر پسینہ میں ہوں گے کچھ لوگوں کو ٹخنوں تک اور کچھ کو کمر تک جبکہ بعض بد قسمت اپنے پسینہ میں ڈوبے ہوں گے۔ (فتح الباری:۸/۶۹۹)

تفسیر سورۃ انشقاق

٧٧ - باب: قوله تعالَى: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾

باب ۷۷: ارشاد باری تعالیٰ: اس سے آسان حساب لیا جائے گا

١٧٩٩ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالَتْ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ). وباقِي الحَدِيث تَقَدَّمَ في كِتابِ العِلْم. (برقم:٨٨) [رواه البخاري: ٤٩٣٩ وانظر حديث رقم: ١٠٣]

۱۷۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص سے قیامت کے دن حساب لیا گیا تو وہ یقیناً ہلاک ہو گا باقی حدیث (۸۸) کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔

فوائد: اس کے الفاظ یہ ہیں "میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ تو فرماتا ہے کہ نیک لوگوں کا بھی حساب یسیر ہو گا آپ نے فرمایا کہ یہاں حساب سے مراد صرف اعمال کا بتا دینا ہے اور جس شخص کا حساب لیتے وقت مناقشہ کیا گیا تو وہ ہلاک ہو گیا۔

٧٨ - باب: قوله تعالَى: ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ﴾

باب ۷۸: ارشاد باری تعالیٰ: "ایک حال سے دوسرے حالت تک ضرور پہنچو گے۔"

١٨٠٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قالَ ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ﴾. حالًا بَعْدَ حالٍ، قالَ: هٰذَا نَبِيُّكُمْ ﷺ. [رواه البخاري: ٤٩٤٠]

۱۸۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ طبقا عن طبق سے آگے پیچھے حالتوں کا بدلنا مراد ہے یہ رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے۔

فوائد: ﴿لَتَرْكَبَنَّ﴾ کو دو طرح سے پڑھا گیا ہے با کے فتحہ کے ساتھ یہ رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے جیسا کہ مذکورہ روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے دوسرا با کے ضمہ کے ساتھ یہ تمام امت کو خطاب کیا گیا ہے قرأت عامہ یہی ہے۔ (فتح الباری:۸/۶۹۸)

تفسیر سورة والشمس

٧٩ - باب

١٨٠١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ زَمْعَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ، وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَهَا، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (﴿إِذِ ٱنۢبَعَثَ أَشْقَىٰهَا﴾ ٱنْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عارِمٌ، مَنِيعٌ في رَهْطِهِ، مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ). وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ: (يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ يَجْلِدُ ٱمْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ). ثُمَّ وَعَظَهُمْ في ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ، وَقَالَ: (لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ).

وَعَنْهُ في رِوَايَةٍ: (مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ). [رواه البخاري: ٤٩٤٢]

باب ٧٩:

١٨٠١۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دوران خطبہ سنا آپ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اسے زخمی کرنے والے کا ذکر فرمایا اور ﴿ اذا انبعث اشقاھا ﴾ کی یوں تفسیر فرمائی کہ ان میں ایک زور آور شریر النفس اور مضبوط شخص جو اپنی قوم میں ابو زمعہ کی طرح تھا اٹھ کھڑا ہوا اور آپ نے عورتوں کا بھی ذکر فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام لونڈی کی طرح مارتا ہے پھر اس دن شام کو اس سے ہم بستر ہوتا ہے اس کے بعد لوگوں کو گوز پر ہنسنے کی بابت نصیحت فرمائی کہ اس کام پر کیوں ہنستے ہو جو خود بھی کرتے ہو ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے (اس حدیث میں) یوں فرمایا تھا ابو زمعہ کی طرح جو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا چچا تھا۔

فوائد: دور جاہلیت کی ایک رسم بد یہ تھی کہ مجلس میں ضرطہ لگا کر خوب ہنستے اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں متنبہ فرمایا۔

تفسیر سورة العلق

٨٠ - باب: قوله تعالى: ﴿كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ﴾

باب ٨٠: ارشاد باری تعالیٰ: "دیکھو اگر وہ باز نہ آئے گا.......... آخر تک

١٨٠٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ

١٨٠٢۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ابو جہل مردود کہنے لگا اگر میں محمد ﷺ کو خانہ کعبہ کے قریب نماز پڑھتا دیکھ لوں تو ان

لأطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (لَوْ فَعَلَهُ لأَخَذَتْهُ المَلائِكَةُ). [رواه البخاري: ٤٩٥٨]

کی گردن ہی کچل ڈالوں یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اسے پکڑ کر اس کی تکہ بوٹی کر دیتے۔

فوائد: نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ ابو جہل اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک دفعہ آگے بڑھا تو فوراً ایڑیوں کے بل واپس پلٹ آیا لوگوں کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ مجھے وہاں آگ کی خندق، ہولناک منظر اور پروں کی آواز سنائی دی اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر میرے قریب آتا تو فرشتے اسے اچک کر اس کا جوڑ جوڑ الگ کر دیتے۔ (فتح الباری:۸/۷۲۴)

تفسیر سورۃ الکوثر

٨١ - باب

باب ۸۱:

١٨٠٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى السَّمَاءِ، قالَ: (أَتَيْتُ عَلَى نَهرٍ، حافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا، فَقُلْتُ: ما هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ). [رواه البخاري: ٤٩٦٤]

۱۸۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوا تو آپ نے اس کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا میں ایک نہر پر گیا جس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے قبے تھے میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا یہ نہر کیسی ہے؟ انہوں نے کہا یہ کوثر ہے (جو اللہ نے آپ کو عطا کی ہے)

فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الکوثر کی تفسیر خیر کثیر سے بھی کی گئی ہے اگرچہ عموم کے لحاظ سے یہ بھی درست ہے تاہم رسول اللہ ﷺ سے اس کی تفسیر بایں الفاظ مروی ہے کہ وہ ایک نہر ہے جس میں خیر کثیر ہو گی۔ (فتح الباری:۸/۷۳۲)

١٨٠٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا وقد سُئِلَتْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ﴾. قالَتْ: نَهرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ ﷺ، شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ، آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ. [رواه البخاري: ٤٩٦٥]

۱۸۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ اس ارشاد الٰہی "بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے" میں کوثر سے کیا مراد ہے تو انہوں نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جو تمہارے پیغمبر محمد ﷺ کو عطا ہوئی ہے اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتی (کے قبے) ہیں جس میں ستاروں کے برابر برتن رکھے گئے ہیں

تفسیر سورة الفلق

١٨٠٥ : عَنْ أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنِ ٱلْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ: (قِيلَ لِي، فَقُلْتُ). فَنَحْنُ نَقُولُ: كما قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٤٩٧٦]

۱۸۰۵۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معوذتین کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ (حضرت جبرائیل کے ذریعے) مجھ سے کہا گیا کہ یوں کہو تو میں نے اسی طرح کہا حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم بھی وہی کہتے ہیں جو رسول اللہ نے کہا (یعنی یہ دونوں سورتیں قرآن میں داخل ہیں)

فوائد : بخاری کی دوسری روایت میں صراحت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کے متعلق یوں کہتے ہیں (اسے مصحف میں نہیں لکھتے) اس پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا جو حدیث میں مذکور ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے سے کوئی اور صحابی متفق نہ ہوا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع تھا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کریم کا حصہ ہیں اور رسول اللہ انہیں نماز میں تلاوت بس کرتے تھے۔ (فتح الباری:۸/۷۴۲) محض تعوذ کے لئے نہ تھیں۔

كتاب فضائل القرآن

فضائل قرآن کے بیان میں

١ - باب: كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ، وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ

١٨٠٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ما مِنَ الأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الآيَاتِ ما مِثْلُه آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كانَ الَّذِي أُوتِيتُهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٤٩٨١]

باب ا: نزول وحی کی کیفیت اور پہلے کیا نازل ہوا

۱۸۰۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ہیں ان میں سے ہر ایک کو ایسے ایسے معجزات دیئے گئے جنہیں دیکھ کر لوگ ایمان لا سکیں (بعد کے زمانہ میں ان کا کوئی اثر نہ رہا) مجھے قرآن کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے معجزہ دیا جو بذریعہ وحی مجھے عطا ہوا (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکار بنسبت دیگر انبیاء علیہم السلام کے زیادہ ہوں گے۔

فوائد: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس زمانہ کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے معجزہ عطا فرمایا مثلاً موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ جادو کا بہت چرچا تھا اور ان کے معجزہ سے جادو کا توڑ کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب یونانی کا زور تھا لہٰذا انہیں ایسے معجزات دیئے گئے جن کا جواب یونان کے بڑے بڑے طبیبوں کے پاس نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں فصاحت وبلاغت کو بہت شہرت تھی قرآنی معجزہ نے انہیں لاجواب کر دیا۔ (فتح الباری:۹/۶)

١٨٠٧ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱللهَ تَعالَى تابَعَ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ الْوَحْيَ قَبْلَ وَفاتِهِ، حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ ما كانَ الْوَحْيُ، ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بَعْدُ. [رواه البخاري: ٤٩٨٢]

۱۸۰۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں اللہ تعالیٰ نے پے در پے اور مسلسل وحی نازل فرمائی اور آپ کی وفات کے قریب تو آپ پر بہت زیادہ وحی کا نزول ہوا اس کے بعد آپ فوت ہوئے۔

فوائد: دراصل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے سلسلہ وحی موقوف ہو گیا تھا حضرت انس نے وہی جواب دیا جو حدیث میں ہے کثرت وحی کی وجہ یہ تھی کہ فتوحات کے بعد معاملات و مقدمات بھی بڑھ گئے تو انہیں نمٹانے کے لئے کثرت سے وحی آنا شروع ہو گئی۔ (فتح الباری:۹/۸)

٢ - باب: أُنزِلَ القُرآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

باب ۲: قرآن مجید کو سات محاوروں پر نازل کیا گیا

١٨٠٨ : عَنْ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ هِشامَ ابْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقانِ في حَياةِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَٱسْتَمَعْتُ لِقِراءَتِهِ، فَإِذا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيها رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَكِدْتُ أُساوِرُهُ في الصَّلاةِ، فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ، فَلَبَّبْتُهُ بِرِدائِهِ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قالَ: أَقْرَأَنِيها رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: كَذَبْتَ، فَإِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَدْ أَقْرَأَنِيها عَلَى غَيْرِ ما قَرَأْتَ، فَٱنْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ

۱۸۰۸۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۃ فرقان پڑھتے سنا جب میں نے اس کے پڑھنے پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان کا انداز تلاوت اس سے کچھ مختلف تھا جس طرح رسول اللہ نے ہمیں تعلیم فرمایا تھا میں نے ارادہ کیا کہ نماز ہی میں ان کو پکڑ کر لے جاؤں لیکن میں نے تحمل سے کام لیا جب انہوں نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے ان کے گلے میں چادر ڈال کر پوچھا کہ یہ انداز تلاوت تمہیں کس نے سکھایا؟ انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا' میں نے کہا تم جھوٹے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود مجھے یہ سورت ایک اور انداز سے پڑھائی ہے جو تمہارے انداز کے برعکس ہے پھر میں انہیں

هٰذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَرْسِلْهُ، اقْرَأْ يَا هِشَامُ). فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ). ثُمَّ قَالَ: (اقْرَأْ يَا عُمَرُ). فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ، إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَؤُوا ما تَيَسَّرَ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٤٩٩٢]

کھینچ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ حضرت سورۃ فرقان کو ایک جداگانہ طرز پر پڑھتے ہیں جو آپ نے ہمیں نہیں پڑھایا آپ نے فرمایا ہشام کو چھوڑ دو اس کے بعد آپ نے حضرت ہشام رضی اللہ عنہ سے کہا پڑھو' انہوں نے بطریقہ سابق پڑھا جس طرح میں نے ان سے سنا تھا تو آپ نے فرمایا یہ سورۃ اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تم پڑھو تو میں نے اسے اس طریقہ کے مطابق پڑھا جو رسول اللہ نے مجھے تعلیم دیا تھا تو آپ نے فرمایا یہ سورۃ اس طرح اتری ہے پھر فرمایا یہ قرآن سات محاوروں پر اترا ہے ان میں سے جو محاورہ تم پر آسان ہو اس کے مطابق پڑھو لو۔

فوائد: سبعۃ احرف کے متعلق بہت اختلاف ہے البتہ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جو لفظ صحیح سند سے منقول ہو اور عربی میں اس کی مناسب توجیہ کی جا سکتی ہو نیز مصحف الامام کے خط کے مخالف نہ ہو وہ منصوص سبعہ احرف میں شمار ہو گا بصورت دیگر مسترد کر دیا جائے گا۔ (فتح الباری:۹/۳۲)

٣ - باب: كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب ۳: حضرت جبرئیل علیہ السلام کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دور قرآن کرنا

١٨٠٩ : عَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ: (أَنَّ جِبْرِيلَ كانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ، وَإِنَّهُ عارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلاَ أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي). [رواه البخاري: ٤٩٩٧]

۱۸۰۹۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ نے مجھے آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھ سے ہمیشہ ایک مرتبہ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے امسال دو مرتبہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات عنقریب ہونے والی ہے۔

فوائد: اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے جس سال وفات پائی رمضان المبارک میں بیس راتوں کا اعتکاف کیا جبکہ پہلے آپ دس راتوں کا اعتکاف کرتے تھے۔ (صحیح بخاری:۴۹۹۸)

١٨١٠ : عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ

۱۸۱۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَاللهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً. [رواه البخاري: ٥٠٠٠]

ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کے دھن مبارک سے ستر سے کچھ زیادہ سورتیں سیکھیں ہیں۔

فوائد: دراصل بات یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے زیر نگرانی سرکاری طور پر ایک مصحف تیار ہوا جس کی نقلیں مختلف شہروں میں بھیجی گئیں اس کے علاوہ دیگر انفرادی مصاحف کو جلا دینے کا حکم دیا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے اتفاق نہ کیا حدیث میں آپ کے بیان کا پس منظر یہی ہے۔ (فتح الباری:۹/۴۸)

۱۸۱۱ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ كَانَ بِحِمْصَ، فَقَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ، فَقَالَ رَجُلٌ: ما هٰكَذَا أُنْزِلَتْ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: (أَحْسَنْتَ). وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الخَمْرِ، فَقَالَ: أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللهِ وَتَشْرَبَ الخَمْرَ؟ فَضَرَبَهُ الحَدَّ. [رواه البخاري: ٥٠٠١]

۱۸۱۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ شہر حمص میں انہوں نے سورۃ یوسف کی تلاوت کی تو ایک شخص نے کہا یہ اس طرح نازل نہیں ہوئی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تو یہ سورت رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھی تھی تو آپ نے اس کی تحسین فرمائی تھی پھر آپ نے دیکھا اس کے منہ سے شراب کی بو آرہی تھی تب آپ نے فرمایا ادھر اللہ کی کتاب کو جھٹلاتا ہے اور ادھر شراب نوشی کرتا ہے ان دونوں متضاد چیزوں کو جمع کرتا ہے پھر آپ نے اس پر شراب نوشی کی حد لگائی۔

فوائد: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خود حد نہیں لگائی تھی بلکہ حاکم وقت کے ذریعے اسے سزا دی کیونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کے حاکم تھے حمص میں ان کی حکومت نہ تھی۔ (فتح الباری:۹/۵۰)

٤ - باب: فَضْل ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾

باب ۴: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی فضیلت کا بیان

۱۸۱۲ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾. يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ

۱۸۱۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے کو سورۃ قل ھو اللہ احد بار بار پڑھتے سنا جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ کے پاس آیا اور آپ سے اس کے مکرر پڑھنے

اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ). [رواه البخاري: ٥٠١٣]

کا ذکر کیا گویا اس نے سمجھا کہ اس میں کچھ بڑا ثواب نہ ہو گا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ سورت اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

فوائد: سورۃ اخلاص کو معانی کے لحاظ سے تہائی قرآن کے مساوی قرار دیا گیا ہے کیونکہ قرآن کریم میں توحید' اخبار اور احکام پر مشتمل مضامین ہیں اور اس سورت میں عقیدہ توحید کو بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ (فتح الباری:۹/۶۱)

١٨١٣ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: (أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ). فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: أَيُّنَا يُطِيقُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: (اللهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ). [رواه البخاري: ٥٠١٥]

١٨١٣۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کیا تم میں سے کوئی رات بھر میں تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہے صحابہ کو یہ دشوار معلوم ہوا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ایسی طاقت ہم سے کون رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سورۃ اخلاص جس میں اللہ واحد صمد کی صفات مذکور ہیں تہائی قرآن کے برابر ہے۔

فوائد: بعض علماء کے بیان کے مطابق سورۃ اخلاص کی کلمہ توحید سے گہری مطابقت ہے کیونکہ یہ بھی کلمہ اخلاص کی طرح نفی و اثبات مشتمل ہے وہ اس طرح کہ اسے کوئی بھی روکنے والا نہیں جیسا کہ والد اپنی اولاد کو کسی کام سے روک سکتا ہے اور نہ ہی کوئی مساوی (کفو) ہے اور نہ ہی اس کے منصوبہ جات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس کا کوئی معاون ہے جیسا کہ باپ کے لئے بیٹا معاون ہوتا ہے اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے لئے ان تینوں چیزوں کی نفی کی گئی ہے۔ (فتح الباری:۹/۶۱)

٥ - باب: فَضْلُ الْمُعَوِّذَاتِ

باب ۵: معوذات (اخلاص' فلق اور ناس) کی فضیلت کا بیان

١٨١٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ، جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، فَقَرَأَ فِيهِمَا: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾.

١٨١٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آرام کرتے تو ہر شب اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کر کے ان میں قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دم کرتے پھر انہیں تمام بدن پر جہاں

وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾. ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا ٱسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [رواه البخاري: ٥٠١٧]

تک ممکن ہوتا پھیر لیتے لیکن ہاتھ پھیرنے کی ابتدا سر چہرے اور جسم کے اگلے سے ہوتی تین مرتبہ یہ عمل کیا کرتے تھے۔

فوائد: صحیح بخاری ہی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو سورۃ اخلاص' سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنے آپ پر دم کرتے اور جب علالت زیادہ ہو گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا برکت کے خیال سے یہ سورتیں پڑھ کر آپ کا ہاتھ آپ کے بدن پر پھیرتیں۔ (صحیح بخاری:٥٠١٦)

٦ - باب: نُزُولُ السَّكِينَةِ وَالمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

باب ٦: تلاوت قرآن کے وقت سکینت اور فرشتوں کے اترنے کا بیان

١٨١٥ : عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ ٱللَّيْلِ سُورَةَ ٱلْبَقَرَةِ، وَفَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ، إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ، فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَٱنْصَرَفَ، وَكَانَ ٱبْنُهُ يَحْيَىٰ قَرِيبًا مِنْهَا، فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ، فَلَمَّا ٱجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (ٱقْرَأْ يَا ٱبْنَ حُضَيْرٍ، ٱقْرَأْ يَا ٱبْنَ حُضَيْرٍ). قَالَ: فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ ٱللهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَىٰ، وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَٱنْصَرَفْتُ إِلَيْهِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ، فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا

١٨١٥۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک رات سورۃ بقرہ پڑھ رہے تھے کہ ان کا گھوڑا جو قریب ہی بندھا ہوا تھا بدکنے لگا وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا یہ پھر پڑھنے لگے تو گھوڑا پھر بدکنے لگا یہ پھر خاموش ہو گئے تو وہ بھی ٹھہر گیا یہ پھر تلاوت کرنے لگے تو گھوڑا پھر بدکا اس کے بعد حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے پڑھنا چھوڑ دیا چونکہ ان کا بیٹا یحیٰ گھوڑے کے قریب تھا اس لئے انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اسے نہ کچل ڈالے انہوں نے سلام پھیر کر اپنے بیٹے کو اپنے پاس کھینچ لیا پھر انہوں نے جب سر اٹھا کر دیکھا تو آسمان نظر نہ آیا (بلکہ ایک ابر سا نظر آیا جس پر چراغ جل رہے تھے) صبح کے وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اے ابن حضیر رضی اللہ عنہ! تم پڑھتے رہتے اے ابن حضیر رضی اللہ عنہ تم پڑھتے رہتے انہوں نے عرض کیا یا

أَرَاهَا، قالَ: (وَتَدْرِي ما ذَاكَ؟). قُلْتُ: لاَ، قالَ: (تِلْكَ المَلاَئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا، لاَ تَتَوَارَى مِنْهُمْ). [رواه البخاري: ٥٠١٨]

رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے بیٹے یحییٰ کے بارے میں خطرہ محسوس ہوا تھا کہ کہیں گھوڑا اسے کچل ہی نہ ڈالے کیونکہ یحییٰ گھوڑے کے بالکل قریب تھا اس لئے سر اٹھا کر میں نے ادھر خیال کیا اور پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک عجیب قسم کی چھتری ہے جس میں بہت سے چراغ روشن ہیں پھر میں باہر آگیا تو پھر وہ سایہ ابر نہ دیکھ سکا آپ نے فرمایا تم جانتے ہو وہ کیا تھا؟ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ فرشتے تھے جو تیری آواز سن کر تیرے قریب آگئے تھے اور اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت لوگ انہیں دیکھتے اور وہ ان کی نظروں سے اوجھل نہ ہوتے۔

فوائد: اس حدیث سے دوران نماز خشوع وخضوع کی فضیلت معلوم ہوتی ہے نیز دنیاوی مباح کام میں مصروف ہونا خیر کثیر کے فوت ہونے کا باعث ہے چہ جائیکہ ہم نماز میں ناجائز کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے خشوع کو برباد کر دیں۔ (فتح الباری:۶۴/۹)

٧ - باب: اغْتِبَاطُ صَاحِبِ القُرْآنِ

باب ۷: قرآن پڑھنے والے کا قابل رشک ہونا

١٨١٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (لاَ حَسَدَ إِلَّا في ٱثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ عَلَّمَهُ ٱللهُ القُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جارٌ لَهُ فَقالَ: لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ ما أُوتِيَ فُلاَنٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ ما يَعْمَلُ، وَرَجُلٌ آتاهُ ٱللهُ مالاً فَهُوَ يُهْلِكُهُ في الْحَقِّ، فَقالَ رَجُلٌ: لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ ما أُوتِيَ فُلاَنٌ،

١٨١٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قابل رشک دو آدمی ہیں ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا اور وہ اسے رات دن پڑھتا ہو سو اس کا ہمسایہ یوں رشک کر سکتا ہے کاش مجھے بھی اس شخص کی طرح قرآن دیا جاتا تو میں بھی اسے پڑھ کر اسی طرح عمل کرتا جس طرح فلاں نے کیا ہے دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے رزق حلال دیا ہو اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے تو اس پر کوئی آدمی یوں رشک کر سکتا ہے

فَعَمِلْتُ مِثْلَ ما يَعْمَلُ). [رواه البخاري: ٥٠٢٦]

کاش مجھے بھی ایسی ہی دولت ملتی تو میں بھی اسی طرح خرچ کرتا جس طرح فلاں کرتا ہے۔

فوائد: اس حدیث میں حسد بمعنی رشک ہے یعنی دوسرے کو جو اللہ نے کوئی نعمت دی ہو اس کی آرزو کرنا جبکہ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہنا حسد ہے۔

٨ - باب: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ القُرآنَ وَعَلَّمَهُ

باب ٨: تم سے بہتر وہ انسان ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے

١٨١٧ : عَنْ عُثْمانَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ). [رواه البخاري: ٥٠٢٧]

١٨١٧۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔

فوائد: چنانچہ اس حدیث کی وجہ سے حضرت ابو عبد الرحمٰن السلمی رحمہ اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے لے کر حجاج بن یوسف کے دور حکومت تک خدمت قرآن میں مصروف رہے۔ (صحیح بخاری:٥٠٢٧)

١٨١٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ - في رواية - قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ). [رواه البخاري: ٥٠٢٨]

١٨١٨۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے افضل وہ آدمی ہے جو قرآن خود سیکھتا ہے پھر آگے دوسروں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔

فوائد: اس حدیث میں تعلیم قرآن کی ترغیب دی گئی ہے نیز اس کے پیش نظر امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تعلیم قرآن کو جہاد پر فوقیت دیا کرتے تھے۔ (فتح الباری:٩/٧٧)

٩ - باب: اسْتِذْكارُ الْقُرآنِ وَتَعاهُدُهُ

باب ٩: قرآن مجید کو یاد رکھنے اور باقاعدہ پڑھنے کا بیان

١٨١٩ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (إِنَّما مَثَلُ صاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صاحِبِ الإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ: إِنْ عاهَدَ عَلَيْها أَمْسَكَها، وَإِنْ أَطْلَقَها ذَهَبَتْ). [رواه البخاري: ٥٠٣١]

١٨١٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حافظ قرآن کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اپنے اونٹ کی ٹانگ کو باندھ رکھا ہو اگر اس کی نگرانی کرتا رہے گا تو اسے روکے رکھے گا اور اگر اسے آزاد چھوڑ دے گا تو وہ کہیں چلا جائے گا۔

فوائد: اس حدیث کے پیش نظر حافظ قرآن کو چاہئے کہ وہ پابندی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہے کیونکہ اگر اسے پڑھنا ترک کر دیا جائے تو بھول جائے گا ایسا کرنے سے ساری محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری:۹/۷۹)

١٨٢٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (بِئْسَ ما لأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ: نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ، بَلْ نُسِّيَ، وَٱسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجالِ مِنَ النَّعَمِ). [رواه البخاري: ٥٠٣٢]

۱۸۲۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں نامناسب بات ہے بلکہ اس طرح کہنا چاہئے کہ وہ مجھے بھلا دی گئی ہے قرآن کو مسلسل یاد کرتے رہو کیونکہ قرآن (غفلت برتنے والے) لوگوں کے سینوں سے نکل جانے میں وحشی اونٹوں سے بھی زیادہ تیز ہے۔

فوائد: کثرت غفلت اور عدم توجہ کی وجہ سے قرآن کریم بھول جاتا ہے اگر یوں کہا جائے کہ میں قرآن بھول گیا ہوں تو اپنی کوتاہی پر خود گواہی دینا ہے اس لئے یوں کہا جائے کہ اللہ نے مجھے بھلا دیا ہے تاکہ ہر فعل خالق حقیقی کی طرف منسوب ہو اگرچہ قرآن وحدیث کی رو سے ایسے افعال کی نسبت بندوں کی طرف کرنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری:۵/۲۴)

١٨٢١ : عَنْ أَبِي مُوسَىٰ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (تَعاهَدُوا الْقُرْآنَ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الإِبِلِ فِي عُقُلِها). [رواه البخاري: ٥٠٣٣]

۱۸۲۱۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قرآن کو ہمیشہ پڑھتے رہو اس لئے کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قرآن نکل کر بھاگنے میں ان اونٹوں سے زیادہ تیز ہے جن کے پاؤں کی رسی کھل چکی ہو۔

فوائد: اس حدیث میں تین چیزوں کو تین سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حافظ قرآن کو اونٹ کے مالک سے اور قرآن کریم کو اونٹ سے اور اس کے یاد رکھنے کو باندھنے سے نیز اس میں قرآن کریم کو پابندی سے پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ (فتح الباری:۹/۸۳)

١٠ - باب: مَدُّ الْقِراءَةِ

باب ۱۰: مد و شد سے قرآن پڑھنے کا بیان

١٨٢٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: كَيْفَ كانَتْ

۱۸۲۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح

قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾، يَمُدُّ بِبِسْمِ اللهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ. [رواه البخاري: ٥٠٤٦]

قرأت کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ خوب کھینچ کر پڑھتے تھے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر بتایا کہ بسم اللہ اور الرحمٰن اور الرحیم کھینچ کر پڑھا کرتے تھے۔

فوائد: بسم اللہ میں لفظ اللہ کے لام کو' رحمٰن میں اس میم کو جو نون سے پہلے اور رحیم میں حا کو جو میم سے پہلے ہے کھینچ کر پڑھتے تھے یعنی حروف مدہ کو کھینچ کر بڑھا کرتے تھے۔

١١ - باب: حُسْنُ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

باب ۱۱: خوش الحانی سے قرآن پڑھنا

١٨٢٣ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهُ: (يَا أَبَا مُوسَى، لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ). [رواه البخاري: ٥٠٤٨]

۱۸۲۳۔ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابو موسی رضی اللہ عنہ تم کو حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی میں سے حصہ دیا گیا ہے۔

فوائد: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بڑے خوش الحان تھے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رات کے وقت جا رہے تھے کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو گھر میں قرآن پڑھتے سنا تو صبح ملاقات کے وقت آپ نے ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ (فتح الباری:۹/۹۳)

١٢ - باب: فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنَ

باب ۱۲: (کم از کم) کتنی مدت میں قرآن ختم کیا جائے؟

١٨٢٤ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا، فَتَقُولُ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ، لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا، وَلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُذْ أَتَيْنَاهُ، فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: (أَلْقِنِي بِهِ).

۱۸۲۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے والد نے ایک اچھے خاندان کی عورت سے میرا نکاح کر دیا تھا وہ اپنی بہو سے خاوند کا حال پوچھتے رہتے تھے وہ جواب دیتی تھی کہ ہاں وہ نیک مرد ہے لیکن جب سے میں اس کے نکاح میں آئی ہوں نہ تو اس نے میرے بستر پر قدم رکھا ہے اور نہ ہی میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ ڈالا ہے یعنی وہ میرے کبھی قریب نہیں آیا جب

فَلَقِيَهُ بَعْدُ، فَقَالَ: (كَيْفَ تَصُومُ؟). قُلْتُ: كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: (وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟). قُلْتُ: كُلَّ لَيْلَةٍ، قَالَ: (صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً، وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ). قُلْتُ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: (صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ). قُلْتُ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ هٰذَا، قَالَ: (أَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا). قَالَ: قُلْتُ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: (صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ، صَوْمَ دَاوُدَ، صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ، وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً). فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَذَاكَ أَنِّي كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ، فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبُعَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ، وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ، لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا، وَأَحْصَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٥٠٥٢]

ایک لمبی مدت اس طرح گزر گئی تو انہوں نے مجبور ہوکر رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا تو روزے کیسے رکھتا ہے؟ میں نے کہا روزانہ روزہ رکھتا ہوں پھر پوچھا اور کتنی مدت میں قرآن ختم کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا ہر رات ایک ختم کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ روزے ہر مہینے میں تین رکھا کرو اور قرآن ایک مہینہ میں ختم کیا کرو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تو اس سے زیادہ طاقت حاصل ہے آپ نے فرمایا اچھا ہر ہفتہ میں تین روزہ رکھ لیا کرو میں نے پھر عرض کیا مجھے تو اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل ہے آپ نے فرمایا دو دن افطار کرکے ایک دن کا روزہ رکھ لیا کر میں نے عرض کیا مجھے تو اس سے زیادہ طاقت حاصل ہے آپ نے فرمایا اچھا سب روزوں سے افضل روزہ حضرت داود علیہ السلام کا اختیار کر ایک دن روزہ رکھ دوسرے دن افطار کر اور قرآن سات راتوں میں ختم کرو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کاش! میں رسول اللہ ﷺ کی رخصت قبول کر لیتا کیونکہ اب میں بوڑھا اور ناتواں ہوگیا ہوں راوی کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما پھر ایسا کیا کرتے تھے کہ قرآن کا ساتواں حصہ اپنے کسی گھر والے کو دن میں سنا دیتے تاکہ رات میں پڑھنا آسان ہوجائے اور جب روزہ رکھنے کی طاقت حاصل کرنا چاہتے تو چند روز تک برابر افطار کرتے

لیکن دن گنتے جاتے پھر اتنے ہی دن برابر روزہ رکھتے ان کو یہ برا معلوم ہوا کہ اس معمول میں کمی آجائے جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا کرتا تھا۔

فوائد: قرآن مجید کم از کم کتنی مدت میں ختم کرنا چاہیے؟ اس کے متعلق مختلف روایات ہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرنے والے اکثر راوی کم از کم سات رات بیان کرتے ہیں بخاری کی بعض روایات (۵۰۵۴) میں کم از کم سات رات مدت بیان کرنے کے بعد آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ اس مدت سے تجاوز نہ کرنا بعض روایات سے پانچ اور تین کا بھی ذکر ہے بلکہ ترمذی کی روایت کے مطابق جس نے تین رات سے کم مدت میں قرآن ختم کیا اس نے قرآن کو نہیں سمجھا اگرچہ بعض اسلاف سے ایک رات میں قرآن ختم کرنا بھی منقول ہے تاہم ابتداع سے اجتناب کرتے ہوئے خیر و برکت کو اتباع میں ہی تلاش کرنا چاہیے۔

١٣ - باب: إِثْمُ مَنْ رَاءَىٰ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ إلخ

باب ۱۳: اس شخص کا گناہ جو قرآن کو ریاکاری' کسب معاش یا اظہار فخر کے لئے پڑھتا ہے

١٨٢٥ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلاَتَكُمْ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلاَ يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلاَ يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الرِّيشِ فَلاَ يَرَى شَيْئًا، وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ). [رواه البخاري: ٥٠٥٨]

۱۸۲۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں' اپنے روزوں کو ان کے روزہ کے مقابلہ میں اور اپنے دیگر نیک اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں حقیر خیال کرو گے اور وہ قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے ایسا کہ شکاری تیر کے پھل کو دیکھتا ہے تو اسے کچھ نظر نہیں آتا پھر وہ پیکان کی جڑ کو دیکھتا ہے تو وہاں بھی اسے کچھ نہیں ملتا پھر وہ تیر کی لکڑی کو دیکھتا ہے تو اسے کوئی نشان نظر نہیں آتا پھر وہ تیر کے پر کو دیکھتا ہے تب بھی اسے کچھ نہیں ملتا صرف

اسے شک گزرتا ہے (کیونکہ وہ تیر جانور کے خون اور لید کے درمیان سے گزر کر آیا ہے۔)

فوائد : اس حدیث کا مصداق خارجی لوگ تھے جو بظاہر بڑے تہجد گذار اور شب بیدار تھے لیکن دل میں ذرا بھی نور ایمان نہ تھا بات بات پر مسلمانوں کو کافر کہنا ان کا شیوہ تھا بخاری کی روایت (۵۰۵۷) کے مطابق انہیں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۸۲۶ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالأُتْرُجَّةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ. وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالتَّمْرَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلاَ رِيحَ لَهَا. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لاَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ، طَعْمُهَا مُرٌّ، وَخَبِيثٌ، وَرِيحُهَا مُرٌّ). [رواه البخاري: ٥٠٥٩]

۱۸۲۶۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس مومن کی مثال جو قران کی تلاوت کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا رہتا ہے نارنگی کی سی ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ اور ذائقہ بھی عمدہ ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا مگر اس پر عمل کرتا ہے کھجور کی سی ہے کہ اس کا ذائقہ تو اچھا ہے لیکن خوشبو نہیں ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال گل بوبنہ کی سی جس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن مزا کڑوا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن بھی نہیں پڑھا اندرائن کے پھل کی طرح ہے جس میں خوشبو نہیں اور مزا بھی کڑوا ہے۔

فوائد : بخاری کی بعض روایات (۵۰۲۰) میں ((ویعمل بہ)) کے الفاظ نہیں ہیں ایسی روایات کو اس روایت پر محمول کیا جائے گا کیونکہ تلاوت سے مراد عمل کرنا ہے نیز اس حدیث سے قاری قرآن کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ (عون الباری:۵/۳۳)

۱۸۲۷ : عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ). [رواه البخاري: ٥٠٦٠]

۱۸۲۷۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قرآن مجید کو اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارا دل اور زبان ایک دوسرے کے مطابق ہو اور جب دل اور زبان میں اختلاف ہو جائے تو پڑھنا چھوڑ دو۔

فوائد : امام بخاری نے اس پر حدیث بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے۔ "قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک اس سے دل مانوس رہے" مطلب یہ ہے کہ جب دل میں اکتاہٹ پیدا ہو جائے تو قرآن کریم کو نہیں پڑھنا چاہیے۔

کتاب النکاح
نکاح کے بیان میں

١ - باب: التَّرْغِيبُ فِي النِّكَاحِ

١٨٢٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ ثَلاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا، فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَدْ غَفَرَ اللهُ لَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَما تَأَخَّرَ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلاَ أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلاَ أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: (أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ أَمَا وَاللهِ إِنِّي لأَخْشَاكُمْ للهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لٰكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ

باب ١: نکاح کی رغبت دلانے کا بیان

١٨٢٨۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں فرمایا تین آدمی رسول اللہ کی ازواج مطہرات کے گھر پر آئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی عبادت کے متعلق دریافت کیا جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے آپ کی عبادت کو بہت کم خیال کیا پھر کہنے لگے ہم آپ کی کب برابری کر سکتے ہیں؟ کیونکہ آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے گئے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک کہنے لگا میں تو عمر بھر پوری پوری رات نماز پڑھتا رہوں گا دوسرے نے کہ میں ہمیشہ روزہ دار رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں کروں گا اور تیسرے نے کہا میں تمام عمر عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا اس گفتگو کی اطلاع جب آپ کو ملی تو آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں اللہ کی قسم! میں تمہاری نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والا اور تقویٰ اختیار

سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي). [رواه البخاري: ٥٠٦٣]

کرنے والا ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں نیز عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں آگاہ رہو جو شخص میرے طریقہ سے انحراف کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔

فوائد: اس حدیث میں سنت سے مراد طریق نبوی ہے جو اس سے نفرت کرتے ہوئے روگردانی کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے مطلب یہ ہے کہ جو انسان نکاح کے متعلق طریقہ نبویہ کو نظرانداز کر کے مجردانہ زندگی بسر کرتا ہے اور رہبانیت چاہتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (فتح الباری:۹/۱۰۵)

٢ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالخِصَاءِ

باب ۲: مجرد رہنے اور خصی ہو جانے کی ممانعت

١٨٢٩ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: رَدَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عُثْمانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ، وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لاخْتَصَيْنَا. [رواه البخاري: ٥٠٧٣]

۱۸۲۹۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو ترک نکاح (مجرد رہنے) سے منع فرما دیا تھا اگر آپ اسے نکاح کے بغیر رہنے کی اجازت دے دیتے تو ہم سب خصی ہونا پسند کرتے۔

فوائد: خصی ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ ہم ایسی دوا یا ذرائع استعمال کرتے جس سے شہوت جاتی رہتی یا کم ہو جاتی کیونکہ خصی ہونا انسانوں کے لئے حرام ہے۔ (فتح الباری:۹/۱۱۸)

١٨٣٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ، وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ، وَلاَ أَجِدُ ما أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ، فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لاَقٍ، فَاخْتَصِ عَلَى ذٰلِكَ أَوْ ذَرْ). [رواه

۱۸۳۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جوان آدمی ہوں اندیشہ ہے کہیں مجھ سے بدکاری نہ ہو جائے کیونکہ مجھ میں کسی عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت نہیں ہے آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا میں نے پھر عرض کیا تو پھر خاموش رہے میں نے پھر عرض کیا تو آپ بھی خاموش رہے میں نے پھر عرض کیا تو آپ نے فرمایا اے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ جو کچھ آپ کی تقدیر میں ہے وہ قلم لکھ کر خشک ہو گیا ہے اب تو چاہے خصی ہو چاہے نہ ہو۔

البخاري: ٥٠٧٦]

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو میں خصی ہو جاؤں اس صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سوال کے مطابق ہو جائے گا آپ کے جواب میں اشارہ ہے کہ خصی ہونے میں کوئی فائدہ نہیں لہٰذا اس خیال کو ترک کر دے۔ (فتح الباری:۹/۱۱۹)

٣ - باب: نِكَاحُ الأَبْكَارِ

باب ۳: کنواری دوشیزہ سے نکاح کرنے کا بیان

١٨٣١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا، وَوَجَدْتَ شَجَرَةً لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا، في أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيرَكَ؟ قالَ: (في الَّتِي لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا). تَعْنِي أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا. [رواه البخاري: ٥٠٧٧]

۱۸۳۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کسی جنگل میں تشریف لے جائیں اور وہاں ایک درخت ہو کہ اس سے کسی جانور نے کچھ کھا لیا ہو اور ایک ایسا درخت ہو جس کو کسی نے چھوا تک نہ ہو تو آپ اپنا اونٹ کسی درخت سے چرائیں گے آپ نے فرمایا اس درخت سے جس میں کچھ کھایا نہ گیا ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصود یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے علاوہ کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شادی کے لئے کسی پاکباز دوشیزہ کا انتخاب کرنا چاہئے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داعیانہ اغراض ومقاصد کے پیش نظر اکثر شادیاں شوہر دیدہ عورتوں سے کی ہیں۔ (فتح الباری:۹/۱۲۱)

٤ - باب: تَزْوِيجُ الصِّغَارِ مِنَ الكِبَارِ

باب ۴: کم سن دوشیزہ کا نکاح کسی بزرگ سے کرنا

١٨٣٢ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَها إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ، فَقالَ: (أَنْتَ أَخِي في دِينِ ٱللهِ وَكِتَابِهِ، وَهِيَ لِي حَلَالٌ). [رواه

۱۸۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کی بابت پیغام نکاح دیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو آپ کا بھائی ہوں آپ نے جواب دیا کہ آپ تو میرے بھائی اللہ کے دین اور اس کی

البخاري: ٥٠٨١]

کتاب کی رو سے ہیں لہذا عائشہ رضی اللہ عنہا میرے لئے حلال ہے۔

فوائد: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خیال کے مطابق دینی اخوت شاید نکاح کے لئے رکاوٹ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ خونی اور نسبی اخوت تو نکاح کے لئے رکاوٹ بن سکتی ہے لیکن اسلامی اخوت باعث رکاوٹ نہیں۔ (فتح الباری: ۹/۱۲۴)

٥ - باب: الأَكْفَاءُ فِي الدِّينِ

باب ٥: ہم پلہ ہونے میں دیندار کو ترجیح دینا (میاں بیوی کا دین میں یکساں ہونا)

١٨٣٣ : وعَنها رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، تَبَنَّى سَالِمًا، وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ، كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا، وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ، حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ: ﴿ٱدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَمَوَالِيكُمْ﴾. فَرُدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ، فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا فِي الدِّينِ، فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ - وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ - النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا، وَقَدْ أَنْزَلَ اللهُ فِيهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ. فَذَكَرَ الحَدِيثَ. [رواه البخاري: ٥٠٨٨]

١٨٣٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس جو جنگ بدر میں رسول اللہ کے ساتھ شریک تھے انہوں نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا اور اس سے اپنی بھتیجی ہندہ دختر ولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح کردیا تھا جبکہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ ایک انصاری عورت کے غلام تھے (حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا لے پالک بنا لیا تھا) جیسا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا زمانہ جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ اگر کوئی کسی کو اپنا بیٹا بناتا تو لوگ اس کی طرف منسوب کرکے اسے پکارتے اور اس کے مرنے کے بعد وارث بھی وہی ہوتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "ہر شخص کو اس اصل باپ کے نام سے پکارو اور اللہ کے نزدیک یہی بہتر ہے اگر تمہیں کسی کے حقیقی باپ کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور مولی ہیں۔" اس کے بعد تمام لے پالک اپنے حقیقی باپ کے نام سے پکارے جانے لگے اگر کسی کا باپ معلوم نہ ہوتا تو اسے مولی اور دینی بھائی کہا جاتا تھا اس کے بعد

حضرت ابو حذیفہ کی بیوی حضرت سہلہ دختر سہیل بن عمرو قریشی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو آج تک حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنے حقیقی بیٹے کی طرح سمجھتے تھے اب اللہ نے جو حکم اتارا وہ آپ کو معلوم ہے۔ پھر آخر تک تمام حدیث بیان کی۔

فوائد: ابو داؤد میں پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اب ہم حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے پردہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اسے پانچ مرتبہ دودھ پلا دو پھر وہ تمہارے بیٹے کی طرح ہو گا جس سے پردہ نہیں ہے۔ (فتح الباری:۹/۱۴۴)

١٨٣٤ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ لَهَا: (لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الحَجَّ؟). قالَتْ: وَٱللهِ لاَ أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً، فَقَالَ لَهَا: (حُجِّي وَٱشْتَرِطِي، وَقُولِي: اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي). وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ. [رواه البخاري: ٥٠٨٩]

١٨٣٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ضباعہ دختر زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور پوچھا کہ شاید تیرا حج کو جانے کا ارادہ ہے اس نے کہا ہاں لیکن میں اپنے آپ کو بیمار محسوس کرتی ہوں آپ نے فرمایا کہ حج کا احرام باندھ لے اور احرام کے وقت یہ شرط کر لے کہ اے اللہ! تو مجھے جہاں پر روک دے گا تو میں وہیں احرام کھول دوں گی اور یہ قریشی عورت مقداد بن اسود کے نکاح میں تھیں۔

فوائد: حضرت مقداد کے باپ کا نام عمرو تھا لیکن اسود بن عبد یغوث کی طرف اس لئے منسوب تھا کہ اس نے اسے منہ بولا بیٹا بنایا تھا حضرت مقداد کی بیوی قبیلہ بنی ہاشم سے تھیں جبکہ مقداد قریشی نہ تھے۔ (فتح الباری:۹/۵۳۱)

١٨٣٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (تُنْكَحُ المَرْأَةُ لأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَٱظْفَرْ بِذَاتِ ٱلدِّينِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ). [رواه البخاري: ٥٠٩٠]

١٨٣٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا عورت سے مالداری' خاندانی وجاہت' حسن وجمال اور دینداری کے باعث نکاح کیا جاتا ہے تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں تجھے کوئی دیندار عورت حاصل کرنا چاہیے۔

فوائد: ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ کسی عورت سے صرف حسن کی بناء پر نکاح نہ کرو کیونکہ ممکن ہے حسن اس کے لئے باعث ہلاکت ہو اور نہ ہی صرف مالداری دیکھ کر کسی عورت سے شادی کی جائے کیونکہ مال ودولت سے دماغ خراب ہو جاتا ہے لیکن دینداری کو بنیاد بنا کر نکاح کیا جائے۔ (فتح الباری: ۹/۱۳۵)

١٨٣٦ : عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: مَرَّ رَجُلٌ غَنِيٌّ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقالَ: (ما تَقُولُونَ في هٰذَا؟). قالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ، وَإِنْ قالَ أَنْ يُسْتَمَعَ. قالَ: ثُمَّ سَكَتَ، فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ، فَقالَ: (ما تَقُولُونَ في هٰذَا؟). قالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لاَ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لاَ يُشَفَّعَ، وَإِنْ قالَ أَنْ لاَ يُسْتَمَعَ. فَقالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (هذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا). [رواه البخاري: ٥٠٩١]

١٨٣٦۔ حضرت سہل بن‌ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مالدار شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ نے پوچھا تم لوگ اسے کیسا جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ اگر کسی سے رشتہ مانگے تو نکاح کر دینے کے قابل ہے اگر کسی کی سفارش کرے تو فوراً منظور کی جائے اگر بات کرے تو بغور سنی جائے پھر آپ خاموش ہو گئے۔ اتنے میں مسلمانوں میں سے ایک فقیر اور نادار وہاں سے گزرا تو آپ نے پوچھا کہ اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ اگر رشتہ مانگے تو پذیرائی نہ ہو سفارش کرے تو منظور نہ ہو اگر بات کہے تو کوئی کان نہ دھرے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام روئے زمین کے ایسے امیروں سے یہ فقیر بہتر ہے۔

فوائد: امام بخاری اس حدیث کو کتاب الرقاق میں فقر کی فضیلت بیان کرنے کے لئے بھی لائے ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ مسلمانوں میں غریب لوگ مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔

٦ - باب: مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ وَقوله تَعَالَى: ﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَٰجِكُمْ وَأَوْلَٰدِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾

باب ٦: ارشاد باری تعالیٰ: "تمہاری کچھ بیگمات اور بچے تمہارے دشمن ہیں" اس کے پیش نظر عورت کی نحوست سے پرہیز کرنا

١٨٣٧ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

١٨٣٧۔ حضرت اسامہ بن‌ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری بعثت کے بعد دنیا

قالَ: (ما تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجالِ مِنَ النِّساءِ). [رواه البخاري: ٥٠٩٦]

میں جو فتنے باقی رہ گئے ہیں ان میں مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ اور کوئی نہیں۔

فوائد: عورت باوجود اس کے کہ دین و عقل کے لحاظ سے ناقص ہے لیکن مکرو فریب اور فتنہ گری میں بہت ماہر ہے چونکہ قرآن کریم نے جہاں شیطان کی تدبیروں کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اس کی تدبیریں بہت کمزور ہوتی ہیں اور جب عورتوں کے متعلق فرمایا تو ارشاد ہوا کہ یقیناً تمہارا مکرو فریب تو بہت بڑا ہوتا ہے۔

٧ - باب: ﴿وَأُمَّهَٰتُكُمُ ٱلَّٰتِيٓ أَرْضَعْنَكُمْ﴾ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

باب ۷: فرمان الٰہی وہ مائیں حرام ہیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور ارشاد نبوی جو رشتہ خون سے حرام ہوتا ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہو جاتا ہے۔

١٨٣٨ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَلاَ تَتَزَوَّجُ ٱبْنَةَ حَمْزَةَ؟ قالَ: (إِنَّها ٱبْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضاعَةِ). [رواه البخاري: ٥١٠٠]

۱۸۳۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دختر سے شادی کیوں نہیں کر لیتے تو آپ نے فرمایا وہ دودھ کے رشتہ میں میری بھتیجی ہے

فوائد: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ قریش سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں ہمیں نظر انداز کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس کوئی چیز ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ دختر حمزہ رضی اللہ عنہ سے شادی کر لیں اس کے بعد آپ نے وہ جواب دیا جو حدیث میں مذکور ہے۔ (فتح الباری:۱۴۳/۹)

١٨٣٩ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّها سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أُرَاهُ فُلاَنًا). لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضاعَةِ، قالَتْ عائِشَةُ: لَوْ كانَ

۱۸۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے ایک شخص کی آواز سنی جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت مانگ رہا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ شخص آپ کے گھر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ یہ فلاں شخص ہے جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا رضائی چچا ہے

فُلَانٌ حَيًّا - لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ - دَخَلَ عَلَيَّ؟ فَقَالَ: (نَعَمْ، الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ ما تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ). [رواه البخاري: ٥٠٩٩]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اگر فلاں شخص زندہ ہوتا جو کہ دودھ کے رشتہ میں میرا چچا ہے تو کیا وہ میرے پاس یوں آسکتا تھا؟ آپ نے فرمایا ہاں جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ دودھ پینے سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔

فوائد: رضاعت کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ دودھ پلانے والی کے تمام اقارب دودھ پینے والے کے محرم ہو جاتے ہیں لیکن دودھ پینے والے کی طرف سے وہ خود یا اس کی اولاد محرم ہوتی ہے اس کا باپ' بھائی' چچا اور ماموں وغیرہ دودھ پلانے والی کے لئے محرم نہیں ہوں گے۔ (فتح الباری:۹/۱۴۱)

١٨٤٠ : عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ - رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا - قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ٱنْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ. فَقَالَ: (أَوَ تُحِبِّينَ ذٰلِكَ؟). فَقُلْتُ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ ذٰلِكَ لاَ يَحِلُّ لِي). قُلْتُ: فَإِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ؟ قَالَ: (بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ؟). قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: (لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي ما حَلَّتْ لِي، إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ). [رواه البخاري: ٥١٠١]

۱۸۴۰۔ حضرت ام حبیبہ دختر ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ میری بہن دختر ابوسفیان سے نکاح کرلیں آپ نے فرمایا کیا تو یہ پسند کرتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! اب بھی تو میں آپ کی اکیلی بیوی نہیں ہوں اور کیا مجھے اپنی بہن کو خیرو برکت میں اپنے شریک کرنا گوارا نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں میں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ آپ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ نے پوچھا وہ جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہے؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا: اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی تب بھی میرے لئے حلال نہ تھی کیونکہ وہ دودھ کے رشتہ سے میری بھتیجی ہے مجھے اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ثویبہ نے دودھ پلایا تھا دیکھو مجھے اپنی بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کی پیشکش نہ کیا کرو۔

فوائد: جس عورت سے نکاح کیا جائے اس کی بیٹی جو پہلے خاوند سے ہو فقط نکاح کرنے سے حرام ہو جاتی ہے خواہ اس نے سوتیلے باپ کے گھر میں پرورش پائی ہو یا نہ پائی ہو اگرچہ قرآن مجید میں پرورش کا ذکر ہے لیکن یہ صرف رشتہ کی نزاکت ظاہر کرنے کے لئے ہیں۔

٨ - باب: مَنْ قال لاَ رِضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ لِقوله تعالَى: ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ وما يُحرِّمُ مِنْ قَلِيلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيرِهِ

باب ۸: اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے کہ دو سال کے بعد رضاعت کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ اس شخص کے لئے ہے جو مدت رضاعت پورا کرنا چاہتا ہو" نیز رضاعت قلیل ہو یا کثیر اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

١٨٤١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ، فَكَأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ، كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: إِنَّه أَخِي، فَقَالَ: (انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ، فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ). [رواه البخاري: ٥١٠٢]

۱۸۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو اس وقت ایک شخص ان کے پاس بیٹھا تھا یہ دیکھ کر آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا گویا آپ پر یہ ناگوار گزرا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ میرا دودھ شریک بھائی ہے آپ نے فرمایا غور و فکر کرو کہ تمہارا بھائی کون کون ہے؟ رضاعت وہی معتبر ہے جس میں بطور غذا دودھ پیا جائے۔

فوائد: رشتوں کی حرمت کا اعتبار ایسے زمانہ میں دودھ پینے پر ہو گا جب شیر خوارگی پر ہی بچے کی غذا کا انحصار ہو رضاعت کبیر کا اعتبار کسی حقیقی ضرورت کے وقت صرف پردہ نہ کرنے یا گھر آنے جانے کے متعلق ہی کیا جا سکتا ہے۔

١٨٤٢ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: نَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ المَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا. [رواه البخاري: ٥١٠٨]

۱۸۴۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع کیا جائے۔

فوائد: دو عورتوں کو جمع کرنے کی حرمت کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ اگر ان میں ایک کو مرد تصور کریں تو دوسری اس کی محرم ہو جیسے دو بہنوں یا پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کا نکاح میں جمع کرنا وغیرہ۔ (فتح الباری: ۵/۵۹)

٩ - باب: الشِّغَارُ

باب۹: نکاح شغار

١٨٤٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ. [رواه البخاري: ٥١١٢]

۱۸۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح وٹہ سے منع فرمایا ہے۔

فوائد : اس حدیث کے آخر میں نکاح شغار کی تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی (یا بہن) کا نکاح اس شرط پر دوسرے سے کرے کہ وہ بھی اپنی بیٹی (یا بہن) کا نکاح اس سے کر دے اور درمیان میں کوئی چیز بطور حق مہر نہ ہو واضح رہے کہ حق مہر ہونے یا نہ ہونے سے کوئی اثر نہیں پڑتا اصل بات جانبین سے شرط عائد کرنا ہے۔

١٠ - باب: نَهْيُ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ أَخِيرًا

باب۱۰: آخری وقت میں رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ سے منع فرمایا ہے

١٨٤٤ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالاَ: كُنَّا فِي جَيْشٍ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا، فَاسْتَمْتِعُوا. [رواه البخاري: ٥١١٧، ٥١١٨]

۱۸۴۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک لشکر میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تمہیں متعہ کرنے کی اجازت ہے اگر چاہو تو متعہ کرلو۔

فوائد : اس حدیث کے آخر میں امام بخاری فرماتے ہیں کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی حدیث بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجازت منسوخ ہو چکی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت (۵۱۱۵) موجود ہے۔ دراصل نکاح متعہ خیبر سے پہلے جائز تھا پھر خیبر کے موقع پر حرام ہوا اس کے بعد خاص ضرورت کے پیش نظر فتح مکہ کے موقع پر اجازت دی گئی پھر تین دن کے بعد ہمیشہ تک کے لئے حرام کر دیا گیا۔

١١ - باب: عَرْضُ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

باب۱۱: عورت کا کسی نیک شخص سے اپنے نکاح کی درخواست کرنا

١٨٤٥ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ زَوِّجْنِيهَا،

۱۸۴۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا تو ایک شخص نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ اس کا مجھ سے نکاح

فَقَالَ: (ما عِنْدَكَ؟). قالَ: ما عِنْدِي شَيْءٌ، قالَ: (اَذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: لاَ وَاللهِ ما وَجَدْتُ شَيْئًا وَلاَ خاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِي وَلَهَا نِصْفُهُ، قالَ سَهْلٌ وَما لَهُ رِداءٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَما تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ، إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ). فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قامَ، فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَعاهُ أَوْ دُعِيَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: (ماذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟). فَقَالَ: مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا، لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ).

[رواه البخاري: ٥١٢١]

کر دیجئے آپ نے پوچھا تیرے پاس (مہر دینے کے لئے) کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کچھ تلاش کرو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو' چنانچہ وہ گیا اور واپس آکر کہنے لگا اللہ کی قسم! مجھے تو کچھ بھی نہیں ملا لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی البتہ یہ تہبند میرے پاس ہے آدھا اس کو دے دیں حضرت سہل کہتے ہیں کہ اس کے پاس اوپر اوڑھنے کے لئے چادر نہ تھی آپ نے فرمایا تو اپنی ازار کو کیا کرے گا اگر تم اسے استعمال کرو گے تو اس کے حصہ میں کچھ نہیں آئے گا اور اگر وہ استعمال کرے گی تو تمہارے حصہ میں کچھ نہیں رہے گا۔ یہ سن کر وہ بیٹھ گیا جب دیر تک بیٹھا رہا تو مایوس ہو کر اٹھا اور چلا گیا رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا اور اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا تجھے قرآن کی کون کون سی سورتیں یاد ہیں؟ اس نے چند سورتوں کے نام لے کر کہا کہ فلاں فلاں سورت یاد ہے آپ نے فرمایا ہم نے ان سورتوں کی تعلیم کے عوض یہ عورت تیری ملک (نکاح) میں دے دی۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن کو حق مہر ٹھہرا کر کسی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔ (عون الباری: ۵/۶۴)

١٢ - باب: النَّظَرُ إِلَى المَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ

باب ۱۲: عورت کو نکاح سے پہلے دیکھ لینے کا بیان

١٨٤٦ : وَفِي رِوايَةٍ عَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ امْرَأَةً جاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، جِئْتُ

۱۸۴۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جناب

لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي، فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ، فَذَكَرَ الحَدِيثَ، وَقَالَ فِي آخِرِهِ: (أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ القُرْآنِ).

[رواه البخاري: ٥١٢٦]

کو اپنا نفس ہبہ کرنے آئی ہوں آپ نے اوپر تلے اس عورت کو خوب دیکھا پھر آپ نے اپنا سر جھکا لیا۔ راوی نے پوری حدیث (۱۸۴۵) بیان کی جس کے آخر میں ہے تجھے یہ سورتیں زبانی یاد ہیں؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا جا میں نے یہ عورت انہی سورتوں کے عوض تیرے نکاح میں دے دی۔

فوائد: بعض احادیث میں نکاح سے پہلے اپنی ہونے والی بیوی کو سرسری نظر سے دیکھ لینے کی اجازت مروی ہے چنانچہ مسلم میں ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے نکاح کا ارادہ کیا تو آپ نے اسے ایک نظر دیکھ لینے کے متعلق تلقین فرمائی۔ (فتح الباری:۹/۱۸۱)

١٣ - باب: مَنْ قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ

باب ۱۳: جو کہتے ہے کہ نکاح ولی کے بغیر نہیں ہوتا

١٨٤٧ : عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: زَوَّجْتُ أُخْتًا لِي مِنْ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا، حَتَّى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا، فَقُلْتُ لَهُ: زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ، فَطَلَّقْتَهَا، ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا، لَا وَاللهِ لَا تَعُودُ إِلَيْكَ أَبَدًا. وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهِ، وَكَانَتِ المَرْأَةُ تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾. فَقُلْتُ: الآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ.

[رواه البخاري: ٥١٣٠]

۱۸۴۷۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی بہن کی شادی ایک شخص سے کردی پھر اس نے اسے طلاق دے دی جب اس کی عدت پوری ہو گئی تو اس نے دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا میں نے اسے جواب دیا میں نے اپنی بہن کی تجھ سے شادی کی اور اسے تیری بیوی بنا کر تیری تعظیم کی تھی مگر تو نے اسے طلاق دے دی اللہ کی قسم! اب وہ دوبارہ تجھے نہیں مل سکتی۔ حالانکہ اس شخص میں کوئی عیب نہیں تھا اور میری ہمشیرہ بھی چاہتی تھی کہ اس کی بیوی بن جائے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

”تم عورتوں کے اپنے پہلے خاوندوں سے نکاح پر پابندی نہ لگاؤ“

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اب تو میں اس حکم کی

ضرور تعمیل کروں گا پھر اس نے اپنی بہن کا نکاح اس سے کردیا۔

فوائد: بعض احادیث میں صراحت ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کا نکاح اس کے سابقہ خاوند سے نہ ہونے دیا حالانکہ اس کی بہن ایسا چاہتی تھی معلوم ہوا کہ نکاح ولی کے اختیار میں ہے۔ (فتح الباری:٥/٦٦)

١٤ - باب: لا يُنْكِحُ الأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهُمَا

باب ۱۴: باپ یا کوئی دوسرا سرپرست کنواری یا شوہر دیدہ کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہیں کرسکتا

١٨٤٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لَا تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ). قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: (أَنْ تَسْكُتَ). [رواه البخاري: ٥١٣٦]

۱۸۴۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اسی طرح دوشیزہ کا نکاح بھی اس کے اذن کے بغیر نہ کیا جائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کنواری اجازت کیسے دی گی؟ آپ نے فرمایا اس کا اذن بس یہی ہے کہ وہ سن کر خاموش ہوجائے۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر دیدہ کے لئے امر اور کنواری کے لئے اذن کا لفظ استعمال کیا ہے امر سے مراد یہ ہے کہ وہ زبان سے بصراحت اپنی رضا کا اظہار کرے جبکہ اذن میں زبان سے صراحت ضروری نہیں بلکہ اس کی خاموشی کو ہی رضا کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ (فتح الباری:٥/٦٧)

١٨٤٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِي؟ قَالَ: (رِضَاهَا صَمْتُهَا). [رواه البخاري: ٥١٣٧]

۱۸۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کنواری لڑکی تو شرم کرتی ہے آپ نے فرمایا اس کا خاموش ہوجانا بجائے خود رضامندی ہے۔

فوائد: دوشیزہ اگر دریافت کرنے پر خاموش نہ رہے بلکہ صراحتاً انکار کردے تو نکاح جائز نہ ہوگا بعض نے یہ بھی کہا کہ کنواری کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ اس کی خاموشی ہی اس کا اذن ہے۔ (فتح الباری:٩/١٩٣)

١٥ - باب: إِذَا زَوَّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُودٌ

باب ۱۵: اگر بیٹی کی رضامندی کے بغیر نکاح کر دیا تو وہ ناجائز ہے۔

١٨٥٠ : عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ الأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهُ. [رواه البخاري: ٥١٣٨]

۱۸۵۰۔ حضرت خنساء بنت خدام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا اور وہ شوہر دیدہ تھیں اور یہ دوسرا نکاح اسے ناپسند تھا آخر کار وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ نے اس کے باپ کا کیا ہوا نکاح فسخ کرنے کا اختیار دے دیا۔

فوائد: اگرچہ حدیث میں شوہر دیدہ لڑکی کا ذکر ہے تاہم حکم عام ہے کہ عورت کی مرضی کے خلاف نکاح جائز نہیں ہے۔ (فتح الباری:۵/۷۰)

١٦ - باب: لَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَدَعَ

باب ۱۶: کوئی مسلمان اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجے تاآنکہ وہ نکاح کرے یا اس کا خیال چھوڑ دے

١٨٥١ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: (نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، حَتَّى يَتْرُكَ الخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الخَاطِبُ). [رواه البخاري: ٥١٤٢]

۱۸۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے سودے پر سودا کرے اسی طرح کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر اپنے لئے پیغام نکاح نہ دے تاآنکہ پہلا شخص اس جگہ نکاح کا ارادہ ترک کردے یا اسے پیغام دینے کی اجازت دے دے۔

فوائد: منگنی پر منگنی کرنے کی ایک صورت تو حدیث میں مذکور ہے ایک صورت یہ بھی ہے اگر پیغام نکاح دینے والے کو معلوم ہو کہ کسی دوسرے شخص کا پیغام آنے والا ہے جس کے ساتھ لڑکی والا بصد شکریہ نکاح کر دے گا تب بھی پیغام نکاح نہیں بھیجنا چاہیے۔ یہ تب ہے جب پیغام دینے والے کی طرف میلان ہو چکا ہے۔ (فتح الباری:۹/۲۰۱)

١٧ - باب: الشُّرُوطُ الَّتِي لاَ تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ

باب ۱۷: ان شروط کا بیان جن کا بوقت نکاح طے کرنا جائز نہیں۔

١٨٥٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ يَحِلُّ لاِمْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلاَقَ أُخْتِهَا، لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا، فَإِنَّمَا لَهَا ما قُدِّرَ لَهَا). [رواه البخاري: ٥١٥٢]

۱۸۵۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی عورت کے لئے روا نہیں کہ وہ اپنی مسلمان بہن کے لئے طلاق کا سوال کرے تاکہ اس کے حصے کا پیالہ بھی خود انڈیل لے کیونکہ اس کی تقدیر میں جو ہوگا وہی ملے گا۔

فوائد: بوقت نکاح ناجائز شرائط عائد کرنا درست نہیں مثلاً نکاح کے وقت شرط لگانا کہ دوسری شادی نہیں کرے گا یا عورت کی طرف سے شرط ہو کہ پہلی بیوی کو طلاق دے گا ایسی شرائط کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ (فتح الباری:۹/۲۱۹)

١٨ - باب: النِّسْوَةُ اللاَّتِي يُهْدِينَ المَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا وَدُعَائِهِنَّ بِالبَرَكَة

باب ۱۸: جو عورتیں خیر و برکت کی دعاؤں کے ساتھ دلھن کو دولھا کے لئے پیش کریں ان کا کیا حق ہے؟

١٨٥٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا زَفَّتِ ٱمْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ نَبِيُّ ٱللهِ ﷺ: (يَا عَائِشَةُ، ما كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ؟ فَإِنَّ الأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ). [رواه البخاري: ٥١٦٢]

۱۸۵۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک انصاری دلہا کے لئے اس کی دلہن کو تیار کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تمہارے ساتھ کوئی کھیل کود کا سامان نہ تھا؟ کیونکہ انصاری لوگ گانے بجانے سے خوش ہوتے ہیں۔

فوائد: ایک روایت کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں ایک یتیم بچی کی شادی میں دلہن کے ساتھ گئی جب واپس آئی تو آپ نے پوچھا کہ تم نے دولہا والوں کے پاس جاکر کیا کہا ہم نے کہا کہ سلام کہا اور مبارک باد دی۔ (فتح الباری:۹/۲۲۵)

١٩ - باب: مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ

باب ۱۹: خاوند جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا کہے

١٨٥٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ

۱۸۵۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

اَللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُولُ حِينَ يَأْتِي أَهْلَهُ: بِٱسْمِ ٱللّٰهِ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ ما رَزَقْتَنَا، ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذٰلِكَ، أَوْ قُضِيَ بَيْنَهُما وَلَدٌ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا). [رواه البخاري: ٥١٦٥]

انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس آتے وقت بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے اے اللہ مجھے شیطان سے دور رکھ اور جو اولاد ہم کو دے شیطان کو اس سے بھی دور رکھ تو ان کے ہاں جو بچہ پیدا ہوگا اسے شیطان کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا

فوائد: معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر بکثرت کرنا چاہئے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے شیطان مردود کی پناہ مانگتے رہنا چاہئے کیونکہ شیطان ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے صرف ذکر اللہ کے وقت اس سے دور ہٹ جاتا ہے۔ (فتح الباری:۹/۲۲۹)

٢٠ - باب: الْوَلِيمَةُ وَلَوْ بِشَاةٍ

باب ۲۰: ولیمہ میں ایک بکری بھی کافی ہے

١٨٥٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ما أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ ما أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ، أَوْلَمَ بِشَاةٍ. [رواه البخاري: ٥١٦٨]

۱۸۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی اہلیہ کا ایسا ولیمہ نہیں کیا جیسا کہ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا کیا تھا ان کی دعوت ولیمہ میں ایک بکری کو ذبح کیا گیا۔

فوائد: اس حدیث سے بعض لوگوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ ولیمہ کی زیادہ سے زیادہ حد ایک بکری ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اکثر کی کوئی حد نہیں حسب ضرورت جتنا کھانا درکار ہو اتنا ہی تیار کیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری:۵/۲۳۷)

٢١ - باب: مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ

باب ۲۱: ایک بکری سے کم کا ولیمہ کرنا بھی جائز ہے

١٨٥٦ : عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيرٍ. [رواه البخاري: ٥١٧٢]

۱۸۵۶۔ حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض ازواج مطہرات کا ولیمہ دو مد جو سے کیا تھا۔

فوائد: روایات میں ایسے اشارے ملتے ہیں کہ اس قسم کا ولیمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت کیا گیا تھا ممکن ہے اس سے مراد افراد خانہ میں سے کسی عورت کا ولیمہ ہو جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بڑی سادگی سے ولیمہ کیا تھا۔ (فتح الباری:۹/۲۴۰)

٢٢ - باب: حَقُّ إِجابَةِ الْوليمة وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَنَحْوَهُ

باب ۲۲: دعوت ولیمہ کا قبول کرنا ضروری ہے نیز اگر کوئی سات دن تک دعوت ولیمہ کھلائے تو جائز ہے

١٨٥٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا). [رواه البخاري: ٥١٧٣]

۱۸۵۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کو دعوت ولیمہ پر بلایا جائے تو اس میں ضرور شریک ہونا چاہیے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ پہلے دن دعوت ولیمہ ضروری دوسرے دن جائز اور تیسرے دن ریاکاری ہے امام بخاری اس موقف کی تردید کرتے ہیں کہ ایسی روایات صحیح نہیں ہیں اور نہ ہی دعوت ولیمہ کے لئے دنوں کی تحدید صحیح ہے۔ (فتح الباری:۹/۲۴۳) مختلف دوست واحباب کو مختلف دنوں میں دعوت ولیمہ کھلائی جا سکتی ہے۔

٢٣ - باب: الْوِصَاةُ بِالنِّسَاءِ

باب ۲۳: عورتوں سے اچھا برتاؤ کرنے کی وصیت

١٨٥٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِٱللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَٱسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَٱسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا). [رواه البخاري: ٥١٨٦]

۱۸۵۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ پر ایمان اور قیامت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے نیز عورتوں سے اچھا سلوک کرتے رہو کیونکہ عورتوں کی پیدائش پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اوپر والا ہوتا ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر ایسے ہی رہنے دو گے تو ویسی ہی ٹیڑھی رہے گی اس لئے مستورات کی خیرخواہی کے سلسلہ میں وصیت قبول کرو۔

فوائد: اوپر والے حصہ سے مراد سر ہے اس حصہ میں زبان ہوتی ہے جو دوسروں کے لئے اذیت رسانی کا ذریعہ ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ اس ٹیڑھی پسلی کو توڑنے سے مراد اسے طلاق دینا ہے۔

(فتح الباری: ۹/۲۵۳)

۲۴ - باب: حُسنُ المُعَاشَرَةِ مَعَ الأَهْلِ

باب ۲۴: اپنے اہل و عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

۱۸۵۹ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ ٱمْرَأَةً، فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لاَ يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا، قالَتِ الأُولَى: زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ، عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ، لاَ سَهْلٍ فَيُرْتَقَى وَلاَ سَمِينٍ فَيُنْتَقَلُ. قالَتِ الثَّانِيَةُ: زَوْجِي لاَ أَبُثُّ خَبَرَهُ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ لاَ أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ. قالَتِ الثَّالِثَةُ: زَوْجِي الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ. قالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ، لاَ حَرٌّ وَلاَ قُرٌّ، وَلاَ مَخَافَةَ وَلاَ سَآمَةَ، قالَتِ الْخَامِسَةُ: زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ، وَلاَ يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ. قالَتِ السَّادِسَةُ: زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ، وَإِنْ شَرِبَ ٱشْتَفَّ، وَإِنِ ٱضْطَجَعَ ٱلْتَفَّ، وَلاَ يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ. قالَتِ السَّابِعَةُ: زَوْجِي غَيَايَاءُ، أَوْ عَيَايَاءُ، طَبَاقَاءُ، كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ. قالَتِ الثَّامِنَةُ: زَوْجِي المَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ، وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ. قالَتِ التَّاسِعَةُ:

۱۸۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں انہوں نے آپس میں یہ عہد و پیمان کیا کہ اپنے اپنے شوہروں کے بارے میں ایک دوسرے سے کوئی بات نہ چھپائیں گی چنانچہ پہلی عورت نے کہا میرے خاوند کی مثال دبلے اونٹ کے ایسے گوشت کی سی ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو نہ تو اس تک پہنچنے کا راستہ آسان ہے اور نہ وہ گوشت ایسا موٹا تازہ ہے کہ کوئی اسے وہاں سے اٹھالانے کی تکلیف گوارا کرے۔

دوسری عورت نے کہا میں اپنے خاوند کی بات ظاہر نہیں کر سکتی مجھے ڈر ہے کہ میں سب بیان نہ کر سکوں گی اگر میں اس کے بارے میں کچھ بیان کروں گی تو اس کے ظاہری اور باطنی تمام عیوب بیان کر دوں گی۔ تیسری نے کہا میرا خاوند بے ڈھب لمبا اور بدمزاج ہے اگر میں اس کے بارے میں بات کرتی ہوں تو مجھے طلاق مل جائے گی اور اگر چپ رہتی ہوں تو مجھے معلق چھوڑ دے گا۔

چوتھی عورت نے کہا میرا خاوند تو شب تہامہ کی طرح معتدل ہے نہ گرم نہ سرد نہ اس سے کسی طرح کا خوف ہے اور نہ رنج (یہ اس کی تعریف ہے کہ وہ معتدل مزاج اور عمدہ اخلاق کا حامل ہے۔)

پانچویں عورت نے کہا میرا خاوند جب گھر ہوتا ہے تو چیتے کی طرح اور جب باہر جاتا ہے تو شیر کی مانند

زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ، طَوِيلُ النِّجَادِ، عَظِيمُ الرَّمَادِ، قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ. قالَتِ الْعَاشِرَةُ: زَوْجِي مالِكٌ وَما مالِكٌ، مالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ، قَلِيلاَتُ الْمَسَارِحِ، وَإِذا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ، أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ. قالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ، فَمَا أَبُو زَرْعٍ؟ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ، وَمَلأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ، وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي، وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ، فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ، وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ، فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلاَ أُقَبَّحُ، وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ، وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ. أُمُّ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ؟ عُكُومُهَا رَدَاحٌ، وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ. ابْنُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ؟ مَضْجِعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ. بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ؟ طَوْعُ أَبِيهَا، وَطَوْعُ أُمِّهَا، وَمِلْءُ كِسَائِهَا، وَغَيْظُ جَارَتِهَا. جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ؟ لاَ تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا، وَلاَ تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا، وَلاَ تَمْلأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا. قالَتْ: خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالأَوْطَابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ،

ہوتا ہے اور جو مال واسباب گھر میں چھوڑ جاتا ہے اس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھتا۔

چھٹی عورت نے کہا میرا خاوند جب کھانے پر آتا ہے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور اگر پیتا ہے تو تلچھٹ تک چڑھا جاتا ہے جب سوتا ہے تو الگ تھلک اپنے بدن کو لپیٹ کر سوتا ہے اور مجھ پر ہاتھ نہیں ڈالتا تاکہ کسی کا دکھ درد معلوم کر سکے۔

ساتویں عورت نے کہا میرا خاوند نامرد ہے یا شریر اور ایسا احمق ہے کہ گفتگو کرنا نہیں جانتا دنیا بھر کی بیماریاں اس میں ہیں ظالم ایسا کہ یا تو تیرا سر پھوڑ دے گا یا ہاتھ توڑ دے گا یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑ دے گا۔

آٹھویں عورت نے کہا میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ونازک اور اس کی خوشبو زعفران کی خوشبو کی طرح ہے۔

نویں عورت نے کہا میرا خاوند اونچے ستونوں (محلات) والا' لمبے پر تلے والا (بہادر) بہت زیادہ راکھ والا (سخی) اور اس کا گھر مشورہ گاہ کے نزدیک ہے (یعنی وہ سردار' بہادر اور سخی ہے۔)

دسویں نے کہا میرے خاوند کا نام مالک ہے لیکن کیسا مالک؟ اور ایسا مالک کہ اس سے بہتر کوئی مالک نہیں ہے اس کے شتر زیادہ شتر خانے میں بیٹھتے ہیں اور چراگاہ میں چرنے کے لئے کم جاتے ہیں اس کے اونٹ جب باجے کی آواز سن لیتے ہیں تو یقین کر لیتے ہیں کہ اب ان کے ہلاک ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔

يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا، رَكِبَ شَرِيًّا، وَأَخَذَ خَطِّيًّا، وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا، وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا، وَقَالَ: كُلِي أُمَّ زَرْعٍ، وَمِيرِي أَهْلَكِ، قَالَتْ: فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ، ما بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ. قَالَتْ عائِشَةُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: (كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لأُمِّ زَرْعٍ). [رواه البخاري: ٥١٨٩]

گیارھویں عورت نے کہا میرے خاوند کا نام ابوزرع ہے اور ابوزرع کے کیا کہنے اس نے میرے دونوں کانوں کو زیورات سے بوجھل کردیا اور میرے دونوں بازوؤں کو چربی سے بھر دیا ہے اور اس نے مجھے اتنا خوش کیا کہ میں خود پر ناز کرنے لگی وہ مجھے ایک جانب پڑے ہوئے غریب چرواہوں سے لے آیا تھا لیکن اس نے مجھے گھوڑوں' اونٹوں' کھیت اور کھلیانوں کا مالک بنا دیا میں اس کے سامنے بات کرتی ہو تو مجھے برا نہیں کہتا سوتی ہو توں تو صبح تک سوتی رہتی ہوں اور پیتی ہو تو سیراب ہوجاتی ہوں اور ابوزرع کی ماں بھی کیا خوب ماں ہے؟ جس کے گھڑے بڑے بڑے اور گھر کشادہ ابوزرع کا بیٹا بھی کیا خوب بیٹا ہے' جس کی خوابگاہ گویا تلوار کی میان' بکری کا ایک بازو کھا کر شکم سیر ہوجاتا ہے ابوزرع کی بیٹی بھی کیا بیٹی ہے! اپنے والدین کی فرمانبردار اپنے لباس کو پورا بھر دینے والی اور اپنی پڑوسن کے لئے باعث رنج وحسد' ابوزرع کی لونڈی بھی کیا لونڈی ہے جو نہ تو ہماری بات ادھر ادھر پھیلاتی ہے اور نہ ہمارے ذخیرہ خوراک کو کم کرتی ہے اور نہ ہمارے گھر کو کوڑا کرکٹ سے آلودہ رکھتی ہے ام زرع نے بیان کیا کہ ایک دن ابوزرع گھر سے ایسے وقت نکلا جب مشکوں میں بھرے دودھ سے مکھن نکالا جا رہا تھا اور اس کی ملاقات ایک ایسی عورت سے ہوئی جس کے دو بچے تھے جو چیتوں کی طرح اس کے زیر بغل دو اناروں یعنی پستانوں سے کھیل رہے تھے پھر ابوزرع نے

مجھے طلاق دے کر اس عورت سے نکاح کر لیا تو میں نے بھی ایک شریف مرد سے شادی کر لی جو عربی گھوڑے پر سوار ہوتا اور خطی نیزہ ہاتھ میں رکھتا تھا اس نے مجھ پر بے شمار نعمتیں نچھاور کیں اور ہر سامان راحت کا جوڑا جوڑا دیا اور اس نے مجھ سے کہا اے ام زرع' خود بھی کھا اور اپنے عزیز واقارب کو بھی کھلا۔

ام زرع کا بیان ہے ہے اس خاوند نے مجھے جو کچھ دیا وہ سب کا سب ابو زرع کے ایک چھوٹے برتن کو نہیں پہنچ سکتا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا میں بھی تیرے لئے ایسا ہوں جیسا کہ ابوزرع' ام زرع کے لئے تھا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوزرع نے تو ام زرع کو طلاق دے دی تھی جبکہ میں ایسا نہیں کروں گا اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تو ابو زرع سے بھی بڑھ کر مجھ سے حسن سلوک اور محبت وپیار سے پیش آتے ہیں۔ (فتح الباری:۹/۲۷۵)

٢٥ - باب: صَوْمُ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

باب ۲۵: عورت نفلی روزہ خاوند کی اجازت سے رکھے

١٨٦٠ : عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (لاَ يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُها شاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلاَ تَأْذَنَ في بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَما أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدَّىٰ إِلَيْهِ شَطْرُهُ). [رواه البخاري: ٥١٩٥]

۱۸۶۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور نہ ہی اس کی مرضی کے بغیر کسی اجنبی کو گھر میں آنے دے اور جو عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ کرتی ہے تو اس کا آدھا ثواب خاوند کو ادا کیا جائے گا۔

فوائد: صوم رمضان کے لئے خاوند کی اجازت ضروری نہیں یہ صرف نفلی روزوں سے متعلق ہے

چنانچہ ایک حدیث میں اس کی وضاحت ہے کہ خاوند کا بیوی پر حق ہے کہ وہ نفلی روزہ اس کی اجازت کے بغیر نہ رکھے اگر اس نے خلاف ورزی کی تو اس کا روزہ قبول نہ ہو گا۔ (فتح الباری:۹/۲۹۶)

٢٦ - باب

باب ۲۶:

١٨٦١ : عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (قُمْتُ عَلَى بَابِ الجَنَّةِ، فَإِذَا عامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا المَسَاكِينُ، وَأَصْحَابُ الجَدِّ مَحْبُوسُونَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ). [رواه البخاري: ٥١٩٦]

۱۸۶۱۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں زیادہ تر محتاج اور نادار تھے اور مالداروں کو دروازے پر روک دیا گیا ہے لیکن دوزخی مالداروں کو تو پہلے ہی جہنم میں بھیجنے کا حکم دیا گیا تھا پھر میں نے دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں

فوائد: یہ باب پہلے باب کا تتمہ ہے کیونکہ اس میں وہ سزا بیان کی گئی ہے جو پہلے باب میں بیان شدہ معاملات کی خلاف ورزی کی صورت میں عورتوں کو قیامت کے دن دی جائے گی۔ (فتح الباری:۹/۲۹۸)

٢٧ - باب: الْقُرْعَةُ بَيْنَ النِّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا

باب ۲۷: سفر میں ساتھ لے جانے کیلئے بیگمات کے درمیان قرعہ اندازی کرنا

١٨٦٢ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عائِشَةَ يَتَحَدَّثُ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: أَلاَ تَرْكَبِينَ اللَّيْلَةَ بَعِيرِي وَأَرْكَبُ بَعِيرَكِ، تَنْظُرِينَ وَأَنْظُرُ؟ فَقَالَتْ: بَلَى، فَرَكِبَتْ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جَمَلِ عائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهَا، ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوا، وَافْتَقَدَتْهُ عائِشَةُ، فَلَمَّا

۱۸۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لئے تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے ایک سفر میں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں کے نام قرعہ نکلا رسول اللہ ﷺ کا معمول ہو تا تھا کہ سفر کرتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کرتے رہتے تھے ایک دفعہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم ایسا کرو کہ آج رات تم میرے اونٹ پر بیٹھو اور میں تمہارے اونٹ پر بیٹھتی ہوں تاکہ میں تمہارے اونٹ کا تماشہ دیکھو اور تم میرے اونٹ کو ملاحظہ

نَزَلُوا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الإِذْخِرِ وَتَقُولُ: يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي، وَلاَ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا. [رواه البخاري: ٥٢١١]

کرو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پیشکش کو قبول کرلیا اور اس کے اونٹ پر سوار ہو گئیں پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف آئے تو اس پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں آپ نے انہیں سلام کیا پھر چلنے لگے پھر جب منزل پر اترے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں پاؤں اذخر گھاس میں ڈال لئے اور کہنے لگیں اے اللہ! مجھ پر سانپ یا بچھو کو مسلط کردے تاکہ وہ مجھے کاٹ لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو میں کچھ کہہ ہی نہیں سکتی ہوں۔

فوائد: چونکہ تیروں کے ذریعہ قسمت آزمائی کرنا منع ہے اس لئے لوگوں نے قرعہ اندازی کو بھی ناجائز کہا ہے جبکہ اس کا ثبوت کئی ایک احادیث سے ملتا ہے کہ اگر چند لوگ کسی حق میں مساویانہ شریک ہوں تو قرعہ اندازی کے ذریعے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ (عون الباری:۵/۱۰۰)

٢٨ - باب: إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ

باب ۲۸: شوہر دیدہ کی موجودگی میں کنواری سے شادی کرنے کا بیان

١٨٦٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ - وَلٰكِنْ قَالَ: السُّنَّةُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلاَثًا. [رواه البخاري: ٥٢١٣]

۱۸۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شوہر دیدہ کی موجودگی میں کنواری سے شادی کرے تو اس کے پاس سات دن قیام کرے اور اگر کنواری کی موجودگی میں بیوہ سے شادی کرے تو اس کے پاس تین دن قیام کرے۔

فوائد: صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد حسب سابق تقسیم کا آغاز کرے۔ (صحیح بخاری:۵۲۱۴)

٢٩ - باب: الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يَنَلْ وَمَا يُنْهَى مِنِ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ

باب ۲۹: عورت کا (از راہ تکبر) بناوٹی زینت کرنا اور سوکن پر فخر کرنا ممنوع ہے

١٨٦٤ : عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱمْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ لِي ضَرَّةً، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي؟ فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ). [رواه البخاري: ٥٢١٩]

۱۸۶۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک سوکن ہے اگر میں اس کا دل جلانے کے لئے اس کے سامنے کسی چیز کے ملنے کا اظہار کرو جو مجھے میرے خاوند نے نہیں دی ہے تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ دی ہوئی چیز کو ظاہر کرنے والا ایسا ہی جیسے کسی نے فریب کاری کا جوڑا زیب تن کیا ہو۔

فوائد: فریب کاری کا جوڑا زیب تن کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سر سے پاؤں تک جھوٹا اور دھوکے باز ہے یا حقیقت کے فقدان اور باطل کے اظہار جیسی دو قابل مذمت حالتوں کا سزاوار ہے۔ (فتح الباری: ۹/۳۱۸)

٣٠ - باب: الْغَيْرَةُ

باب ۳۰: غیرت کا بیان

١٨٦٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ يَغَارُ، وَغَيْرَةُ ٱللهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ ٱللهُ). [رواه البخاري: ٥٢٢٣]

۱۸۶۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے اور اسے غیرت اس بات پر آتی ہے جب ایک بندہ مومن کسی حرام کا ارتکاب کرتا ہے۔

فوائد: خلف نے اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت کی تاویل کی ہے کہ اس سے مراد اس کا لازمی نتیجہ یعنی سزا دینا ہے اور عذاب کرنا جبکہ سلف اس کی تاویل نہیں کرتے بلکہ اسے حقیقت پر محمول کرتے ہوئے اس کی کیفیت وہیئت کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں۔ (عون الباری: ۵/۳۰۱)

١٨٦٦ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ، وَلَا شَيْءٍ غَيْرَ نَاضِحٍ وَغَيْرَ فَرَسِهِ، فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ

۱۸۶۶۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے مجھ سے نکاح کیا تو وہ اس وقت بالکل غریب تھے ان کے پاس نہ روپیہ پیسہ تھا اور نہ لونڈی غلام اور نہ ہی کوئی اور چیز صرف ایک

وَأَسْتَقِي الْمَاءَ، وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ، وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ، وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِي مِنَ الأَنْصَارِ، وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ، وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رَأْسِي، وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ، فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي، فَلَقِيتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الأَنْصَارِ، فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ: (إِخْ إِخْ). لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ، فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ، وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ، فَعَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنِّي قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى، فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى، وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ، فَقَالَ: وَاللهِ لَحَمْلُكِ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ، قَالَتْ: حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ بِخَادِمٍ يَكْفِينِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ، فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِي. [رواه البخاري: ٥٢٢٤]

آ بکش اونٹ اور ایک گھوڑا تھا میں خود ہی اس کے گھوڑے کو چارہ ڈالتی اور پانی پلاتی تھی پانی کا ڈول بھی خود سیتی اور آٹا بھی آپ ہی گوندھتی البتہ مجھے روٹی اچھے طریقہ سے پکانا نہیں آتی تھی تو وہ انصار کی نیک سیرت عورتیں جو ہمارے پڑوس میں رہتی تھیں پکا دیا کرتی تھیں۔ ہمارے یہاں دو میل کا فاصلہ پر رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو کچھ زمین دی تھی وہاں جاتی اور اپنے سر پر کھجوروں کی گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھی ایک دن میں اپنے سر پر گٹھلیاں اٹھا کر لا رہی تھی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ ملے اور آپ کے ہمراہ چند انصار بھی تھے آپ نے مجھے آواز دی پھر مجھے اپنے پیچھے بٹھانے کے لئے اپنے اونٹ کو اخ اخ کیا لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے سے شرم آئی اور مجھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت بھی یاد آگئی کہ وہ بہت غیرت مند تھے میری اس حالت کو رسول اللہ ﷺ نے پہچان لیا کہ مجھے شرم آتی ہے اس وجہ سے آپ چل پڑے پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور تمام واقعہ بیان کیا کہ مجھے رسول ﷺ ملے تھے جبکہ میرے سر پر گٹھلیوں کا وزن تھا اور آپ کے ہمراہ چند صحابی بھی تھے آپ نے مجھے سوار کرنے کے لئے اونٹ کو بٹھایا تو مجھے شرم آئی اور مجھ کو تمہاری غیرت بھی یاد آگئی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا سر پر گٹھلیاں اٹھا کر لانا آپ کے ساتھ سوار ہونے سے مجھے زیادہ ناگوار تھا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے

پاس ایک خادم بھیج دیا جو گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے میں مجھے کافی ہو گیا گویا انہوں نے (غلام بھیج کر) مجھے آزاد کر دیا۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت عورت غیر محرم کے ساتھ سوار ہو سکتی ہے بشرطیکہ تنہائی نہ ہو یہاں بھی تنہائی نہ تھی کیونکہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ہمراہ تھے۔ (فتح الباری:۹/۳۲۴)

٣١ - باب: غَيْرَةُ النِّسَاءِ وَوَجْدُهُنَّ

١٨٦٧ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: قالَ لِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنِّي لأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى). قالَتْ: فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ؟ فَقالَ: (أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، فَإِنَّكِ تَقُولِينَ: لاَ وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتِ غَضْبَى، قُلْتِ: لاَ وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ). قالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ وَٱللهِ يَا رَسُولَ ٱللهِ، ما أَهْجُرُ إِلَّا ٱسْمَكَ. [رواه البخاري: ٥٢٢٨]

باب ۳۱: عورتوں کی غیرت اور غصے کا بیان

۱۸۶۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے خوش یا ناراض ہوتی ہو تو میں پہچان لیتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے عرض کیا آپ کیونکر پہچان لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہے تو قسم اٹھاتے وقت یوں کہتی ہوں لا ورب محمد ﷺ اور جب تو مجھ سے خفا ہوتی ہے تو کہتی ہے لا ورب ابراہیم علیہ السلام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! یا رسول اللہ ﷺ! میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں (آپ کی محبت نہیں چھوڑتی ہوں۔)

فوائد: غیرت کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ گناہ اور شک کی بناء پر غیرت اللہ کو پسند ہے اور بلا وجہ غیرت اللہ کو ناپسند ہے اگر عورت خاوند کی بدکاری کی وجہ سے غیرت کرے تو یہ غیرت جائز اور اللہ کو پسند ہے۔ (فتح الباری:۹/۳۲۶)

٣٢ - باب: لاَ يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلاَّ ذُو مَحْرَمٍ وَالدُّخُولُ عَلَى المُغِيبَةِ

١٨٦٨ : عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عامِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ:

باب ۳۲: محرم کے علاوہ کوئی دوسرا عورت سے خلوت نہ کرے اور نہ اس عورت کے پاس کوئی جائے جس کا شوہر غائب ہو

۱۸۶۸۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے پاس

(إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ). فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ؟ قَالَ: (الحَمْوُ المَوْتُ). [رواه البخاري: ٥٢٣٢]

تنہائی میں جانے سے پرہیز کرو ایک انصاری مرد نے کہا آپ دیور کے متعلق بتائیں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا دیور تو موت ہے۔

فوائد: حمو سے مراد خاوند کے وہ رشتہ دار ہیں جن کا اس کی عورت سے نکاح ہو سکتا ہے مثلاً خاوند کا بھائی، بھتیجا، چچا اور ماموں وغیرہ لیکن وہ رشتہ دار جو محرم ہیں وہ مراد نہیں ہیں جیسے خاوند کا بیٹا اور باپ وغیرہ۔ (فتح الباری:۹/۳۳۱)

٣٣ - باب: لاَ تُبَاشِرِ المَرْأَةُ المَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا

باب ۳۳: کوئی عورت کسی عورت سے مل کر اس کی تعریف اپنے شوہر سے نہ کرے

١٨٦٩ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ تُبَاشِرِ المَرْأَةُ المَرْأَةَ، فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا). [رواه البخاري: ٥٢٤٠]

۱۸۶۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت دوسری عورت سے مل کر اس کی تعریف اپنے شوہر سے اس طرح نہ کرے گویا وہ عورت کو سامنے دیکھ رہا ہے۔

فوائد: اس میں حکمت یہ ہے کہ ایسا کرنے سے خاوند فتنہ میں پڑ سکتا ہے ممکن ہے کہ وہ دوسری عورت کے حسن وجمال کے پیش نظر اسے طلاق دے دے لہٰذا سد ذرائع کے طور پر اس سے منع فرما دیا۔ (فتح الباری:۹/۳۳۸)

٣٤ - باب: لاَ يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلاً إِذَا أَطَالَ الغَيْبَةَ

باب ۳۴: گھر سے باہر گئے عرصہ ہو گیا ہو تو اچانک اپنے گھر رات کو نہ آئے

١٨٧٠ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الغَيْبَةَ فَلاَ يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلاً). [رواه البخاري: ٥٢٤٤]

۱۸۷۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہیں گھر سے غائب رہتے عرصہ دراز گزر جائے تو رات کو اپنے گھر نہ آیا کرو۔

فوائد: طویل سفر کے بعد اچانک گھر آنے سے اس لئے منع فرمایا کہ مبادا اپنے گھر والوں کو کوئی تہمت لگانے یا کوئی اور عیب تلاش کرنے کا موقع پیدا ہو۔

١٨٧١ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ

۱۸۷۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا، فَلاَ تَدْخُلْ عَلَى أَهْلِكَ، حَتَّى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ، وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ). [رواه البخاري: ٥٢٤٦]

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم رات کے وقت گھر واپس آؤ تو گھر میں نہ جاؤ تاکہ وہ عورت جس کا خاوند غائب تھا زیر جامہ بالوں کی صفائی کر سکے اور جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں وہ کنگھی کرکے انہیں سنوار سکے۔

فوائد: صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں دو شخصوں نے اس حکم امتناعی کی خلاف ورزی کی اور رات کو اچانک اپنے گھر آئے تو دیکھا تو ان کی بیویوں کے پاس دو غیر مرد موجود تھے۔ (فتح الباری:۹/۳۴۱)

کتاب الطلاق
طلاق کے بیان میں

۱۸۷۲ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ طَلَّقَ ٱمْرَأَتَهُ وَهِيَ حائِضٌ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، فَسأَلَ عُمَرُ بْنُ الخَطّابِ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مُرْهُ فَلْيُراجِعْها، ثُمَّ لِيُمْسِكْها حَتّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ العِدَّةُ الَّتي أَمَرَ ٱللهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَها النِّساءُ).

[رواه البخاري: ٥٢٥١]

۱۸۷۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اپنی بیوی کو بحالت حیض طلاق دے دی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق حکم دریافت کیا آپ نے فرمایا اسے حکم دو کہ اس سے رجوع کرے پھر پاک ہونے تک اس کو روکے رکھے پھر جب حیض آئے اور پاک ہو جائے تو اس وقت اسے اختیار ہے چاہے تو اسے روکے رکھے اور چاہے تو مساس سے پہلے طلاق دے دے یہی وقت عدت ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کو اس وقت طلاق دی جائے۔

فوائد : دوران حیض دی ہوئی طلاق کے متعلق اختلاف ہے کہ واقع ہو گی یا نہیں ہو گی' آئمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک یہ طلاق شمار ہو گی جبکہ امام تیمیہ اور ان کے شاگرد رشید امام ابن قیم رحمہما اللہ کے نزدیک شمار نہ ہو گی' لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خود اعتراف کیا ہے کہ دوران حیض دی ہوئی طلاق کو شمار کیا گیا۔ خود امام بخاری کا رجحان بھی اسی طرف ہے جیسا کہ آئندہ باب سے معلوم ہوتا ہے۔

١ - باب: إِذَا طُلِّقَتِ الحَائِضُ تُعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ

باب ۱: اگر عورت کو بوقت حیض طلاق دی جائے تو کیا یہ طلاق بھی شمار کی جائے گی

١٨٧٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ. [رواه البخاري: ٥٢٥٣]

۱۸۷۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جو طلاق میں نے بحالت حیض دی تھی مجھ پر شمار کی گئی۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق مختلف روایات ہیں ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اسے کوئی چیز خیال نہ کیا' جو فقہاء دوران حیض دی ہوئی طلاق کے وقوع کے قائل ہیں وہ اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں تاہم صحیح بخاری کی روایت راجح ہے۔

٢ - باب: مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ

باب ۲: طلاق دینے کا بیان نیز کیا طلاق دیتے وقت عورت کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے؟

١٨٧٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱبْنَةَ الجَوْنِ، لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ: أَعُوذُ بِٱللهِ مِنْكَ، فَقَالَ لَهَا: (لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيمٍ، ٱلْحَقِي بِأَهْلِكِ). [رواه البخاري: ٥٢٥٤]

۱۸۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دختر جون کو جب رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا اور آپ اس کے قریب ہوئے تو کہنے لگی میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں آپ نے اس سے فرمایا تو نے بہت عظیم ہستی کی پناہ لی ہے اب اپنے میکے چلی جاؤ۔

فوائد: "اپنے میکے چلی جاؤ" طلاق کے لئے یہ الفاظ صریح نہیں ہیں اس قسم کے الفاظ کے وقت کہنے والے کی نیت کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر نیت طلاق کی نہ ہو جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی بیوی کو یہی الفاظ کہے تھے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (فتح الباری:۹/۳۶۰)

١٨٧٥ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهَا أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (هَبِي نَفْسَكِ لِي). قَالَتْ: وَهَلْ تَهَبُ المَلِكَةُ نَفْسَهَا

۱۸۷۵۔ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ دختر جون رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی گئی تو اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی تھی جو اس کی پرورش کرتی تھی رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا تو اپنا آپ مجھے ہبہ کردے تو اس نے جواب دیا کہیں

لِلسُّوقَةِ؟ قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ، فَقَالَتْ: أَعُوذُ بِٱللهِ مِنْكَ، فَقَالَ: (قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ). ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: (يَا أَبَا أُسَيْدٍ، ٱكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا). [رواه البخاري: ٥٢٥٥]

شہزادی بھی بازاریوں کو اپنا نفس ھبہ کر سکتی ہے؟ آپ نے اس کی طرف اپنا دست مبارک بڑھایا تاکہ اس کا دل مطمئن ہو جائے وہ کہنے لگی میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں اس وقت آپ نے فرمایا تو نے ایسی ہستی کی پناہ لی ہے جو پناہ دینے کے قابل ہے پھر آپ باہر تشریف لے آئے اور فرمایا اے ابو اسید رضی اللہ عنہ! اسے رازقی کپڑوں کا ایک جوڑا دے کر اس کے گھر والوں کے ہاں پہنچا دے۔

فوائد: روایات میں ہے کہ یہ عورت عمر بھر کف افسوس ملتی رہی اور اپنے آپ کو بدنصیب کہہ کر کوستی رہی۔ (فتح الباری: ۹/۳۵۷)

٣ - باب: مَنْ جَوَّزَ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ

باب ۳: جو شخص تین طلاقیں دینا جائز رکھتا ہے

١٨٧٦ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَن ٱمْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي، وَإِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ الْقُرَظِيَّ، وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ، قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ). [رواه البخاري: ٥٢٦٠]

۱۸۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رفاعہ رضی اللہ عنہ نے مجھے طلاق دے کر بائن کر دیا ہے اس کے بعد میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے شادی کی اس کے پاس کپڑے کے پھندنے کے علاوہ کچھ نہیں یعنی وہ نامرد ہے آپ نے فرمایا شاید تو حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانا چاہتی ہے؟ یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ تیرا مزہ نہ چکھے اور تو اس کا مزہ نہ چکھ لے۔

فوائد: اس حدیث سے ایک ہی دفعہ دی ہوئی تینوں طلاقوں کے نفاذ کا استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ نے بیک بار تین طلاقیں نہ دی تھیں بلکہ الگ الگ تین طلاق دینے کا فیصلہ اور اس پر عمل درآمد کیا تھا چنانچہ بخاری کی روایت (۶۰۸۴) میں ہے کہ اس نے تین طلاقوں میں سے آخری طلاق بھی دے دی یہ انداز بیان اس بات کا قرینہ ہے کہ اس نے الگ الگ تین طلاقیں دی تھیں نیز

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو ایک ہی ہے اگر چاہو تو رجوع کر لو چنانچہ اس نے رجوع کر کے دوبارہ اپنا گھر آباد کر لیا۔ (مسند امام احمد:۱/۲۶۵) اس مسئلہ میں یہ حدیث ایسی نص صریح اور فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے کہ اس کی کوئی اور تاویل نہیں کی جا سکتی۔ (فتح الباری:۹/۳۶۲)

٤ - باب: ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ﴾

باب ۴: اے نبی ﷺ! جو چیز اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے اسے کیوں حرام کرتے ہو

١٨٧٧ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَاءَ، وَكانَ إِذَا ٱنْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ، فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ، فَٱحْتَبَسَ أَكْثَرَ ما كانَ يَحْتَبِسُ، فَغِرْتُ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقِيلَ لِي: أَهْدَتْ لَهَا ٱمْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ، فَسَقَتِ النَّبِيَّ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً، فَقُلْتُ: أَما وَٱللهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ، فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: إِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ، فَإِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُولِي: أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: لاَ، فَقُولِي لَهُ: ما هٰذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ، وَسَأَقُولُ ذٰلِكَ، وَقُولِي أَنْتِ يا صَفِيَّةُ ذَاكِ. قالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: فَوَٱللهِ ما هُوَ إِلَّا أَنْ قامَ عَلَى الْبَابِ، فَأَرَدْتُ

۱۸۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو شیرینی اور شہد بہت مرغوب تھا آپ کا معمول تھا کہ جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی بیویوں کے پاس جاتے' کسی کے قریب ہوتے' ایک دفعہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہاں اپنے معمول سے زیادہ وقت قیام فرمایا اس لئے مجھے غیرت آئی میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو مجھے کہا گیا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے میکے سے کسی عورت نے چمڑے کے ایک مشکیزے میں کچھ شہد بطور تحفہ بھیجا تھا جس میں سے کچھ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی پلایا میں نے دل میں کہا اللہ کی قسم! میں ضرور کچھ حیلہ کروں گی لہٰذا میں نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جب آپ تیرے پاس آئیں تو کہنا آپ نے مغافیر کھایا ہے رسول اللہ ﷺ تجھ سے انکار کریں گے تو پھر کہنا یہ بو آپ کے منہ سے مجھے کیسی آرہی ہے؟ آپ فرمائیں گے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کچھ شہد پلایا تھا تو کہنا شاید اس شہد کی مکھی نے درخت عرفط کا عرق چوسا تھا اور میں بھی یہی کہوں

أَنْ أُبَادِيَهُ بِمَا أَمَرْتِنِي بِهِ فَرَقًا مِنْكِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهُ سَوْدَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ قَالَ: (لَا). قَالَتْ: فَمَا هٰذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ؟ قَالَ: (سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ). فَقَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَى حَفْصَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ؟ قَالَ: (لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ). قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: وَاللهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ، قُلْتُ لَهَا: اسْكُتِي. [رواه البخاري: ٥٢٦٨]

گی اور اے صفیہ رضی اللہ عنہا تم بھی یہی کہنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سودۃ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آکر ابھی میرے دروازے پر کھڑے ہوئے ہی تھے میں نے تمہارے ڈر سے ارادہ کیا کہ ابھی سے پکار کر آپ سے وہ کہہ دوں جو تم نے کہا تھا مگر جب آپ حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا کے قریب پہنچے تو اس نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں تو انہوں نے دوبارہ عرض کیا پھر آپ کے منہ سے مجھے بو کیسی آتی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے تب حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ شاید اس کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا پھر جب آپ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی آپ سے یہی کہا پھر جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے یہی کہا چنانچہ جب آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس دوبارہ تشریف لے گئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو شہد اور پلاؤں آپ نے فرمایا مجھے شہد کی ضرورت نہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے پھر حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا نے خوش ہو کر کہا اللہ کی قسم ہم نے (اس حیلہ) سے آپ کو شہد سے محروم کر دیا میں نے اس سے کہا خاموش رہو۔

فوائد: صحیح بخاری کی حدیث (۵۲۶۷) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد نوش فرمایا بعض روایات میں حضرت سودہ اور حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پینے کا ذکر ہے راجح بات یہ ہے کہ آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پیتے تھے متعدد واقعات بھی ہو سکتے ہیں البتہ آیت تحریم کا ذکر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ضمن میں ہوا ہے۔ (فتح الباری:۹/۳۷۶)

٥ - باب: الْخُلْعُ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيهِ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُوا مِمَّا ءَاتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَن يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ﴾

باب ۵: خلع کا بیان اور اس میں طلاق کیسے ہوگی؟ فرمان باری تعالیٰ: "تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم نے جو کچھ انہیں دیا ہے' اسے واپس لو مگر اس اندیشہ کی صورت میں کہ میاں بیوی حدود اللہ کی پابندی نہیں کر سکیں گے"

١٨٧٨ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ ما أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ، وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟). قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (اقْبَلِ الحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً).

[رواه البخاري: ٥٢٧٥]

۱۸۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی دینداری اور روا داری میں کچھ عیب نہیں پاتی مگر مجھے یہ ناگوار ہے کہ مسلمان ہوکر خاوند کی ناشکری کا ارتکاب کروں آپ نے فرمایا کیا تو اس کا باغ اسے واپس کرتی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ثابت رضی اللہ عنہ! اپنا باغ لے کر اسے ایک طلاق دے دو۔

فوائد: حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہما نے پہلے حضرت حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو اس نے بھی ان سے خلع لیا اور یہ اسلام میں پہلا خلع تھا پھر انہوں نے جمیلہ بنت ابی رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جس کا ذکر اس حدیث میں ہے اس نے بھی بذریعہ خلع علیحدگی اختیار کی۔ (فتح الباری:۹/۳۹۹)

٦ - باب: شَفَاعَةُ النَّبِيِّ ﷺ فِي زَوْجِ بَرِيرَةَ

باب ۶: رسول اللہ ﷺ کا بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر سے سفارش کرنا

١٨٧٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبَّاسٍ: (يَا

۱۸۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا مغیث رضی اللہ عنہ نامی خاوند غلام تھا گویا کہ میں اسے اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ اپنی داڑھی پر آنسو بہاتے ہوئے بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے گھوم رہا ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس

عَبَّاسُ، أَلاَ تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ، وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا؟). فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَوْ رَاجَعْتِهِ). قَالَتْ: يَا رَسُولَ ٱللهِ أَتَأْمُرُنِي؟ قَالَ: (إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ). قَالَتْ: فَلاَ حَاجَةَ لِي فِيهِ. [رواه البخاري: ٥٢٨٣]

رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس رضی اللہ عنہ! کیا تمہیں مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر تعجب نہیں پھر آپ نے فرمایا اے بریرہ رضی اللہ عنہا! اگر تو مغیث کے پاس آجاؤ تو اچھا ہے اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا یہ آپ کا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا (حکم نہیں) بلکہ سفارش کرتا ہوں اس نے عرض کیا اب مجھے اس کے پاس رہنے کی خواہش نہیں ہے۔

فوائد: آزادی کے وقت اگر خاوند غلام ہو تو عورت کو اختیار ہوتا ہے کہ اسے بحیثیت خاوند قبول کیے رکھے یا اس سے علیحدگی اختیار کر لے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو جب آزادی ملی تو اس کے خاوند حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کسی کے غلام تھے اس لئے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو اختیار دیا گیا بعض روایات میں اس کے خاوند کے آزاد ہونے کا ذکر ہے لیکن یہ درست نہیں بلکہ وہ غلام تھے۔ (فتح الباری:۹/۴۰۷)

٧ - باب: اللِّعَانُ

باب ۷: لعان کا بیان

١٨٨٠ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ٱلسَّاعِدِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا). وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. [رواه البخاري: ٥٣٠٤]

۱۸۸۰۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرکے فرمایا میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح (قریب) ہوں گے دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا ہوا تھا۔

فوائد: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر گونگا اشارے سے اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے تو اس پر حد قذف نہیں اور نہ ہی لعان واجب ہوتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے امام بخاری نے متعدد احادیث لاکر ثابت کیا ہے کہ اشارہ بھی بات کے قائم مقام ہوتا ہے مذکورہ حدیث میں بھی اسی موقف کو ثابت کیا گیا ہے۔ (فتح الباری:۹/۴۴۱)

٨ - باب: إِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ

باب ۸: اگر کوئی اشارتاً اپنے بچے کا انکار کردے تو کیا حکم ہے؟

١٨٨١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ:

۱۸۸۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا

يَا رَسُولَ ٱللهِ، وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ، فَقَالَ: (هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (ما أَلْوَانُهَا؟). قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: (هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: (فَأَنَّى ذٰلِكَ؟). قَالَ: لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ، قَالَ: (فَلَعَلَّ ٱبْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ). [رواه البخاري: ٥٣٠٥]

یا رسول اللہ ﷺ میرے ہاں سیاہ لڑکا پیدا ہوا ہے آپ نے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: ان کا رنگ کیسا ہے؟ اس نے عرض کیا: ان کا سرخ رنگ ہے آپ نے فرمایا کہ ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ کہاں سے آ گیا؟ کہنے لگا شاید کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہو آپ نے فرمایا تیرے بیٹے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ محض شکوک وشبہات کی وجہ سے بچے کا انکار کرنا عقل مندی نہیں ہے جب تک یہ بات پایۂ ثبوت تک نہ پہنچ جائے مثلاً اپنی بیوی کو زنا کا ارتکاب کرتے دیکھا ہو یا دیگر قرائن موجود ہوں کہ نکاح کے بعد چھ ماہ سے پہلے بچہ پیدا ہو گیا ہو۔ (فتح الباری:۵/۱۳۰)

٩ - باب: اسْتِتَابَةِ المُتَلاعِنَيْنِ

باب ۹: لعان کرنے والوں کو توبہ کرنے کی تلقین کرنا

١٨٨٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا فِي حَدِيثِ المُتَلاعِنَيْنِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُتَلاعِنَيْنِ: (حِسَابُكُمَا عَلَى ٱللهِ، أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، لاَ سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا). قَالَ: مَالِي؟

قَالَ: (لاَ مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا ٱسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ). [رواه البخاري: ٥٣١٢]

۱۸۸۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ دو لعان کرنے والوں کی حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں لعان کرنے والوں سے فرمایا اللہ تعالیٰ تم دونوں سے حساب لینے والا ہے تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے پھر مرد سے مخاطب ہوکر آپ نے فرمایا اب تیرا تعلق عورت سے نہیں رہا اس نے کہا میرا مال تو مجھے واپس ملنا چاہئے آپ نے فرمایا وہ حق مہر اب تیرا مال نہیں رہا کیونکہ اگر تو سچا ہے تب بھی اس کی شرمگاہ سے فائدہ اٹھا چکا ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تب تو اور زیادہ تجھے مال نہیں ملنا چاہئے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ لعان کرتے وقت پانچویں قسم کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھے اسی طرح عورت کے منہ پر بھی ہاتھ رکھا گیا لیکن اس نے آخری قسم بھی دے ڈالی اور کہا کہ میں اپنی برادری کو رسوا نہیں کرنا چاہتی۔ (فتح الباری:۹/۴۴۶)

١٠ - باب: اَلْكُحْلُ لِلْحَادَّةِ

باب ۱۰: سوگ کرنے والی عورت کو سرمہ لگانا ممنوع ہے

١٨٨٣ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ ٱمْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا، فَخَشُوا عَلَى عَيْنَيْهَا، فَأَتَوْا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ فَٱسْتَأْذَنُوهُ فِي ٱلْكُحْلِ، فَقَالَ: (لاَ تَكَحَّلْ، قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ أَحْلاَسِهَا، أَوْ شَرِّ بَيْتِهَا، فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعرَةٍ، فَلاَ حَتَّى تَمْضِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ). [رواه البخاري: ٥٣٣٨]

۱۸۸۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند وفات پاگیا تو اس کی آنکھوں کے متعلق گھر والوں نے خطرہ محسوس کیا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے سرمہ لگانے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا وہ سرمہ نہیں لگا سکتی اس سے پہلے عورت ایک سال تک خراب سے خراب کپڑے پہنے ہوئے برے سے برے جھونپڑے میں پڑی رہتی تھی جب سال پورا ہو جاتا تو بھی کتا گزرنے پر اسے مینگنی مارتی (تب عدت سے فارغ ہوتی) لہٰذا اب ہرگز سرمہ جائز نہیں جب تک کہ چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ اس عورت کو آشوب چشم کا مرض لاحق ہوا اور آنکھ کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے سوگ والی عورت کو سرمہ لگانے کی اجازت نہیں دی۔ لیکن مؤطا میں ہے کہ انتہائی ضرورت کے پیش نظر بوقت رات سرمہ لگایا جائے اور دن کے وقت اسے صاف کر دیا جائے بہتر ہے کہ دیگر ادویات سے علاج کیا جائے اور سرمہ وغیرہ کے استعمال سے گریز کیا جائے۔ (فتح الباری:۹/۴۸۸)

كتاب النفقات

اخراجات کے بیان میں

١٨٨٤ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ، وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا، كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً). [رواه البخاري: ٥٣٥١]

۱۸۸۴۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب مسلمان آدمی اپنے اہل وعیال پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرے تو اس میں اس کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

فوائد: طلب ثواب کی نیت سے اگر کوئی خوش طبعی کے طور پر بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے گا تو وہ بھی ثواب کا حق دار ہو گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہی فرمایا تھا۔ (صحیح بخاری:۵۶)

١٨٨٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسكِينِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ). [رواه البخاري: ٥٣٥٣]

۱۸۸۵۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیواؤں اور محتاجوں کے لئے تگ و دو کرتا ہو اس کا ثواب اتنا ہے جیسے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو یا جیسے کوئی رات کو تہجد گزار اور دن کے وقت روزہ دار ہو۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ وہ ایسے تہجد گزار کی طرح ہے جو تھکتا نہ ہو اور ایسے روزہ دار کی مانند جو افطار ہی نہ کرے یعنی ایسا آدمی بے شمار اجر وثواب کا حقدار ہے۔ (صحیح بخاری:۶۰۰۷)

١ - باب: حَبْسُ الرَّجُلِ قُوتَ سَنَةٍ عَلَى أَهْلِهِ وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ

باب ١: اپنے اہل وعیال کے لئے سال بھر کا نان ونفقہ رکھنے اور ان پر خرچ کرنے کی کیفیت

١٨٨٦ : عَنْ عُمَرَ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبِيعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وَيَحْبِسُ لِأَهْلِهِ قُوتَ سَنَتِهِمْ. [رواه البخاري: ٥٣٥٧]

١٨٨٦۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو نضیر کی کھجوریں بیچتے تھے اور اپنے اہل وعیال کے لئے سال بھر کی خوراک جمع کر لیتے تھے۔

فوائد : اموال بنو نضیر رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص تھے سال بھر کے لئے گھر کے اخراجات کے لئے کھجوریں رکھ کر باقی اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ہتھیاروں اور دیگر سامان حرب کی خریداری میں خرچ کر دیتے۔ (صحیح بخاری:٢٩٠٤)

کتاب الاطعمة

کھانے کے احکام ومسائل

۱۸۸۷ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَصَابَنِي جَهْدٌ شَدِيدٌ، فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، فَاسْتَقْرَأْتُهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ، فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ، فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِي مِنَ الجَهْدِ وَالجُوعِ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي، فَقَالَ: (يَا أَبَا هُرَيْرَةَ). فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي وَعَرَفَ الَّذِي بِي، فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَحْلِهِ، فَأَمَرَ لِي بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: (عُدْ فَاشْرَبْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ). فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ، ثُمَّ قَالَ: (عُدْ). فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ، حَتَّى اسْتَوَى بَطْنِي .فَصَارَ كَالقِدْحِ، قَالَ: فَلَقِيتُ عُمَرَ، وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِي، وَقُلْتُ لَهُ: تَوَلَّى اللهُ ذٰلِكَ مَنْ كَانَ

۱۸۸۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے بہت سخت بھوک لگی اس حالت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھنے کی فرمائش کی وہ گھر میں داخل ہو گئے اور مجھے آیت کا معنی بتا دیا۔ میں وہاں سے تھوڑی دور چلا تو مارے مشقت اور بھوک کے منہ کے بل گر پڑا اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ میرے سرہانے تشریف فرما ہیں آپ نے فرمایا اے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھایا آپ پہچان گئے کہ بھوک کے مارے میری یہ حالت ہو رہی ہے لہٰذا مجھے وہ اپنے گھر لے گئے پھر دودھ کا پیالہ پینے کے لئے عنایت فرمایا میں نے اس سے کچھ نوش کیا آپ نے فرمایا اور پیو میں نے اور پیا پھر فرمایا اور پیو میں نے اور پیا حتیٰ کہ میرا پیٹ پھول کر پیالہ جیسا ہو گیا (یا اتنا پیا کہ

أَحَقَّ بِهِ مِنْكَ يَا عُمَرُ، وَٱللهِ لَقَدِ ٱسْتَقْرَأْتُكَ الآيَةَ، وَلأَنَا أَقْرَأُ لَهَا مِنْكَ. قَالَ عُمَرُ: وَٱللهِ لأَنْ أَكُونَ أَدْخَلْتُكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ. [رواه البخاري: ٥٣٧٥]

میرا پیٹ تن کر تیر کی طرح برابر ہوگیا) حضرت ابو ھریرہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کے پاس آنے کا سارا معاملہ بیان کیا اور ان سے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بھوک دور کرنے کے لئے ایسے شخص کو بھیج دیا جو آپ سے زیادہ اس بات کے لائق تھے اللہ کی قسم! میں نے جو آیت آپ سے پڑھنے کی فرمائش کی تھی وہ مجھے آپ سے بہتر آتی تھی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اللہ کی قسم! اگر میں سمجھ لیتا تو اتنی خوشی مجھے سرخ اونٹوں کے ملنے سے نہ ہوتی جتنی تمہیں کھانا کھلانے سے ہوتی۔

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ سورۃ آل عمران کی کوئی آیت تھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چونکہ اس دن روزہ رکھے ہوئے تھے اور افطاری کے لئے کھانے پینے کی کوئی چیز موجود نہ تھی اس لئے انہوں نے یہ اقدام کیا۔ (فتح الباری: ۹/۵۲۰)

١ - باب: التَّسْمِيَةُ عَلَى الطَّعَامِ وَالأَكْلُ بِالْيَمِينِ

باب ۱: کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھے پھر دائیں ہاتھ سے کھائے

١٨٨٨ : عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يا غُلَامُ، سَمِّ ٱللهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ). فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ. [رواه البخاري: ٥٣٧٦]

۱۸۸۸۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابھی نابالغ اور رسول اللہ ﷺ کے زیر کفالت تھا کھانا کھانے کے وقت میرا ہاتھ رکابی کے چاروں طرف گھومتا مجھے اس طرح دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا برخوردار بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ پھر اس کے بعد میرے کھانے کا یہی طریقہ رہا۔

فوائد: ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہے اگر شروع میں بھول جائے تو درمیان میں بسم اللہ اولہ وآخرہ کہے نیز بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے اس لئے ہمیں دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم ہے۔ (فتح الباری: ۹/۵۲۱)

٢ - باب: مَنْ أَكَلَ حَتَّى شَبِعَ

باب ۲: جس نے سیر ہو کر کھایا (اس نے درست کیا)

١٨٨٩ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ شَبِعْنَا مِنَ الأَسْوَدَيْنِ: التَّمْرِ وَالماءِ. [رواه البخاري: ٥٣٨٣]

۱۸۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت ہمیں کھجور اور پانی پیٹ بھر کر ملنے لگا تھا۔

فوائد: فتح خیبر کے بعد پیٹ بھر کھانا پینا نصیب ہوا بعض روایات میں پیٹ بھر کر کھانے سے منع بھی وارد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر نہ کھایا جائے جو معدہ میں ثقل' نیند اور سستی کا باعث ہو۔ (فتح الباری:۹/۵۲۸)

٣ - باب: الْخبزُ المُرَقَّقُ وَالأَكْلُ عَلَى الخِوَانِ

باب ۳: چپاتی کا استعمال اور اونچے دسترخوان پر کھانا

١٨٩٠ : عَنْ أَنسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: ما أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ خُبْزًا مُرَقَّقًا، وَلاَ شَاةً مَسْمُوطَةً حَتَّى لَقِيَ ٱللهَ. [رواه البخاري: ٥٣٨٥]

۱۸۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات تک کبھی چپاتی (باریک روٹی) اور بھنی ہوئی بکری تناول نہیں فرمائی۔

فوائد: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک دفعہ چپاتی رکھی گئی تو اسے دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی چپاتی کو زندگی بھر کبھی نہ دیکھا تھا یعنی رسول اللہ ﷺ غریبی کھانا تناول کرتے رہے۔ (فتح الباری:۹/۵۳۱)

١٨٩١ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، في روايةٍ، قَالَ: ما عَلِمْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عَلَى سُكُرُّجَةٍ قَطُّ، وَلاَ خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قَطُّ، وَلاَ أَكَلَ عَلَى خِوَانٍ قَطُّ. [رواه البخاري: ٥٣٨٦]

۱۸۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ نے کبھی رکابی میں کھانا کھایا ہو یا آپ کے لئے چپاتی کا اہتمام کیا گیا ہو یا اونچے دسترخوان پر بیٹھ کر کبھی کھانا کھایا ہو۔

فوائد: اونچے میز پر کھانا رکھ کر امیر لوگ کھاتے ہیں تاکہ انہیں جھکنا نہ پڑے جبکہ دور نبوی میں اس کا رواج نہ تھا چنانچہ اس حدیث کے آخر میں ہے کہ راوی نے دریافت کیا اس وقت کھانا کس چیز پر رکھ کھایا جاتا تھا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا دسترخوان پر۔

٤ - باب: طَعَامُ الوَاحِدِ يَكْفِي الاثْنَيْنِ

باب ۴: ایک آدمی کا کھانا دو کے لئے کافی ہو سکتا ہے

١٨٩٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (طَعَامُ الاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلاثَةِ كَافِي الأَرْبَعَةِ). [رواه البخاري: ٥٣٩٢]

۱۸۹۲۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کو کافی ہے اور تین کا چار آدمیوں کو کفایت کر سکتا ہے۔

فوائد: مل بیٹھ کر اکٹھے کھانے میں برکت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ایک روایت میں اس کی صراحت ہے کہ مل بیٹھ کر کھاؤ اور علیحدہ علیحدہ مت بیٹھو کیونکہ ایسا کرنے سے ایک کا کھانا دو کے لئے کفایت کر سکتا ہے۔ (فتح الباری:۹/۵۳۵)

٥ - باب: المُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعىً وَاحِدٍ

باب ۵: مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے

١٨٩٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُؤْتَى بِمِسْكِينٍ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَأُتِيَ يَوْمًا بِرَجُلٍ يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَكَلَ كَثِيرًا، فَقَالَ لِخَادِمِهِ: لَا تُدْخِلْ هٰذَا عَلَيَّ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (المُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعىً وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ). [رواه البخاري: ٥٣٩٣]

۱۸۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کی عادت تھی جب تک وہ کسی مسکین کو بلا کر ساتھ نہ کھلاتے خود بھی نہ کھایا کرتے ایک دن ایک شخص لایا گیا تاکہ وہ آپ کے ساتھ کھانا کھائے تو اس نے بہت کھایا تب انہوں نے اپنے خادم سے کہا آئندہ اسے میرے پاس نہ لانا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مومن تو ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو دنیا کی اس قدر حرص نہیں ہوتی اس لئے اسے تھوڑا سا کھانا ہی کفایت کر جاتا ہے جبکہ اس کے برعکس کافر دنیا کا بڑا حریص اور لالچی ہوتا ہے لہٰذا دنیا جمع کرنا ہی اس کا مطمع نظر ہوتا ہے۔ (فتح الباری:۹/۵۳۸)

٦ - باب: الأَكْلُ مُتَّكِئًا

باب ۶: تکیہ لگا کر کھانے کی ممانعت کا بیان

١٨٩٤ : عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ

۱۸۹۴۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ: (لَا آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِئٌ). [رواه البخاري: ٥٣٩٩]

انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے اپنے پاس موجود ایک شخص سے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا ہوں

فوائد: بہتر ہے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کھانا کھایا جائے یا قدموں پر بیٹھ کر تناول کیا جائے یا دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں پر بیٹھ کر بھی کھانا کھایا جا سکتا ہے ٹیک لگا کر کھانے سے پیٹ بڑھ جاتا ہے اس لئے منع فرمایا۔ (فتح الباری:۹/۵۴۲)

٧ - باب: مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا

باب ۷: رسول اللہ ﷺ نے کھانے کو کبھی برا نہیں کہا

١٨٩٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ. [رواه البخاري: ٥٤٠٩]

۱۸۹۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا اگر دل چاہتا تو تناول فرماتے وگرنہ چھوڑ دیتے۔

فوائد: کھانے کے آداب سے ہے کہ عیب جوئی نہ کی جائے یعنی اس میں نمک تھوڑا یا زیادہ ہے یا اس کا شوربا بہت پتلا یا گاڑھا ہے یا اچھی طرح پکا ہوا نہیں ہے کیونکہ اس سے پکانے والے کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ (فتح الباری:۹/۵۴۸)

٨ - باب: النَّفْخُ فِي الشَّعِيرِ

باب ۸: جو کے آٹا سے پھونک مار کر بھوسہ دور کرنا

١٨٩٦ : عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: هَلْ رَأَيْتُمْ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ النَّقِيَّ؟ قَالَ: لَا، قِيلَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَنْخُلُونَ الشَّعِيرَ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهُ. [رواه البخاري: ٥٤١٠]

۱۸۹۶۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میدہ دیکھا تھا انہوں نے کہا نہیں ان سے پھر پوچھا گیا کیا تم جو کے آٹے کو چھانتے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ پھونک مار کر بھوسہ اڑا دیتے تھے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ کسی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چھلنیاں ہوتی تھیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بعثت سے وفات تک رسول اللہ ﷺ نے چھلنی کو دیکھا تک نہیں۔ (صحیح بخاری:۵۴۱۳)

٩ - باب: مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ

باب۹: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی خوراک کا بیان

١٨٩٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا، فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَانِي سَبْعَ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ، فَلَمْ يَكُنْ فِيهِنَّ تَمْرَةٌ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا، شَدَّتْ فِي مَضَاغِي. [رواه البخاري: ٥٤١١]

١٨٩٧۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کھجوریں تقسیم کیں تو ہر ایک شخص کو سات سات کھجوریں دیں چنانچہ مجھے بھی سات کھجوریں عنایت فرمائیں ان میں ایک خراب بھی تھی ان میں سے کوئی کھجور مجھے اس سے زیادہ پسند نہ تھی کیونکہ میں اسے دیر تک چباتا رہا۔

فوائد: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مطلب ہے کہ اس وقت مسلمانوں پر ایسی تنگی تھی کہ ایک آدمی کو کھانے کے لئے صرف سات کھجوریں ملتیں جن میں خراب اور سخت کھجوریں بھی ہوتی تھیں۔

١٨٩٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ، فَدَعَوْهُ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ وَقَالَ: خَرَجَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ مِنَ ٱلدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ. [رواه البخاري: ٥٤١٤]

١٨٩٨۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ان کا ایک ایسے گروہ سے گزر ہوا جس کے پاس بھنی ہوئی بکری تھی انہوں نے انہیں بھی کھانے کی دعوت دی انہوں نے انکار کردیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے لیکن کبھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی تھی۔

فوائد: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی گذر اوقات یاد کر کے اس کا کھانا گوارہ نہ کیا چونکہ یہ دعوت ولیمہ نہ تھی اس لئے اسے قبول نہ کیا کیونکہ ولیمہ کے علاوہ دیگر دعوتوں کو قبول کرنا ضروری نہیں ہے۔ (فتح الباری:۹/۵۵۰)

١٨٩٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ، مُنْذُ قَدِمَ المَدِينَةَ، مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلاَثَ لَيَالٍ تِبَاعًا، حَتَّى قُبِضَ. [رواه البخاري: ٥٤١٦]

١٨٩٩۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب سے رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے آپ کے اہل خانہ نے تین دن تک متواتر کبھی گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں معاشی حالات یہ تھے کہ کبھی گیہوں کی روٹی ملتی تو

اگلے دن جو کی روٹی کھانے کو ملتی اور کبھی جو کی روٹی بھی میسر نہ آتی تو پانی اور کھجوروں پر ہی گذارا کرتے۔

١٠ - باب: التَّلْبِينَةُ

١٩٠٠ : وعَنْها رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّها كانَتْ إِذَا ماتَ المَيِّتُ مِنْ أَهْلِها، فَٱجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ، ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخاصَّتَها، أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِينَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِينَةُ عَلَيْهَا، ثُمَّ قالَتْ: كُلْنَ مِنْها، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (التَّلْبِينَةُ مَجَمَّةٌ لِفُؤَادِ المَرِيضِ، تَذْهَبُ بِبَعْضِ الحُزْنِ). [رواه البخاري: ٥٤١٧]

باب ١٠: تلبینہ کا بیان

١٩٠٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے ان کی عادت تھی کہ جب ان کا کوئی رشتے دار فوت ہوتا اور عورتیں جمع ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلی جاتیں لیکن قریب کی خاص خاص عورتیں رہ جاتیں تو ان کے حکم سے تلبینہ کی ایک ہانڈی پکائی جاتی پھر ثرید تیار کیا جاتا پھر تلبینہ ثرید پر ڈال کر فرماتیں اسے کھاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تلبینہ سے مریض کے دل کو تسکین ہوتی ہے اور کسی قدر غم بھی غلط ہو جاتا ہے۔

فوائد : تلبینہ آٹے اور دودھ سے بنایا جاتا ہے کبھی اس میں شہد بھی ملاتے ہیں چونکہ سفیدی اور نرمی میں دودھ سے ملتا ہے اس لئے اسے تلبینہ کہا جاتا ہے یہ اس وقت مفید ہوتا ہے جب خوب پکا ہوا اور نرم ہو۔ (فتح الباری:٩/٥٥٠)

١١ - باب: الأَكْلُ من الإِنَاءِ المُفَضَّضِ

١٩٠١ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَا تَلْبَسُوا الحَرِيرَ وَلَا ٱلدِّيباجَ، وَلَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ ٱلذَّهَبِ وَٱلفِضَّةِ، وَلَا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي ٱلدُّنْيا وَلَنَا فِي الآخِرَةِ). [رواه البخاري: ٥٤٢٦]

باب ١١: چاندی یا اس سے ملمع شدہ برتن میں کھانے کا بیان

١٩٠١۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے لوگو! ریشم اور دیبا نہ پہنو' سونے چاندی کے برتن میں نہ پیو اور نہ ہی ان سے بنی ہوئی پلیٹوں میں کھانا کھاؤ کیونکہ یہ سامان کفار کے لئے دنیا میں ہے اور ہمارے لئے آخرت میں ہوگا۔

فوائد : اگرچہ حدیث میں پینے کا ذکر ہے تاہم مسلم کی روایت میں ایسے برتنوں میں کھانے کی بھی ممانعت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی سونے' چاندی یا ان کی ملاوٹ سے بنے ہوئے برتنوں

میں پیتا ہے وہ گویا اپنے پیٹ میں آگ انڈیل رہا ہے۔ (فتح الباری:۹/۵۵۵)

۱۲ - باب: الرَّجُلُ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِإِخْوَانِهِ

باب ۱۲: جو کوئی اپنے بھائیوں کے لئے پر تکلف کھانے کا اہتمام کرے

۱۹۰۲ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مِنَ الأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ، وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ، فَقَالَ: اصْنَعْ لِي طَعَامًا، أَدْعُو رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَدَعَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ، وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ). قَالَ: بَلْ أَذِنْتُ لَهُ. [رواه البخاري: ٥٤٣٤]

۱۹۰۲۔ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ انصار میں ایک شخص تھا جسے ابوشعیب رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا اس کا ایک غلام قصاب تھا اس نے اسے کہا میرے لئے کھانا تیار کردے کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار آدمیوں کے ساتھ دعوت کرنا چاہتا ہوں چنانچہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ آدمیوں کو دعوت دی مگر ایک اور شخص بھی ان کے پیچھے ہو لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو شعیب رضی اللہ عنہ! تو نے ہم پانچ آدمیوں کو دعوت تھی لیکن یہ (چھٹا) شخص بھی ہمارے ساتھ چلا آیا ہے لہذا تجھے اختیار ہے چاہے اسے اجازت دے چاہے اسے یہیں چھوڑ دے ابوشعیب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ علم اور تقویٰ کے لحاظ سے بڑے لوگوں کو اپنے سے چھوٹے لوگوں کی دعوت قبول کر کے مزدور پیشہ لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیئے۔ (فتح الباری:۹/۵۶۰)

۱۳ - باب: القِثَّاءُ بِالرُّطَبِ

باب ۱۳: کھجور اور ککڑی ملا کر کھانا

۱۹۰۳ : عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ. [رواه البخاري: ٥٤٤٠]

۱۹۰۳۔ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کھجوریں ککڑی کے ساتھ تناول فرما رہے تھے۔

فوائد: یہ دونوں ایک دوسرے کی مصلح ہیں کیونکہ کھجور گرم اور ککڑی سرد ہے یہ دونوں ایک دوسرے کا توڑ ہیں اور مرکب ہونے کی صورت میں معتدل ہو جاتی ہیں۔ (فتح الباری:۹/۵۷۳)

١٤ - باب: الرُّطَبُ وَالتَّمْرُ

١٩٠٤ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: كانَ بِالمَدِينَةِ يَهُودِيٌّ وَكانَ يُسْلِفُنِي فِي تَمْرِي إِلَى الجَذَاذِ وَكانَتْ لِجَابِرٍ الأَرْضُ الَّتِي بِطَرِيقِ رُومَةَ، فَجَلَسَتْ، فَخَلا عَامًا، فَجَاءَنِي الْيَهُودِيُّ عِنْدَ الجَذَاذِ وَلَمْ أَجُدَّ مِنْهَا شَيْئًا، فَجَعَلْتُ أَسْتَنْظِرُهُ إِلَى قابِلٍ فَيَأْبَى، فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ لأَصْحَابِهِ: (ٱمْشُوا نَسْتَنْظِرْ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُودِيِّ). فَجَاؤُونِي فِي نَخْلِي، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَلِّمُ الْيَهُودِيَّ، فَيَقُولُ: أَبَا القَاسِمِ لاَ أُنْظِرُهُ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ قامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ، ثُمَّ جاءَهُ فَكَلَّمَهُ فَأَبَى، فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيلِ رُطَبٍ، فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَكَلَ، ثُمَّ قالَ: (أَيْنَ عَرِيشُكَ يَا جابِرُ). فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: (ٱفْرُشْ لِي فِيهِ؟). فَفَرَشْتُهُ، فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ ٱسْتَيْقَظَ، فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةٍ أُخْرَى فَأَكَلَ مِنْهَا، ثُمَّ قامَ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ فَأَبَى عَلَيْهِ، فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قالَ يَا جابِرُ: (جُذَّ وَٱقْضِ). فَوَقَفَ فِي الجَذَاذِ، فَجَذَذْتُ مِنْهَا ما قَضَيْتُهُ، وَفَضَلَ مِثْلُهُ، فَخَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُ

باب ۱۴: تازہ اور خشک کھجوروں کا بیان

۱۹۰۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مدینہ میں ایک یہودی تھا وہ میرے باغ کی کھجوریں اترنے تک مجھے قرض دیا کرتا تھا میرے پاس وہ زمین تھی جو بیر رومہ کے راستہ پر واقع ہے ایک سال خالی گزرا کہ اس میں کھجوریں نہ ہوئیں اور وہ سال گزر گیا کٹائی کے وقت وہ یہودی میرے پاس آیا لیکن میں کاٹتا کیا وہاں کچھ تھا ہی نہیں اس سے آئندہ سال تک کے لئے مہلت مانگی لیکن وہ راضی نہ ہوا پھر یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا چلو ہم اس یہودی سے کہیں کہ وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو مزید مہلت دے دے چنانچہ آپ سب میرے باغ میں تشریف لائے اور یہودی سے گفتگو کرنے لگے وہ کہنے لگا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کو مہلت نہیں دوں گا جب آپ نے یہودی کو دیکھا تو کھڑے ہوئے اور کھجور کے درختوں میں ایک چکر لگایا پھر یہودی سے آکر فرمایا مہلت دے لیکن وہ راضی نہ ہوا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آخر میں کھڑا ہوا اور باغ سے تھوڑی سی تازہ کھجوریں لاکر آپ کے سامنے رکھ دیں آپ نے تناول فرماکر مجھ سے دریافت کیا اے جابر رضی اللہ عنہ! تیرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ (وہ جھونپڑا جہاں تو آرام کے لئے بیٹھتا ہے) میں نے آپ کو اس جگہ کی نشاندہی کی آپ نے فرمایا جا میرے لئے وہاں بستر کردے میں نے فوراً وہاں بچھونا بچھا دیا آپ نے کچھ دیر آرام فرمایا پھر بیدار

النَّبِيَّ ﷺ فَبَشَّرْتُهُ، فَقَالَ: (أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ). [رواه البخاري: ٥٤٤٣]

ہوئے تو میں مٹھی بھر کھجوریں لے آیا آپ نے وہ بھی کھائیں پھر کھڑے ہوئے اور یہودی کو سمجھایا مگر پھر بھی وہ اپنی ضد پر قائم رہا بالآخر آپ دوسری بار درختوں کے نیچے کھڑے ہوئے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو کھجوریں توڑنا شروع کردے اور یہودی کا قرض بھی ادا کر پھر آپ کھجوریں توڑنے کی جگہ ٹھہر گئے چنانچہ میں نے اتنی کھجوریں توڑیں کہ اس کا قرض بھی ادا ہوگیا اور اسی قدر مزید بچ رہیں سو میں نکلا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر خوشخبری سنائی تو آپ نے خوش ہوکر فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔

فوائد: آپ نے اس لئے شہادت دی کہ یہ ایک کھلا معجزہ تھا جو اللہ کی تائید سے ظاہر ہوا اسی طرح کا ایک معجزہ اس وقت بھی ظاہر جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والدگرامی کا قرض اتارا گیا تھا۔ (فتح الباری:٥٦٧، ٩/٥٦٨)

١٥ - باب: الْعَجْوَةُ

باب ۱۵: عجوہ کھجور کا بیان

١٩٠٥ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ، لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَٰلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ). [رواه البخاري: ٥٤٤٥]

۱۹۰۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالے تو اس دن کوئی زہر یا جادو اس پر اثر نہیں کرے گا۔

فوائد: عجوہ سیاہ رنگ کی ایک کھجور کا نام ہے جو مدینہ منورہ کے علاقہ عالیہ میں پائی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے جنت کا پھل قرار دیا ہے اور نہار منہ کھانے سے زہر، جادو نیز دیگر بیماریوں سے اس میں شفاء کی نشاندہی کی ہے۔ (فتح الباری:١٠/٢٣٠)

١٦ - باب: لَعْقُ الْأَصَابِعِ

باب ۱۶: انگلیوں کے چاٹنے کا بیان

١٩٠٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِذَا أَكَلَ

۱۹۰۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا

أَحَدُكُمْ فَلاَ يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا). [رواه البخاري: ٥٤٥٦]

کھائے تو اس وقت تک ہاتھوں کو صاف نہ کرے جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے یا کسی دوسرے کو چٹانہ دے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور فراغت کے بعد انہیں چاٹتے اس کی (علت) بھی بیان کی گئی ہے کہ کھانے والے کو کیا معلوم کہ برکت کس حصہ میں ہے؟ (فتح الباری:۹/۵۷۸)

١٩٠٧ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيلُ إِلَّا أَكُفُّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَأَقْدَامَنَا. [رواه البخاري: ٥٤٥٧]

۱۹۰۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہمارے پاس تولئے نہ تھے پس یہی (ہتھیلیاں) بازو اور پاؤں (سے ہاتھ صاف کرلیتے)

فوائد: اس رومال سے مراد وہ تولیہ نہیں جو نہانے یا وضوء کرنے کے بعد استعمال کیا جاتا ہے بلکہ وہ کپڑا جو کھانے کے بعد چکناہٹ دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے انگلیاں چاٹنے کے بعد پھر رومال سے انہیں صاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ (فتح الباری:۹/۵۷۷)

١٧ - باب: ما يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ

باب ۱۷: کھانے سے فراغت کے بعد کونسی دعا پڑھے؟

١٩٠٨ : عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: (الحَمْدُ للهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلاَ مُوَدَّعٍ وَلاَ مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا). [رواه البخاري: ٥٤٥٨]

۱۹۰۸۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا جب دستر خوان اٹھایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے اے ہمارے پروردگار اللہ کا شکر ہے بہت سا پاکیزہ بابرکت شکر ایسا شکر نہیں جو ایک بار ہو کر رہ جائے پھر اس کی ضرورت نہ رہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ سے کھانے کے بعد کئی ایک دعائیں مروی ہیں جو بھی آسانی سے یاد ہو جائے اسے پڑھ لینا چاہئے۔ (فتح الباری:۹/۵۸۰)

١٩٠٩ : وَعَنْهُ أَيْضًا فِي رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ، قَالَ: (الحَمْدُ للهِ الَّذِي

۱۹۰۹۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو

كَفَانَا وَأَرْوَانَا، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلاَ مَكْفُورٍ). [رواه البخاري: ٥٤٥٩]

پیٹ بھر کر کھلایا اور پلایا یہ شکر ایسا نہیں کہ ایک بار ادا کرنے کے بعد ختم ہو جائے پھر ناشکری کی جائے۔

فوائد: ابو داؤد اور ترمذی میں یہ دعا منقول ہے: ((الحمد لله الذی اطعم وسقی وسوغه وجعل له مخرجا)) (فتح الباری:۹/۵۸۱)

١٨ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا﴾

باب ۱۸: ارشاد باری تعالیٰ: ''جب تم کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو اٹھ جاؤ۔''

١٩١٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِٱلْحِجَابِ، كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ، أَصْبَحَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِينَةِ، فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ٱرْتِفَاعِ النَّهَارِ، فَجَلَسَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَمَا قَامَ الْقَوْمُ، حَتَّى قَامَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ فَمَشَى وَمَشَيْتُ مَعَهُ، حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ مَعَهُ، فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ، حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا، فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا، وَأُنْزِلَ ٱلْحِجَابُ. [رواه البخاري: ٥٤٦٦]

۱۹۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ آیت حجاب کا شان نزول سب سے زیادہ مجھے معلوم ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے ہی پوچھا کرتے تھے ہوا یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نئی شادی ہوئی تھی اور آپ نے ان سے مدینہ منورہ میں نکاح کیا تھا آپ نے لوگوں کو کھانے کی اس وقت دعوت دی جب دن چڑھ آیا تھا جب لوگ کھانا کھا کر چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ وہاں بیٹھے رہے اور آپ کے ساتھ چند آدمی باتوں میں مصروف وہاں براجمان رہے آپ اٹھ کر وہاں سے چلے گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس پہنچ کر آپ کو یہ خیال آیا کہ اب لوگ چلے گئے ہوں گے اس لئے واپس چلے آئے اور آپ کے ساتھ میں بھی آگیا دیکھا تو وہ لوگ وہیں اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں پھر آپ واپس تشریف لے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس پہنچے تو پھر لوٹ کر آئے میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا تو دیکھا کہ اب لوگ جا چکے ہیں پھر آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اس وقت پردے کا حکم نازل

ہوا۔

فوائد: امام بخاری اس حدیث کو اس لئے لائے ہیں کہ اس میں کھانے کا ایک ادب بیان ہوا ہے کہ جب کھانے سے فراغت ہو جائے تو اٹھ کر چلے جانا چاہئے وہاں براجمان ہو کر بیٹھے رہنا عقلمندی نہیں بلکہ اس سے اہل خانہ کو تکلیف ہوتی ہے۔

كتاب العقيقة

عقیقہ کے بیان میں

١ - باب: تَسْمِيَةُ الْمَوْلُودِ

باب ا: نومولود کا نام رکھنا

١٩١١ : عَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: وُلِدَ لِي غُلامٌ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَسَمَّاهُ إِبْراهِيمَ، فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ، وَدَفَعَهُ إِلَيَّ. [رواه البخاري: ٥٤٦٧]

۱۹۱۱۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی نیز اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی پھر وہ بچہ مجھے دے دیا۔

فوائد : امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے کہ "جو شخص عقیقہ نہ کرنا چاہئے وہ اپنے بچے کا نام پیدا ہوتے ہی رکھ دے" اور جس نے عقیقہ کرنا ہو وہ ساتویں دن اس کا نام رکھے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ واجب نہیں ہے۔ (فتح الباری:۵۸۸/۹)

١٩١٢ : حَدِيث أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهَا وَلَدَتْ عَبْدَ ٱللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، تَقَدَّمَ فِي حَدِيث الهِجْرَة وَزَادَ هُنا: فَفَرِحُوا بِهِ فَرَحًا شَدِيدًا، لِأَنَّهُمْ قِيلَ لَهُمْ: إِنَّ الْيَهُودَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ فَلاَ يُولَدُ لَكُمْ. (راجع: ١٥٩٤) [رواه البخاري: ٥٤٦٩]

۱۹۱۲۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی پیدائش کا واقعہ حدیث ہجرت (۱۵۹۴) میں پہلے گزر چکا ہے اور یہاں اس طریق میں صرف اتنا اضافہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کے پیدا ہونے پر بہت خوش ہوئی کیونکہ ان سے لوگ کہتے تھے کہ یہودیوں نے تم پر جادو کردیا ہے اب تمہارے ہاں اولاد پیدا نہیں ہوگی۔

فوائد : یہودیوں کے بے جا پروپیگنڈے سے کچھ مسلمان بھی متاثر ہوئے لیکن جب مدینہ میں

مہاجرین کے ہاں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو انہوں نے بآواز بلند نعرہ تکبیر بلند کیا کہ مدینہ کے درو دیوار گونج اٹھے۔ (فتح الباری:۹/۵۸۹)

٢ - باب: إِمَاطَةُ الأَذىٰ عَنِ الصَّبِيِّ فِي العَقِيقَةِ

باب ۲: عقیقہ کے دن نومولود سے تکلیف دہ چیزیں ہٹانے کا بیان

١٩١٣ : عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الأَذىٰ). [رواه البخاري: ٥٤٧٢]

۱۹۱۳۔ حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ لگا ہوا ہے لہٰذا اس کی طرف سے عقیقہ کرو اور خون بہاؤ نیز (اس کے بال منڈوا کر یا ختنہ کر کے) اس کی تکلیف دور کرو۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودی بچے کے پیدا ہونے پر ایک مینڈھا ذبح کرتے ہیں اور بچی کی پیدائش پر کچھ بھی ذبح نہیں کرتے تم لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کرو۔ (فتح الباری:۹/۵۹۲)

٣ - باب: الْفَرَعُ

باب ۳: فرع کا بیان

١٩١٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ).

وَالْفَرَعُ: أَوَّلُ النِّتَاجِ، كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لِطَوَاغِيتِهِمْ، وَالْعَتِيرَةُ فِي رَجَبٍ. [رواه البخاري: ٥٤٧٣]

۱۹۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا فرع اور عتیرہ کوئی چیز نہیں ہے۔

فرع اونٹ کے پہلے بچے کو کہتے ہیں جسے مشرکین اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے عتیرہ اس بکری کو کہتے ہیں جس کی رجب کے مہینہ میں قربانی کی جاتی تھی۔

فوائد: اللہ کے لئے ذبح کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہاں پہلے بچے یا ماہ رجب کی تخصیص درست نہیں ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض کام اصل کے اعتبار سے جائز ہوتے ہیں لیکن بے جا تخصیص کیوجہ سے انہیں ناجائز قرار دیا جاتا ہے مثلاً میت کے لئے ثواب کی نیت سے لوجہ اللہ ذبح کرنا جائز ہے لیکن تیسرے دن یا چہلم کے موقع پر ایسا کرنا جائز نہیں۔

كتاب الذبائح والصيد

ذبیحہ اور شکار کے بیان میں

١ - باب: التَّسْمِيَةُ عَلَى الصَّيْدِ

١٩١٥ : عَنْ عَدِيِّ بْنِ حاتِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ، قالَ: (ما أَصابَ بِحَدِّهِ، فَكُلْهُ، وَما أَصابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ). وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ، فَقالَ: (ما أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ، فَإِنَّ أَخْذَ الْكَلْبِ ذَكاةٌ، وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ أَوْ كِلَابِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ، فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَهُ مَعَهُ، وَقَدْ قَتَلَهُ فَلاَ تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ ٱسْمَ ٱللهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ). [رواه البخاري: ٥٤٧٥]

باب ۱: شکار پر بسم اللہ پڑھنے کا بیان

۱۹۱۵۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس شکار کے متعلق دریافت کیا جو تیر کی ڈنڈی سے کیا جائے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ نوکیلی طرف سے لگے تو اس شکار کو کھاؤ اور اگر آڑا ترچھا لگے (اور شکار مرجائے) تو اسے مت کھاؤ کیونکہ وہ موقوذہ ہے (جسے قرآن نے حرام کیا ہے) پھر میں نے کتے کے مارے ہوئے شکار کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا جس شکار کو کتا تمہارے لئے روکے رکھے اسے تو کھاؤ کیونکہ کتے کا شکار کو پکڑنا شکار کو ذبح کرنے کے مترادف ہے اور اگر اپنے کتے یا کتوں کے ساتھ اور کتا بھی موجود ہو اور تجھے اندیشہ ہو کہ دوسرے کتے نے بھی اس کے ساتھ شکار کو پکڑ کر مارا ہوگا تو اسے نہ کھاؤ کیونکہ تو نے اپنا کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی دوسرے کتے پر نہیں پڑھی تھی۔

فوائد: باز وغیرہ کے شکار کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ سدھایا ہوا ہو اور بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے نیز

وہ اس شکار سے خود نہ کھائے اس کے علاوہ کارتوس اور چھرے والی بندوق سے شکار کرنا بھی درست ہے بشرطیکہ بسم اللہ پڑھ کر چلائی جائے۔

٢ - باب: صَيْدُ الْقَوْسِ

باب ۲: تیر کمان سے شکار کرنے کا بیان

١٩١٦ : عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا نَبِيَّ ٱللهِ، إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ أَفَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ؟ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ، أَصِيدُ بِقَوْسِي، وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ، فَمَا يَصْلُحُ لِي؟ قَالَ: (أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ: فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلاَ تَأْكُلُوا فِيهَا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا. وَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ ٱسْمَ اللهِ فَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ ٱسْمَ ٱللهِ فَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرَ الْمُعَلَّمِ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ). [رواه البخاري: ٥٤٧٨]

۱۹۱۶۔ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم اہل کتاب کے علاقہ میں رہتے ہیں تو کیا ان کے برتنوں میں کھا پی لیں؟ نیز ہم اس سرزمین میں رہتے ہیں جہاں شکار بہت ہوتا ہے اور میں وہاں تیر کمان سے اور سدھائے اور بغیر سدھائے کتے سے شکار کرتا ہوں تو ان سے کونسا طریقہ میرے لئے جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اہل کتاب کا جو تم نے ذکر کیا ہے تو اگر ان کے برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن مل سکیں تو اہل کتاب کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور اگر برتن نہ ملیں تو پھر انہیں دھونے کے بعد ان میں کھا سکتے ہو اور جو شکار اپنے تیر کمان سے بسم اللہ پڑھ کر کرو تو اسے کھاؤ اور جو سدھائے ہوئے کتے سے بسم اللہ پڑھ کر شکار کرو اسے بھی کھاؤ اور اگر بغیر سدھائے کتے سے شکار کرو اور اسے ذبح کر سکو تو اسے بھی کھاؤ۔

فوائد: اگرچہ بعض روایات میں صراحت ہے کہ ہمارے علاقہ کے اہل کتاب اپنے برتنوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور ان میں شراب بھی پیتے ہیں تاہم الفاظ حدیث کے عموم کا تقاضا یہی ہے کہ اہل کتاب کے برتنوں کی جب بھی ضرورت پڑے انہیں دھو کر استعمال کیا جائے۔ (فتح الباری:٩/٦٠٦)

٣ - باب: الْخَذْفُ وَالْبُنْدُقَةُ

باب ۳: انگلی سے چھوٹے چھوٹے سنگریزے پھینکنے اور غلہ مارنے کا بیان

١٩١٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلاً

۱۹۱۷۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ انگلی سے چھوٹے

يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: لاَ تَخْذِفْ، فَإِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الخَذْفِ، أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الخَذْفَ، وَقَالَ: (إِنَّهُ لاَ يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلاَ يُنْكَأُ بِهِ عَدُوٌّ، وَلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ، وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ). ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الخَذْفِ أَوْ كَرِهَ الخَذْفَ وَأَنْتَ تَخْذِفُ لاَ أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا. [رواه البخاري: ٥٤٧٩]

چھوٹے سنگریزے پھینک رہا ہے تو اسے کہا ایسامت کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس سے منع فرماتے یا آپ اسے مکروہ کہتے تھے نیز فرمایا کہ اس سنگریزے سے تو نہ شکار ہوتا ہے اور نہ ہی دشمن زخمی ہوتا ہے البتہ کبھی کبھی دانت ٹوٹ جاتا ہے یا آنکھ پھوٹ جاتی ہے بعد ازاں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو پھر کنکر مارتے دیکھا تو اسے فرمایا کہ میں نے تم سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی تھی کہ آپ نے اس طرح کنکر پھینکنے سے منع فرمایا یا مکروہ سمجھا ہے لیکن تو باز آنے کی بجائے وہی کام کئے جا رہا ہے میں تجھ سے اتنا عرصہ کسی قسم کی گفتگو نہیں کروں گا۔

فوائد: غلیل کے غلہ سے شکار کرنا درست ہے بشرطیکہ جانور کو ذبح کر لیا جائے اگر غلہ لگنے سے پرندہ مرجائے تو اس کا کھانا جائز نہیں کیونکہ وہ چوٹ لگنے سے مرا ہے جسے موقوذہ کہتے ہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی حکم کی پامالی ترک سلام کا کلام باعث ہوسکتی ہے بلکہ ایسا کرنا دینی غیرت کا تقاضا ہے یہ ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں تین دن سے زیادہ ترک ملاقات کی ممانعت ہے کیونکہ ایسا کرنا کسی ذاتی ناراضگی کی وجہ سے منع ہے۔

٤ - باب: مَنِ اقْتَنىٰ كَلْباً لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

باب ۴: جو شخص شکار یا حفاظت کے علاوہ بلا ضرورت کتا پالتا ہے

١٩١٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنِ ٱقْتَنىٰ كَلْبًا، لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ، نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطَانِ). [رواه البخاري: ٥٤٨٠]

۱۹۱۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص ایسا کتا رکھے جو نہ مویشیوں کی حفاظت کے لئے ہو اور نہ ہی شکاری ہو تو اس کے اجر سے دو قیراط روزانہ کمی ہوتی رہتی ہے۔

فوائد: بعض روایات کے مطابق کھیتی کی حفاظت کے لئے رکھا ہوا کتا بھی اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے نیز چوروں یا درندوں سے حفاظت کے لئے گھر میں رکھے ہوئے کتے کو ان پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

(فتح الباری:۹/۶۰۹)

٥ - باب: الصَّيْدُ إِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً

باب ۵: اگر شکار (زخمی ہو کر) دو تین دن غائب رہے (پھر مردہ ملے تو کیا حکم ہے؟)

۱۹۱۹ : حَدِيث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: تَقَدَّمَ قَرِيبًا، وَزَادَ فِي هٰذِهِ الرِّوَايَة: (.. وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهِ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ، وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ). (راجع: ۱۹۱٥) [رواه البخاري: ٥٤٨٤]

۱۹۱۹۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث (۱۹۱۵) جو ابھی ابھی گزری ہے یہاں اسی روایت میں اتنا اضافہ ہے اگر تم نے شکار کو تیر مارا اور ایک دو دن کے بعد تمہیں ملا تو اگر تیر کے زخم کے علاوہ اور کسی چوٹ کا نشان اس پر نہ ہو تو کھانا درست ہے اور اگر پانی میں پڑا ملا ہے تو اسے مت کھانا۔

فوائد: پانی میں گرے ہوئے جانور کو کھانے سے اس لئے منع فرمایا کہ شاید تیر لگنے کی وجہ سے نہیں بلکہ پانی میں گرنے کی بناء پر موت واقع ہوئی ہو ایسے حالات میں اس کا کھانا جائز نہیں ہے چنانچہ مسلم کی روایت میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (فتح الباری:۹/۶۱۱)

٦ - باب: أَكْلُ الْجَرَادِ

باب ۶: ٹڈی کھانے کا بیان

۱۹۲۰ : عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ سِتًّا، كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ. [رواه البخاري: ٥٤٩٥]

۱۹۲۰۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرا چھ یا سات غزوات میں شرکت کی اور آپ کے ساتھ رہتے ہوئے ٹڈی کھاتے رہے۔

فوائد: ٹڈی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لئے دو مردار یعنی ٹڈی اور مچھلی اور دو خون جگر اور تلی حلال کر دیئے گئے ہیں۔ (فتح الباری:۹/۶۲۱)

٧ - باب: النَّحْرُ وَالذَّبْحُ

باب ۷: نحر اور ذبح کا بیان

۱۹۲۱ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَسًا، وَنَحْنُ بِالْمَدِينَةِ، فَأَكَلْنَاهُ. [رواه البخاري: ٥٥١١]

۱۹۲۱۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک گھوڑا ذبح کیا تھا اور اس کا گوشت کھایا تھا اور ہم اس وقت مدینہ منورہ میں تھے۔

فوائد: نحر اونٹ میں ہوتا ہے اور دوسرے جانور ذبح کئے جاتے ہیں گھوڑے کے لئے نحر اور ذبح

دونوں مروی ہیں اور امام بخاری نے ان دونوں کو بیان کیا ہے اور اشارہ ہے نحر اور ذبح دونوں کا حکم ایک ہی ہے کیونکہ ایک کا اطلاق دوسرے پر جائز ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھوڑا حلال ہے۔ (فتح الباری:۹/۶۴۳)

٨ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالمَصْبُورَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ

باب ٨: شکل بگاڑنے' باندھ کر نشانہ لگانے اور تیر مارنے کی ممانعت کا بیان

١٩٢٢ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما: أَنَّهُ مَرَّ بِنَفَرٍ نَصَبُوا دَجاجَةً يَرْمُونَها، فَلَمَّا رَأَوْهُ تَفَرَّقُوا، فَقالَ ٱبْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا. [رواه البخاري: ٥٥١٥]

۱۹۲۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک ایسی جماعت کے پاس سے گزرے جو ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کر رہے تھے جب انہوں نے انہیں دیکھا تو ادھر ادھر منتشر ہو گئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا یہ کس نے کیا ہے؟ ایسا کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ جس نے کسی ذی روح کو نشانہ بازی کے لئے باندھا وہ ملعون ہے دوسری روایت میں ہے کہ جس نے کسی حیوان کا مثلہ کیا وہ سزوار لعنت ہے یقیناً لعنت زدگی کی وعید اس کے حرام ہونے کی دلیل ہے۔ (فتح الباری:۹/۶۴۴)

١٩٢٣ : وَعَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا في رواية أَنَّهُ قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ مَثَّلَ بِالحَيَوَانِ. [رواه البخاري: ٥٥١٥]

۱۹۲۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی ایک روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حیوان کا مثلہ یعنی شکل بگاڑنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

فوائد : مسند امام احمد کی روایت میں ہے کہ جس نے کسی ذی روح کا مثلہ بنایا پھر توبہ کے بغیر مر گیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا مثلہ کرے گا یعنی اس کی شکل کو بگاڑ دے گا۔ (فتح الباری:۹/۶۴۴)

٩ - باب: لَحْمُ الدَّجاجِ

باب ٩: مرغی کے گوشت کھانے کا بیان

١٩٢٤ : عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ دَجاجًا. [رواه البخاري: ٥٥١٧]

۱۹۲۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔

فوائد : بخاری کی دوسری روایت (۵۵۱۸) میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری

رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو مرغی کا گوشت نہیں کھاتا تھا کیونکہ اس نے گندگی کھاتے ہوئے دیکھا تھا اس پر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔

١٠ - باب: أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

باب ١٠: ہر کچلی والے درندے کو کھانا حرام ہے۔

١٩٢٥ : عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ. [رواه البخاري: ٥٥٣٠]

١٩٢٥۔ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نیش دار درندے اور ہر چنگال والے پرندے کو کھانے سے منع فرمایا یہ اس وقت جب کوئی پرندہ اپنے پنجے سے شکار کرے جیسے باز اور شکرا وغیرہ نیز آپ نے یہ اعلان فتح خیبر کے موقع پر کیا تھا۔ (فتح الباری:٦/٦٥٦)

١١ - باب: الْمِسْكُ

باب ١١: مشک کا بیان

١٩٢٦ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ: إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً. وَنَافِخُ الْكِيرِ: إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً). [رواه البخاري: ٥٥٣٤]

١٩٢٦۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اچھے اور برے ہم نشین کی مثال مشک بردار اور بھٹی دھونکنے والے لوہار کی سی ہے کیونکہ مشک بردار (عطر فروش) یا تو تحفہ کے طور پر کچھ خوشبو تجھے دے گا یا تو اس سے خوشبو خرید لے گا دونوں نہ سہی عمدہ خوشبو تو سونگھ ہی لے گا اور بھٹی دھونکنے والا لوہار تو آگ اڑا کر تیرے کپڑے جلا دے گا یا اس سے سخت بدبو ضرور سونگھے گا۔

فوائد: مشک کو ہرن کی ناف سے برآمد کیا جاتا ہے جبکہ حدیث میں ہے کہ جو زندہ سے کاٹا جائے وہ مردار کے حکم میں ہے امام بخاری اس کی وضاحت کے ذبائح کے باب میں لائے ہیں مشک کے پاک اور طاہر ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں کیونکہ اس کی ہیئت بدل چکی ہے اگرچہ یہ جما ہوا خون ہوتا یہی وجہ ہے خون شہید کو اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (فتح الباری:٩/٦٦٠)

١٢ - باب: الوَسْمُ وَالْعَلَمُ فِي الصُّورَةِ

باب ۱۲: جانور کو داغنے اور اس کے چہرے پر نشان لگانے کا بیان

١٩٢٧ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُضْرَبَ الصُّورَةُ. [رواه البخاري: ٥٥٤١]

۱۹۲۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں صراحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے کو داغنے اور اس پر مارنے سے منع فرمایا نیز اسے باعث لعنت قرار دیا ہے انسان کے چہرے پر مارنے پر بھی وعید آئی ہے۔ (فتح الباری:۹/۶۷۱) بچوں کو تعلیم دینے والوں کے لئے یہ حدیث لمحہ فکریہ ہے۔

كتاب الاضاحي
قربانی کے بیان میں

١ - باب: مَا يُؤكَلُ مِنْ لُحُومِ الأَضَاحِي وَما يُتَزَوَّدُ مِنْهَا

باب ۱: قربانی کے گوشت کو کھانے اور ذخیرہ کرنے کا بیان

١٩٢٨ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلاَ يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَفي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ). فَلَمَّا كانَ الْعَامُ المُقْبِلُ، قالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، نَفْعَلُ كما فَعَلْنَا العَامَ المَاضِي؟ قالَ: (كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَٱدَّخِرُوا، فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا). [رواه البخاري: ٥٥٦٩]

۱۹۲۸۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو قربانی کرے اسے چاہیئے کہ تین دن کے بعد تک اس کا گوشت نہ رکھے پھر دوسرا سال آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا گزشتہ سال ہی کی طرح سب گوشت تقسیم کردیں؟ آپ نے فرمایا کھاؤ' کھلاؤ اور جمع کرو اس سال چونکہ لوگوں پر تنگی تھی اس لئے میں نے چاہا کہ تم اس طرح سے غریبوں کی مدد کرو۔

فوائد : مسلم کی بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت خود کھاؤ' کھلاؤ اور صدقہ کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے تین حصے کر لئے جائیں اپنے لئے' دوست واحباب کے لئے اور غرباء ومساکین کے لئے قرآن میں بھی اس کا اشارہ ملتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۷)

١٩٢٩ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ صَلَّى العِيدَ يَوْمَ

۱۹۲۹۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے پہلے نماز عید پڑھائی پھر خطبہ ارشاد

الأَضْحى قَبْلَ الخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ، أَمَّا أَحَدُهُما فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَأَمَّا الآخَرُ فَيَوْمٌ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ. [رواه البخاري: ٥٥٧١]

فرمایا فرمانے لگے اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں عیدوں (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ عیدالفطر تو تمہارے روزوں کے افطار کا دن ہے اور عیدالاضحیٰ تمہارے لئے قربانی کا گوشت کھانے کا دن ہے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جس دن عید ہو اس دن روزہ رکھنے کی ممانعت ہے اور جس دن روزہ ہو اس دن عید نہیں ہوتی رسول اللہ ﷺ سوموار کے دن روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس دن پیدا ہوئے تھے لیکن ہمارے ہاں اس دن عید میلاد منائی جاتی ہے جو ان احادیث کے خلاف ہے۔

كتاب الاشربة

مشروبات کا بیان

١٩٣٠ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ شَرِبَ الخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا، حُرِمَهَا فِي الآخِرَةِ). [رواه البخاري: ٥٥٧٥]

١٩٣٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی تو اسے آخرت کی شراب سے محروم رکھا جائے گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ شراب نوشی کرنے والا جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا اگر اللہ معاف کر دے یا اپنی سزا پوری کر لے تو جنت میں جا سکتا ہے عین ممکن ہے کہ یہ وعید اس شخص کے لئے ہو جو اسے حلال سمجھ کر پیتا ہو۔ (فتح الباری:١٠/٣٢)

١٩٣١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (لاَ يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَشْرَبُ الخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ). [رواه البخاري: ٥٥٧٨]

١٩٣١۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی زنا کرتا ہے تو وہ عین زنا کے وقت مومن نہیں ہوتا اس طرح جب کوئی شراب پیتا ہے تو وہ عین شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا یوں ہی جب کوئی چوری کرتا ہے تو اس وقت مومن نہیں رہتا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ شراب نوشی کے وقت وہ نور ایمان سے محروم ہو جاتا ہے ایک روایت میں ہے کہ شراب اور ایمان قلب مومن میں جمع نہیں ہو سکتے ممکن ہے کہ ایک دوسرے کو نکال باہر پھینکے۔ (فتح الباری:١٠/٣٤)

١٩٣٢ : وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ أَيْضًا:

١٩٣٢۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت

(وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ، يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ فِيهَا، حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ). [رواه البخاري: ٥٥٧٨]

میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی ڈاکہ زنی کرتا ہے کہ لوگ اس کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہوں تو وہ لوٹ مار کے وقت مومن نہیں رہتا۔

١ - باب: الخَمْرُ مِنَ العَسَلِ وَهُوَ الْبِتْعُ

باب ا: بتع نامی شہد کی شراب

١٩٣٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنِ البِتْعِ وَهُوَ نَبِيذُ العَسَلِ، وَكَانَ أَهْلُ اليَمَنِ يَشْرَبُونَهُ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ). [رواه البخاري: ٥٥٨٥]

۱۹۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے بتع کے متعلق پوچھا گیا جو شہد کا نبیذ ہوتا ہے اور اہل یمن اسے پیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شراب نشہ لائے وہ حرام ہے۔

فوائد: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تھا کیونکہ یمن میں جو اور شہد سے شراب تیار کی جاتی تھی معلوم ہوا کہ حرمت کی علت اس کا نشہ آور ہونا ہے نیز حدیث میں ہے کہ جس چیز کے زیادہ پینے سے نشہ آئے اس کا تھوڑا پینا بھی حرام ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۳)

١٩٣٤ : عَنْ أَبِي عَامِرٍ الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ ٱلْحِرَ وَالحَرِيرَ، وَالخَمْرَ وَالمَعَازِفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ، يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيهِمْ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ: ٱرْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ ٱللهُ، وَيَضَعُ الْعَلَمَ، وَيَمْسَخُ آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٥٥٩٠]

۱۹۳۴۔ حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا کرنے ' ریشم پہننے شراب پینے اور باجے بجانے کو حلال سمجھیں گے اور ایسا ہوگا کہ چند لوگ پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ کریں گے شام کے وقت ان کا چرواہا ان کے جانور ان کے پاس لائے گا تو کوئی فقیر ان کے پاس آکر اپنی ضرورت کا سوال کرے گا وہ جواب دیں گے کہ کل کو آنا تو رات کے وقت اللہ تعالیٰ ان پر پہاڑ گرا کر ان کا کام تمام کردے گا اور کچھ لوگوں کو مسخ کرکے بندر اور خنزیر بنادے گا

پھر قیامت تک وہ اسی صورت میں رہیں گے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ آلات موسیقی حرام ہیں لیکن امام ابن حزم رحمہ اللہ گانے وغیرہ کے جواز کے قائل ہیں اور اس حدیث کو منقطع قرار دیتے ہیں حالانکہ دیگر طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیح اور متصل ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۵۲)

٢ - باب: الانْتِبَاذُ فِي الأَوْعِيَةِ وَالتَّوْرِ

باب ۲: برتنوں یا لکڑی کے کونڈوں میں نبیذ بنانے کا بیان

١٩٣٥ : عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ دَعا النَّبِيَّ ﷺ فِي عُرْسِهِ، فَكانَتِ امْرَأَتُهُ خادِمَهُمْ، وَهِيَ الْعَرُوسُ، قَالَتْ: أَتَدْرُونَ ما سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَراتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ. [رواه البخاري: ٥٥٩١]

۱۹۳۵۔ حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت ولیمہ دی تو ان کی عورت جو دلہن تھی سب لوگوں کی خدمت کر رہی تھی اور کہتی تھی کیا تم جانتے ہو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کیا پلایا تھا میں نے آپ کے لئے رات سے ہی تھوڑی سی کھجوریں کونڈے میں بھگوئی تھیں (ان کا پانی پلایا تھا)

فوائد: اس حدیث سے نبیذ پینے کا جواز ملتا ہے بشرطیکہ جوش پیدا ہونے سے اس کا ذائقہ نہ تبدیل ہو جائے کیونکہ جوش آنے سے وہ حرام ہو جاتا ہے بعض روایات میں وضاحت ہے کہ نبیذ تیار ہونے سے ایک دن اور ایک رات تک پیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۵۷)

٣ - باب: تَرْخِيصُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الأَوْعِيَةِ وَالظُّرُوفِ بَعْدَ النَّهْيِ

باب ۳: شراب کے برتنوں سے ممانعت کے بعد پھر آپ کی طرف سے ان کی اجازت دینے کا بیان

١٩٣٦ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قالَ: لَمَّا نَهى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الأَسْقِيَةِ، قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقاءً، فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الجَرِّ غَيْرِ المُزَفَّتِ. [رواه البخاري: ٥٥٩٣]

۱۹۳۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے شراب سے منع فرمایا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ ہر شخص کو برتن مہیا نہیں ہو سکتا تو آپ نے انہیں ایسا مٹکا استعمال کرنے کی اجازت دے دی جو روغن دار نہ ہو۔

فوائد: آغاز اسلام کے وقت مدینہ منورہ میں یہ حکم تھا کہ جن برتنوں میں شراب تیار کی جاتی ہے ان میں نبیذ نہ بنایا جائے تاکہ شراب کی طرف رجحان پیدا نہ ہو جب شراب کی حرمت دلوں میں بیٹھ گئی تو

اس پابندی کو اٹھا دیا گیا۔ (فتح الباری: ۱۰/۵۸)

٤ - باب: مَنْ رَأى أَنْ لاَ يَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ إذَا كَانَ مُسْكِرًا وَأَنْ لا يَجْعَلَ إدَامَيْنِ فِي إدَامٍ

باب ۴: جس نے پکی کچی کھجوروں کو ملا کر بھگونے سے منع کیا وہ یا تو نشہ آور ہونے کی وجہ سے ہے یا اس بنا پر کہ دو سالن مل جاتے ہیں

۱۹۳۷ : عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ، وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ، وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ. [رواه البخاري: ٥٦٠٢]

۱۹۳۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے گدری کھجور اور پختہ کھجور نیز کھجور اور انگور کو نبیذ بنانے کے لئے ملا کر بھگونے سے منع فرمایا ہے اور آپ کا ارشاد گرامی ہے نبیذ بنانے کے لئے ان چیزوں میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بھگویا جائے۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ گدری اور پختہ کھجور یا انگور اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے کی ممانعت اس لئے ہے کہ ایسا کرنے سے جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے اگر نشہ پیدا نہ ہو تو بھی دو سالن ملا کر استعمال کرنا خلاف سنت ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۶۷)

٥ - باب: شُرْبُ اللَّبَنِ وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ﴾

باب ۵: دودھ پینے کا بیان نیز ارشاد باری تعالیٰ کہ وہ خون اور گوبر کے درمیان سے ہو کر آتا ہے

۱۹۳۸ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ أَبُو حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَلَّا خَمَّرْتَهُ: وَلَوْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُودًا). [رواه البخاري: ٥٦٠٥]

۱۹۳۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ابو حمید انصاری رضی اللہ عنہ مقام نقیع سے ایک برتن میں رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ لائے تو آپ نے فرمایا تم اسے ڈھانک کر کیوں نہ لائے خواہ اس پر لکڑی کا ٹکڑا ہی رکھ دیتے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ دودھ یا پانی کے برتن کو ڈھانک کر رکھنا چاہئے کیونکہ کھلا رکھنے سے مٹی یا کسی کیڑے مکوڑے کے گرنے کا امکان ہے۔

۱۹۳۹ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ

۱۹۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً، وَالشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً، تَغْدُو بِإِنَاءٍ، وَتَرُوحُ بِآخَرَ). [رواه البخاري: ٥٦٠٨]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ یہ ہے کہ دودھ دینے والی اونٹنی یا عمدہ بکری دی جائے جو صبح وشام دودھ کا ایک برتن بھر دے۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت (۲۶۲۹) میں بہترین صدقہ کے بجائے بہترین عطیہ کے الفاظ ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں صدقہ مجازی معنوں میں استعمال ہوا کیونکہ اگر صدقہ حقیقی ہو تو رسول اللہ ﷺ کے لئے جائز نہ ہوتا۔ (فتح الباری:۵/۲۴۴)

٦ - باب: شُرْبُ اللَّبَنِ بِالمَاءِ

باب ٦: دودھ میں پانی ملا کر پینے کا بیان

١٩٤٠ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنْ كانَ عِنْدَكَ ماءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ في شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا). قالَ: وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ المَاءَ في حائِطِهِ، قالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ عِنْدِي مَاءٌ بَائِتٌ، فَٱنْطَلِقْ إِلَى الْعَرِيشِ، قالَ: فَٱنْطَلَقَ بِهِمَا، فَسَكَبَ في قَدَحٍ، ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ، فَشَرِبَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِي جاءَ مَعَهُ. [رواه البخاري: ٥٦١٣]

۱۹۴۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کسی انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا اگر تیرے پاس رات کا ٹھنڈا پانی مشک میں ہو تو لے کر آؤ ورنہ ہم جاری پانی کو منہ لگا کر پی لیتے ہیں راوی کا بیان ہے کہ وہ شخص اپنے باغ میں پانی دے رہا تھا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ میری جھونپڑی میں تشریف رکھئے میرے پاس رات کا ٹھنڈا پانی موجود ہے چنانچہ وہ دونوں کو وہاں لے آیا پھر ایک بڑے پیالہ میں پانی ڈال کر اوپر سے اپنی گھریلو بکری کا دودھ نکال کر اس میں ملایا پہلے رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمایا پھر جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے بھی پیا۔

فوائد: ایک روایت میں جاری پانی کو منہ لگا کر پینے سے ممانعت منقول ہے لیکن اس کی سند کمزور ہے یہ بھی ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان جواز یا انتہائی ضرورت کے پیش نظر ایسا کیا ہو۔ (فتح الباری:۱۰/۷۷)

٧ - باب: الشُّرْبُ قَائِمًا

باب ۷: کھڑے ہو کر پانی پینا

١٩٤١ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ أَتَى عَلَى بَابِ الرَّحَبَةِ بِمَاءٍ فَشَرِبَ قَائِمًا، فَقَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعلَ كما رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ. [رواه البخاري: ٥٦١٥]

۱۹۴۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (مسجد کوفہ) میں بڑے چبوترے کے دروازے پر آئے اور کھڑے ہوکر پانی پیا پھر کہنے لگے بعض لوگ کھڑے کھڑے پانی پینے کو ناپسند سمجھتے ہیں حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح پانی پیتے دیکھا ہے جس طرح اس وقت تم مجھے دیکھ رہے ہو۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے محدثین کرام نے رفع تعارض کے لئے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں یعنی بہتر ہے کہ بیٹھ کر پانی وغیرہ پیا جائے۔ (فتح الباری:۸۳/۱۰)

١٩٤٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ قَائِمًا مِنْ زَمْزَمَ. [رواه البخاري: ٥٦١٧]

۱۹۴۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے آب زمزم کھڑے ہوکر پیا تھا۔

فوائد: وضوء سے بچا ہوا پانی اور آب زمزم کھڑے ہو کر پینے کے متعلق متعدد روایات مروی ہیں۔

٨ - باب: اخْتِنَاثُ الأَسْقِيَةِ

باب ۸: مشک کا منہ موڑ کر اس سے پانی پینا جائز نہیں

١٩٤٣ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنِ ٱخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ. يَعْنِي الشُّرْب مِنْ أَفْوَاهِهَا. [رواه البخاري: ٥٦٢٥]

۱۹۴۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کو الٹا کر کے اس کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: اس حکم امتناعی کا سبب یہ ہوا کہ ایک آدمی مشکیزہ کے منہ سے پانی پینے لگا تو اندر سے سانپ برآمد ہوا اسی طرح کا ایک واقعہ ممانعت کے بعد بھی پیش آیا۔ (فتح الباری:۹۱/۱۰)

١٩٤٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ ٱللهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ أَوِ السِّقَاءِ، وَأَنْ يَمْنَعَ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي دَارِهِ. [رواه البخاري:

۱۹۴۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے اور مشک ہر دو کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت فرمائی ہے نیز اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی نہ گاڑنے دے۔

[٥٦٢٧

فوائد: مشکیزے کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت کے متعلق کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں ممکن ہے کہ اندر سے کوئی زہریلا کیڑا پیٹ میں چلا جائے یا تیزی سے پانی نکلنے کی وجہ سے باریک شریانوں کو نقصان پہنچ جائے یا پانی زور سے آنے کی وجہ سے اس کے کپڑے وغیرہ خراب ہو جائیں یا سانس کے ذریعے بخارات پانی میں داخل ہو جائیں جس سے دوسروں کو نفرت ہو۔ (فتح الباری:۹۱/۱۰)

٩ - باب: النَّهْيُ عنِ التَّنَفُّسِ في الإِنَاءِ

[باب الشرب بنفسين أو ثلاثة]

باب ۹: پیتے وقت برتن میں سانس لینے کی ممانعت

١٩٤٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا. [رواه البخاري: ٥٦٣١]

۱۹۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ برتن سے پانی پیتے وقت تین بار سانس لیا کرتے تھے۔

فوائد: پینے کے آداب میں سے ہے کہ برتن کے اندر سانس نہ لیا جائے اور نہ ہی اس میں پھونک ماری جائے بلکہ منہ کو برتن سے الگ کر کے سانس لینا چاہیے رسول اللہ ﷺ جب برتن کو منہ کے قریب کرتے تو بسم اللہ کہتے اور برتن کو منہ سے ہٹاتے وقت الحمد للہ کہتے تھے۔ (فتح الباری:۹۴/۱۰)

١٠ - باب: آنِيَةُ الفِضَّةِ

باب ۱۰: چاندی کے برتن میں پینے کی ممانعت

١٩٤٦ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ورَضِيَ ٱللهُ عَنها، أَنَّ رَسولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (الَّذي يَشْرَبُ في آنِيَةِ الفِضَّةِ إِنَّما يُجَرْجِرُ في بَطْنِهِ نارَ جَهَنَّمَ). [رواه البخاري: ٥٦٣٤]

۱۹۴۶۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ گویا اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ گھونٹ گھونٹ کر پیتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جس نے سونے یا چاندی کے برتنوں میں پیا وہ قیامت کے دن جنت میں ملنے والے سونے چاندی کے برتنوں سے محروم رہے گا اس سے معلوم ہوا کہ سونے چاندی کے برتنوں کو کسی قسم کے استعمال میں نہیں لانا چاہیے۔ (فتح الباری:۹۷/۱۰)

١١ - باب: الشُّرْبُ فِي الْأَقْدَاحِ

١٩٤٧ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ سَقِيفَةَ بَنِي سَاعِدَةَ فَقَالَ: (اَسْقِنَا يَا سَهْلُ). فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهٰذَا الْقَدَحِ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ. قَالَ الراوي: فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ. قَالَ: ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ. [رواه البخاري: ٥٦٣٧]

باب ١١: بڑے پیالہ سے پانی پینا

١٩٤٧۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف لائے تو فرمایا اے سہل رضی اللہ عنہ ہمیں پانی پلاؤ تو میں نے انہیں ایک پیالے سے پانی پلایا راوی کہتے ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے وہی پیالہ ہمیں نکال کر دکھایا پھر ہم نے بھی اس میں پانی پیا بعد ازاں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے درخواست کی یہ پیالہ انہیں ہدیہ دے چنانچہ انہوں نے انہیں بطور ہبہ عنایت کر دیا۔

فوائد: دنیا دار قسم کے فاسق وفاجر لوگوں کا شعار ہے کہ شراب نوشی کے لئے بڑے بڑے پیالوں کا انتخاب کرتے ہیں اور بڑے فاخرانہ انداز سے شراب نوشی کرتے ہیں تاہم اگر شراب اور ہیئت فاخرانہ سے اجتناب ہو تو ایسے برتنوں کو استعمال کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری:١٠/٩٨)

١٩٤٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ قَدَحُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي هٰذَا الْقَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا. قَالَ: وَكَانَ فِيهِ حَلْقَةٌ مِنْ حَدِيدٍ، فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ: لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَتَرَكَهُ. [رواه البخاري: ٥٦٣٨]

١٩٤٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پیالہ تھا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس پیالہ سے بہت مدت تک پانی پلایا ہے اس پیالہ میں لوہے کا ایک کڑا بھی تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس لوہے کے کڑے کی جگہ سونے یا چاندی کا کڑا ڈلوادیں تب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ کی بنائی ہوئی کسی چیز کو نہیں بدلنا چاہیے چنانچہ انہوں نے پھر ویسے ہی رہنے دیا۔

فوائد: اس حدیث پر امام بخاری نے یوں عنوان قائم کیا ہے "رسول اللہ ﷺ کے پیالے اور برتنوں میں پانی پینا" امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا ترکہ صدقہ ہے اس لئے آپ کی وفات کے بعد اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری:١٠/٩٩)

کتاب المرضی
مریضوں کے بیان میں

١ - باب: مَا جاءَ فِي كَفَّارَةِ المَرَضِ

١٩٤٩ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا يُصِيبُ المُسْلِمَ، مِنْ نَصَبٍ وَلاَ وَصَبٍ، وَلاَ هَمٍّ وَلاَ حَزَنٍ وَلاَ أَذًى وَلاَ غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ). [رواه البخاري: ٥٦٤١، ٥٦٤٢]

باب ا: کفارۂ مرض کا بیان

۱۹۴۹۔ حضرت ابوسعید اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمان کو جو پریشانی، غم، رنج، تکلیف اور دکھ پہنچتا ہے حتی کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالٰی اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ رات کے وقت شدت تکلیف کی وجہ سے بستر پر کروٹیں لینے لگے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق عرض کیا اس پر آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ (فتح الباری:۱۰/۱۰۵)

١٩٥٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (مَثَلُ المُؤْمِنِ كَمَثَلِ الخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ، مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا، فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلاَءِ. وَالْفَاجِرُ

۱۹۵۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی مثال جیسے کھیت کا سرسبز و شاداب اور نرم و نازک پودا ہو ہوا آئی تو جھک گیا جب ہوا تھم گئی تو سیدھا ہو گیا ایسے مسلمان مصیبت آنے سے جھک جاتا ہے اور

كالأرزة، صمّاء معتدلة، حتّى يقصمها الله إذا شاء). [رواه البخاري: ٥٦٤٤]

فاجر کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جو سخت ہوتا ہے اور سیدھا رہتا ہے لیکن جب اللہ چاہتا ہے تو اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ بندۂ مومن کو دنیا میں طرح طرح کے مصائب و آلام سے واسطہ پڑتا ہے وہ ایسے حالات میں صبر واستقامت کا مظاہرہ کرتا ہے ان کے دور ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے جبکہ منافق یا کافر خوب آرام میں رہتا ہے تاآنکہ اچانک موت سے اسے ختم کر دیا جاتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰۷/۱۰)

۱۹۵۱ : وعنه رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: (من يرد الله به خيرًا يصب منه). [رواه البخاري: ٥٦٤٥]

۱۹۵۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

فوائد: ایک اور حدیث میں ہے کہ بندۂ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بلند مقام مقدر کر دیا جاتا ہے لیکن اعمال صالحہ کے ذریعے اسے حاصل نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے کسی بیماری یا ذہنی کوفت میں مبتلا کر کے اسے وہاں فائز کر دیتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰۹/۱۰)

۲ - باب: شدة المرض

باب ۲: بیماری کی شدت کا بیان

۱۹۵۲ : عن عائشة رضي الله عنها قالت: ما رأيت أحدًا أشدّ عليه الوجع من رسول الله ﷺ. [رواه البخاري: ٥٦٤٦]

۱۹۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے بیماری کی سختی اس قدر کسی پر نہیں دیکھی جتنی رسول اللہ ﷺ پر واقع ہوئی تھی۔

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ بندۂ مومن کو اس کے ایمان ویقین کے مطابق آزمایا جاتا ہے چونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا ایمان بہت مضبوط ہوتا ہے اس لئے انہیں سخت مصائب و آلام سے دوچار کیا جاتا ہے۔ (فتح الباری:۱۱۱/۱۰)

۱۹۵۳ : عن عبد الله رضي الله عنه قال: أتيت النبيّ ﷺ في مرضه، وهو يوعك وعكًا شديدًا، وقلت: إنّك لتوعك وعكًا شديدًا، قلت: إنّ ذاك بأنّ لك أجرين؟ قال: (أجل، ما من مسلم يصيبه

۱۹۵۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حالت میں حاضر ہوا کہ آپ سخت بخار میں مبتلا تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کو تو بہت سخت بخار ہے غالباً اس لئے کہ آپ کو دوہرا اجر ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں بے شک مسلمان کو

أَذًى إِلاَّ حاتَّ ٱللهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ، كما تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ). [رواه البخاري: ٥٦٤٧]

کوئی تکلیف نہیں پہنچتی مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ ایسے جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت کے خشک پتے جھڑ جاتے ہیں۔

فوائد: طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ مومن پر تکلیف آنے کی وجہ سے اس کی نیکیوں میں اضافہ اور درجات میں بلندی ہوتی ہے اور اس کی برائیوں کو بھی دور کر دیا جاتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۰۵)

٣ - باب: فَضْلُ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيحِ

باب ۳: جسے بندش ہوا کیوجہ سے مرگی لاحق ہو اس کی فضیلت کا بیان

١٩٥٤ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لِبَعْضِ أَصْحابِهِ: أَلاَ أُرِيكَ ٱمْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الجنَّةِ؟ قالَ: بَلَى، قالَ: هٰذِه المَرْأَةُ السَّوْدَاءُ، أَتَتِ النَّبِي ﷺ فَقالَت: إِنِّي أُصْرَعُ، وَإِنِّي أَتكَشَّفُ، فَٱدْعُ ٱللهَ لِي، قَالَ: (إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ ٱللهَ أَنْ يُعَافِيَكِ). فَقالَتْ: إِنِّي أَصْبِرُ، فَقالَتْ: إِنِّي أَتكَشَّفُ، فَٱدْعُ ٱللهَ أَنْ لاَ أَتكَشَّفَ، فَدَعا لَهَا. [رواه البخاري: ٥٦٥٢]

۱۹۵۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے اپنے بعض ساتھیوں سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ انہوں نے کہا ضرور دکھائیں فرمانے لگے یہ کالی عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی اور عرض کیا تھا کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور اس حالت میں میرا ستر کھل جاتا ہے لہٰذا آپ اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے آپ نے فرمایا تم چاہو تو صبر کرو اور اس کے عوض تمہیں جنت ملے گی اور اگر چاہو تو تیرے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں اس تکلیف سے نجات دے وہ کہنے لگی میں صبر کروں گی پھر کہنے لگی میرا جو ستر کھل جاتا ہے اس کے لئے اللہ سے دعا کیجئے کہ یہ نہ کھلا کرے تو آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی (چنانچہ پھر کبھی دورہ کے دوران ستر نہیں کھلا)

فوائد: عام طور پر اطباء نے مرگی کی دو وجوہات بیان کی ہیں ایک یہ کہ خون گاڑھا ہونے کی وجہ سے دماغ کی باریک شریانوں میں دورہ نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے دماغی توازن برقرار نہیں رہتا اس کی علامت یہ ہے کہ مریض کے منہ سے جھاگ بہتی ہے دوسری یہ کہ خبیث جنوں کی خبیث حرکات مرگی کا باعث ہیں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کو دوسری قسم کی مرگی کا عارضہ تھا۔ (فتح الباری:۱۱۴، ۱۰/۱۱۵)

٤ - باب: فَضْلُ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ

باب ۴: جس کی بینائی جاتی رہے اس کی فضیلت

١٩٥٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ ٱللهَ تَعَالَىٰ قَالَ: إِذَا ٱبْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ، عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الجَنَّةَ). يُرِيدُ: عَيْنَيْهِ. [رواه البخاري: ٥٦٥٣]

۱۹۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے میں اپنے جس بندے کی دو پیاری چیزیں یعنی دونوں آنکھیں لے لیتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں اس کے بدلہ میں اسے جنت عطا کروں گا۔

فوائد: حدیث میں مذکور بشارت کے حصول کے لئے یہ شرط ہے کہ صدمہ پہنچتے ہی صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے حسن جزا کی امید رکھے اس پر کسی قسم کی گھبراہٹ یا حرف شکایت کا اظہار نہ کرے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۱۶)

٥ - باب: عِيَادَةُ المَرِيضِ

باب ۵: بیمار کی تیمار داری کرنا

١٩٥٦ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَنِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي، لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ. [رواه البخاري: ٥٦٦٤]

۱۹۵۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ میری تیمار داری کے لئے تشریف لائے نہ خچر پر سوار تھے اور نہ گھوڑے پر (بلکہ پا پیادہ تشریف لائے)

فوائد: مریض کو تیمار داری کے وقت تسلی دینا چاہئے اور اس کے لئے دعا بھی کرنا چاہئے رسول اللہ ﷺ جب کسی بیمار کی تیمار داری کرتے تو فرماتے خیر ہے کوئی خطرہ نہیں اگر اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہو گی۔ (فتح الباری:۱۰/۱۲۱)

٦ - باب: مَا رُخِّصَ لِلْمَرِيضِ أَنْ يَقُولَ إِنِّي وَجِعٌ أَوْ وَا رَأْسَاه أَوِ اشْتَدَّ بِي الْوَجَعُ وَقَوْلُ أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿أَنِّي مَسَّنِيَ ٱلضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ﴾

باب ۶: مریض کا یوں کہنا کہ میں بیمار ہوں.... بایں دلیل کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا اللہ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو بہت رحم کرنے والا ہے

١٩٥٧ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: وَارَأْسَاهُ، فَقَالَ

۱۹۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے ہائے سر درد کہا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر

رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ وَأَدْعُوَ لَكِ). فَقَالَتْ عائِشَةُ: وَاثُكْلِيَاهْ، وَٱللهِ إِنِّي لأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ، لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهْ، لَقَدْ هَمَمْتُ، أَوْ أَرَدْتُ، أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَٱبْنِهِ وَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ، أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ، ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى ٱللهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ، أَوْ يَدْفَعُ ٱللهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ). [رواه البخاري: ٥٦٦٦]

فرمایا (تجھے کیا فکر ہے؟) اگر اسی درد سے میری زندگی میں ہی تمہارا خاتمہ ہو جاتا ہے تو میں تیرے لئے دعا اور استغفار کروں گا تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے افسوس! اللہ کی قسم! شاید آپ میری موت چاہتے ہیں تاکہ میں مرجاؤں تو آپ آج شام کو ہی اپنی کسی دوسری بیوی سے شب باشی فرمائیں آپ نے فرمایا یہ بات ہرگز نہیں بلکہ میں تو خود درد سر میں مبتلا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں یا ارادہ کرتا ہوں کہ میں حضرت ابوبکر اور ان کے بیٹے رضی اللہ عنہم کے پاس کسی کو بھیجوں اور خلافت کی وصیت کروں تاکہ بعد میں کوئی نہ کہہ سکے اور نہ کوئی اس کی آرزو کر سکے پھر میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کو تو خود کسی دوسرے کی خلافت منظور نہیں اور نہ مسلمان کسی دوسرے کی خلافت کو قبول کریں گے۔

فوائد: چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی آرزو اور امید کے مطابق آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا۔

٧ - باب: تَمَنِّي المَرِيضِ المَوْتَ

باب ٧: مریض کو موت کی آرزو کرنا منع ہے

١٩٥٨ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ المَوْتَ لِضُرٍّ أَصَابَهُ، فَإِنْ كَانَ لاَ بُدَّ فَاعِلًا، فَلْيَقُلْ: ٱللَّهُمَّ أَحْيِنِي ما كَانَتِ الحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي ما كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي). [رواه البخاري: ٥٦٧١]

١٩٥٨۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کو رنج و مصیبت کیوجہ سے موت کی تمنا نہیں کرنا چاہئے اگر کوئی ایسی ہی مجبوری ہو تو یوں کہے اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور اگر میرے لئے مرنا بہتر ہے تو مجھے اٹھا لے۔

فوائد: موت کی آرزو کرنے کے متعلق امام بخاری کا یہ موقف ہے کہ اگر موت کے نشانات و آثار

ظاہر نہ ہوں تو موت کی تمنا کرنا درست نہیں ہاں اگر موت سامنے نظر آجائے تو اچھی موت کی تمنا کرنا جائز ہے جیسا کہ (حدیث نمبر:۵۶۷۴) سے واضح ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۳۰)

۱۹۵۹ : عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ ٱكْتَوَى سَبْعَ كَيَّاتٍ، فَقَالَ: إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِينَ سَلَفُوا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ ٱلدُّنْيَا، وَإِنَّا أَصَبْنَا ما لاَ نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ، وَلَوْلاَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ. [رواه البخاري: ٥٦٧٢]

۱۹۵۹۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے جسم پر سات داغ لگوائے تھے (سخت بیماری کہ وجہ سے) وہ کہنے لگے ہمارے ساتھی مجھ سے پہلے گزر گئے اور دنیا ان کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہ کر سکی اور ہم نے تو دنیا کی دولت اتنی پائی کہ اس کو خرچ کرنے کے لئے مٹی کے سوا اور کوئی جگہ نہیں اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور اپنے لئے موت کی دعا کرتا۔

فوائد : اس حدیث کے آخر میں راوی کا بیان ہے کہ ہم دوبارہ حضرت جناب خباب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ دیوار بنا رہے تھے ہمیں دیکھ کر کہنے کہ مسلمان کو ہر جگہ خرچ کرنے پر ثواب ملتا ہے مگر عمارت پر خرچ کرنے میں کوئی ثواب نہیں یہ اس صورت میں ہے جب ضرورت سے زائد تعمیرات کی جائیں اس کی بعض احادیث میں وضاحت بھی ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۹۳)

۱۹۶۰ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ). قَالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (لاَ، وَلاَ أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ ٱللهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَلاَ يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ: إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا، وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ). [رواه البخاري: ٥٦٧٣]

۱۹۶۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں نہیں لے جا سکے گا (بلکہ اللہ کا فضل وکرم درکار ہے) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے دامن رحمت میں چھپا لے لہٰذا اخلاص سے عمل کرو اور اعتدال سے محنت کرو لیکن کسی صورت میں موت کی آرزو نہ کرو کیونکہ اگر نیک آدمی ہے تو اور نیکیاں کرے گا اور اگر گناہگار ہے تو شاید توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے۔

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت میں داخلہ صرف اللہ کی رحمت سے ہو گا جبکہ بعض

قرآنی آیات (نحل:۳۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ دخول جنت کا سبب ہوں گے ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ بلاشبہ جنت کا حصول تو رحمت الٰہی کی بناء پر ہو گا جو اعمال صالحہ کے نتیجہ میں شامل ہو گی البتہ جنت میں درجات کا حصول اور منازل کی تقسیم اعمال صالحہ کی وجہ سے ہو گی نیز اعمال صالحہ بھی تو اللہ کی رحمت اور اس کی حسن توفیق سے ہی ہوتے ہیں۔ (فتح الباری:۱۱/۲۹۶)

٨ - باب: دُعَاءُ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ

باب ٨: تیمار داری کرنے والا مریض کے لئے کیا دعا مانگے

١٩٦١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اَللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اَللهِ ﷺ، كانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أُتِيَ بِهِ إِلَيْهِ، قالَ: (أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اَشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لاَ شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا). [رواه البخاري: ٥٦٧٥] ٦٩ - كتاب الطب

۱۹۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے۔

پروردگار! لوگوں کی بیماری دور کر دے انہیں شفا عنایت فرما تیرے علاوہ کوئی شفا دینے والا نہیں ہے تو ہی شفا دینے والا ہے اور شفا درحقیقت تیری ہی شفا ہے جو کسی بیماری کو نہیں رہنے دیتی۔

فوائد: سابقہ احادیث سے معلوم ہوا تھا کہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور ثواب کا ذریعہ ہے ایسے حالات میں دعا شفاء کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دعا ایک عبادت ہے اس پر بھی ہمیں ثواب ملتا ہے اور بیماری ثواب اور گناہوں کا کفارہ آتے ہی بن جاتی ہے بشرطیکہ اس پر صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا جائے کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لایا جائے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۳۲)

کتاب الطب
علاج کے بیان میں

١ - باب: مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً

باب ۱: اللہ نے جو بیماریاں پیدا کی ہیں ان سب کے لئے شفا بھی پیدا فرمائی ہے

١٩٦٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً). [رواه البخاري: ٥٦٧٨]

۱۹۶۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری جس کی شفا پیدا نہ کی ہو۔

فوائد: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ موت اور بڑھاپے کے لئے کوئی علاج نہیں ہے نیز حدیث میں ہے کہ حرام اشیاء میں شفاء نہیں لہذا حرام چیز بطور دوا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ (فتح الباری:۱۳۵/۱۰)

٢ - باب: الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ

باب ۲: شفا تین چیزوں میں ہے

١٩٦٣ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ: شَرْبَةِ عَسَلٍ، وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ، وَكَيَّةِ نَارٍ، وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ). [رواه البخاري: ٥٦٨١]

۱۹۶۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ شفا تین چیزوں میں ہے شہد پینے میں پچھنے لگوانے میں اور آگ سے داغ دینے میں لیکن میں اپنی امت کو داغ دینے سے منع کرتا ہوں۔

فوائد: آگ سے داغ دے کر علاج کرنا حرام نہیں ہے بلکہ نہی تنزیہی پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ نے خود داغ دیا تھا چونکہ اس سے مریض کو بہت تکلیف ہوتی ہے اس

لئے جب کوئی دوسری دوا کارگر نہ ہو تو آگ سے داغ دے کر علاج کیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۳۸)

٣ - باب: الدَّوَاءُ بِالْعَسَلِ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾

باب ۳: شہد سے علاج کرنا بدلیل: ارشاد باری تعالیٰ: "اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے

١٩٦٤ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَخِي يَشْتَكِي بَطْنَهُ، فَقَالَ: (اسْقِهِ عَسَلًا). ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: (اسْقِهِ عَسَلًا). ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: (اسْقِهِ عَسَلًا). ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: فَعَلْتُ؟ فَقَالَ: (صَدَقَ اللهُ، وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ، اسْقِهِ عَسَلًا). فَسَقَاهُ فَبَرَأَ. [رواه البخاري: ٥٦٨٤]

۱۹۶۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو پیٹ کی تکلیف ہے (دست آرہے ہیں) آپ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ وہ پھر آیا تو آپ نے فرمایا اور شہد پلاؤ وہ پھر لوٹ کر آیا اور عرض کیا میں شہد پلا چکا ہوں لیکن افاقہ نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا اللہ نے سچ فرمایا ہے شہد میں شفاء ہے لیکن تیرے بھائی کا پیٹ ہی جھوٹا ہے اسے شہد ہی پلاؤ چنانچہ اس نے پھر شہد پلایا تو وہ تندرست ہو گیا۔

فوائد: دراصل علاج کی دو اقسام ہیں ایک علاج بالموافق اور دوسری علاج بالضد' حدیث میں علاج بالموافق کا بیان ہے اس میں اگرچہ ابتداء میں مرض بڑھتا نظر آتا ہے تاہم فاسد مواد کے اخراج کے بعد مریض کو آرام آجاتا ہے۔

٤ - باب: الحَبَّةُ السَّوْدَاءُ

باب ۴: کلونجی سے علاج کرنے کا بیان

١٩٦٥ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ هٰذِهِ الحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلَّا مِنَ السَّامِ). قُلْتُ: وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: (المَوْتُ). [رواه البخاري: ٥٦٨٧]

۱۹۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کلونجی ہر مرض کا علاج ہے مگر سام کا نہیں میں نے عرض کیا کہ سام کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا "موت" یعنی اس میں موت کا علاج نہیں ہے۔

فوائد: اس حدیث کا آغاز یوں ہے کہ حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ دوران سفر بیمار ہو گئے شاید انہیں سخت زکام کی شکایت تھی تو ان کے لئے یہ علاج تجویز ہوا کہ کلونجی کو زیتون کے تیل میں پیس کر ناک میں ٹپکایا جائے' بلاشبہ کلونجی میں بہت سے فوائد ہیں۔ (فتح الباری:۱۰/۱۴۴)

٥ - باب: السَّعُوطُ بِالقُسْطِ الهِنْدِيِّ وَالبَحْرِيِّ

باب ۵: قسط ہندی اور بحری کا ناک میں ڈالنا

١٩٦٦ : عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (عَلَيْكُم بِهٰذَا العُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ: يُسْعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الجَنْبِ). وَبَاقِي الحَدِيث تَقَدَّم. (لم نعثر عليه) [رواه البخاري: ٥٦٩٢]

۱۹۶۶۔ حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ سے سنا آپ فرما رہے تھے تم عود ہندی کا استعمال ضرور کیا کرو یہ سات بیماریوں میں مفید ہے حلق کے ورم (خناق) کے لئے اسے ناک میں ڈالا جائے اور پسلی کے درد کے لئے حلق میں ڈالا جائے باقی حدیث (۱۶۷) پہلے گزر چکی ہے۔

فوائد: قسط ہندی کی تاثیر گرم خشک ہے حدیث میں اسکے دو فوائد بیان ہوئے ہیں بلاشبہ یہ پیشاب آور' حیض جاری کرنے' انتڑیوں کے کیڑوں کو مارنے' معدہ کو گرم کرنے اور زہر کے اثرات کو دور کرنے میں بہت مفید ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۴۸)

٦ - باب: الحِجَامَةُ مِنَ الدَّاءِ

باب ۶: بیماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا

١٩٦٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: حَدِيث ٱحْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ، حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ تَقَدَّم، وَقَالَ هُنا فِي آخِرِهِ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ أَمْثَلَ ما تَدَاوَيْتُمْ بِهِ ٱلحِجَامَةُ، وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ).

وَقَالَ: (لَا تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ). راجع: ١٠٠٤) [رواه البخاري: ٥٦٩٦]

۱۹۶۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے کا فریضہ حضرت ابو طیبہ رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیا یہ حدیث (۱۰۰۴) پہلے گزر چکی ہے مگر اس طریق میں اتنا اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پچھنے لگوانا علاج ہے اور عود ہندی بہترین دوا ہے اور آپ نے فرمایا کہ حلق کی بیماری میں بچوں کو (تالو دبا کر) تکلیف نہ دو بلکہ قسط کے استعمال کا التزام کرو (ورم جاتا رہے گا۔)

فوائد: نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "پچھنے لگوانا ایک بہترین علاج ہے لیکن بوڑھوں کا اس سے علاج نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ان کے بدن میں حرارت بہت کم ہوتی ہے اور ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۱۵۱)

٧ - باب: مَنْ لَمْ يُرْقَ

١٩٦٨ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (عُرِضَتْ عَلَيَّ الأُمَمُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّونَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، حَتَّى رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ، قُلْتُ: ما هٰذَا؟ أُمَّتِي هٰذِه؟ قِيلَ: هٰذَا مُوسى وَقَوْمُهُ، قِيلَ: ٱنْظُرْ إِلَى الأُفُقِ، فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلأُ الأُفُقَ، ثُمَّ قِيلَ لِي: ٱنْظُرْ هَا هُنَا وَها هُنَا في آفاقِ السَّمَاءِ، فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلأَ الأُفُقَ، قِيلَ: هٰذِهِ أُمَّتُكَ، وَيَدْخُلُ الجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلاَءِ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ). ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ، فَأَفَاضَ الْقَوْمُ، وَقالُوا: نَحْنُ الَّذِينَ آمَنَّا بِٱللهِ وَٱتَّبَعْنَا رَسُولَهُ، فَنَحْنُ هُمْ، أَوْ أَوْلاَدُنَا الَّذِينَ وُلِدُوا في الإِسْلاَمِ، فَإِنَّا وُلِدْنَا في الجَاهِلِيَّةِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَخَرَجَ، فَقالَ: (هُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ، وَلاَ يَكْتَوُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ). فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (نَعَمْ). فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟ قَالَ: (سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ). [رواه البخاري: ٥٧٠٥]

باب ۷: منتر نہ کرنے کی فضیلت

۱۹۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں اور ایک ایک دو دو نبی بھی گزرنے لگے جن کے ساتھ جماعتیں تھیں مگر کسی نبی کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا پھر ایک بہت بڑی جماعت میرے سامنے لائی گئی میں نے پوچھا یہ کس کی امت ہے شاید میری ہی امت ہو؟ مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کے لوگ ہیں البتہ آپ افق آسمان پر دیکھیں میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت نے افق آسمان کو گھیر رکھا ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ افق کے اس طرف دیکھو میں نے دیکھا تو واقعی بہت بڑی جماعت افق کو گھیرے ہوئے تھی پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان میں سے ستر ہزار ایسے ہیں جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے پھر آپ حجرے میں تشریف لے گئے اور لوگوں سے یہ ظاہر نہ فرمایا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ اب اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے باہمی گفتگو شروع کی کہنے لگے ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہے اس لئے وہ لوگ ہم ہوں گے یا ہماری اولاد ہوگی جو حالت اسلام پر پیدا ہوئے ہیں کیونکہ ہم تو زمانہ جاہلیت کی پیدائش ہیں یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا وہ تو ایسے لوگ ہیں جو نہ منتر کریں اور نہ کسی چیز کو منحوس خیال کریں اور نہ داغ دیں

صرف اپنے اللہ پر بھروسہ رکھیں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا میں بھی ان سے ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ تو آپ نے فرمایا عکاشہ رضی اللہ عنہ تجھ سے سبقت لے چکا ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی امت سے جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے ان خوش قسمت حضرات کی چند ایک خصوصیات یہ ہیں: 1 ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ 2 ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے بیک وقت جنت میں داخل ہوں گے۔ 3 ان سے کسی قسم کا حساب نہیں لیا جائے گا۔ 4 یہ سب جنت بقیع کے قبرستان سے اٹھائے جائیں گے۔ 5 ان کے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار افراد شامل رحمت ہوں گے اس طرح ان کی تعداد چار کروڑ نو لاکھ ہوگی۔ (فتح الباری:۴۰۸، ۴۱۴/۱۰)

٨ - باب: الْجُذَامُ

باب ٨: مرض جذام کا بیان

١٩٦٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ، وَلاَ هَامَةَ وَلاَ صَفَرَ، وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كما تَفِرُّ مِنَ الأَسَدِ). [رواه البخاري: ٥٧٠٧]

١٩٦٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوت لگنا' بدشگونی لینا' الو کا منحوس ہونا اور ماہ صفر کو بے برکت خیال کرنا سب لغو خیالات ہیں البتہ جذام والے سے یوں بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہو۔

فوائد: دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جذامی کے ساتھ کھانا تناول فرمایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ضعیف الاعتقاد لوگوں کو جذامی آدمی سے الگ رہنا چاہیے تاکہ کسی غلط عقیدہ کا شکار نہ ہو جائیں البتہ پختہ ایمان والے کو ان سے قرب رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتح الباری:۱۶۰/۱۰)

٩ - باب: لا صَفَرَ

باب ٩: صفر کی کوئی حیثیت نہیں

١٩٧٠ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، في رواية، قَالَ: قَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، فَمَا بَالُ إِبِلِي، تَكُونُ في الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ، فَيَأْتِي الْبَعِيرُ الأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا؟ فَقَالَ: (فَمَنْ

١٩٧٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ ایک اعرابی نے حدیث بالا کو سن کر عرض کیا پھر میرے اونٹوں کا ایسا حال کیوں ہوتا ہے؟ وہ ریگستان میں ہرنوں کی طرح بھاگتے ہیں پھر ایک خارشی اونٹ ان میں آجاتا ہے تو اس کے ملنے

أَعْدَى الْأَوَّلَ؟). [رواه البخاري: ٥٧١٧]

سے سب خارشی ہو جاتے ہیں آپ نے فرمایا پھر پہلے اونٹ کو کس نے خارشی بنایا تھا؟

فوائد: امام بخاری کے نزدیک صفر ایک پیٹ کی بیماری کا نام ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کے پیٹ میں ایک کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جب وہ کاٹتا ہے تو انسان کا رنگ پیلا پڑجاتا ہے بالآخر اس سے موت واقع ہو جاتی ہے دور جاہلیت میں اسے متعدی مرض شمار کیا جاتا تھا جس کی نفی کی گئی۔ (فتح الباری:۱۰/۱۷۱)

١٠ - باب: ذَاتُ الْجَنْبِ

باب ۱۰: پسلی کے درد کی دوا کا بیان

١٩٧١ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أَذِنَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَرْقُوا مِنَ الْحُمَةِ وَالْأُذُنِ. قَالَ أَنَسٌ: كُوِيتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ، وَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ حَيٌّ، وَشَهِدَنِي أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو طَلْحَةَ كَوَانِي. [رواه البخاري: ٥٧١٩- ٥٧٢١]

۱۹۷۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری گھرانے کو اجازت دی تھی کہ وہ بچھو وغیرہ کے ڈس جانے اور کان کے درد کے لئے دم کرلیا کریں پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پسلی کے درد کی وجہ سے داغ لگوایا تھا اس وقت حضرت ابو طلحہ' انس بن نضر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے واضح رہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے داغ دیا تھا۔

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ دم صرف کسی زہریلی چیز کے ڈس جانے یا نظربد کے بچاؤ سے ہوتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کان درد کے لئے بھی دم کیا جا سکتا ہے شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں دم کرنے کا دائرہ وسیع کر دیا ہو۔ (فتح الباری:۱۰/۱۷۳)

١١ - باب: الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

باب ۱۱: بخار بھی جہنم کا شعلہ ہے

١٩٧٢ : عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُو لَهَا، أَخَذَتِ الْمَاءَ، فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا. وقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَاءِ. [رواه

۱۹۷۲۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ان کے پاس کوئی بخار والی عورت لائی جاتی تو وہ پانی منگوا کر اس کے گریبان میں ڈال دیتیں اور فرمایا کرتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی طرح بتایا ہے کہ بخار کی حرارت کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

[البخاري: ٥٧٢٤]

فوائد: گویا بخار دنیا میں دوزخ کا ایک نمونہ ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب بخار ہوتا تو فرماتے اے اللہ! ہم سے اس عذاب کو دور کر دے۔ (صحیح بخاری حدیث: ۵۷۲۳) نیز اس حدیث میں بخار کو ٹھنڈا کرنے کا طریقہ بیان ہوا ہے۔

١٢ - باب: مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُونِ

باب ۱۲: طاعون کا بیان

١٩٧٣ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ). [رواه البخاري: ٥٧٣٢]

۱۹۷۳۔ حضرت انس سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت کا سبب ہے۔

فوائد: حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں اس کے متعلق تین شرائط بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ جہاں طاعون پھیلی ہے وہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل نہ ہو دوسری یہ کہ صبر واستقامت کا مظاہرہ کرے تیسری یہ کہ تقدیر پر ایمان اور یقین رکھے۔ (صحیح بخاری: ۵۷۳۴)

١٣ - باب: رُقْيَةُ الْعَيْنِ

باب ۱۳: نظر کے دم کا بیان

١٩٧٤ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَمَرَنِي رَسُولُ ٱللهِ ﷺ، أَوْ: أَمَرَ، أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ. [رواه البخاري: ٥٧٣٨]

۱۹۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یا کسی اور کو ارشاد فرمایا کہ جب نظر بد ہو جائے تو دم کر لینا جائز ہے۔

فوائد: نظر کا لگ جانا برحق ہے جیسا کہ بخاری (حدیث: ۵۷۴۰) میں ہے نظر بد کے لئے (سورۂ قلم: ۵۱، ۵۲) پڑھ کر دم کیا جائے تو اس کے اثرات بد دور ہو جاتے ہیں۔ یہ دم ہمارا مجرب ہے۔

١٩٧٥ : عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ، فَقَالَ: (ٱسْتَرْقُوا لَهَا، فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ). [رواه البخاري: ٥٧٣٩]

۱۹۷۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر ایک بچی دیکھی جس کے چہرے پر سیاہ نشان تھے تو آپ نے فرمایا اس پر کسی سے دم کراؤ کیونکہ اسے نظر ہو گئی ہے۔

فوائد: اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو نظر بد کے اثرات کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نظر میں بہت تاثیر رکھی ہے' دیکھنے والے کی آنکھوں سے زہر نکل کر نظر لگنے والے کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۲۰۰)

١٤ - باب: رُقْيَةُ الحَيَّةِ وَالعَقْرَبِ

باب ۱۴: سانپ بچھو کے کاٹنے سے دم

١٩٧٦ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ في الرُّقْيَةِ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ. [رواه البخاري: ٥٧٤١]

۱۹۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر زہریلے جانور کے کاٹنے پر دم کرنے کی اجازت عنایت فرمائی ہے۔

فوائد: حدیث میں بچھو وغیرہ سے بچاؤ کا ایک دم یوں منقول ہے: ((اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات من شر ما خلق)) اگر اسے صبح وشام پڑھ لیا جائے تو انسان اللہ کے فضل سے زہریلی اشیاء کی تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔ (عون الباری:۵/۲۵۸)

١٥ - باب: رُقْيَةُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۱۵: رسول اللہ ﷺ کے دم کا بیان

١٩٧٧ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يَقُولُ لِلْمَرِيضِ: (بِسْمِ ٱللهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفَى سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا). [رواه البخاري: ٥٧٤٥]

۱۹۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مریض کے لئے یوں دم کیا کرتے تھے۔

اللہ کے نام کی برکت سے ہماری زمین کی مٹی بعض کے تھوک کے ساتھ اللہ ہی کے حکم سے بیمار کو شفا دیتی ہے۔

فوائد: امام نووی نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا لعاب مبارک شہادت کی انگلی پر لگا کر اسے زمین پر رکھتے اور مذکورہ دعا پڑھتے پھر وہ مٹی مقام ماؤف پر لگا دیتے اللہ کے حکم سے مریض کو صحت ہو جاتی۔ (فتح الباری:۱۰/۲۰۸)

١٦ - باب: الْفَأْلُ

باب ۱۶: فال کا بیان

١٩٧٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَا طِيَرَةَ، وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ). قالُوا: وَما الْفَأْلُ يا رَسُولَ ٱللهِ؟ قالَ: (الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ). [رواه البخاري: ٥٧٥٤]

۱۹۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا بدشگونی کوئی چیز نہیں بہتر طریقہ عمدہ فال ہے لوگوں نے عرض کیا فال کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا وہ اچھا کلمہ جو تم کسی شخص سے سنو۔

فوائد: اگر کوئی ناپسندیدہ بات سنے یا دیکھے تو یہ دعا پڑھے: ((اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّاٰتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) (فتح الباری:۱۰/۲۱۳)

١٧ - باب: الْكَهَانَةُ

باب ۱۷: کہانت کا بیان

١٩٧٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَضَى فِي ٱمْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ ٱقْتَتَلَتَا، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِحَجَرٍ، فَأَصَابَ بَطْنَهَا وهِيَ حامِلٌ، فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِي فِي بَطْنِهَا، فَٱخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَضَى: أَنَّ دِيَةَ ما في بَطْنِهَا غُرَّةٌ، عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ، فَقَالَ وَلِيُّ المَرْأَةِ الَّتِي غَرِمَتْ: كَيْفَ أَغْرَمُ، يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَنْ لاَ شَرِبَ وَلاَ أَكَلَ، وَلاَ نَطَقَ وَلاَ ٱسْتَهَلَّ، فَمِثْلُ ذٰلِكَ بَطَلَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ). [رواه البخاري: ٥٧٥٨]

۱۹۷۹۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کے جھگڑنے پر فیصلہ صادر فرمایا ہوا یوں کہ ایک عورت نے دوسری حاملہ عورت کے پیٹ پر پتھر مار دیا تھا جس سے اس کے پیٹ کا بچہ مرگیا تو انہوں نے اپنا جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس بچے کی دیت میں ایک غلام یا لونڈی دی جائے یہ سن کر دیت دینے والی عورت کے سرپرست نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں اس کی دیت کیسے ادا کروں جس نے کھایا نہ پیا اور نہ وہ بولا نہ چیخا اس پر تو کچھ نہیں ہونا چاہیے بلکہ قابل معافی ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔

فوائد: کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو آئندہ ہونے والی باتیں بتانے کا دعوی کرے ایک حدیث کے مطابق قضاء وقدر کے فرشتے جب گفتگو کرتے ہیں تو شیاطین سن گھن لے کر ان کاہنوں کو بتا دیتے ہیں وہ اپنی طرف سے جھوٹ کی آمیزش کر کے لوگوں کا ایمان' ضمیر اور پیسہ لوٹتے ہیں اسلام نے ان کی تردید فرمائی ہے۔ چونکہ یہ لوگ بڑی مسجع کلام کرتے تھے اس لئے مذکورہ شخص کو کاہنوں کا بھائی کہا گیا۔

١٨ - باب: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

باب ۱۸: بعض تقریریں جادو اثر ہوتی ہیں

١٩٨٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ قَدِمَ رَجُلاَنِ مِنْ أَهْلِ المَشْرِقِ فَخَطَبَا، فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا، أَوْ: إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ). [رواه

۱۹۸۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل مشرق (نجد) سے دو شخص آئے اور انہوں نے تقریر کی تو لوگ ان کے انداز بیان سے ششدر گئے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض بیان جادو کی طرح پر تاثیر ہوتے ہیں۔

البخاري: ٥٧٦٧]

فوائد: بیان کی دو اقسام ہیں ایک یہ کہ اظہار مافی الضمیر جس انداز سے بھی ہو دوسری یہ کہ اپنا مدعا اس انداز سے بیان کیا جائے جو موثر اور دل نشین ہو اس دوسرے قسم کے بیان کو جادو اثر کہا جاتا ہے۔ اگر یہ انداز حق کی حمایت میں ہو تو قابل تحسین بصورت دیگر قابل مذمت ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۳۷)

١٩ - باب: لَا عَدْوَى

باب ۱۹: کسی کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی

١٩٨١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ). [رواه البخاري: ٥٧٧٤]

۱۹۸۱۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیمار اونٹ کو تندرست اونٹوں کے پاس نہ لایا جائے۔

فوائد: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذاتی طور پر کوئی بیماری متعدی نہیں ہے پھر حدیث بالا کا مطلب یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو تندرست اونٹ والے کا اعتقاد بگڑ جائے کہ میرے اونٹ کو بیمار اونٹوں کی وجہ سے بیماری لگی ہے یعنی وہم پرست لوگوں کا ایمان بچانے کے لئے آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۴۲)

٢٠ - باب: شُرْبُ السُّمِّ وَالدَّوَاءِ بِهِ وَمَا يُخَافُ مِنْهُ وَالخَبِيثِ

باب ۲۰: زہر پینا یا زہریلی' خوفناک یا ناپاک دوا استعمال کرنا

١٩٨٢ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا، فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا). [رواه البخاري: ٥٧٧٨]

۱۹۸۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو دانستہ پہاڑ سے گر پڑا اور اپنے آپ کو مار ڈالا وہ ہمیشہ دوزخ میں یہی عذاب پائے گا کہ پہاڑ سے گرایا جائے گا اور جس نے زہر پی کر خودکشی کی تو دوزخ میں اسے ہمیشہ یہی عذاب دیا جائے گا کہ اس کے ہاتھ میں زہر ہوگا اور وہ پیتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو کسی ہتھیار سے ہلاک کیا اس کو دوزخ میں بھی ہمیشہ ایسا ہی عذاب ہوگا کہ وہی ہتھیار اپنے ہاتھ میں لے کر خود کو مارتا رہے گا۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ ایسی اشیاء جو حرام اور نجس ہیں یا ان کا ضرر رساں ہونا یقینی ہے انہیں بطور علاج استعمال نہیں کرنا چاہئے حدیث میں ان کی ممانعت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام

چیزوں میں شفا نہیں رکھی۔ (فتح الباری:۷/۴۴/۱۰)

٢١ - باب: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الإِنَاءِ

١٩٨٣ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ، ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ، فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الآخَرِ دَاءً).

[رواه البخاري: ٥٧٨٢]

باب ۲۱: اگر مکھی برتن میں گر جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

۱۹۸۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارے کھانے کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو کر پھینک دو کیونکہ اس کے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں بیماری ہوتی ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ اس کے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں اس کا تریاق ہے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ذیشان فرنگی طب کی تصدیق کا محتاج نہیں تاہم عقل پرست لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے یہ عرض ہے کہ طب جدید نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ مکھی جب گندی اشیاء پر بیٹھتی ہے تو کچھ جراثیم اس کے پر سے چمٹ جاتے ہیں جبکہ کچھ اس کے پیٹ میں گھس جاتے ہیں پیٹ میں داخل ہونے والے جراثیم ایک کیمائی تبدیلی کی وجہ سے ایسے سیال مادہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جو پر سے لگے ہوئے جراثیم کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں مکھی جب کسی کھانے پینے کی چیز پر بیٹھتی ہے تو اس میں بیماری والے جراثیم چھوڑتی ہے اگر اسے ڈبو دیا جائے تو سیال مادے سے وہ جراثیم ختم ہو جاتے ہیں۔

كتاب اللباس

لباس کے بیان میں

١ - باب: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ

باب ۱: جو شخص ٹخنوں سے نیچا کپڑا پہنے وہ دوزخ میں سزا پائے گا

١٩٨٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فَفِي النَّارِ). [رواه البخاري: ٥٧٨٧]

۱۹۸۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے اپنے تہبند کو ٹخنوں سے نیچا کیا وہ آگ میں جلے گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جس نے تکبر کی وجہ سے اپنے ٹخنوں کے نیچے کپڑا چھوڑا وہ قیامت کے دن نظر رحمت سے محروم ہو گا اس وعید سے چار قسم کے لوگ مستثنیٰ ہیں۔ ① عورتوں کو حکم ہے کہ وہ اتنا کپڑا نیچے کریں کہ چلتے وقت پاؤں ننگے نہ ہوں' ② بے خیالی میں اٹھتے وقت کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔ ③ کسی کی توند بڑی ہو یا کمر پتلی ہو کوشش کے باوجود بعض اوقات کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔ ④ پاؤں پر زخم ہوں تو گرد وغبار یا مکھیوں سے حفاظت کے پیش نظر کپڑا نیچے کرنا۔ (فتح الباری:۲۵۹/۱۰)

٢ - باب: الْبُرُودُ وَالْحِبَرُ وَالشَّمْلَةُ

باب ۲: دھاری دار چادر' یمنی چادر اور شملہ کا پہنا کیسا ہے؟

١٩٨٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَلْبَسَها الْحِبَرَةَ. [رواه البخاري: ٥٨١٣]

۱۹۸۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب کپڑوں سے زیادہ یہی سبز یمنی چادر پسند تھی۔

فوائد: حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے سوال کرنے پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی بعض آئمہ نے

بیان کیا ہے کہ سبز رنگ اہل جنت کا ہو گا اس لئے آپ اس رنگ کو پسند فرماتے تھے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۷۷)

١٩٨٦ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ. [رواه البخاري: ٥٨١٤]

۱۹۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو ایک سبز یمنی چادر آپ کی مبارک نعش پر ڈالی گئی تھی۔

فوائد: شاید امام بخاری اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک روایت کی تردید کرنا چاہتے ہیں کہ آپ یمنی چادروں کے استعمال سے لوگوں کو منع کرتے تھے کہ انہیں رنگتے وقت پیشاب شامل کیا جاتا ہے تاکہ رنگ نہ اترے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۷۷)

٣ - باب: الثِّيَابُ الْبِيضُ

باب ۳: سفید لباس کا بیان

١٩٨٧ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ، وَهُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ ٱسْتَيْقَظَ، فَقَالَ: (ما مِنْ عَبْدٍ قالَ: لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ، ثُمَّ ماتَ عَلَى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الجَنَّةَ). قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قالَ: (وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ). قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قالَ: (وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ). قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قالَ: (وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ).

وَكانَ أَبُو ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قالَ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ. [رواه البخاري: ٥٨٢٧]

۱۹۸۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ سفید کپڑا اوڑھے سو رہے تھے پھر دوبارہ آیا تو آپ بیدار تھے اس وقت آپ نے فرمایا جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا پھر اس عقیدہ توحید پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا گو وہ زنا اور چوری کا مرتکب ہو میں نے پھر عرض کیا اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو آپ نے فرمایا ہاں گو وہ زنا اور چوری کا مرتکب ہو میں نے پھر عرض کیا اگرچہ اس نے بدکاری اور چوری کا ارتکاب کیا ہو آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ اس نے زنا اور چوری کا ارتکاب کیا ہو چاہے اس میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی رسوائی ہی کیوں نہ ہو؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو یہ الفاظ ضرور بیان کرتے۔ اگرچہ ابوذر کو یہ ناپسند ہو۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں امام بخاری فرماتے ہیں کہ جو بندہ مرتے وقت یا اس سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کر لے اور شرمندہ ہو پھر لا الہ الا اللہ کہے تو اللہ اسے معاف کر دے گا۔

٤ - باب: لُبْسُ الحَرِيرِ وَافْتِرَاشُهُ

باب ۴: ریشم کو پہننا اور اسے بچھا کر بیٹھنا کیسا ہے؟

١٩٨٨ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الحَرِيرِ، إِلَّا هٰكَذا. وَأَشارَ بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الإِبْهَامَ، يَعْنِي الأَعْلامَ. [رواه البخاري: ٥٨٢٨]

۱۹۸۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشمی لباس پہننے سے منع فرمایا ہے پھر آپ نے اپنی شہادت اور درمیانی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا (صرف اتنا جائز ہے اس سے کپڑے کا بیل بوٹا یا حاشیہ مراد ہے۔)

فوائد: قوسین کے درمیان حدیث کے راوی حضرت ابو عثمان نہدی کی وضاحت ہے یعنی دو انگلی چوڑا حاشیہ ریشم کا لگایا جا سکتا ہے۔

٥ - باب: افْتِرَاشُ الحَرِيرِ

باب ۵: ریشم کو بچھانے کا بیان

١٩٨٩ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ لَبِسَ الحَرِيرَ فِي ٱلدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ في الآخِرَةِ). [رواه البخاري: ٥٨٣٠]

۱۹۸۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم پہنا تو وہ آخرت میں ریشم سے محروم رہے گا۔

فوائد: حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم آذربیجان میں حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ فرمان نبوی لکھ کر روانہ کیا تھا۔ (صحیح بخاری:۵۸۳۰)

١٩٩٠ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ ٱلذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا، وَعَنْ لُبْسِ الحَرِيرِ وَٱلدِّيبَاجِ، وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ. [رواه البخاري: ٥٨٣٧]

۱۹۹۰۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونے چاندی کے برتن میں کھانے پینے اور ریشم و دیبا کے پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا

فوائد: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ریشم کی گدی پر بیٹھنے کے بجائے مجھے آگ کے انگاروں پر بیٹھنا زیادہ مفید ہے اس سے معلوم ہوا کہ ریشم پہننا اور اس کے گدوں پر بیٹھنا دونوں حرام ہیں واضح رہے کہ یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۲۹۲)

٦ - باب: النَّهْيُ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

باب ٦: زعفران کا استعمال مردوں کیلئے ناجائز ہے

١٩٩١ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ. [رواه البخاري: ٥٨٤٦]

۱۹۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مرد کو زعفرانی رنگ کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: امام بخاری کی مراد جسم کے کسی حصہ کو زعفران سے رنگنے کی ممانعت بیان کرنا ہے کیونکہ کپڑے کو زعفرانی رنگ دینے کے متعلق آگے ایک عنوان قائم کیا ہے اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اس امتناعی حکم میں شامل نہیں ہیں۔ (فتح الباری:۱۰/۳۰۴)

٧ - باب: النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ وَغَيْرُهَا

باب ۷: بالوں سے صاف یا بالوں والی جوتی پہننے کا بیان

١٩٩٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. [رواه البخاري: ٥٨٥٠]

۱۹۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے ان سے پوچھا گیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ اپنی جوتیاں پہنے نماز پڑھ لیا کرتے تھے وہ کہنے لگے ہاں۔

فوائد: عرب میں اکثر لوگ دباغت کے بغیر چمڑے کی جوتیاں پہنا کرتے تھے جن پر بال ہوتے امام بخاری نے اپنی عادت کے مطابق عموم سے استدلال کیا ہے کہ لفظ نعل عام ہے خواہ اس پر بال ہوں یا نہ ہوں بالوں کے بغیر صاف چمڑے کی جوتی پہننے کا ذکر احادیث میں عام ملتا ہے۔ (صحیح بخاری:۵۸۵۱)

١٩٩٣ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا). [رواه البخاري: ٥٨٥٥]

۱۹۹۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک جوتی پہن کر نہ چلے دونوں اتارے یا دونوں پہن کر چلے۔

فوائد: اس حدیث پر امام بخاری نے یوں عنوان قائم کیا ہے کہ ایک پاؤں میں جوتا پہننا اور دوسرے کو ننگا رکھنا منع ہے کیونکہ ایسا کرنا بدنما معلوم ہوتا ہے نیز اس سے پاؤں کو تکلیف پہنچنے کا بھی اندیشہ ہے۔ (عون الباری:۵/۲۸۰)

٨ - باب: يَنْزِعُ نَعْلَهُ الْيُسْرَى

باب ۸: جوتا اتارتے وقت پہلے بایاں اتارنے کا بیان

١٩٩٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا ٱنْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمالِ، لِتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُما تُنْعَلُ وَآخِرَهُما تُنْزَعُ). [رواه البخاري: ٥٨٥٦]

۱۹۹۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی جوتا پہنے تو پہلے دایاں پاؤں ڈالے اور جب اتارے پہلے بایاں پاؤں نکالے تاکہ دایاں پاؤں پہننے میں اول اور اتارنے میں آخر ہو۔

فوائد : رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ زینت و تکریم کے کاموں میں دائیں جانب سے آغاز فرماتے اور ان کے برعکس بائیں جانب سے شروع کرتے مثلاً بیت الخلا میں داخل ہونا' استنجاء کرنا اور جوتا اتارنا وغیرہ۔ (فتح الباری:۱۰/۳۱۲)

٩ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: لاَ يُنْقَشُ عَلَى نَقْشِ خاتَمِهِ

باب ۹: فرمان نبوی کہ میری انگوٹھی کا نقش کوئی دوسرا نہ بنائے

١٩٩٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ٱتَّخَذَ خاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، وَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ ٱللهِ، وَقالَ: (إِنِّي ٱتَّخَذْتُ خاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ ٱللهِ، فَلاَ يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِهِ). [رواه البخاري: ٥٨٧٧]

۱۹۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کے الفاظ کندہ کرائے نیز فرمایا کہ میں نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوا کر اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کندہ کرایا ہے لہٰذا تم سے کوئی یہ نقش کندہ نہ کرائے۔

فوائد : یہ عبارت کندہ کرانے کی وجہ یہ تھی کہ جب رسول اللہ ﷺ کا عرب کے باہر ملوک وسلاطین کو دعوتی خط لکھنے کا پروگرام بنا تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ سرکاری مہر کے بغیر کوئی تحریر قبول نہیں کرتے چونکہ اس کی حیثیت ایک سرکاری مہر کی تھی اس لئے لوگوں کو ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ کرنے سے منع فرما دیا۔ (صحیح بخاری:۵۸۷۰)

١٠ - باب: إِخْرَاجُ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الْبُيُوتِ

باب ۱۰: ایسے زنانے مردوں کو نکال دینا چاہئے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں

١٩٩٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، وَقَالَ: (أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ). قَالَ: فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فُلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا. [رواه البخاري: ٥٨٨٦]

۱۹۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زنانے مرد اور مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ انہیں گھروں سے نکال دو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک زنانے شخص کو نکال دیا تھا اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک زنانے مرد کو باہر نکال دیا تھا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی آبادی سے ہر اس شخص کو نکال دینا چاہئے جو اہل اسلام کی ایذا رسانی کا باعث ہو تاوقتیکہ وہ ایذاء رسانی سے باز آجائے اور اللہ کے حضور اپنی توبہ کا نذرانہ پیش کرے۔ (فتح الباری:۱۰/۳۳۴)

١١ - باب: إِعْفَاءُ اللُّحَى

باب ۱۱: داڑھی کو (اپنی حالت پر) چھوڑ دینے کا بیان

١٩٩٧ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ: وَفِّرُوا اللُّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ). [رواه البخاري: ٥٨٩٢]

۱۹۹۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو' داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔

فوائد: داڑھی کو اپنی حالت پر چھوڑنا شعائر اسلام سے ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے نیز اسے امور فطرت سے قرار دیا ہے اس کی مخالفت کرنا اہل کتاب' یہود و مجوس سے مشابہت کرنا ہے جس کی دین اسلام میں سخت ممانعت ہے۔

١٢ - باب: الْخِضَابُ

باب ۱۲: خضاب کا بیان

١٩٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ). [رواه البخاري: ٥٨٩٩]

۱۹۹۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کی مخالفت کرو۔

فوائد: یہ حدیث داڑھی اور سر کے بالوں کو خضاب لگانے سے متعلق ہے لیکن خضاب لگاتے وقت سیاہ رنگ سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ صحیح مسلم میں سیاہ رنگ اختیار کرنے کی ممانعت منقول ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۳۵۵)

١٣ - باب: الجَعْدُ

باب ۱۳: گھونگھریالے بالوں کا بیان

١٩٩٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ شَعَرُ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ رَجِلًا، لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلاَ الجَعْدِ، بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعاتِقِهِ. [رواه البخاري: ٥٩٠٥]

۱۹۹۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل سیدھے اور نہ بہت گھونگھریالے بلکہ قدرے خمیدہ تھے جو کندھے اور کانوں کے درمیان رہتے تھے۔

فوائد: بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لو تک تھے در حقیقت جب آپ بالوں میں کنگھی کرتے تو کندھوں تک آجاتے اور جب آپ انہیں کاٹتے کنگھی نہ کرتے تو کانوں تک رہتے۔ (فتح الباری:۱۰/۳۵۸)

٢٠٠٠ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قالَ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلاَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَكانَ بَسْطَ الْكَفَّيْنِ. [رواه البخاري: ٥٩٠٧]

۲۰۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پاؤں پر گوشت تھے میں نے ویسا خوبصورت نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا نہ آپ کے بعد اور آپ کی ہتھیلیاں چوڑی اور کشادہ تھیں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیاں کشادہ ہونے کا مطلب بعض محدثین نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ بڑے فیاض اور دریا دل تھے اگرچہ حقیقت میں ایسا ہی تھا لیکن یہاں آپ کی شکل وصورت کی تصویر کشی کی جا رہی ہے۔ اس موضوع پر ہماری کتاب "آئینہ جمال نبوت" کا مطالعہ مفید رہے گا جسے مکتبہ دار السلام نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے شائع کیا ہے۔

١٤ - باب: الْقَزَعُ

باب ۱۴: سر کے کچھ بال منڈوانے اور کچھ چھوڑ دینے کا بیان

٢٠٠١ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ الْقَزَعِ. [رواه البخاري: ٥٩٢١]

۲۰۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ قزع سے منع فرماتے تھے۔

فوائد: بخاری میں قزع کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ پیشانی اور سر کے دونوں جانب بال چھوڑ کر باقی سر منڈوا دیا جائے اس میں مرد' عورت اور بچے تمام شامل ہیں ممانعت کی وجہ یہود سے مشابہت ہے۔ (فتح الباری:۳۶۵/۱۰)

۱۵ - باب: تَطْيِيبُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا

باب ۱۵: عورت کا اپنے ہاتھ سے خاوند کو خوشبو لگانا جائز ہے

۲۰۰۲ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ بِأَطْيَبِ ما يَجِدُ، حَتَّى أَجِدَ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ. [رواه البخاري: ٥٩٢٣]

۲۰۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو عمدہ سے عمدہ خوشبو جو میسر ہوتی تھی وہ لگایا کرتی تھی یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک آپ کے سر اور داڑھی مبارک میں دیکھتی

فوائد: مرد اور عورت کی خوشبو میں فرق یہ ہے کہ مرد کی خوشبو میں رنگ کے بجائے مہک ہوتی ہے اور عورت کی خوشبو میں مہک کے بجائے رنگ ہوتا ہے نیز عورت کو جائز ہے کہ چہرے پر خوشبو لگائے جبکہ مرد کے لئے یہ جائز نہیں۔ (فتح الباری:۳۶۶/۱۰)

۱٦ - باب: مَنْ لا يَرُدَّ الطِّيبَ

باب ۱٦: جو شخص خوشبو کو واپس نہ کرے

۲۰۰۳ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ لاَ يَرُدُّ الطِّيبَ. [رواه البخاري: ٥٩٢٩]

۲۰۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ خوشبو کا ھدیہ واپس نہیں فرماتے تھے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تمہیں خوشبو دے تو اسے واپس نہ کرو کیونکہ ایسا کرنے سے انسان زیر بار نہیں ہوتا خود راوی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہی عمل تھا۔ (فتح الباری:۳۷۱/۱۰)

۱۷ - باب: الذَّرِيرَةُ

باب ۱۷: ذریرہ (مرکب خوشبو) کا بیان

۲۰۰٤ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ، بِذَرِيرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، لِلْحِلِّ وَالإِحْرَامِ. [رواه البخاري: ٥٩٣٠]

۲۰۰٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو احرام کھولتے اور باندھتے وقت اپنے ہاتھ سے خوشبوئے ذریرہ لگائی تھی۔

فوائد: بعض روایات میں وضاحت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھتے'

رمی جمار کے وقت دسویں ذوالحجہ کو طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگائی تھی۔ (فتح الباری:۷۲/۴/۱۰)

١٨ - باب: عَذَابُ الْمُصَوِّرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

باب ۱۸: جاندار کی تصویر بنانے والوں کی سزا

٢٠٠٥ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ). [رواه البخاري: ٥٩٥١]

۲۰۰۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن انہیں عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جس کو تم نے بنایا ہے اسے زندہ بھی تم ہی کرو۔

فوائد: تصویر کشی حرام ہے خواہ ہاتھ سے بنائی جائے یا کیمرہ سے' اس کا اپنا وجود ہو یا کسی پر نقش کی جائے صرف غیر جاندار پہاڑ اور درخت وغیرہ کی بنانا جائز ہے ہمارے ہاں مختلف تقریبات کے موقع پر وڈیو فلم تیار کرنا بھی ناجائز ہے۔

١٩ - باب: نَقْضُ الصُّوَرِ

باب ۱۹: تصویروں کو چاک کرنا

٢٠٠٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (قَالَ اللهُ تعالى: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً، وَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً). وزاد في رواية: (فَلْيَخْلُقُوا شَعِيرَةً). [رواه البخاري: ٥٩٥٣]

۲۰۰۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو پیدا کرنے میں میری نقالی کرتا ہے ایک دانہ یا ایک چیونٹی تو پیدا کر دیں۔ ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ ایک جو ہی پیدا کر کے دکھائیں۔

فوائد: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب آپ نے ایک مصور کو دیکھا کہ وہ مکان کی دیوار پر تصویریں بنا رہا تھا اس سے بھی معلوم ہوا کہ عکسی اور نقشی ہر قسم کی تصویر منع ہے۔

کتاب الادب
آداب کے بیان میں

١ - باب: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ

باب ۱: حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

٢٠٠٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: (أُمُّكَ). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (ثُمَّ أُمُّكَ). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (ثُمَّ أُمُّكَ). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (ثُمَّ أَبُوكَ). [رواه البخاري: ٥٩٧١]

۲۰۰۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں! پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں! عرض کیا اس کے بعد کون؟ فرمایا: تیری ماں پھر عرض کیا اس کے بعد! تب فرمایا کہ تیرا باپ!

فوائد: خدمت کے سلسلہ میں ماں کے تین درجے اور باپ کا ایک درجہ ہے کیونکہ ماں اس کے متعلق بہت تکلیف اٹھاتی ہے مثلاً نو مہینے تک پیٹ میں رکھتی ہے پھر جنم کے وقت تکلیف اٹھاتی ہے اور دودھ پلاتی ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۰۲)

٢ - باب: لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ

باب ۲: آدمی اپنے والدین کو گالی نہ دے

٢٠٠٨ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ

۲۰۰۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت انہوں کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی والدین پر لعنت کرے لوگوں

يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ). قِيلَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: (يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ). [رواه البخاري: ٥٩٧٣]

نے عرض کیا والدین پر کوئی کیسے لعنت کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا بایں طور کہ وہ کسی کے باپ کو گالی دے گا نتیجتاً وہ اس کے باپ کو گالی دے گا اور یہ کسی کی ماں کو گالی دے گا تو وہ اس کے عوض اس کی ماں کو گالی دے گا۔

فوائد: چونکہ یہ اپنے والدین کو گالی دینے کا سبب بنا ہے گویا اس نے خود اپنے والدین کو گالی دی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو کام کسی گناہ کا سبب ہو اسے بھی عمل میں نہیں لانا چاہیے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۰۴)

٣ - باب: إِثْمُ الْقَاطِعِ

باب ۳: قطع رحمی کے گناہ کا بیان

٢٠٠٩ : عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَاطِعٌ). [رواه البخاري: ٥٩٨٤]

۲۰۰۹۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جس قوم میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہے اور وہ اس کی حوصلہ افزائی کریں اس نحوست کی بناء پر تمام قوم اللہ کی رحمت سے محروم کر دی جاتی ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۱۵)

٤ - باب: مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ الله

باب ۴: جو صلہ رحمی کرے گا اللہ اس سے تعلق رکھے گا

٢٠١٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الرَّحِمَ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ ٱللهُ: مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ). [رواه البخاري: ٥٩٨٨]

۲۰۱۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رحم رحمٰن سے مشتق ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا جو تجھے جوڑے گا میں بھی اسے جوڑوں گا اور جو تجھ سے جدا ہو گا میں بھی اس سے جدا ہوں گا۔

فوائد: اللہ نے جب رحم کو پیدا کیا تو اس نے پروردگار کی کمر تھام لی اور عرض کیا کہ لوگ میرے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ ارشاد فرما کر اس کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ (صحیح بخاری:۵۹۸۷)

[٥ - باب: تُبَلُّ الرَّحِمُ بِبِلَالِهَا]

باب ٥: رحم کی تراوت کی بنا پر اس کو تر رکھنا

٢٠١١ : عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ، يَقُولُ: (إِنَّ آلَ أَبِي فُلانٍ لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي، إِنَّمَا وَلِيِّيَ ٱللهُ وَصَالِحُ المُؤْمِنِينَ، وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا). [رواه البخاري: ٥٩٩٠]

٢٠١١۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ علانیہ فرما رہے تھے کہ فلاں کی اولاد میرے عزیزوں سے نہیں میرا دوست تو اللہ اور صالح لوگ ہیں البتہ ان سے رحم کا رشتہ ہے اگر وہ تر رکھیں گے تو میں بھی تر رکھوں گا۔

فوائد: صلہ رحمی کے کئی ایک دنیوی فوائد بھی ہیں اور اس سے رزق میں فراخی اور عمر میں وسعت پیدا ہوتی ہے نیز لوگوں میں عزت اور وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ١٠/٤١٦)

٦ - باب: رَحْمَةُ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلُهُ وَمُعَانَقَتُهُ

باب ٦: بچے پر شفقت کرنا اسے بوسہ دینا اور گلے لگانا

٢٠١٢ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: جاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: تُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ؟ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَوَ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ ٱللهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ). [رواه البخاري: ٥٩٩٨]

٢٠١٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا آپ تو بچوں کا بوسہ لیتے ہیں ہم تو ان سے پیار نہیں کرتے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیا کروں جب اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحم کو نکال لیا ہے۔

فوائد: یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے شفقت و محبت کو نکال دیا ہے تو میں اسے واپس نہیں کر سکتا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا جو کسی پر شفقت نہیں کرتا اللہ اس پر مہربانی نہیں کرے گا۔ (فتح الباری: ١٠/٤٣٠)

٧ - باب: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ

باب ٧: صلہ رحمی کے بدلہ میں اچھا برتاؤ کرنا صلہ رحمی نہیں ہے۔

٢٠١٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

٢٠١٣۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں صلہ

قَالَ: (لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلٰكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا). [رواه البخاري: ٥٩٩١]

رحمی کرنے والا وہ نہیں جو صرف بدلہ چکائے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو اپنے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑے۔

فوائد: صلہ رحمی کے تین درجے ہیں پہلا درجہ مواصل کا ہے کہ قطع تعلق کے باوجود صلہ رحمی کرتا رہے دوسرا درجہ مکافی کا ہے کہ صلہ رحمی کے جواب میں صلہ رحمی کرے تیسرا قاطع یعنی تعلقات کو ختم کر دینے والا ایسے حالات میں جو صلہ رحمی کرتا ہے اسے حدیث میں واصل کہا گیا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۲۴)

٢٠١٤ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سَبْيٌ، فَإِذَا ٱمْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِي، إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ، فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: (أَتُرَوْنَ هٰذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟). قُلْنَا: لَا، وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لَا تَطْرَحَهُ، فَقَالَ: (للهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا). [رواه البخاري: ٥٩٩٩]

۲۰۱۴۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کچھ قیدی لائے گئے جن میں ایک عورت بھی تھی جس کی چھاتیوں سے دودھ ٹپک رہا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی اتنے میں اسے ایک بچہ قیدیوں میں سے ملا اس نے جھٹ سے اسے چھاتی سے چمٹایا اور دودھ پلانے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں جھونک دے گی ہم نے کہا ہرگز نہیں جب تک اسے قدرت ہوگی وہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالے گی اس پر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنی وہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے۔

فوائد: لفظ عباد اگرچہ عام ہے لیکن اس سے مراد اہل ایمان ہیں جنہیں موت دین اسلام پر آئی ہو اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو آگ میں نہیں ڈالے گا۔ (فتح الباری:۱۰/۴۳۱)

٨-باب: جَعَلَ اللهُ الرَّحْمَةَ فِي مِائَةِ جُزْءٍ

باب ۸: اللہ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں

٢٠١٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ

۲۰۱۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ

يَقُول: (جَعَلَ ٱللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ جُزْءًا، وَأَنْزَلَ فِي الأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا، فَمِنْ ذٰلِكَ الجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الخَلْقُ، حَتَّى تَرْفَعَ الفَرَسُ حافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا، خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ). [رواه البخاري: ٦٠٠٠]

فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے ہیں ان میں سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں اور ایک حصہ زمین پر اتارا ہے اس ایک حصہ کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ گھوڑا بھی اپنے بچے پر سے پاؤں اٹھا لیتا ہے کہ اس کو تکلیف نہ پہنچے۔

فوائد: ایک روایت میں اس ایک رحمت کی مقدار بیان کی گئی ہے کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان خلاء کو بھرنے کے لئے کافی ہے دوسری روایت میں ہے کہ اگر کافر کو اللہ کے ہاں اس قدر رحمت کا یقین ہو جائے تو کبھی جنت میں داخلہ سے مایوس نہ ہو۔ (فتح الباری:۱۰/۴۳۳)

٩ - باب: وَضْعُ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ

باب ۹: بچے کو ران پر بٹھانے کا بیان

٢٠١٦ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ، وَيُقْعِدُ الحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الآخَرِ، ثُمَّ يَضُمُّهُمَا، ثُمَّ يَقُولُ: (اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا). [رواه البخاري: ٦٠٠٣]

۲۰۱۶۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں جب بچہ تھا تو رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر ایک ران پر بٹھاتے اور دوسری پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پھر دونوں کو چمٹا لیتے اور دعا کرتے اے اللہ ان دونوں پر رحم فرما کیونکہ میں بھی ان پر شفقت کرتا ہوں۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ بچوں کے ساتھ خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے بعض دفعہ کسی بچے کو اپنی گود میں بٹھا لیتے اگر وہ وہ پیشاب بھی کر دیتا تو بھی کسی قسم کی ناگواری کا اظہار نہ کرتے۔ (صحیح بخاری:۶۰۰۲)

١٠ - باب: رَحْمَةُ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ

باب ۱۰: آدمیوں اور جانوروں پر رحم کرنا

٢٠١٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ فِي صَلَاةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ: اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا، وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا. فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ لِلأَعْرَابِيِّ:

۲۰۱۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اتنے میں ایک دیہاتی نماز میں ہی دعا مانگنے لگا اے اللہ مجھ پر اور حضرت محمد ﷺ پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر جب رسول اللہ

(لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا). [رواه البخاري: ٦٠١٠]

ﷺ نے سلام پھیرا تو دیہاتی سے کہا تو نے کشادہ یعنی اللہ کی رحمت کو تنگ کردیا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے اس دیہاتی پر اس لئے اعتراض کیا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے تمام لوگوں کے لئے رحم وکرم مانگنے میں بخل سے کام لیا تھا۔ (فتح الباری:۱۰/۴۳۹)

٢٠١٨ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (تَرَى المُؤْمِنِينَ: فِي تَرَاحُمِهِمْ، وَتَوَادِّهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الجَسَدِ، إِذَا ٱشْتَكَى عُضْوٌ، تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالحُمَّى). [رواه البخاري: ٦٠١١]

۲۰۱۸۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو مسلمانوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے دوستی قائم رکھنے اور مہربانی کا برتاؤ کرنے میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا کہ اگر جسم کا ایک عضو بیمار ہوجاتا ہے تو تمام اعضاء بخار اور بیداری میں اس کے شریک ہوتے ہیں۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر مسلم معاشرے میں ایک مسلمان کو کوئی تکلیف ہو تو دنیا بھر کے مسلمان اس وقت تک بے قرار وبے چین رہیں جب تک اس کی تکلیف دور نہ ہو جائے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۴۰)

٢٠١٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا، فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ، إِلاَّ كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ٦٠١٢]

۲۰۱۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس مسلمان نے کوئی درخت لگایا اور اس کا پھل انسانوں اور جانوروں نے کھایا تو لگانے والے کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔

فوائد: اس حدیث سے کھیتی باڑی اور شجرکاری کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے کہ اگر اخروی فوز وفلاح کی نیت سے یہ کام کئے جائیں تو اللہ کے ہاں بلا حد وحساب اجر وثواب کا باعث ہے۔ (صحیح بخاری: حدیث:۲۳۲۰)

٢٠٢٠ : عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ البَجَلِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ لاَ يَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ). [رواه البخاري: ٦٠١٣]

۲۰۲۰۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو کسی پر رحم نہیں کرے گا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! تم اہل زمین پر رحم کرو تم پر آسمان والا یعنی اللہ تعالیٰ رحم وکرم فرمائے گا اس میں اللہ کی تمام مخلوق پر رحم کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۴۰)

١١ - باب: الْوَصَاةُ بِالْجَارِ

باب ۱۱: پڑوسی کے حقوق کا بیان

٢٠٢١ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (ما زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ). [رواه البخاري: ٦٠١٤]

۲۰۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی اس قدر تاکید کی کہ مجھے خیال گزرا شاید اسے میرا وارث ہی ٹھہرا دیں گے۔

فوائد: پڑوسی کا خیال رکھنے کی بہت تاکید کی گئی ہے خود رسول اللہ ﷺ کا ایک یہودی پڑوسی تھا جب آپ گوشت کے لئے کوئی جانور ذبح کرتے تو اس کے گھر بھی بطور ہدیہ بھیجتے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۴۲)

١٢ - باب: إِثْمُ مَنْ لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ

باب ۱۲: جس شخص کی اذیت رسانی کا پڑوسیوں کو اندیشہ ہو اس کا گناہ

٢٠٢٢ : عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (وَٱللهِ لاَ يُؤْمِنُ، وَٱللهِ لاَ يُؤْمِنُ، وَٱللهِ لاَ يُؤْمِنُ). قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (الَّذِي لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ). [رواه البخاري: ٦٠١٦]

۲۰۲۲۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! مومن نہیں ہو سکتا اللہ کی قسم! مومن نہیں ہو سکتا اللہ کی قسم! مومن نہیں ہو سکتا دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ایسا کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا جس کے پڑوسی کو (بجائے آرام کے) اس کی ایذا رسانی کا اندیشہ ہو۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ پڑوسی کے ساتھ بدسلوکی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا' یہ اس صورت میں ہے کہ جب پڑوسی کو تنگ کرنا حلال اور جائز سمجھتا ہو افسوس کہ ہمارے معاشرہ میں کچھ اس طرح کے حالات ہیں کہ ایک گھر میں مسرت وشادمانی کی شہنائیاں بج رہی ہوتی ہیں جبکہ پڑوسی کے گھر کسی ناگہانی مصیبت کی وجہ سے صف ماتم بچھی ہوتی ہے۔

١٣ - باب: مَنْ كانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَومِ الآخِرِ فَلاَ يُؤذِ جارَهُ

باب ۱۳: جو شخص اللہ پر ایمان اور قیامت پر یقین رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے

٢٠٢٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ:

۲۰۲۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ پر

(مَن كانَ يُؤْمِنُ بِٱللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جارَهُ، وَمَنْ كانَ يُؤْمِنُ بِٱللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كانَ يُؤْمِنُ بِٱللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ). [رواه البخاري: ٦٠١٨]

ایمان اور قیامت پر یقین رکھتا ہے اسے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں دینی چاہیے جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرنا چاہیئے اور جس کو اللہ اور قیامت پر ایمان ہے اسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

فوائد: ایک روایت میں پڑوسی کے حقوق بیان کئے گئے ہیں کہ بوقت ضرورت اسے قرض دیا جائے اور اس کی مدد کی جائے' تیمار داری کی جائے خوشی کے موقع پر مبارک باد کہی جائے غمی کے وقت اسے تسلی دی جائے یعنی اس کی جملہ ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۴۶)

١٤ - باب: كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

باب ۱۴: ہر اچھی بات کا بتا دینا صدقہ دینے کے برابر ہے

٢٠٢٤ : عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ). [رواه البخاري: ٦٠٢١]

۲۰۲۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی کو کوئی اچھی بات بتانے کا ثواب صدقہ دینے کے برابر ہے۔

فوائد: دوسری حدیث میں ہے کہ اگر کسی کو اچھی بات نہ بتا سکتا ہو تو اپنے شر سے محفوظ رکھنا بھی صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری:۶۰۲۲)

١٥ - باب: الرِّفْقُ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ

باب ۱۵: ہر امر میں نرمی اور آسانی کرنا چاہیے

٢٠٢٥ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ ٱللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ). [رواه البخاري: ٦٠٢٤]

۲۰۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا اللہ ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

فوائد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات اس وقت ارشاد فرمائے جب آپ کے پاس کچھ یہودی آئے اور انہوں نے کہا تمہیں موت آئے "السام علیکم" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس شرارت کو سمجھ لیا اور جواباً فرمایا کہ تم پر موت اور پھٹکار ہو اس پر آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

١٦ - باب: تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضِهِمْ بَعْضاً

٢٠٢٦ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا). ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ، أَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: (ٱشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا، وَلْيَقْضِ ٱللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ). [رواه البخاري: ٦٠٢٧]

باب ۱۶: اہل ایمان کا آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا

۲۰۲۶۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تھامے رکھتا ہے پھر اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں ڈالا (کہ اس طرح ایک دوسرے سے مل کر قوت دیتے ہیں) اور ایک بار ایسا ہوا کہ آپ تشریف فرما تھے' اتنے میں ایک ضرورتمند شخص آیا اور سوال کرنے لگا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا حاجت مندوں کی سفارش کیا کرو تمہیں سفارش کرنے کا ثواب ملے گا اللہ تعالیٰ تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے وہی فیصلہ کرائے گا جو وہ چاہے گا۔

فوائد: ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی ہر لحاظ سے مدد کرنی چاہئے ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد فرماتے ہیں جب تک وہ دوسرے بھائی کی مدد میں کوشاں رہتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۵۰)

١٧ - باب: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا

٢٠٢٧ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ سَبَّابًا، وَلاَ فَحَّاشًا، وَلاَ لَعَّانًا، كَانَ يَقُولُ لأَحَدِنَا عِنْدَ المَعْتَبَةِ: (مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ). [رواه البخاري: ٦٠٣١]

باب ۱۷: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گو اور بدزبان نہ تھے

۲۰۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ گالی باز سخت گو' بد زبان اور لعنت بھیجنے والے نہ تھے اگر کبھی کسی پر ناراض ہوتے تو اتنا فرماتے اس کو کیا ہو گیا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ گالی گلوچ اور لعن طعن ایک مسلمان کے شایان شان نہیں ہے۔

١٨ - باب: حُسْنُ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ وما يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

باب ۱۸: حسن خلق سخاوت اور ناپسندیدہ بخل کا بیان

٢٠٢٨ : عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: ما سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ: لاَ. [رواه البخاري: ٦٠٣٤]

۲۰۲۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کبھی کوئی چیز مانگی گئی ہو تو آپ نے "نہیں" میں جواب دیا ہو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کی مروت کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ کے پاس کوئی چیز ہوتی تو سائل کو اسی وقت دے دیتے تھے اگر نہ ہوتی تو وعدہ فرماتے یا خاموش رہتے دوٹوک جواب دے کر سائل کی حوصلہ شکنی نہ فرماتے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۵۸)

٢٠٢٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قالَ لِي: أُفٍّ، وَلاَ: لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلاَ: أَلاَ صَنَعْتَ. [رواه البخاري: ٦٠٣٨]

۲۰۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس برس تک خدمت کی آپ نے اس دوران مجھے کبھی اف تک نہ کہا اور نہ یہ فرمایا تو نے یہ کام کیوں کیا یا یہ کام کیوں نہیں کیا؟

فوائد: حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی جو عادت مبارک بیان ہوئی ہے وہ آپ کی ذاتی معاملات سے متعلق ہے تاہم شرعی معاملات میں ایسا نہ کرتے تھے کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر سختی سے پابند تھے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۶۰)

١٩ - باب: مَا يُنْهى مِنَ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ

باب ۱۹: گالی بکنے اور لعنت کرنے سے ممانعت

٢٠٣٠ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ، وَلاَ يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ، إِلَّا ٱرْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ). [رواه البخاري: ٦٠٤٥]

۲۰۳۰۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جو کوئی کسی مسلمان کو فاسق یا کافر کہے اور وہ درحقیقت فاسق یا کافر نہ ہو تو خود کہنے والا فاسق یا کافر ہو جائے گا۔

فوائد: اس حدیث کے پیش نظر ہمیں کسی دوسرے کو کافر کہنے میں بہت احتیاط کرنا چاہیے ایک اور

حدیث میں ہے کہ جب انسان کسی کو لعنت کرتا ہے تو وہ سیدھی آسمان کی طرف جاتی ہے پھر زمین کی طرف لوٹ آتی ہے اگر اسے کہیں پناہ نہیں ملتی تو جس پر لعنت کی گئی ہو اس کی طرف رجوع کرتی ہے اگر وہ اس کے لائق ہے تو ٹھیک ورنہ لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۶۷)

٢٠٣١ : عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلاَمِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيمَا لاَ يَمْلِكُ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ). [رواه البخاري: ٦٠٤٧]

۲۰۳۱۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو بیعت رضوان میں شامل تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور ملت کی قسم اٹھائی تو وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا اور ابن آدم پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں جو اس کے اختیار میں نہ ہو اور جس نے دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کی تو اسے قیامت کے دن تک اس چیز سے سزا دی جاتی رہے گی اور جس نے مومن پر لعنت کی وہ اس کے قتل کے مترادف ہے اور جس نے کسی مومن کو کفر سے متہم کیا وہ بھی اس کے قتل کے برابر ہے۔

فوائد : خوارج کی یہ عادت تھی کہ وہ معمولی معمولی بات پر اہل اسلام کو کافر قرار دیتے ہمیں اس کردار سے پرہیز کرنا چاہئے کلمہ گو کو کافر کہنا بہت بڑا جرم ہے خواہ اس کا تعلق کسی فرقۂ اسلام سے ہو۔

٢٠ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ

باب ۲۰: غیبت اور چغل خوری کی برائی کا بیان

٢٠٣٢ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَتَّاتٌ). [رواه البخاري: ٦٠٥٦]

۲۰۳۲۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

فوائد : چغلی یہ ہے کہ کسی دوسرے کے احوال و واقعات کو فساد کی نیت سے دوسروں تک پہنچانا اور غیبت یہ ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے عیوب ونقائص دوسروں سے بیان کرنا چغلی اور غیبت دونوں سنگین جرم ہیں۔ (فتح الباری:۱۰/۴۷۳)

٢١ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمادُحِ

باب ۲۱: کسی کی تعریف میں مبالغہ سے ممانعت کا بیان

٢٠٣٣ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (وَيْحَكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ - يَقُولُهُ مِرَارًا - إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا، إِنْ كَانَ يُرَى أَنَّهُ كَذٰلِكَ، وَحَسِيبُهُ اللهُ، وَلَا يُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدًا). [رواه البخاري: ٦٠٦١]

۲۰۳۳۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا تو ایک دوسرے شخص نے اس کی بہت تعریف کی تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے خرابی ہو تو نے اس کی گردن اڑادی یہ جملہ آپ نے کئی مرتبہ دھرایا پھر فرمایا اگر تم میں کوئی شخص خواہ مخواہ کسی کی تعریف کرنا چاہے تو اس طرح کہے میں اس کو ایسا ایسا سمجھتا ہوں اگر وہ اس کے گمان میں ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا ہے باقی صحیح علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور اللہ پر کسی کی پاکیزگی نہیں بیان کرنا چاہیے۔

فوائد: کسی کی تعریف میں مبالغہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے ممدوح خود پسندی اور غرور کا شکار ہو سکتا ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی منہ پر تعریف کرتا ہے اس کے منہ میں مٹی ڈالنا چاہیے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۷۷)

٢٢ - باب: مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ

باب ۲۲: ایک دوسرے سے حسد رکھنا اور ترک ملاقات کرنا منع ہے

٢٠٣٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ). [رواه البخاري: ٦٠٦٥]

۲۰۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپس میں بغض اور حسد نہ کرو، ترک ملاقات نہ کرو اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو کسی مسلمان کو روا نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی کرے۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت کے مطابق باہمی رنجش رکھنے والوں سے بہتر وہ ہے جو اپنا غصہ تھوک کر سلام کرنے میں سبقت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری:۶۰۷۷) ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ سلام کا جواب دے

دے تو دونوں اجر میں برابر بصورت دیگر دوسرا گناہ کو سمیٹ لیتا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۹۵)

۲۰۳۵ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَنَاجَشُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ ٱللهِ إِخْوَانًا). [رواه البخاري: ٦٠٦٤]

۲۰۳۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچے رہو کیونکہ بدگمانی سخت جھوٹی بات ہے کسی کے عیوب کی تلاش اور جستجو نہ کرو اور نہ ہی باہمی رقابت و رنجش رکھو۔ حسد و بغض اور قطع کلامی سے بھی اجتناب کرو بلکہ اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس طرح زندگی بسر کرو جس طرح اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے ممکن ہے کہ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہو جس میں اہل ایمان کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا گیا ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۸۳)

٢٣ - باب: مَا يَجُوزُ مِنَ الظَّنِّ

باب ۲۳: کس قسم کا گمان کرنا جائز ہے؟

۲۰۳۶ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَا أَظُنُّ فُلاَنًا وَفُلاَنًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا شَيْئًا). وَفِي رِوَايَةٍ: (يَعْرِفَانِ دِينَنَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ٦٠٦٧، ٦٠٦٨]

۲۰۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ فلاں اور فلاں شخص ہمارے دین کی کوئی بات نہیں جانتے دوسرے روایت میں ہے جس دین پر ہم گامزن ہیں وہ اسے نہیں پہچانتے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر دوسروں کو کسی برے کردار سے خبردار کرنا ہو تو بدگمانی کا اظہار جرم نہیں ہے البتہ کسی کی بے عزتی اور حقارت کے لئے برا گمان شریعت میں ناپسندیدہ حرکت ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۴۸۶)

٢٤ - باب: سِتْرُ المُؤْمِنِ عَلَى نَفْسِهِ

باب ۲۴: مومن کو اپنے گناہ چھپانا ضروری ہیں

۲۰۳۷ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا

۲۰۳۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ میری امت کے تمام لوگوں

الْمُجَاهِرِونَ، وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللهُ، فَيَقُولُ: يَا فُلَانُ، عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللهِ عَنْهُ». [رواه البخاري: ٦٠٦٩]

کو معاف کردیں گے مگر کھلم کھلا اور علانیہ گناہ کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا اور یہ بے حیائی کی بات ہے کہ آدمی رات کے وقت ایک گناہ کرے اللہ نے اسے چھپا رکھا ہو لیکن وہ صبح ایک ایک سے کہتا پھرے کہ میں نے آج رات یہ کام کیا یہ کام کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رات بھر اس کے عیب کو چھپائے رکھا مگر اس نے صبح کو اپنے اوپر سے اللہ کے پردے کو اتار پھینکا۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جو گناہ گار اللہ تعالیٰ کی اس پردہ پوشی کو برقرار رکھیں گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں تیرا پردہ رکھا اور لوگوں میں تجھے بدنام نہ کیا لہٰذا میں تجھے آج بھی معاف کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری:٦٠٧٠)

٢٥ - باب: الهِجْرَةُ وقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ»

باب ٢٥: فرمان نبوی: ”کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ کے لئے چھوڑ دے اس کی روشنی میں قطع کلامی کا بیان“

٢٠٣٨ : عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ: فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ». [رواه البخاري: ٦٠٧٧]

٢٠٣٨۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کو یہ سزاوار نہیں کہ وہ تین رات سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے ترک تعلق کرے یعنی اس سے خفا رہے دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر منہ پھیرلیں ان دونوں میں بہتر ہے وہ جو سلام (اور ملاقات) کرنے میں ابتدا کرے۔

فوائد: اگر کوئی دیدہ دانستہ شرعی تقاضوں کو پامال کرتا ہے تو اس سے سلام وکلام منقطع کر لینے کی اجازت ہے جیسا کہ امام بخاری نے ایک عنوان قائم کر کے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا حوالہ دیا ہے۔

٢٦ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَكُونُوا۟ مَعَ ٱلصَّـٰدِقِينَ﴾ وَمَا يُنْهَى عَنِ الْكَذِبِ

باب ٢٦: ارشاد باری تعالیٰ: ''مومنو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کا ساتھ دو نیز جھوٹ کی ممانعت کا بیان''

٢٠٣٩ : عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا. وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ، حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا). [رواه البخاري: ٦٠٩٤]

٢٠٣٩۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سچائی انسان کو نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتی کہ وہ صدیق کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور جھوٹ انسان کو برے کاموں کی طرف لے جاتا ہے اور برے کام آدمی کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے بالآخر اللہ کے ہاں اسے جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ آدمی جب جھوٹ بولتا ہے اور ہر وقت جھوٹ کے لئے تگ ودو کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نکتے لگنے سے وہ بالکل سیاہ ہو جاتا ہے پھر اسے مستقل طور پر کاذبین میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (فتح الباری: ١٠/٥٠٤)

٢٧ - باب: الصَّبْرُ فِي الأَذَى

باب ٢٧: تکلیف پر صبر کرنے کا بیان

٢٠٤٠ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَيْسَ أَحَدٌ، أَوْ: لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللهِ، إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا، وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ). [رواه البخاري: ٦٠٩٩]

٢٠٤٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تکلیف دہ بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں لوگ (معاذ اللہ) بکتے ہیں کہ اس کی اولاد ہے مگر وہ ان سے درگزر فرما کر انہیں روزی دیئے جاتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ اللہ بندوں کے شرک کے باوجود انہیں رزق دیتا ہے اور فوراً کیفر کردار تک نہیں پہنچاتا۔ (فتح الباری: ١٠/٥١٢)

٢٨ - باب: الحَذَرُ مِنَ الْغَضَبِ

باب ٢٨: غصہ سے پرہیز کرنے کا بیان

٢٠٤١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ

٢٠٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ). [رواه البخاري: ٦١١٤]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلوان وہ نہیں جو کشتی میں دوسرے کو پچھاڑ دے ہاں پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھے۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اگر شدید غصہ کے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا جائے تو غصہ ختم ہو جاتا ہے۔ (صحیح بخاری:٦١١٥)

٢٠٤٢ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَوْصِنِي؟ قَالَ: (لَا تَغْضَبْ). فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: (لَا تَغْضَبْ). [رواه البخاري: ٦١١٦]

۲۰۴۲۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں تو آپ نے فرمایا غصہ نہ کیا کر اس نے کئی مرتبہ دریافت کیا لیکن آپ نے یہی فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ سائل نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے مختصر سی نصیحت فرمائیں تاکہ میں اس پر عمل پیرا ہو کر جنت حاصل کر سکوں تو آپ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر اس سے تجھے جنت مل جائے گی۔ (فتح الباری:١٠/٥١٩)

٢٩ - باب: الحَيَاءُ

باب ۲۹: حیا (شرم) کا بیان

٢٠٤٣ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ). [رواه البخاري: ٦١١٧]

۲۰۴۳۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شرم وحیا سے ہمیشہ نیکی ہی جنم لیتی ہے۔

فوائد: حیا کی دو اقسام ہیں ایک شرعی یعنی اللہ کی حدود کو پامال کرنے سے شرم کرے اس قسم کی حیا کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے دوسری قسم حیا طبعی کی ہے جو شرعی حیاء کے لئے معاون ثابت ہوتا ہے۔ (فتح الباری:١٠/٥٢٢)

٣٠ - باب: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

باب ۳۰: جب انسان بے حیا ہو جائے تو جو مرضی کرے

٢٠٤٤ : عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ

۲۰۴۴۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلی نبوت کی جو بات لوگوں نے پائی وہ یہ ہے کہ اگر تو

النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ ما شِئْتَ). [رواه البخاري: ٦١٢٠]

بے حیا ہے تو پھر جو تیرا جی چاہے کرتا رہ۔

فوائد: اس حدیث سے حیا کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ یہ گناہوں سے بریک کا کام دیتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

"بے حیا باش ہرچہ خواہی کن"

٣١ - باب: الانبساطُ إِلَى النَّاسِ. قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: خَالِطِ النَّاسَ وَدِينَكَ لاَ تَكْلِمَنَّهُ وَالدُّعابَةَ مَعَ الأَهْلِ

باب ٣١: لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنے اور اپنے اہل و عیال سے خوش طبعی کرنے کا بیان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں سے میل ملاپ قائم رکھو لیکن اپنے دین کو زخمی نہ کرو۔

٢٠٤٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: إِنْ كانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيُخَالِطُنَا، حَتَّى يَقُولَ لأَخٍ لِي صَغِيرٍ: (يَا أَبَا عُمَيْرٍ، ما فَعَلَ النُّغَيْرُ). [رواه البخاري: ٦١٢٩]

٢٠٤٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہم بچوں سے بھی دل لگی کیا کرتے تھے یہاں تک کہ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا اس سے فرمایا کرتے تھے اے ابو عمیر! تمہاری چڑیا نغیر تو بخیر ہے؟

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں فرمایا کہ ہاں لیکن حق سے تجاوز نہیں کرتا ہوں معلوم ہوا کہ اس خوش طبعی میں افراط و تفریط نہیں ہونا چاہیے۔ (فتح الباری:١٠/٥٢٦)

٣٢ - باب: لاَ يُلْدَغُ المُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ

باب ٣٢: مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا

٢٠٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قالَ: (لاَ يُلْدَغُ المُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ). [رواه البخاري: ٦١٣٣]

٢٠٤٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مومن ایک بل سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

فوائد: مسلمانوں کی ہجو کرنے والا ایک ابو عزہ جمحی نامی شاعر بدر کے موقع پر قید ہوا اور آئندہ ہجو نہ

کرنے کا عہد کر کے آزادی حاصل کی مکہ جا کر دوبارہ مسلمانوں کے خلاف شاعری شروع کر دی احد کے موقع پر دوبارہ قیدی بنا اور اپنی تنگدستی کا بہانہ بنا کر دوبارہ آزادی طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے یہ پر مغز محاورہ استعمال کیا۔ (فتح الباری: ۱۰/۶۳۰)

٣٣ - بابٌ: مَا يَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالحِدَاءِ وما يُكْرَهُ مِنْهُ

باب ۳۳: کونسے اشعار، رجزیہ کلام اور حدی پڑھنا جائز ہے۔

٢٠٤٧ : عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً). [رواه البخاري: ٦١٤٥]

۲۰۴۷۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض اشعار تو حکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔

فوائد: جو اشعار دین اسلام کے دفاع اور اس کی سربلندی میں کہے جائیں وہ قابل تعریف ہیں اور اس کے برعکس اگر مبالغہ آمیزی اور کذب بیانی پر مشتمل ہوں تو لائق مذمت ہیں۔ (فتح الباری: ۱۰/۵۴۰)

٣٤ - بابٌ: مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُونَ الْغَالِبَ عَلَى الإِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتَّى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَالْعِلْمِ وَالقُرْآنِ

باب ۳۴: شعروشاعری میں اس قدر مشغول ہونا مکروہ ہے کہ وہ ذکر الٰہی حصول تعلیم اور تلاوت قرآن سے بھی اسے روک دے

٢٠٤٨ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لأَنْ يَمْتَلِيءَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِيءَ شِعْرًا). [رواه البخاري: ٦١٥٤]

۲۰۴۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اسے گندے اشعار سے بھرے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اس قدر شاعری قابل مذمت ہے کہ دن رات شعر گوئی میں لگا رہے اور اشعار کے علاوہ اس کے دل میں اور کوئی چیز نہ ہو قرآن وحدیث سے اسے کوئی تعلق نہ ہو۔ (فتح الباری: ۱۰/۵۵۰)

٣٥ - بابٌ: مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ: وَيْلَكَ

باب ۳۵: کسی کو تیری خرابی کہنے کا بیان

٢٠٤٩ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، مَتَى

۲۰۴۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی حدیث (۱۵۳۰) گزر چکی ہے جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت

تَقومُ السَّاعَةُ؟ تَقَدَّمَ وزادَ في هٰذِهِ الرِّوايَةِ بَعْدَ قَوْله: (أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ). فَقُلْنَا: وَنَحْنُ كَذٰلِكَ. قالَ: (نَعَمْ). (راجع: ١٥٣٠) [رواه البخاري: ٦١٦٧ وانظر حديث رقم: ٣٦٨٨]

میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ قیامت کب برپا ہوگی؟ اس روایت میں اس قول کے بعد تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے اتنا اضافہ ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم بھی اس طرح آپ کے ساتھ ہوں گے تو آپ نے فرمایا ہاں۔

فوائد: حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب اس دیہاتی نے قیامت کے متعلق سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے افسوس ہو تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے واضح رہے کہ اس طرح کے کلمات سے بدعا دینا مقصود نہیں ہوتا۔

٣٦ - باب: مَا يُدْعىٰ النَّاسُ بِآبَائِهِمْ

باب ٣٦: لوگوں کو (قیامت کے دن) ان کے باپ کا نام لے کر بلایا جائے گا

٢٠٥٠ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ). [رواه البخاري: ٦١٧٧]

٢٠٥٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن غداروں کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری کا نشان ہے۔

فوائد: امام بخاری کا مقصد ایک ضعیف روایت کی تردید کرنا ہے جس کے مطابق قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا تاکہ باپ کے متعلق ان کی پردہ دری نہ ہو چنانچہ ایک حدیث میں صراحت بھی ہے کہ تمہیں باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ (فتح الباری: ١٠/٥٦٣)

٣٧ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ»

باب ٣٧: فرمان نبوی: "کرم تو مومن کا دل ہے"

٢٠٥١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ). [رواه البخاري: ٦١٨٣]

٢٠٥١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انگور کو کرم نہ کہو کیونکہ کرم تو صرف مومن کا دل ہے۔

فوائد: دور جاہلیت میں انگور کو کرم اس لئے کہا جاتا تھا کہ اس سے کشید کی ہوئی شراب پینے سے

انسان کرم پیشہ بن جاتا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تردید فرمائی ہے۔ (فتح الباری:۱۰/۵۶۷)

٣٨ - باب: تَحْوِيلُ الاسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ

باب ۳۸: کسی کا نام بدل کر اس سے اچھا نام رکھنا

٢٠٥٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ ٱسْمُهَا بَرَّةَ، فَقِيلَ: تُزَكِّي نَفْسَهَا، فَسَمَّاهَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ زَيْنَبَ. [رواه البخاري: ٦١٩٢]

۲۰۵۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نام پہلے برہ (نیک اور صالح) رکھا گیا تھا اس پر کہا گیا کہ وہ اپنے نفس کی پاکی ظاہر کرتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام زینب رکھ دیا۔

فوائد: ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی پہلے برہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام بدل کر جویریہ رکھا اور پہلے نام کو ناپسند فرمایا۔ (فتح الباری:۱۰/۵۷۶)

٣٩ - باب: مَنْ دَعا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنِ اسْمِهِ حَرْفاً

باب ۳۹: کسی کے نام سے کوئی حرف کم کرکے پکارنا

٢٠٥٣ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي الثَّقَلِ، وَأَنْجَشَةُ غُلَامُ النَّبِيِّ ﷺ يَسُوقُ بِهِنَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَنْجَشُ، رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ). [رواه البخاري: ٦٢٠٢]

۲۰۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کمزور عورتوں کے ہمراہ جا رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کا انجشہ نامی غلام اونٹوں پر انہیں لے جا رہا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انجش! آہستہ چلو دیکھنا کہیں یہ شیشے ٹوٹ نہ جائیں؟

فوائد: چونکہ حدی خوانی سے اونٹوں کی رفتار میں تیزی آجاتی ہے اس لئے خطرہ تھا کہ اونٹوں پر سوار عورتیں کہیں گر نہ جائیں رسول اللہ ﷺ ایسے حالات میں حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت جاری فرمائی۔ (فتح الباری:۱۰/۵۴۵)

٤٠ - باب: أَبْغَضُ الأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عز وجل

باب ۴۰: اللہ کے نزدیک سب سے برا نام کونسا ہے؟

٢٠٥٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (أَخْنَى الأَسْمَاءِ عِنْدَ ٱللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۲۰۵۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اور ذلیل ترین وہ

رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الأَمْلاكِ). [رواه البخاري: ٦٢٠٥]

شخص ہے جس کا نام شہنشاہ وغیرہ ہو۔

فوائد : اس سے معلوم ہوا کہ شاہان شاہ نام رکھنا حرام ہے اس طرح خالق الخلق' احکم الحاکمین' سلطان السلاطین اور امیر الامراء جیسے نام رکھنے بھی جائز نہیں ہیں۔ (فتح الباری:۱۰/۵۹۰) غالباً اسی وجہ سے سعودی حکومت کا فرمانروا اپنے آپ کو خادم الحرمین کہلاتا ہے۔

٤١ - باب: الحَمْدُ لِلْعَاطِسِ

باب ۴۱: چھینک مارنے والے کا الحمدللہ کہنا

٢٠٥٥ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: عَطِسَ رَجُلانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الآخَرَ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: (هٰذَا حَمِدَ ٱللهَ، وَهٰذَا لَمْ يَحْمَدِ ٱللهَ). [رواه البخاري: ٦٢٢١]

۲۰۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کو چھینک آئی ایک کے جواب میں آپ نے یرحمک اللہ کہا دوسرے کے لئے کچھ نہ فرمایا اس پر عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس نے الحمدللہ کہا تھا جبکہ دوسرے نے الحمدللہ نہیں کہا تھا۔

فوائد : چھینک مارنے کے آداب یہ ہیں کہ چھینک کے وقت اپنی آواز کو پست رکھے اور الحمد للہ بآواز بلند کہے نیز اپنے منہ پر کوئی کپڑا وغیرہ رکھ لے تاکہ پاس بیٹھنے والے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ (فتح الباری:۱۰/۶۰۲)

٤٢ - باب: مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ العُطَاسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

باب ۴۲: چھینک کے اچھے اور جمائی کے برے ہونے کا بیان

٢٠٥٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ ٱللهَ، كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ: يَرْحَمُكَ ٱللهُ، وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ: فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ ما اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ). [رواه البخاري: ٦٢٢٣]

۲۰۵۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے سو جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمدللہ کہے تو سننے والے ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ یرحمک اللہ کہے لیکن جمائی چونکہ شیطان کی طرف سے ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہو اسے روکا جائے کیونکہ تم میں سے جب کوئی بھی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

فوائد : ایک روایت میں ہے کہ جب جمائی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا جائے اگر نہ رکے تو جمائی کے وقت آواز نہ نکالی جائے۔ (فتح الباری:۱۰/۶۱۱) چونکہ جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ کو جمائی نہ آتی تھی۔ (فتح الباری:۱۰/۶۱۳)

کتاب الاستئذان
اجازت لینے کا بیان

١ - باب: تَسْلِيمُ القَلِيلِ عَلَى الكَثِيرِ

باب ١: چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کرے

٢٠٥٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ). [رواه البخاري: ٦٢٣١]

٢٠٥٧۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا چھوٹا بڑے کو چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے آدمی زیادہ کو سلام کریں۔

فوائد: جماعت کو ایک آدمی کی طرف سے سلام کہنا کافی ہے اور جماعت کی طرف سے اگر ایک آدمی اس کا جواب دے دے تو کوئی حرج نہیں اگر تمام اہل جماعت اس کا جواب دیں تو بھی ٹھیک ہے۔ (فتح الباری:١١/١٥)

٢ - باب: تَسْلِيمُ المَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ

باب ٢: چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے

٢٠٥٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، فِي رِوَايَةٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ). [رواه البخاري: ٦٢٣٣]

٢٠٥٨۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوار پیدل کو چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے آدمی زیادہ کو سلام کریں۔

فوائد: اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کہے اگر دونوں سوار یا پیدل ہوں تو دینی لحاظ سے کم تر اپنے سے اعلیٰ کو سلام کہے۔ (فتح الباری:۵/۳۶۷)

٣ - باب: السَّلامُ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ

باب ۳: جان پہچان ہو یا نہ ہو سب کو سلام کرنا

٢٠٥٩ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: (تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ، عَلَى مَنْ عَرَفْتَ، وَعَلَى مَنْ لَمْ تَعْرِفْ). [رواه البخاري: ٦٢٣٦]

۲۰۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا اسلام میں کونسا کام بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا (محتاجوں کو) کھانا کھلانا اور واقف وناواقف سب کو سلام کرنا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ انسان صرف اپنے شناسا کو سلام کہے گا اس لئے بندہ مسلم کو چاہئے کہ واقف وناواقف سبھی کو سلام کہے۔ (فتح الباری:۱۱/۲۱)

٤ - باب: الاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

باب ۴: اجازت لینے کا حکم اس لئے ہے کہ نظر نہ پڑے

٢٠٦٠ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ، فَقَالَ: (لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ، لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ). [رواه البخاري: ٦٢٤١]

۲۰۶۰۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں پشت خار سے سر کھجلا رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کے حجرہ میں کسی سوراخ سے جھانکا آپ نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو جھانک رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں یہ لکڑی مار کر اسے پھوڑ دیتا اجازت لینے کا حکم ہی تو اس قسم کی وزدیدہ نگاہی کے لئے ہے۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اگر کوئی شخص بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکے صاحب خانہ اگر اس کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو اس پر کوئی تاوان نہیں۔ (صحیح بخاری:۶۹۰۰)

٥ - باب: زِنَا الجَوَارِحِ دُونَ الفَرْجِ

باب ۵: شرمگاہ کے علاوہ دیگر اعضاء سے بھی زنا ہونے کا بیان

٢٠٦١ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (إِنَّ اللهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ). [رواه البخاري: ٦٢٤٣]

۲۰۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کا زنا میں حصہ رکھ دیا ہے جو اس سے ضرور صادر ہوگا آنکھ کا زنا نظر بد سے دیکھنا ہے' زبان کا زنا ناجائز گفتگو ہے اور نفس اس کی تمنا اور خواہش کرتا ہے پھر شرمگاہ اس خواہش کو سچا کرتی ہے یا جھٹلا دیتی ہے۔

فوائد: نظربازی اور فحش گفتگو کو بھی زنا کہا گیا ہے کیونکہ حقیقی زنا کی دعوت دیتے ہیں اور اس کے لئے راستہ ہموار کرتے ہیں بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکنا بھی اسی قبیل سے ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۲۶)

٦ - باب: التَّسْلِيمُ عَلَى الصِّبْيَانِ

باب ۶: بچوں کو سلام کرنا

٢٠٦٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهُ. [رواه البخاري: ٦٢٤٧]

۲۰۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ لڑکوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کہا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

فوائد: نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب انصار کی زیارت کے لئے جاتے تو ان کے بچوں کو سلام کہتے' ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے لئے خیر وبرکت کی دعا فرماتے۔ (فتح الباری:۱۱/۳۳)

٧- باب: إِذَا قَالَ: مَنْ ذَا؟ فَقَالَ: أَنَا

باب ۷: اگر گھر والا پوچھے کون ہے؟ تو اس کے جواب میں "میں" ہوں کہنے کا بیان

٢٠٦٣ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي، فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ: (مَنْ ذَا؟). فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ: (أَنَا أَنَا). كَأَنَّهُ كَرِهَهَا.

۲۰۶۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ اپنے والد گرامی کے قرض کے متعلق کچھ گزارش کروں میں نے دروازے پر دستک دی تو آپ نے پوچھا کون ہے؟

[رواه البخاري: ٦٢٥٠]

میں نے کہا "میں ہوں" آپ نے فرمایا: "میں تو میں بھی ہوں" (نام کیوں نہیں لیتا) آپ نے صرف "میں ہوں" کہنے کو برا خیال کیا۔

فوائد: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو چاہیے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر اپنا نام بتاتے کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ صرف آواز سے صاحب خانہ کسی کو نہیں پہچان سکتا۔ (فتح الباری:۱۱/۳۵)

٨ - باب: التَّفَسُّحُ فِي المَجَالِسِ

باب ٨: مجالس میں کشادگی کا بیان

٢٠٦٤ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ، وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا). [رواه البخاري: ٦٢٧٠]

۲۰۶۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کوئی شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں خود نہ بیٹھے بلکہ کشادگی پیدا کرو اور دوسروں کو جگہ دو۔

فوائد: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کے پیش نظر کسی آدمی کو مجلس سے برخاست کر کے خود وہاں بیٹھنے کو برا خیال کرتے تھے اسی طرح حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم ناپسندیدگی مروی ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۶۳)

٩ - باب: الاحْتِبَاءُ بِاليَدِ

باب ۹: دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے دونوں ہاتھوں سے حلقہ باندھ کر بیٹھنے کا بیان

٢٠٦٥ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ، مُحْتَبِيًا بِيَدِهِ هٰكَذَا. [رواه البخاري: ٦٢٧٢]

۲۰۶۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے صحن میں ایسے بیٹھے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھوں کا اپنی پنڈلیوں کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔

فوائد: بعض روایات میں وضاحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں پاؤں ملائے، گھٹنوں کو کھڑا کیا پھر دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں کا حلقہ بنایا۔ (فتح الباری:۱۱/۶۶)

١٠ - باب: إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

باب ۱۰: اگر کہیں تین سے زیادہ آدمی ہوں تو دو آدمی سرگوشی کر سکتے ہیں

٢٠٦٦ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُونَ الآخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ، أَجْلَ أَنْ يُحْزِنَهُ). [رواه البخاري: ٦٢٩٠]

۲۰۶۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کہیں صرف تین آدمی ہو تو تیسرے کو جدا کرکے دو مل کر سرگوشی نہ کریں کیونکہ ایسا کرنا تیسرے کے لئے پریشانی کا باعث ہے ہاں جب اور لوگ شامل ہوجائیں تو سرگوشی کرنے میں چنداں حرج نہیں ہے۔

فوائد: ایک روایت میں صراحت ہے کہ اگر مجلس میں چار آدمی ہوں تو ان میں سے دو آدمی باہمی سرگوشی کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرگوشی کے وقت ایسا کر لیتے تھے۔ (فتح الباری:۱۱/۸۳)

١١ - باب: لا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

باب ۱۱: سونے کے وقت گھر میں چراغ جلتا ہوا نہ چھوڑا جائے

٢٠٦٧ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: ٱحْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: (إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ). [رواه البخاري: ٦٢٩٤]

۲۰۶۷۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ میں رات کے وقت کسی کے گھر میں آگ لگ گئی وہ جل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا حال بتایا گیا آپ نے فرمایا یہ آگ تو تمہاری دشمن ہے لہذا جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔

فوائد: اگر دیا جل رہا ہو تو اس سے بھی آگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے لہذا اسے بھی بجھا دینا چاہئے اگر دیا قندیل وغیرہ میں رکھا ہو اور وہاں سے گرنے یا آگ لگنے کا اندیشہ نہ ہو تو اس کے جلتے رہنے میں چنداں حرج نہیں۔ (فتح الباری:۱۱/۸۶)

١٢ - باب: مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ

باب ۱۲: عمارت بنانے کا بیان

٢٠٦٨ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ

۲۰۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

بَنَيْتُ بِيَدِي بَيْتًا يُكِنُّنِي مِنَ الْمَطَرِ، وَيُظِلُّنِي مِنَ الشَّمْسِ، ما أَعانَنِي عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ. [رواه البخاري: ٦٣٠٢]

میں خود اپنا حال دیکھا ہے صرف ایک جھونپڑا اپنے ہاتھ سے بنایا تھا جو بارش سے بچاتا اور دھوپ میں سایہ کرتا تھا اس کے بنانے میں اس کی مخلوق میں سے کسی نے میری مدد نہ کی تھی۔

فوائد : ضرورت سے زائد تعمیرات کو رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر خواہی نہیں چاہتے تو وہ اپنے مال کو تعمیرات میں خرچ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۹۳)

كتاب الدعوات
دعاؤں کے بیان میں

١ - باب: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

٢٠٦٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا، وَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لأُمَّتِي في الآخِرَةِ). [رواه البخاري: ٦٣٠٤]

باب ا: ہر نبی کی ایک دعا قبول ہوئی ہے

۲۰۶۹۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لئے ایک دعا مستجاب ہوتی ہے جو وہ مانگتا ہے (اسے ملتا ہے) اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی دعا مستجاب کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھوں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ میں نے جو دعا آخرت کے لئے اٹھا رکھی ہے اس سے وہ شخص ضرور مستفید ہو گا جس نے مرتے دم تک اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا تھا' اس کا مطلب یہ ہے کہ شرک کے علاوہ دیگر جرائم کا مرتکب بالآخر جنت میں پہنچ جائے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۹۷)

٢ - باب: أَفْضَلُ الاسْتِغْفَارِ

٢٠٧٠ : عَنْ شَدَّادَ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (سَيِّدُ الاسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لاَ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ ما ٱسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ ما صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ

باب ۲: سید الاستغفار

۲۰۷۰۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ سید الاستغفار یہ دعا ہے

اے اللہ تو میرا مالک ہے تیرے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے' میں تیرا بندہ ہوں اور اپنی ہمت کے مطابق تیرے وعدے اور عہد پر قائم ہوں میں نے جو برے کام کئے ہیں ان

بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. قَالَ: وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا، فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ». [رواه البخاري: ٦٣٠٦]

سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں تیرے احسان اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں میری خطائیں بخش دے تیرے علاوہ کوئی اور گناہ بخشنے والا نہیں۔ آپ نے فرمایا جس نے یہ دعا صدق دل سے دن کے وقت پڑھی وہ اس دن شام سے پہلے مرگیا تو جنتی ہے اور جس نے رات کے وقت اسے خلوص نیت سے پڑھا اور صبح ہونے سے قبل مرگیا تو وہ اہل جنت سے ہے۔

فوائد: سید الاستغفار پڑھنے کے بعد مذکورہ فضیلت اس وقت حاصل ہوگی جب دل میں اخلاص ہو اور پوری توجہ سے اسے پڑھا جائے نیز یقین ووثوق بھی ضروری ہے۔ (فتح الباری:۱۰۰/۱۱)

٣ - باب: اسْتِغْفَارُ النَّبِيِّ فِي اليَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

باب ۳: رسول اللہ ﷺ کا شبانہ روز استغفار کرنا

٢٠٧١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَاللهِ إِنِّي لأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي اليَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً». [رواه البخاري: ٦٣٠٧]

۲۰۷۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرما رہے تھے اللہ کی قسم میں تو ہر روز ستر بار سے زیادہ اللہ کے حضور توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر روز کم از کم سو مرتبہ استغفار کرتے تھے بعض روایات میں یہ الفاظ منقول ہیں۔ ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ)) بعض اوقات بایں الفاظ استغفار کرتے: ((رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ)) (فتح الباری:۱۰۱/۱۱)

٤ - باب: التَّوْبَةُ

باب ۴: توبہ کے بیان میں

٢٠٧٢ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ حدَّث بِحَدِيثَيْنِ: أَحَدُهُما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - وَالآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ، قَالَ: إِنَّ المُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ

۲۰۷۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دو حدیثیں بیان کیں ایک تو رسول اللہ ﷺ سے اور دوسری اپنی طرف سے آپ نے فرمایا کہ مومن کو اپنے گناہ سے اتنا ڈر لگتا ہے جیسے وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور اسے اندیشہ ہو

أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ، فَقَالَ بِهِ هٰكَذَا. ثُمَّ قَالَ: (للهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهِ مَهْلَكَةٌ، وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ، عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً، فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ، حَتَّى إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَاءَ اللهُ، قَالَ: أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِي، فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ). [رواه البخاري: ٦٣٠٨]

کہ یہ پہاڑ مجھ پر نہ گر پڑے اس کے برعکس بدکار آدمی اپنے گناہ کو اتنا ہلکا سمجھتا ہے جیسے ناک پر مکھی بیٹھی ہو اور اس نے ایسا کر کے اڑا دیا ہو پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس قدر وہ شخص خوش ہوتا ہے جو دوران سفر ایک ایسے مقام پر پڑاؤ کرے جو ہلاکت کی جگہ تھی اونٹی اس کے ساتھ ہو جس پر کھانا دانہ لدا ہوا ہو چنانچہ وہ تکیہ پر سر رکھ کر سو جائے جب اٹھے تو اونٹنی سازو سامان سمیت غائب ہو پھر اس شخص پر بھوک اور پیاس یا جو اللہ کو منظور ہو اس کا غلبہ ہوا تو اسے تلاش کرنے کے لئے نکلا آخر تھک ہار کر اس جگہ واپس آجائے جہاں پر وہ لیٹا تھا اور موت کے یقین سے سو جائے تھوڑی دیر بعد جو آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی تو (کھانے پینے کے سامان سمیت) اس کے سامنے کھڑی ہے۔

فوائد: صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ اپنی اونٹنی کی مہار پکڑ کر شدت جذبات میں غیر شعوری طور پر یہ الفاظ کہتا ہے کہ اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں یعنی فرط محبت میں آکر اس نے غلط کلمات ادا کر دیئے اس سے معلوم ہوا کہ شدت جذبات میں اگر کفر و شرک پر مبنی کوئی بات منہ سے نکل جائے تو قابل مواخذہ نہیں۔ (فتح الباری:۱۰۸/۱۱)

٥ - باب: مَا يَقُولُ إِذَا نَامَ

باب ۵: سوتے وقت کیا دعا پڑھے

٢٠٧٣ : عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: (بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَمُوتُ وَأَحْيَا). وَإِذَا قَامَ قَالَ: (الحَمْدُ للهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ). [رواه البخاري:

۲۰۷۳۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو بستر پر لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور یہ دعا پڑھتے

"اے اللہ! تیرے ہی نام سے میں سوتا اور بیدار ہوتا ہوں

اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے

[٦٣١٢]

اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں سونے کے بعد بیدار کیا اور اسی کی طرف جانا ہے۔

فوائد: اس حدیث میں نیند پر موت کا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ ظاہری طور پر روح کا بدن سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ غالباً اس انقطاع تعلق کی بناء پر نیند کو موت کی بہن کہا جاتا ہے۔ (فتح الباری: ١١/١١٤)

٦ - باب: النَّوْمُ عَلَى الشِّقِّ الأَيْمَنِ

باب٦: دائیں کروٹ سونے کا بیان

٢٠٧٤ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: (اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ). [رواه البخاري: ٦٣١٥]

٢٠٧٤۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ کر یہ دعا پڑھتے

"اے اللہ! میں نے خود کو تیرے سپرد کر دیا اور اپنا منہ میں نے تیری طرف کر لیا اور اپنے تمام کام تجھے سونپ دیئے تیرے عذاب کے ڈر اور تیری امید کے سہارے تجھے ہی اپنا پشت پناہ بنا لیا تجھ سے بھاگنے کا ٹھکانہ تیرے علاوہ اور کہیں نہیں میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی اور تیرے اس نبی کو مانا جو تو نے بھیجا۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ جو اس دعا کو پڑھ کر سو جائے پھر اسی رات فوت ہو جائے تو فطرت اسلام پر اس کا خاتمہ ہو گا۔

٧ - باب: الدُّعَاءُ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

باب ٧: اگر رات کے وقت آنکھ کھل جائے تو کونسی دعا پڑھے

٢٠٧٥ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَذَكَرَ الحَدِيثَ وَقَدْ تَقَدَّمَ، قَالَ: وَكَانَ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: (اللَّهُمَّ ٱجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ

٢٠٧٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں ایک رات حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر گیا پھر انہوں نے پوری حدیث بیان کی جو پہلے گذر (٩٧) چکی ہے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (رات کو اٹھ کر) یہ دعا پڑھی۔

يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَفَوْقِي نُورًا، وَتَحْتِي نُورًا، وَأَمامِي نُورًا، وَخَلْفِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا). (راجع: ٩٧) [رواه البخاري: ٦٣١٦]

"اے اللہ! میرے دل میں روشنی پیدا کر، میری آنکھوں اور کانوں میں نور پیدا کر، میرے دائیں اور بائیں، میرے اوپر اور نیچے، میرے آگے اور پیچھے الغرض مجھے سراپا نور سے بھر دے۔"

فوائد: اس حدیث کے آخر میں کریب نامی ایک راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جسم میں سات چیزوں کے متعلق نور کی دعا کی وہ یہ ہیں۔ پٹھے، گوشت، خون، بال، بدن اور دو چیزیں (زبان اور نفس) (فتح الباری:۱۱/۱۱۸)

٨ - باب

باب ٨:

٢٠٧٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ، فَإِنَّهُ لاَ يَدْرِي ما خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: بِٱسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَٱرْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَٱحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ). [رواه البخاري: ٦٣٢٠]

٢٠٧٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اپنے تہبند کے اندر کی طرف کے کپڑے سے بستر جھاڑے کیونکہ اسے کیا معلوم ہے کہ اس کے پیچھے اس میں کیا گھس گیا ہے اور یہ دعا پڑھے: "میرے پروردگار تیرا مبارک نام لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں اور تیرے ہی مبارک نام سے اسے اٹھاؤں گا اگر تو میری جان روک لے تو اس پر رحم فرمانا اور اگر چھوڑ دے تو اس کی حفاظت فرمانا جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔"

فوائد: نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ سوتے وقت دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر یہ دعا تین مرتبہ پڑھتے: ((اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)) (فتح الباری:۱۱/۱۲۷)

٩ - باب: لِيَعْزِم الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لا مُكْرِهَ لَهُ

باب ٩: اللہ تعالیٰ سے یقین کے ساتھ مانگنا چاہیئے کیونکہ اس پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں

٢٠٧٧ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ

٢٠٧٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے

رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللّٰهُمَّ ٱغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللّٰهُمَّ ٱرْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ المَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لاَ مُكْرِهَ لَهُ). [رواه البخاري: ٦٣٣٨]

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے یوں دعا نہ کرے یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے اگر چاہے تو مجھ پر رحم فرما بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے اس لئے کہ اس پر کسی کا دباؤ نہیں ہے۔

فوائد: دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ دعا کرتے وقت اپنے مالک کا دامن نہ چھوڑے نہایت عاجزی اور گریہ زاری سے قبولیت کی امید رکھتے ہوئے دعا کرے مایوسی کو اپنے پاس نہ بھٹکنے دے۔ (فتح الباری:۱۱/۱۴۰)

١٠ - باب: يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ

باب ۱۰: بندے کی دعا اس وقت قبول ہوتی ہے جب وہ جلدی نہ کرے

٢٠٧٨ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يُسْتَجَابُ لأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، يَقُولُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي). [رواه البخاري: ٦٣٤٠]

۲۰۷۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول ہوتی ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے یعنی یوں نہ کہے میں نے دعا کی تھی مگر قبول نہیں ہوئی۔

فوائد: بندۂ مسلم کی دعا کسی صورت میں ضائع نہیں ہوتی لیکن اس کی قبولیت چند ایک صورتیں ہیں یا مطلوبہ چیز فوراً مل جاتی ہے یا اس کے عوض کسی برائی کو اس سے دور کر دیا جاتا ہے یا پھر آخرت کے لئے اسے جمع کر دیا جاتا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۱۴۴)

١١ - باب: الدُّعاءُ عِنْدَ الْكَرْبِ

باب ۱۱: سختی اور مصیبت کے وقت دعا کرنا

٢٠٧٩ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: (لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيمُ الحَلِيمُ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ رَبُّ السَّماوَاتِ وَرَبُّ الأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ). [رواه البخاري: ٦٣٤٦]

۲۰۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مصیبت کے وقت یوں دعا کرتے: "اللہ تعالیٰ جو بڑی عظمت والا اور حلم والا ہے اس کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں اللہ بڑے تخت کا مالک ہے اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں وہی آسمانوں زمین اور عرش کریم کا مالک ہے۔"

فوائد: یہ تعریفی کلمات ہیں اس کے بعد مصیبت و آزمائش سے محفوظ رہنے کی دعا کی جائے جیسا کہ

بعض روایات میں اس کی صراحت ہے یا ان تعریفی کلمات میں اتنی طاقت ہے کہ ان کے پڑھنے سے ابتلاء ومصیبت ٹل جاتی ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۱۴۷)

١٢ - باب: التَّعَوُّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلاَءِ

باب ۱۲: بلاء کی مشقت سے پناہ مانگنے کا بیان

٢٠٨٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلاَءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ. قَالَ سُفْيَانُ - الراوي - : الحَدِيثُ ثَلاَثٌ، زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً، لاَ أَدْرِي أَيَّتُهُنَّ هِيَ. [رواه البخاري: ٦٣٤٧]

۲۰۸۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آزمائش کی شدت' بدبختی کی آمد' تقدیر کی زحمت اور دشمنوں کی فرحت سے پناہ مانگا کرتے تھے راوی حدیث حضرت سفیان نے کہا حدیث میں صرف تین باتوں کا ذکر تھا اور ایک چوتھی میں نے بڑھادی اب مجھے یاد نہیں پڑتا کہ ان میں وہ کونسی ہے!

فوائد: بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ پہلی تین خصلتیں رسول اللہ ﷺ کی تلقین سے ہیں اور آخری حضرت سفیان کا اضافہ ہے ابتداء میں اس کی وضاحت کر دیتے تھے لیکن یہ بات ان کے ذہن سے اتر گئی۔ (فتح الباری:۱۱/۱۴۸)

١٣ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً»

باب ۱۳: فرمان نبوی کہ اے اللہ جس کو میں نے تکلیف دی ہے تو اس کے لئے بخشش اور رحمت بنا دے

٢٠٨١ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، فَٱجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ). [رواه البخاري: ٦٣٦١]

۲۰۸۱۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے اے اللہ! جس مومن کو میں نے برا کہا ہو اس کے لئے میرا یہ برا کہنا قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنا دے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ اے اللہ! میں نے تیرے ہاں ایک وعدہ لیا ہے جس کا تو خلاف نہیں کرے گا جس آدمی کو میں نے برا بھلا کہا ہے یا اسے مارا پیٹا ہے اسے اس کے لئے کفارہ بنا دے' یہ اس صورت میں ہے جب وہ شخص اس کا سزاوار نہ ہو۔ (فتح الباری:۱۱/۱۷۱)

١٤ - باب: التَّعَوُّذُ مِنَ الْبُخْلِ

باب ۱۴: بخل سے پناہ مانگنا

٢٠٨٢ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ

۲۰۸۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کا حکم

كَانَ يَأْمُرُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: (اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا - يَعْنِي فِتْنَةَ الدَّجَّالِ - وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ). [رواه البخاري: ٦٣٦٥]

فرمایا کرتے تھے اے اللہ میں بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں' میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں نکمی عمر تک زندہ رہنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں' میں دنیا کے فتنے یعنی فتنہ دجال سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

فوائد: دنیا کے فتنہ سے مراد فتنہ دجال ہے یہ تفسیر ایک راوی عبد الملک بن عمیر کی ہے فتنہ دجال پر دنیا کا اطلاق اس لئے کیا گیا ہے کہ دنیوی فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ ہے خود رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ (فتح الباری:۶/۱۷۹)

١٥ - باب: التَّعَوُّذُ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

باب ۱۵: گناہ اور تاوان سے پناہ مانگنے کا بیان

٢٠٨٣ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: (اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ، وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّي خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ). [رواه البخاري: ٦٣٦٨]

۲۰۸۳۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یوں دعا کیا کرتے تھے۔

اے اللہ! میں سستی' بڑھاپے' گناہ' تاوان' قبر کے فتنے' قبر کے عذاب' جہنم کے فتنے' اس کے عذاب اور فتنہ تونگری کی شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اسی طرح محتاجی اور فتنہ دجال سے بھی پناہ چاہتا ہوں اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور میرا دل گناہوں سے ایسا صاف کردے جیسا کہ سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کردیتا ہے نیز مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنا فاصلہ کردے جتنا مشرق اور مغرب میں فاصلہ ہے۔

فوائد: نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات تاوان اور گناہ سے پناہ مانگا کرتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو فرمایا کہ آدمی جب تاوان زدہ ہو جاتا ہے تو بات بات پر جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۱۷۷)

١٦ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً»

باب ۱۶: دعا نبوی: ”اے اللہ! دنیا اور آخرت میں بھلائی دے۔“

٢٠٨٤ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: (اللَّهُمَّ آتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي ٱلآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ). [رواه البخاري: ٦٣٨٩]

۲۰۸۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات یوں دعا کیا کرتے تھے اے اللہ ہمیں دنیا میں نیکیوں کی توفیق اور آخرت میں نیکیوں کی جزا عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا

فوائد: حضرت قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ دعا بکثرت پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسے بیشتر اوقات پڑھتے تھے کیونکہ یہ جامع دعا دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں پر مشتمل ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۱۹۱)

١٧ - باب: قولُ النبي ﷺ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ»

باب ۱۷: رسول اللہ ﷺ کا یوں دعا کرنا: ”یا اللہ! میرے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دے۔“

٢٠٨٥ : عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو: (اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَما أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي. اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لِي هَزْلِي وَجِدِّي وَخَطَئِي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي). [رواه البخاري: ٦٣٩٩]

۲۰۸۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا کیا کرتے تھے پروردگار میری خطا معاف کر دے اور میری جہالت اور زیادتی جو میں نے تمام کاموں میں کی اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اسے بھی معاف کر دے اے اللہ! میری بھول چوک، میرے دانستہ طور پر کئے ہوئے برے کام، میری نادانی اور لغویت کو معاف کر دے اور یہ سب میرے اندر موجود ہیں۔

فوائد: اس دعا کے آخر میں یہ کلمات بھی منقول ہیں: «اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ» یہ دعا دوران نماز سلام سے پہلے اور بعض اوقات سلام کے بعد پڑھتے۔ (فتح الباری:۱۱/۱۹۷)

۱۸ - باب: فَضْلُ التَّهْلِيلِ

باب ۱۸: لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت کا بیان

۲۰۸۶ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٦٤٠٣]

۲۰۸۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی اس دعا کو ایک دن میں سو بار پڑھے تو اسے دس غلاموں کی آزادی کا ثواب ملے گا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، سو برائیاں ختم کردی جائیں گی اور وہ تمام دن میں شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا اور اس سے کوئی شخص بہتر نہ ہوگا مگر وہ جس نے اس سے بھی زیادہ پڑھا ہو۔ دعا یہ ہے۔
اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے تعریف ہے وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

فوائد: بعض روایات میں ((لہ الحمد)) کے بعد ((یحی ویمیت)) اور بعض میں ((بیدہ الخیر)) کا بھی اضافہ ہے ایک روایت میں نماز فجر کے بعد کسی سے گفتگو کرنے سے پہلے پڑھنے کا ذکر ہے یہ کلمہ گنہگاروں کے لئے تو اکسیر اعظم کی حیثیت رکھتا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۲۰۲)

۲۰۸۷ : عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ، وَابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَالَ عَشْرًا كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ). [رواه البخاري: ٦٤٠٤]

۲۰۸۷۔ حضرت ابو ایوب انصاری اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کہ انھوں نے اس حدیث (۲۰۸۶) میں رسول اللہ ﷺ یہ بھی نقل کیا ہے کہ جس نے اسے دس مرتبہ پڑھا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کوئی غلام آزاد کیا ہو۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے کہ اس وظیفہ سے اتنا ثواب ملتا ہے کہ گویا اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کئے ہوں چونکہ ذکر کرنے والوں کی توجہ اور انابت یکساں نہیں ہوتی اس لئے ثواب میں تفاوت ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۲۰۵)

۱۹ - باب: فَضْلُ التَّسْبِيحِ

باب ۱۹: سبحان اللہ کہنے کی فضیلت

۲۰۸۸ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ

۲۰۸۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اَللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اَللّٰهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اَللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ). [رواه البخاري: ٦٤٠٥]

انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سبحان اللہ وبحمدہ دن میں سو مرتبہ پڑھا اسکے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

فوائد: ان اوراد واذکار کے فضائل وبرکات اس شخص کے لئے ہیں جو بڑے بڑے جرائم سے اپنے دامن کو آلودہ نہیں کرتا اور دین متین کی سربلندی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ جو شخص یہ وظائف پڑھنے کے باوجود اللہ کے دین کی بے حرمتی سے باز نہیں آتا اس کے لئے یہ وظائف قطعاً بے سود ہیں۔ (فتح الباری:۱۱/۲۰۸)

٢٠ - باب: فَضْلُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

باب ۲۰: ذکر الٰہی کی فضیلت کا بیان

٢٠٨٩ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لاَ يَذْكُرُ مَثَلُ الحَيِّ وَالمَيِّتِ). [رواه البخاري: ٦٤٠٧]

۲۰۸۹۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کا ذکر کرے اور جو نہ کرے ان کی مثال زندہ اور مردہ جیسی ہے۔

فوائد: اللہ کے ذکر سے مراد اللہ اللہ کی ضربیں لگانا نہیں جیسا کہ ہمارے ہاں مساجد میں ہوتا ہے بلکہ نہایت عاجزی سے ان کلمات کو ادا کرنا جن کی فضیلت احادیث میں بیان ہوئی ہے۔

٢٠٩٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اَللّٰهِ ﷺ: (إِنَّ لِلّٰهِ مَلاَئِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ اَلذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اَللّٰهَ تَنَادَوْا: هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ. قَالَ: فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ اَلدُّنْيَا، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ، ما يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالَ: تَقُولُ: يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ

۲۰۹۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو گلی کوچوں میں گشت کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں جب انہیں ذکر الٰہی میں مصروف لوگ ملتے ہیں تو وہ اپنے ساتھیوں کو پکارتے ہیں ادھر آؤ تمہارا مطلوب حاصل ہوگیا آپ نے فرمایا یہ فرشتے جمع ہو کر ان لوگوں کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ پھر ان کا پروردگار ان سے دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ خود ان سے زیادہ واقف

وَيُمَجِّدُونَكَ، قالَ: فَيَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟ قالَ: فَيَقُولُونَ: لاَ، وَاللهِ ما رَأَوْكَ، قالَ: فَيَقُولُ: وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ قالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ كانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبادَةً، وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَتَحْمِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا، قالَ: يَقُولُ: فَمَا يَسْأَلُونَنِي؟ قالَ: يَسْأَلُونَكَ الجَنَّةَ، قالَ: يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قالَ: يَقُولُونَ: لاَ، وَاللهِ يَا رَبِّ ما رَأَوْهَا، قالَ: يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا؟ قالَ: يَقُولُونَ: لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً، قالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ؟ قالَ: يَقُولُونَ: مِنَ النَّارِ، قالَ: يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قالَ: يَقُولُونَ: لاَ وَاللهِ يَا رَبِّ ما رَأَوْها، قالَ: يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا كانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً، قالَ: فَيَقُولُ: فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ. قالَ: يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ المَلاَئِكَةِ: فِيهِمْ فُلاَنٌ لَيْسَ مِنْهُمْ، إِنَّمَا جاءَ لِحَاجَةٍ. قالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لاَ يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ).

[رواه البخاري: ٦٤٠٨]

ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح و تکبیر اور حمد وثنا میں مصروف تھے اللہ ان سے فرماتا ہے کہ انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں اللہ کی قسم تجھے انہوں نے نہیں دیکھا ہے اللہ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے پھر تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت کرتے تیری حمد وثنا اور تیری تسبیح و تقدیس نہایت شدت سے کرتے آپ نے فرمایا پھر اللہ فرماتا ہے اے فرشتو! وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہوں نے جنت کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں انہوں نے نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اگر دیکھ لیتے تو کیا ہوتا فرشتے کہتے ہیں وہ دیکھ لیتے تو اسے حاصل کرنے کے لئے اس سے بھی زیادہ اس کی خواہش کرتے اس میں رغبت کرتے ہوئے اس کے حصول کے لئے مزید کمربستہ ہوجاتے پھر اللہ فرماتے ہیں وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں تیری ذات کی قسم! انہوں نے دوزخ نہیں دیکھا ہے ارشاد ہوتا ہے اگر دوزخ دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ دیکھ لیتے تو اس سے بھاگتے رہتے بے انتہا ڈرتے رہتے پھر اللہ ارشاد فرماتا ہے اے فرشتو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے معاف کردیا ہے ایک

فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ان ذکر کرنے والے لوگوں میں ایک شخص ذکر کرنے والا نہیں تھا بلکہ وہ اپنی کسی ضرورت کے پیش نظر وہاں گیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدنصیب نہیں ہو سکتا۔

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتے اولاد آدم سے محبت کرتے ہیں اس کے باوجود اولاد آدم کا ذکر شرف و مرتبہ میں فرشتوں کے ذکر سے کہیں بڑھ کر ہے کیونکہ ان کی مصروفیات اور مشاغل بے شمار ہیں جبکہ فرشتوں کے لئے کسی قسم کی رکاوٹیں نہیں ہوتی واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ۱۱/۲۱۳)

کتاب الرقاق
نرم دلی کا بیان

١ - باب: الصحّة وَالفَراغ وَلا عَيشَ إلا عَيشُ الآخِرَة

باب۱: صحت اور فراغت کا بیان نیز فرمان نبوی کہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے

٢٠٩١ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: إِنَّ رَسولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصَّحَّةُ وَالْفَرَاغُ). [رواه البخاري: ٦٤١٢]

۲۰۹۱۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تندرستی اور فارغ البالی دو ایسی نعمتیں ہیں جن کی لوگ قدر نہیں کرتے بلکہ اکثر نقصان اٹھاتے ہیں۔

فوائد: غزوہ خندق کے موقع پر جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا کر باہر لے جا رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے مطلب یہ ہے کہ آخروی عیش کے حصول کے لئے صحت اور فراغت کو استعمال کرنا چاہیئے اور جو لوگ تندرستی اور فارغ البالی کو دنیوی منفعت کے حصول میں صرف کرتے ہیں وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ (فتح الباری:۲۳۱/۱۱)

٢ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ»

باب۲: فرمان نبوی کہ دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی پردیسی یا راہ گیر ہوتا ہے

٢٠٩٢ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ بِمَنْكِبِي فَقَالَ: (كُنْ فِي ٱلدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ).

۲۰۹۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑ کر فرمایا دنیا میں اس طرح رہو جس طرح کوئی پردیسی یا راہ گیر گزارہ کرتا ہے

وَكانَ ٱبْنُ عُمَرَ يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الصَّباحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ المَساءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. [رواه البخاري: ٦٤١٦]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے جب شام ہو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح ہو تو شام کے منتظر نہ رہو بلکہ تندرستی میں اپنی بیماری کا توشہ اور زندگی میں اپنی موت کا سامان تیار کرو۔

فوائد: جس طرح کوئی مسافر آدمی پردیس اور راہ گزر کو اپنا اصلی وطن نہیں سمجھتا اس طرح مومن کو بھی چاہئے کہ وہ اس دنیا کو اپنا اصلی وطن نہ سمجھے بلکہ ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں خود کو اہل قبور سے شمار کرو۔ (فتح الباری:۱۱/۲۳۴)

٣ - باب: فِي الأَمَلِ وَطُولِهِ

باب ۳: لمبی لمبی آرزوئیں پرورش کرنے کا بیان

٢٠٩٣ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خارِجًا مِنْهُ، وَخَط خُطَطًا صِغَارًا إِلَى هٰذَا الَّذِي فِي الْوَسَطِ مِنْ جانِبِهِ الَّذِي فِي الْوَسَطِ، وَقالَ: (هٰذَا الإِنْسَانُ، وَهٰذا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ - أَوْ: قَدْ أَحاطَ بِهِ - وَهٰذَا الَّذِي هُوَ خارِجٌ أَمَلُهُ، وَهٰذِهِ الخُطَطُ الصِّغَارُ الأَعْرَاضُ، فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا، وَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا). [رواه البخاري: ٦٤١٧]

۲۰۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مربع خط کھینچا اور اس کے درمیان سے ایک باہر نکلا ہوا خط کھینچا اور اس خط کے دونوں طرف مزید چھوٹے چھوٹے خطوط بنائے اور فرمایا یہ درمیانی خط انسان ہے اور یہ مربع خط اس کی اجل ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے یا جس نے اسے گھیر رکھا ہے اور یہ باہر نکلا ہوا خط اس کی آرزو اور امید ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط آفات وحوادث ہیں اگر اس سے انسان بچا تو اس میں پھنس گیا اگر اس سے بچا تو اس میں مبتلا ہوا۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ایسی ایسی خواہشات رکھتا ہے جو عمر بھر پوری نہیں ہو سکتی لہٰذا ایسی خواہشات آخرت سے انسان کو غافل کر دیتی ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (فتح الباری:۱۱/۲۳۷)

٢٠٩٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خُطُوطًا، فَقَالَ: (هٰذَا الأَمَلُ وَهٰذَا

۲۰۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چند خطوط کھینچے پھر فرمایا یہ آدمی کی آرزو ہے اور یہ اس کی

أَجَلُهُ، فَبَيْنَما هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ جاءَهُ الخَطُّ الأَقْرَبُ). [رواه البخاري: ٦٤١٨]

عمر ہے انسان لمبی آرزو کے چکر میں رہتا ہے اتنے میں قریب والا خط اسے آ پہنچتا ہے یعنی موت آجاتی ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے خواہشات کی پیروی اور لمبی لمبی تمناؤں کا زیادہ خطرہ ہے کیونکہ خواہش کی پیروی انسان کو حق سے روک دیتی ہے اور لمبی لمبی تمنائیں آخرت سے غافل کر دیتی ہیں۔ (فتح الباری:۱۱/۲۳۶)

٤ - باب: مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ اللهُ إِلَيْهِ

باب ۴: جس کی عمر ساٹھ برس ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے معذرت کا کوئی موقع نہیں چھوڑا

٢٠٩٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (أَعْذَرَ ٱللهُ إِلَى ٱمْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتَّى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً). [رواه البخاري: ٦٤١٩]

۲۰۹۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے تمام عذر بہانے ختم کردیئے جسے لمبی عمر بخشی حتی کہ وہ ساٹھ برس کو پہنچ گیا۔

فوائد: امام بخاری نے اس آیت سے بھی دلیل ہے کہ جب کافر چیخ چیخ کر جہنم سے نکلنے کا مطالبہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی سبق لینا چاہتا تو سبق لے سکتا تھا اور تمہارے پاس متنبہ کرنے والا بھی آچکا تھا۔ (فاطر:۳۷)

٢٠٩٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي ٱثْنَتَيْنِ. فِي حُبِّ ٱلدُّنْيَا وَطُولِ الأَمَلِ). [رواه البخاري: ٦٤٢٠]

۲۰۹۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے بوڑھے شخص کا دل دو چیزوں کے متعلق جوان رہتا ہے دنیا کی محبت اور درازی عمر کی خواہش رکھنے میں

فوائد: اسی طرح کی ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آدمی تو بوڑھا ہوجاتا ہے مگر اس کے نفس کی دو خصلتیں اور زیادہ جوان اور طاقت ور ہوتی رہتی ہیں ایک دولت کی حرص اور دوسری درازی عمر کی چاہت۔ (صحیح بخاری:۶۴۲۱)

٥ - باب: الْعَمَلِ الَّذِي يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ

باب ۵: اس عمل کا بیان جو خالص رضاالٰہی کے لئے کیا جائے

٢٠٩٧ : عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (لَنْ يُوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، يَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ النَّارَ). [رواه البخاري: ٦٤٢٣]

۲۰۹۷۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جو شخص اس حالت میں حاضر ہو کہ دنیا میں اس نے خالص اللہ کی رضا کے لئے لا الہ الا اللہ کہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔

فوائد: یہاں اس روایت کو مختصرا بیان کیا گیا ہے دراصل رسول اللہ ﷺ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اس کے گھر تشریف لے گئے وہاں نماز پڑھی' کھانا کھایا پھر مالک بن دخشم کے متعلق سوال کیا کسی نے اس کے متعلق منافق ہونے کی پھبتی کسی تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔

٢٠٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ، إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ، إِلَّا الْجَنَّةُ). [رواه البخاري: ٦٤٢٤]

۲۰۹۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس بندہ مومن کی محبوب چیز میں نے دنیا سے اٹھالی اور اس نے اس پر صبر کیا تو اس کی جزا میرے ہاں سوائے جنت کے اور کچھ نہیں ہے۔

فوائد: محبوب چیز سے مراد اس کا بیٹا' بھائی یا اور کوئی چیز جس سے وہ محبت کرتا ہے اگر اس نے صبر واستقامت کے مظاہرہ کیا اور کسی قسم کا حرف شکایت اپنی زبان پر نہ لایا تو اسے اللہ کے فضل سے جنت میں ٹھکانہ ملے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۲۴۴)

٦ - باب: ذَهَابُ الصَّالِحِينَ

باب ٦: نیک لوگوں کا دنیا سے اٹھ جانا

٢٠٩٩ : عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ، الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ، وَيَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيرِ، أَوِ التَّمْرِ، لَا يُبَالِيهِمُ اللهُ بَالَةً). [رواه البخاري: ٦٤٣٤]

۲۰۹۹۔ حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت کے نزدیک) نیک لوگ دنیا سے یکے بعد دیگرے اٹھ جائیں گے باقی جو کے بھوسے یا کھجور کے کچرے کی طرح کچھ لوگ رہ جائیں گے جن کی اللہ کو ذرہ بھر پرواہ نہیں ہوگی۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ ایسے بدعمل لوگوں پر قیامت قائم ہوگی جس کا مطلب یہ ہے نیک لوگوں کا دنیا سے رخصت ہونا قیامت کی ایک علامت ہے لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ نیک لوگوں کی زندگی کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔ (فتح الباری:۱۱/۲۵۲)

٧ - باب: ما يُتَّقىٰ مِنْ فِتْنَةِ المَالِ

باب ۷: فتنہ مال سے ڈرنے کا بیان

٢١٠٠ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُما، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَوْ كانَ لابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مالٍ لاَبْتَغى ثَالِثًا، وَلاَ يَمْلأُ جَوْفَ ٱبْنِ آدَمَ إِلَّا التُرَابُ، وَيَتُوبُ ٱللهُ عَلَى مَنْ تَابَ). [رواه البخاري: ٦٤٣٦]

۲۱۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے اگر ابن آدم کو دو وادیاں مال سے بھری ہوئی مل جائیں تو یہ تیسری وادی کی تلاش میں سرگرداں ہوگا اور ابن آدم کا پیٹ تو مٹی ہی بھرے گی لیکن جو اللہ کی طرف جھکتا ہے اللہ بھی اس پر مہربان ہو جاتا ہے۔

فوائد: ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ہر امت کو فتنہ درپیش ہوتا تھا اور میری امت کے لئے خطرناک فتنہ مال ودولت کی فراوانی ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۲۵۳)

٨ - باب: مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ

باب ۸: جو کوئی زندگی میں مال آگے بھیجے (خیرات کرے) وہی اس کا مال ہے

٢١٠١ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَيُّكُم مالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مالِهِ). قالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، ما مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ، قالَ: (فَإِنَّ مالَهُ ما قَدَّمَ، وَمالُ وَارِثِهِ ما أَخَّرَ). [رواه البخاري: ٦٤٤٢]

۲۱۰۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون ایسا ہے جس کو اپنے وارث کا مال خود اس کے اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سب کو اپنا ہی مال محبوب ہے فرمایا اپنا مال تو وہ ہے جو فی سبیل اللہ خرچ کرکے آگے بھیج دیا ہو اور جو چھوڑ کر مرے وہ تو وارثوں کا مال ہے۔

فوائد: اس حدیث کے پیش نظر بندہ مسلم کو چاہیئے کہ اپنا مال بھلے کاموں میں خرچ کرے تاکہ آخرت میں اس کے لئے سود مند ہو' کیونکہ جو کچھ مرنے کے بعد رہ گیا وہ تو اس کے ورثاء کی ملک ہو گا۔ (فتح الباری:۱۱/۲۶۰)

٩ - باب: كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَتَخَلِّيهِمْ عَنِ الدُّنْيَا

باب ٩: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی گزر اوقات کیسی تھی؟ اور ان کے دنیا سے الگ رہنے کا بیان

٢١٠٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: آللهِ الَّذِي لاَ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، إِنْ كُنْتُ لأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الأَرْضِ مِنَ الجُوعِ، وَإِنْ كُنْتُ لأَشُدُّ الحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الجُوعِ، وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ، فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ ٱللهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ ٱللهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي، فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي، وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي، ثُمَّ قَالَ: (أَبَا هِرٍّ). قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ قَالَ: (الْحَقْ). وَمَضَى فَتَبِعْتُهُ، فَدَخَلَ، فَاسْتَأْذِنُ، فَأَذِنَ لِي، فَدَخَلَ، فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ، فَقَالَ: (مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ؟). قَالُوا: أَهْدَاهُ لَكَ فُلاَنٌ أَوْ فُلاَنَةٌ. قَالَ: (أَبَا هِرٍّ). قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ ٱللهِ، قَالَ: (الْحَقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي). قَالَ: وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الإِسْلاَمِ، لاَ

٢١٠٢۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں بعض اوقات میں بھوک کی وجہ سے زمین پر پیٹ لگا کر لیٹ جاتا اور کبھی ایسا ہوتا کہ اس کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا ایک دن میں سر راہ جہاں سے لوگ گزرتے تھے بیٹھ گیا سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی یہ صرف اس لئے پوچھی کہ وہ مجھے پیٹ بھر کے کھانا کھلا دیں مگر انہوں نے خیال ہی نہ کیا اور چلے گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے تو میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت دریافت کی اور یہ بھی صرف اس لئے پوچھی تھی کہ مجھے پیٹ بھر کے کھانا کھلا دیں مگر انہوں نے بھی کوئی خیال نہ کیا اور چپکے سے چل دیئے پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرے دل کی بات میرے چہرے کی کیفیت سے سمجھ گئے اور فرمانے لگے اے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا میرے ساتھ آؤ آپ چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا آپ گھر میں داخل ہوئے تو میں نے اندر آنے کی اجازت مانگی مجھے آپ نے اجازت دے دی تو میں بھی مکان میں داخل ہوا وہاں ایک دودھ سے بھرا

يَأْوُونَ إِلَى أَهْلٍ وَلاَ مالٍ وَلاَ عَلَى أَحَدٍ، إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا، فَسَاءَنِي ذٰلِكَ، فَقُلْتُ: وَما هٰذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ، كُنْتُ أَحَقَّ أَنَا أَنْ أُصِيبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوَّى بِهَا، فَإِذَا جَاءُوا أَمَرَنِي، فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ، وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ ﷺ بُدٌّ، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا، فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ، وَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ، قَالَ: (يَا أَبَا هِرٍّ). قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (خُذْ فَأَعْطِهِمْ). قَالَ: فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ، فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، فَأُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ: (أَبَا هِرٍّ). قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: (بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ). قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا رَسُولَ

ہوا پیالہ آپ نے دیکھا تو فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں مرد یا عورت نے آپ کو بطور تحفہ بھیجا ہے آپ نے فرمایا اے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا جاؤ اہل صفہ کو بھی بلا لاؤ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اہل صفہ تو صرف اسلام کے مہمان تھے ان کا وہاں کوئی گھر بار یا مال واسباب نہ تھا اور نہ ہی کوئی دوست و آشنا جس کے گھر جا کر رہتے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو بھی صدقہ کا مال آتا تو ان لوگوں کو بھیج دیتے خود اس سے کچھ نہ لیتے اگر تحفہ کے طور پر کوئی چیز آتی تو انہیں بلا بھیجتے خود بھی کھاتے اور انہیں بھی کھانے میں شریک کرتے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اہل صفہ کا بلا لانا اس وقت تو مجھے برا محسوس ہوا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دودھ اہل صفہ کو کیسے پورا ہو سکتا ہے؟ اس دودھ کا حق دار تو میں تھا تاکہ اس میں سے کچھ پیتا تو مجھ میں ذرا طاقت آجاتی اور جب اہل صفہ آئیں گے تو آپ مجھے فرمائیں گے کہ ان کو دودھ پلاؤ تو جب میں انہیں یہ دودھ دوں گا تو مجھے امید نہیں کہ اس سے میرے لئے بھی کچھ بچ رہے گا مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننا ضروری تھا بہر حال میں اہل صفہ کے پاس آیا اور انہیں بلایا وہ آئے اور اندر جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی چنانچہ وہ اندر آکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے آپ نے فرمایا اے ابوھریرہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں

اَللّٰهِ، قَالَ: (اُقْعُدْ فَاشْرَبْ). فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ: (اشْرَبْ). فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُولُ: (اشْرَبْ). حَتَّى قُلْتُ: لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا، قَالَ: (فَأَرِنِي). فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمَّى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ. [رواه البخاري: ٦٤٥٢]

حاضر ہوں' آپ نے فرمایا انہیں دودھ پلاؤ میں نے وہ پیالہ لے کر ایک شخص کو دیا اس نے خوب سیر ہو کر پیا اور مجھے واپس کر دیا پھر میں نے دوسرے کو دیا اس نے بھی خوب سیر ہو کر نوش کیا اور پھر مجھے واپس کر دیا اس طرح سب پی چکے تو رسول اللہ ﷺ کی باری آئی اس وقت اہل صفہ خوب سیر ہو کر پی چکے تھے آپ نے پیالہ ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا اب تو میں اور آپ صرف دو آدمی باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! بے شک آپ سچ فرماتے ہیں آپ نے فرمایا اب بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو چنانچہ میں نے بیٹھ کر دودھ پینا شروع کیا آپ نے فرمایا اور پیو میں نے اور پیا آپ نے پھر اصرار فرمایا کہ اور پیو آپ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے عرض کیا اس پروردگار کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے اب تو میرے پیٹ میں کوئی جگہ نہیں ہے آپ نے فرمایا اچھا اب مجھے دے دو چنانچہ میں نے وہ پیالہ آپ کو دے دیا آپ نے پہلے تو اللہ کا شکریہ ادا کیا پھر بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا دودھ نوش فرمالیا۔

فوائد: اس حدیث سے راوی اسلام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عظمت و عزیمت اور صبر و استقامت کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کیسے کٹھن حالات میں اسلام سے وفاداری اور جانثاری کا ثبوت دیا۔

٢١٠٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (اللّٰهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوتًا). [رواه

۲۱۰۳۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا کرتے اے اللہ! آل محمد ﷺ کو حسب ضرورت رزق عطا

البخاري: ٦٤٦٠]

فرمایا۔

فوائد: چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اگر کبھی پیٹ بھر کر کھجوریں تناول فرماتے تو جو کی روٹی میسر نہ آتی' اس طرز زندگی سے تونگری کی آفات اور فتنہ فقر دونوں سے عافیت ملی تھی۔ (فتح الباری:۲۹۳/۱۱)

١٠ - باب: القَصْدُ وَالمُداوَمَةُ عَلَى العَمَلِ

باب ۱۰: عبادت میں میانہ روی اور اس پر مداومت

٢١٠٤ : وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (لَنْ يُنجِيَ أَحَدًا مِنكُمْ عَمَلُهُ). قالُوا: وَلاَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قالَ: (وَلاَ أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللهُ بِرَحْمَةٍ، سَدِّدُوا وَقارِبُوا، وَاغْدُوا وَرُوحُوا، وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ، وَالقَصْدَ القَصْدَ تَبْلُغُوا). [رواه البخاري: ٦٤٦٣]

۲۱۰۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کو اس کے عمل نجات نہ دیں گے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! نہ آپ کے اعمال؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی میرے اعمال نجات نہیں دیں گے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے تمہیں چاہیے کہ درستگی کے ساتھ عمل کرتے رہو میانہ روی اختیار کرو ہر صبح اور رات کے پچھلے حصہ میں کچھ عبادت کرو مسلک اعتدال اختیار کرو اس اعتدال سے تم اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔

فوائد: بعض قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ دخول جنت کا سبب ہیں اصل بات یہ ہے کہ دخول جنت تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ممکن ہو گا پھر جنت کے درجات و منازل حسب اعمال تقسیم ہوں گے۔ (فتح الباری:۲۹۵/۱۱) اور اعمال صالحہ ہی رحمت الٰہی کا باعث بنیں گے۔

٢١٠٥ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّ الأَعْمالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ قالَ: (أَدْوَمُها وَإِنْ قَلَّ). [رواه البخاري: ٦٤٦٥]

۲۱۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا جو ہمیشہ کیا جائے گو تھوڑی مقدار میں ہو۔

فوائد: اس حدیث کے آخر میں ہے کہ نیکی کرنے میں اتنی تکلیف اٹھاؤ جتنی طاقت ہے مطلب یہ ہے کہ اگرچہ پسندیدہ عمل وہی ہے جس پر ہمیشگی کی جائے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اپنی صحت سے

زیادہ کام کرنا شروع کر دو پھر اکتا کر اسے ترک کر دو۔ (فتح الباری:۲۹۹/۱۱)

١١ - باب: الرَّجَاءُ مَعَ الخَوْفِ

باب ۱۱: اللہ تعالیٰ سے امید اور ڈر دونوں رکھنا

٢١٠٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ ٱللهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْأَسْ مِنَ الجَنَّةِ، وَلَوْ يَعْلَمُ المُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ ٱللهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٦٤٦٩]

۲۱۰۶۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اگر کافر کو اللہ کے ہاں تمام رحمتوں کا پتہ چل جائے تو کبھی جنت سے مایوس نہ ہو اگر مومن کو اللہ کے ہاں ہر قسم کا عذاب معلوم ہو جائے تو وہ کبھی جہنم سے بے خوف نہ ہو۔

فوائد: دراصل امید اور خوف کی درمیانی کیفیت کا نام ایمان ہے اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا بھی کفر ہے اور اپنے اعمال پر کلی انحصار بھی باعث ہلاکت ہے علامت سعادت یہ ہے کہ فرمانبرداری کرتے وقت اس کے عذاب کا خوف دامن گیر رہے اور بدبختی کی نشانی یہ ہے کہ نافرمانی میں غرق رہتے ہوئے اللہ کے ہاں عذاب سے نجات کی امید رکھے۔ (فتح الباری:۳۰۱/۱۱)

١٢ - باب: حِفْظُ اللِّسَانِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

باب ۱۲: فرمان نبوی: ”جس شخص کو اللہ پر ایمان اور قیامت کے دن پر یقین ہے اسے چاہیئے کہ منہ سے اچھی بات نکالے ورنہ خاموش رہے“ کے پیش نظر زبان کی حفاظت کا بیان۔

٢١٠٧ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الجَنَّةَ). [رواه البخاري: ٦٤٧٤]

۲۱۰۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھے اپنے جبڑوں کے درمیان زبان اور اپنی ٹانگوں کے درمیان شرمگاہ کی ضمانت دے دے تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ دنیا میں مصائب و آلام میں مبتلا ہوتے وقت اصل کردار انسان کی زبان اور اس کی شرمگاہ کا ہے اگر ان کی شر سے اپنے آپ کو بچا لیا جائے تو بے شمار گناہوں سے محفوظ رہا جا سکتا

ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۳۰۱)

٢١٠٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ ٱللهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالاً، يَرْفَعُ ٱللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ ٱللهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالاً، يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ). [رواه البخاري: ٦٤٧٨]

۲۱۰۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا آدمی کبھی ایسی بات منہ سے نکالتا ہے جس میں اللہ کی رضامندی ہوتی ہے حالانکہ وہ اس کو کچھ اہمیت نہیں دیتا تو اس کی وجہ سے اللہ اس کے درجات بلند کردیتا ہے اور کبھی بندہ اللہ کی ناراضگی کی کوئی بات لا ابالی پن میں منہ سے نکال بیٹھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے دوزخ میں ڈال دیتا ہے۔

فوائد : اس حدیث کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ زبان کی حفاظت کی جائے ضروری ہے کہ گفتگو سے پہلے اس کا وزن کرلیا جائے اگر کوئی اس سے مصلحت وابستہ ہے تو بات کرے بصورت دیگر خاموش رہے جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت بھی موجود ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۳۱۱)

١٣ - باب: الاِنْتِهَاءُ مِنَ الْمَعَاصِي

باب ۱۳: گناہوں سے باز رہنا

٢١٠٩ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (مَثَلِي وَمَثَلُ ما بَعَثَنِي ٱللهُ، كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ: رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ، فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ فَأَدْلَجُوا عَلَى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا، وَكَذَّبَتْهُ طَائِفَةٌ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاجْتَاحَهُمْ). [رواه البخاري: ٦٤٨٢]

۲۱۰۹۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور جو اللہ نے مجھے دیکر بھیجا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے اپنی قوم سے کہا کہ میں نے دشمن کا لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں تمہیں کھلے اور واضح طور پر ڈرانے والا ہوں بھاگو اور اس سے بچو ایک گروہ نے اس کا کہا مانا رات ہی رات اطمینان سے نکل گیا تو انہوں نے اپنی جان بچالی اور کچھ لوگوں نے اس کی بات نہ مانی حتیٰ کہ صبح کے وقت وہ لشکر آپہنچا پھر اس نے انہیں تباہ کرڈالا۔

فوائد : مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو گناہوں سے متنبہ کیا ہے کہ اللہ کا عذاب بالکل تیار ہے اس لئے توبہ کرکے اپنے آپ کو بچاؤ اس کے بعد جس نے بات کو مان کر شرک وکفر سے اجتناب کیا وہ تو بچ گیا اور جس نے سرکشی کی وہ مرتے ہی ابدی عذاب میں گرفتار ہوگا۔

١٤ - باب: حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

باب ۱۴: دوزخ کی آگ نفسانی خواہشات سے ڈھکی ہوئی ہے

٢١١٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الجَنَّةُ بِالمكارِهِ). [رواه البخاري: ٦٤٨٧]

۲۱۱۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کا حجاب نفسانی خواہشات اور جنت کا حجاب تکالیف و مجاہدات ہیں۔

فوائد: قرآن کریم میں یہی مضمون بایں الفاظ ذکر کیا گیا ہے "جس نے سرکشی کرتے ہوئے دنیوی زندگی کو ترجیح دی دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہو گا اور جس نے اپنے رب کے حضور پیش ہونے کا خوف کیا اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا اس کا ٹھکانہ جنت میں ہو گا۔ (نازعات:۳۷،۴۱)

١٥ - باب: الجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَٰلِكَ

باب ۱۵: جنت اور جہنم جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ نزدیک ہیں

٢١١١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذَٰلِكَ). [رواه البخاري: ٦٤٨٨]

۲۱۱۱۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تمہاری جوتی کے تسمے سے زیادہ قریب ہے اسی طرح جہنم بے حد قریب ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ انسان ثواب کی بات کو حقیر خیال نہ کرے شاید اللہ کو وہی پسند آجائے اور اس کی نجات کا ذریعہ بن جائے اسی طرح گناہ کی بات کو معمولی خیال نہ کرے شاید اللہ اس سے ناراض ہو کر اسے جہنم میں جھونک دے۔ (فتح الباری:۱۱/۳۲۱)

١٦ - باب: لِيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَنْ فَوْقَهُ

باب ۱۶: دنیاداری میں اپنے سے کم کی طرف دیکھے اور بڑے کی طرف نہ دیکھے

٢١١٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي المَالِ وَالخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ

۲۱۱۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی نظر ایسے شخص پر پڑے جو مال و جمال میں اس سے بڑھ کر ہو تو اسے ان لوگوں کو بھی

أَسْفَلَ مِنْهُ). [رواه البخاري: ٦٤٩٠]

دیکھنا چاہیئے جو ان باتوں میں اس سے کم ہوں۔

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص دنیوی لحاظ سے اپنے کم تر کو دیکھ کر اللہ کا شکر کرتا ہے اور دینی لحاظ سے اپنے سے بہتر کو دیکھ کر اس کی پیروی کرتا ہے اسے اللہ کے ہاں صابر و شاکر لکھا جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۳۲۳)

١٧ - باب: مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ

باب ۱۷: نیکی یا بدی کا ارادہ کرنا کیسا ہے؟

٢١١٣ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ كَتَبَ الحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا ٱللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا وَعَمِلَهَا كَتَبَهَا ٱللهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا ٱللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا ٱللهُ عَلَيْهِ سَيِّئَةً وَاحِدَةً). [رواه البخاري: ٦٤٩١]

۲۱۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے پروردگار سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں سب لکھ دی ہیں پھر ان کی تفصیل یوں بیان کی کہ جس نے نیکی کا صرف ارادہ کیا اسے عملی جامہ نہ پہنا سکا تب بھی اللہ تعالیٰ اس کے لئے پوری نیکی لکھ دے گا اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اسے بجا بھی لایا تو اس کے نامہ اعمال میں دس سے لے کر سات سو تک بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ نیکیاں لکھ دے گا لیکن جس نے بدی کا ارادہ کیا' مرتکب نہ ہوا تو اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ایک پوری نیکی کا ثواب لکھ دے گا لیکن جس نے ارادہ کرکے بدی کر ڈالی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک ہی بدی ثبت کرے گا۔

فوائد: واضح رہے کہ بدی کا ارادہ کر کے ترک کر دینا اس وقت نیکی ثبت ہونے کا باعث ہوگا جب اللہ سے ڈرتے ہوئے اسے عملی جامہ نہ پہنائے لیکن اگر فرصت نہ مل سکی لوگوں سے ڈرتے اسے عمل میں نہ لا سکا تو بری نیت کی وجہ اس نے برائی کو ضرور کمایا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۳۲۶)

١٨ - باب رَفْعِ الأَمَانَةِ

باب ۱۸: دنیا سے امانتداری کے اٹھ جانے کا بیان

٢١١٤ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ ٱللهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ، رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ

۲۱۱۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں بیان فرمائی تھیں ایک کا ظہور تو میں دیکھ چکا ہوں

الآخَرَ حَدَّثَنا: (أَنَّ الأَمَانَةَ نَزَلَتْ في جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجالِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ).

وَحَدَّثَنا عَنْ رَفْعِهَا قالَ: (يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ، فَتُقْبَضُ الأَمانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُها مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُها مِثْلَ الْمَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ، فَتَراهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ، فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبايَعُونَ، فَلاَ يَكادُ أَحَدُهُمْ يُؤَدِّي الأَمانَةَ، فَيُقالُ: إِنَّ في بَنِي فُلاَنٍ رَجُلًا أَمِينًا، وَيُقالُ لِلرَّجُلِ: ما أَعْقَلَهُ وَما أَظْرَفَهُ وَما أَجْلَدَهُ، وَما في قَلْبِهِ مِثْقالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمانٍ).

وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ، لَئِنْ كانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الإِسْلامُ، وَإِنْ كانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ: فَما كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلاَنًا وَفُلاَنًا. [رواه البخاري: ٦٤٩٧]

البتہ دوسری کے ظہور کا منتظر ہوں پہلی حدیث تو یہ ہے کہ پہلے ایمانداری اللہ کی طرف سے لوگوں کے دلوں کی تہہ میں اتری پھر لوگوں نے قرآن سے اس کا حکم معلوم کیا پھر سنت نبوی سے اس کے متعلق معلومات حاصل کیں دوسری حدیث رسول اللہ ﷺ نے امانتداری کے اٹھ جانے کے متعلق بیان فرمائی (کہ یہ بہت جلد اٹھ جائے گی) ایسا ہوگا کہ آدمی سوئے گا اور اسی حالت میں امانتداری اس کے دل سے نکال لی جائے گی پھر اس کی جگہ صرف ایک نشان رہ جائے گا جو مدہم داغ کی طرح ہوگا پھر جب سوئے گا تو باقی امانت بھی نکال لی جائے گی اس کا نشان آبلے کی طرح رہ جائے گا جیسے تو چنگاری اپنے پاؤں پر ڈال دے تو ایک چھالا پھول آتا ہے تو اسے ابھرا ہوا دیکھے گا حالانکہ اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا پھر ایسا ہوگا کہ لوگ خرید وفروخت کریں گے لیکن ان میں کوئی بھی امانتدار نہیں ہوگا بالآخر نوبت بایں جا رسید کہ لوگ کہیں گے فلاں قبیلے کا فلاں شخص کیسا امانت دار ہے وہ کیسا عقلمند اور صاحب ظرافت ہے اور کیسے مضبوط کردار کا حامل ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ پر ایک زمانہ ایسا گزر چکا ہے کہ مجھے کسی کے ساتھ خرید وفروخت کرنے میں کوئی پرواہ نہ ہوتی تھی کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو دین اسلام اس کو حق کی طرف پھیر لاتا اور کافر نصرانی ہوتا تو اس کے حاکم اور مددگار لوگ میرا حق اس سے واپس دلاتے

جبکہ آج کل ایسا وقت آگیا ہے کہ میں کسی سے معاملہ ہی نہیں کرتا ہاں بس خاص لوگوں سے خرید وفروخت کرتا ہوں۔

فوائد : مطلب یہ ہے کہ پہلی نیند میں تو ایمانداری کا نور اٹھ جائے گا اور اس کی جگہ بے ایمانی کی تاریکی ایک مدہم سے داغ کی طرح نمودار ہو گی دوسری نیند میں تاریکی زیادہ ہو کر آبلے کے داغ کی طرح ہو جائے گی جو مدت تک قائم رہتا ہے۔

٢١١٥ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّمَا النَّاسُ كَالإِبِلِ الْمِائَةِ، لاَ تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً). [رواه البخاري: ٦٤٩٨]

۲۱۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے آدمیوں کا حال تو اونٹوں کی طرح ہے کہ سو اونٹوں میں ایک اونٹ بھی تیز سواری کے قابل نہیں ملتا۔

فوائد : جو جانور سواری کے لئے استعمال ہوتا ہے وہ نرم مزاج ہوتا ہے اس طرح لوگوں میں نرم مزاجی کا فقدان ہے ایسے لوگ بہت کم ہیں جو ایماندار اور معاملہ فہم ہوں جو اپنے دوستوں کے متعلق نرم مزاجی کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ (فتح الباری:۱۱/۳۳۵)

١٩ - باب: الرِّيَاءُ وَالسُّمْعَةُ

باب ۱۹: ریا اور شہرت کی مذمت

٢١١٦ : عَنْ جُنْدَبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ ٱللهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي ٱللهُ بِهِ). [رواه البخاري: ٦٤٩٩]

۲۱۱۶۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سنانے کے لئے نیک کام کیا اللہ تعالیٰ (قیامت کو) اس کی بدنیتی سب کو سنا دے گا جس نے دکھلاوے کے لئے کام کیا اللہ تعالیٰ اس کا دکھلاوا ظاہر کر دے گا۔

فوائد : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال کو پوشیدہ رکھنا چاہئے لیکن جن کی لوگ اقتداء کرتے ہیں اگر وہ نمونے کے طور پر اپنے نیک عمل ظاہر بھی کر دیں تو چنداں حرج نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کی اصلاح مقصود ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۳۳۷)

٢٠ - باب: التَّوَاضُعُ

باب ۲۰: تواضع وانکساری

٢١١٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِنَّ ٱللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَى

۲۱۱۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے جس نے میرے دوست سے

لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ).

[رواه البخاري: ٦٥٠٢]

عداوت کی میں اسے خبردار کئے دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا اور میرا بندہ جن جن عبادات سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں کوئی عبادت مجھے اس عبادت سے زیادہ پسند نہیں جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ نوافل کی ادائیگی سے میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اسے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہو جس سے وہ چلتا ہے وہ اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں وہ اگر پناہ طلب کرتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام میں جسے کرنا چاہتا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اپنے مسلمان بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے وہ تو موت کو (بوجہ تکلیف جسمانی کے) برا سمجھتا ہے اور مجھے بھی اسے تکلیف دینا ناگوار گزرتا ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے بندے کا دل بن جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہوتا ہوں جس سے وہ گفتگو کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ اللہ کی عبادت میں غرق ہو جاتا ہے اور مرتبہ محبوبیت پر پہنچتا ہے تو اس کے حواس ظاہری اور باطنی سب شریعت کے تابع ہو جاتے وہ ہاتھ' پاؤں' کان' آنکھ' زبان اور دل ودماغ سے وہی کام لیتا ہے جس میں اللہ کی مرضی ہوتی ہے اس سے خلاف شریعت کوئی کام سرزد نہیں ہوتا۔ (فتح الباری:۳۴۴/۱۱)

٢١ - باب: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ الله أَحَبَّ الله لِقَاءَهُ

باب ۲۱: جو شخص اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتے ہیں

٢١١٨ : عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ ٱللهِ أَحَبَّ ٱللهُ لِقَاءَهُ،

۲۱۱۸۔ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو عزیز رکھتا ہو

وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ).
قَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ، إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ، قَالَ: (لَيْسَ ذَاكِ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللهِ وَكَرَامَتِهِ، فَلَيسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ وَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ وَعُقُوبَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَكَرِهَ لِقَاءَ اللهِ وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ). [رواه البخاري: ٦٥٠٧]

تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو برا سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو برا جانتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا کسی اور ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ مطلب نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ مومن کے پاس جب موت آ رہی ہوتی ہے تو اسے اللہ کی طرف سے رضامندی اور اس کی سرفرازی کی خوشخبری دی جاتی ہے وہ اس وقت ان انعامات سے زیادہ جو اسے آگے ملنا ہوتے ہیں کسی دوسری چیز کو پسند نہیں کرتا تو وہ اللہ سے ملنے کی جلد آرزو کرتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے اور اسے اللہ کے عذاب وسزا کی خبر دی جاتی ہے تو جو کچھ اسے آگے ملنے والا ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ اسے کوئی چیز ناپسند نہیں ہوتی' اس لئے اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔

فوائد: حدیث میں بیان شدہ ملاقات کے کئی ایک معانی ہیں ایک تو اپنے انجام کو دیکھنا جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے دوسرا قیامت کے دن اٹھنا اور موت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے یہ ملاقات موت کے علاوہ ہے جو شخص دنیا سے نفرت کرتا ہے وہ گویا اللہ سے ملاقات کا خواہاں ہے اور جو دنیا کو چاہتا ہے وہ گویا اللہ سے ملاقات کرنا نہیں چاہتا جس شخص کو اللہ سے ملاقات کا شوق ہو گا وہ اس کی تیاری کرے گا اور جسے اللہ کے حضور پیش ہونے کا خوف ہو گا وہ بھی دنیا میں پھونک پھونک کر قدم رکھے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۳۶۰)

٢٢ - باب: سَكَرَاتُ الْمَوْتِ

٢١١٩ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رِجَالٌ مِنَ الأَعْرَابِ جُفَاةً يَأْتُونَ النَّبِيَّ ﷺ فَيَسْأَلُونَهُ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُولُ: (إِنْ يَعِشْ هٰذَا لاَ يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ). يَعْنِي مَوْتَهُمْ. [رواه البخاري: ٦٥١١]

باب ۲۲: سکرات موت کا بیان

۲۱۱۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ اجڈ قسم کے دیہاتی آتے اور پوچھتے کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ان میں سے ایک چھوٹی عمر والے کی طرف دیکھ کر فرماتے اس کا بڑھاپا آنے سے پہلے پہلے تم پر قیامت قائم ہو جائے گی یعنی تمہیں موت آ جائے گی۔

فوائد : اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے موت کو قیامت قرار دیا ہے چونکہ قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اس لئے موت میں بھی بے ہوشی ہوتی ہے جیسا کہ بخاری کی ایک حدیث میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت اپنا ہاتھ پانی میں ڈالتے اور اپنے منہ پر پھیرتے پھر فرماتے لا الہ الا اللہ موت میں بڑی سختیاں ہیں۔ (بخاری:٦٥١٠)

٢٣ - باب: يَقْبِضُ اللهُ الأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

٢١٢٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (تَكُونُ الأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً، يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ كَمَا يَكْفَأُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ، نُزُلًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ). فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ: بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، أَلاَ أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: (بَلَى). قَالَ: تَكُونُ الأَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً، كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا

باب ۲۳: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں رکھ لے گا

۲۱۲۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اہل جنت کی ضیافت کے لئے اپنے ہاتھ سے اسے الٹ پلٹ کرے گا جیسا کہ تم میں سے کوئی دوران سفر اپنی روٹی کو الٹ پلٹ کرتا ہے اس کے بعد ایک یہودی شخص آیا اور کہنے لگا ابو القاسم ﷺ! اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے کیا میں آپ کو بتاؤں کہ قیامت کے دن اہل جنت کی مہمانی کیا ہو گی؟ آپ نے فرمایا ہاں بتاؤ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح یہی کہنے لگا کہ زمین ایک روٹی کی

ثُمَّ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَلاَ أُخْبِرُكَ بِإِدَامِهِمْ؟ قَالَ: إِدَامُهُمْ بَالاَمٌ وَنُونٌ، قَالُوا: وَمَا هٰذَا؟ قَالَ: ثَوْرٌ وَنُونٌ، يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُونَ أَلْفًا. [رواه البخاري: ٦٥٢٠]

طرح ہو جائے گی رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر ہماری طرف دیکھا اور اس قدر ہنسے کہ آپ کی کچلیاں دکھائی دینے لگیں۔ پھر وہ یہودی کہنے لگا کہ میں تمہیں اہل جنت کے سالن کے متعلق بتاؤں وہ کیا ہو گا (آپ نے فرمایا ہاں) وہ کہنے لگا ان کا سالن بالام اور نون ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا بالام اور نون کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا بیل اور مچھلی ان کی اتنی ضخامت ہو گی کہ صرف کلیجی ستر ہزار کے لئے کافی ہو گی۔

فوائد: اہل جنت کو بطور تحفہ یہ غذا دی جائے گی کھانے کے لئے ایک بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت میں کھاتا پیتا ہے پھر سلسبیل نامی چشمہ صافی سے پینے کے لئے پانی دیا جائے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۳۷۵)

٢١٢١ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ، كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ). قَالَ سَهْلٌ أَوْ غَيْرُهُ: (لَيْسَ فِيهَا مَعْلَمٌ لأَحَدٍ). [رواه البخاري: ٦٥٢١]

۲۱۲۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے قیامت کے دن لوگوں کا حشر سفید گیہوں کی روٹی جیسی صاف اور سفید زمین پر کیا جائے گا۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ یا کسی اور راوی کا بیان ہے کہ یہ زمین بے نشان ہو گی۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ زمین کی موجودہ حقیقت بدل دی جائے گی جیسا کہ قرآن کریم میں اس کی صراحت ہے اس پر کوئی مکان یا پہاڑ یا درخت وغیرہ نہیں رہیں گے اور اسے میدان محشر بنا دیا جائے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۳۷۵)

٢٤ - باب: الْحَشْرُ

باب ۲۴: حشر کا بیان۔

٢١٢٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلاَثِ طَرَائِقَ: رَاغِبِينَ رَاهِبِينَ، وَاثْنَانِ عَلَى بَعِيرٍ، وَثَلاَثَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَأَرْبَعَةٌ عَلَى بَعِيرٍ،

۲۱۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کے تین گروہ ہوں گے جو (شام کی جانب) حشر کئے جائیں گے۔ ایک گروہ رحمت کی امید رکھے ہوئے اپنے انجام سے ڈرتا ہو

وَعَشَرَةٌ عَلَى بَعِيرٍ وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ، تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا، وَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا، وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا). [رواه البخاري: ٦٥٢٢]

گا۔ دوسرا گروہ تو ایک اونٹ پر دو دو' تین تین' چار چار بلکہ دس دس آدمی بیٹھ کر نکلیں گے اور تیسرے گروہ کو آگ لے کر چلے گی۔ جہاں پر یہ لوگ دوپہر کے وقت آرام کے لئے ٹھہریں گے وہاں وہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جہاں رات کو ٹھہر جائیں گے یہ آگ بھی ٹھہری رہے گی۔ جہاں وہ صبح کو ٹھہرے رہیں گے وہاں وہ آگ بھی ان کے ساتھ ٹھہرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے وہاں وہ بھی شام کرے گی۔

فوائد : حشر کی تین اقسام ہیں ایک تو قیامت کی علامت ہے کہ مشرق کی طرف سے آگ برآمد ہو گی جو لوگوں کو مغرب کی طرف ہانک کر لائے گی دوسرا وہ حشر جب قبروں سے لوگ میدان محشر میں اکٹھے ہوں گے۔ تیسرا وہ حشر جب فیصلے کے بعد جنت یا جہنم کی طرف انہیں روانہ کیا جائے گا۔ (فتح الباری:۳۷۸/۱۱)

۲۱۲۳ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ: (تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا). قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ، الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ؟ فَقَالَ: (الأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكِ). [رواه البخاري: ٦٥٢٧]

۲۱۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے دن ننگے پاؤں ننگے بدن اور بغیر ختنہ اٹھائے جاؤ گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مرد اور عورتیں سب ایک دوسرے کے ستر کو دیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ وقت تو موت سے بھی زیادہ سخت اور خوفناک ہو گا کہ وہ ایسا ارادہ نہ کر سکیں گے۔

فوائد : بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی طبعی شرم وحیاء کا اظہار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن ہر انسان کو اپنی پڑی ہو گی آدمی' عورتوں کی طرف اور عورتیں مردوں کی طرف نہیں دیکھیں گی۔ (فتح الباری:۳۸۷/۱۱)

٢٥ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ○ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ○ يَوْمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ ٱلْعَالَمِينَ﴾

باب ۲۵: ارشاد باری تعالیٰ: "کیا یہ لوگ یقین نہیں کرتے کہ وہ ایک بڑے دن کے لئے اٹھائے جائیں گے جس دن لوگ پروردگار عالم کے حضور پیش ہوں گے۔"

٢١٢٤ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (يَعْرَقُ ٱلنَّاسُ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ حَتَّى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي ٱلْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا، وَيُلْجِمُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ). [رواه البخاري: ٦٥٣٢]

۲۱۲۴۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کو اتنا پسینہ آئے گا کہ زمین میں ستر گز تک پھیل جائے گا۔ ان کے منہ بلکہ کانوں تک پہنچ جائے گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ کافر قیامت کی شدت کی وجہ سے اپنے پسینہ میں ڈوبے ہوں گے البتہ اہل ایمان تختوں پر محو استراحت ہوں گے اور ان پر بادل سایہ کئے ہوں گے۔ (فتح الباری: ۱۱/۳۹۴)

٢٦ - باب: الْقِصَاصُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

باب ۲۶: قیامت میں قصاص لئے جانے کا بیان

٢١٢٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي ٱلدِّمَاءِ). [رواه البخاري: ٦٥٣٣]

۲۱۲۵۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں میں خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا ان دونوں احادیث میں تعارض نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کے متعلق باز پرس ہو گی اور حقوق العباد میں خون ناحق کا فیصلہ کیا جائے گا۔ (فتح الباری: ۱۱/۳۹۶)

٢٧ - باب: صِفَةُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

باب ۲۷: جنت اور جہنم کے حالات کا بیان

٢١٢٦ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ، وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ، جِيءَ بِالْمَوْتِ

۲۱۲۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں پہنچ جائیں گے تو موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان لا کر ذبح کر دیا

حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، ثُمَّ يُذْبَحُ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ، فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ، وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ). [رواه البخاري: ٦٥٤٨]

جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا منادی کرے گا اے اہل جنت! تم کو موت نہیں ہے اور اے اہل جہنم! تم کو بھی موت نہیں ہے چنانچہ یہ اعلان سننے کے بعد اہل جنت کو خوشی پر خوشی ہو گی اور اہل جہنم کے رنج والم میں مزید اضافہ ہو گا۔

فوائد: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کو سیاہ اور سفید رنگ کے مینڈھے کی شکل میں لاکر ذبح کر دیا جائے اور منادی دو دفعہ آواز دے گا پہلی آواز خبردار کرنے کے لئے تاکہ لوگ متوجہ ہو جائیں دوسری آواز آگاہ کرنے کے لئے کہ اب موت نہیں آئے گی۔ (فتح الباری:۱۱/۴۲۰)

٢١٢٧ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَما لَنَا لَا نَرْضَى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا ما لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالُوا: يَا رَبِّ، وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا). [رواه البخاري: ٦٥٤٩]

٢١٢٧۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے اہل جنت! وہ عرض کریں گے پروردگار حاضر جو ارشاد ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے اب بھی خوش نہ ہوئے ہوں گے جبکہ تو نے ہمیں ایسی ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو اپنی ساری مخلوق میں سے کسی اور کو نہیں دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے میں اس سے بھی بڑھ کر تمہیں ایک چیز عنائت کرتا ہوں۔ وہ عرض کریں گے اے اللہ! وہ کیا چیز ہے جو اس سے بہتر ہے؟ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے اپنی رضا تمہیں عطا کر دی اب کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔

فوائد: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے ایک اور انداز سے بھی ہم کلام ہوں گے اور پھر انہیں اپنی زیارت سے مشرف کریں گے دیدار باری تعالیٰ ایک ایسی نعمت ہو گی کہ اس سے بڑھ کر اہل جنت کو اور کوئی نعمت محبوب نہ ہو گی۔ (فتح الباری:۱۱/۴۲۲)

٢١٢٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا بَيْنَ

٢١٢٨۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے

مَنْكِبَي الْكافِرِ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ). [رواه البخاري: ٦٥٥١]

فرمایا قیامت کے دن کافر کے دونوں شانوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہو گا۔

فوائد: میدان محشر میں فخر وغرور میں مبتلا کفار کو ذلیل وخوار کرنے کے لئے چیونٹیوں کی شکل میں لایا جائے گا۔ پھر جہنم میں ان کی جسامت کو بڑھا دیا جائے گا تاکہ عذاب اور اس کی شدت میں اضافہ ہو۔ (فتح الباری:۱۱/۴۲۴)

٢١٢٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بَعْدَ ما مَسَّهُمْ مِنْها سَفْعٌ، فَيَدْخُلونَ الجَنَّةَ، فَيُسَمِّيهِمْ أَهْلُ الجَنَّةِ: الجَهَنَّمِيِّينَ). [رواه البخاري: ٦٥٥٩]

۲۱۲۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کچھ لوگ جہنم میں جل کر کالے پیلے ہونے کے بعد وہاں سے نکلیں گے جب جنت میں داخل ہوں گے تو اہل جنت ان لوگوں کا نام جہنمی رکھیں گے۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ان کی گردنوں پر "اللہ کی طرف سے آزاد کردہ" کے الفاظ کندہ ہوں گے۔ اور اہل جنت انہیں جہنمی کے نام سے پکاریں گے پھر وہ اللہ سے دعا کریں گے تو یہ نام بھی ختم کر دیا جائے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۴۳۰)

٢١٣٠ : عَنِ النُّعْمانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيامَةِ رَجُلٌ يُوضَعُ عَلَى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتانِ، يَغْلِي مِنْهُما دِماغُهُ كما يَغْلِي الْمِرْجَلُ والْقُمْقُمُ). [رواه البخاري: ٦٥٦٢]

۲۱۳۰۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے قیامت کے دن سب سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہو گا جس کے دونوں پاؤں کے نیچے دو انگارے رکھے جائیں گے جن کی وجہ سے اس دماغ اس طرح ابلے گا جس طرح ہنڈیا جوش کھاتی ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ دیکھنے والا اس عذاب کو بہت سنگین خیال کرے گا حالانکہ اسے انتہائی ہلکا عذاب دیا جا رہا ہو گا۔ اعاذنا اللہ منہ۔ (فتح الباری:۱۱/۴۳۰)

٢١٣١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

۲۱۳۱۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جب تک اسے جہنم میں اس کا

لَوْ أَسَاءَ، لِيَزْدَادَ شُكْرًا، وَلاَ يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ، لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةً).

[رواه البخاري: ٦٥٦٩]

ٹھکانا نہیں دکھایا جائے گا اگر وہ برے عمل کرتا تاکہ وہ زیادہ شکر کرے۔ اس طرح کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہو گا جب تک اسے جنت میں اس کا گھر نہیں دکھایا جائے گا اگر وہ نیک عمل کرتا تاکہ اس کے رنج و حسرت میں اضافہ ہو۔

فوائد: مسند امام احمد کی ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے دو ٹھکانے تیار کئے ہیں ایک جنت میں اور ایک جہنم میں جب کوئی مرنے کے بعد جہنم میں پہنچ جاتا ہے تو جنت میں اس کے ٹھکانے کا وارث اہل جنت کو بنا دیا جائے گا۔ (فتح الباری:۱۱/۴۴۲)

٢٨ - باب: فِي الْحَوْضِ

باب ۲۸: حوض کوثر کے بیان میں۔

٢١٣٢ : عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ، مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ، وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلاَ يَظْمَأُ أَبَدًا).

[رواه البخاري: ٦٥٧٩]

۲۱۳۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حوض ایک ماہ کی مسافت رکھتا ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبو دار ہے اس پر آسمانی ستاروں کے شمار میں آبخورے رکھے ہوئے ہیں۔ جس نے اس میں سے ایک دفعہ پانی پی لیا تو وہ پھر کبھی پیاسا نہیں ہو گا۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حوض کوثر کا پانی شہد سے زیادہ شیریں، مکھن سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہو گا دوسری روایت میں ہے کہ جس نے ایک دفعہ نوش کیا وہ کبھی روسیاہ نہیں ہو گا۔ (فتح الباری:۱۱/۴۷۲)

٢١٣٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (أَمَامَكُمْ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ) [رواه البخاري: ٦٥٧٧]

۲۱۳۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (قیامت کے دن) تمہارے سامنے میرا حوض ہو گا وہ اتنا بڑا ہے کہ جس قدر جرباء سے ازرح کا درمیانی علاقہ ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ میرے حوض کا طول و عرض برابر ہو گا اس کی وسعت بیان کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے مختلف انداز اختیار فرمائے ہیں جو مقام لوگ پہچانتے تھے اس کا ذکر کر دیا حقیقی طول و عرض تو اللہ ہی جانتا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۴۷۱)

٢١٣٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (إِنَّ قَدْرَ حَوْضِي كما بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ، وَإِنَّ فِيهِ مِنَ الأَبَارِيقِ كَعَدَدِ نُجومِ السَّماءِ).
[رواه البخاري: ٦٥٨٠]

۲۱۳۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا ایلہ سے صنعاء کا درمیانی علاقہ اور اس پر آسمان کے تاروں کی گنتی کے برابر آبخورے رکھے ہوئے ہیں۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ حوض پر آبخورے ستاروں کی طرح ہیں یعنی چمک ودمک اور صفائی ونفاست میں ستاروں کی طرح ہوں گے اور انہیں بڑے قرینہ اور سلیقہ سے وہاں سجایا ہو گا۔

٢١٣٥ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ إِذَا زُمْرَةٌ، حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ، فَقَالَ: هَلُمَّ، فَقُلْتُ: أَيْنَ؟ قالَ: إِلَى النَّارِ وَٱللهِ، قُلْتُ: وَما شَأْنُهُمْ؟ قالَ: إِنَّهُمُ ٱرْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلَى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى. ثُمَّ إِذَا زُمْرَةٌ، حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ، فَقَالَ: هَلُمَّ، قُلْتُ أَيْنَ؟ قالَ إِلَى النَّارِ وَٱللهِ، قُلْتُ: مَا شَأْنُهُمْ؟ قالَ: إِنَّهُمُ ٱرْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلَى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى، فَلاَ أُرَاهُ يَخْلُصُ مِنْهُمْ إِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ).
[رواه البخاري: ٦٥٨٧]

۲۱۳۵۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں قیامت کے روز حوض کوثر پر کھڑا ہوں گا تو ایک گروہ میرے سامنے آئے گا میں ان کو پہنچان لوں گا اتنے میں میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکل کر کہے گا ادھر آؤ میں کہوں گا کدھر؟ وہ کہے گا دوزخ کی طرف اللہ کی قسم! میں کہوں گا اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ کہے گا یہ لوگ آپ کی وفات کے بعد دین سے الٹے پاؤں برگشتہ ہو گئے تھے۔ پھر ان کے بعد ایک اور گروہ نمودار ہو گا میں ان کو بھی پہنچان لوں گا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکلے گا وہ ان سے کہے گا ادھر آؤ میں پوچھوں گا کدھر؟ وہ کہے گا آگ کی طرف اللہ کی قسم! میں کہوں گا کس لئے؟ وہ کہے گا یہ لوگ آپ کی وفات کے بعد الٹے پاؤں پھر گئے تھے میں سمجھتا ہوں ان میں سے ایک آدمی بھی نہیں بچے گا ہاں جنگل میں آزادانہ چرنے والے اونٹوں کی طرح چند لوگ رہائی پائیں گے۔

فوائد: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی اس طرح کی ایک روایت میں ابن ابی ملیکہ کا قول

باایں الفاظ مروی ہے: ''اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں کہ ایڑیوں کے بل پھر جائیں یا دین کے متعلق کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائیں۔ (صحیح بخاری:۶۰۰۳)

٢١٣٦ : عَنْ حارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ الحَوْضَ، فَقَالَ: (كَمَا بَيْنَ المَدِينَةِ وَصَنْعَاءَ). [رواه البخاري: ٦٥٩١]

۲۱۳۶۔ حضرت حارثہ بن وھب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے حوض کوثر کا ذکر کیا تو فرمایا اس کا اتنا طول و عرض ہے جتنا مدینہ سے صنعاء تک کا فاصلہ ہے۔

فوائد : صنعاء نامی شہر دو ملکوں میں ہیں ایک شام اور دوسرا یمن میں حدیث میں صنعاء سے مراد صنعاء یمن ہے جیسا کہ ایک حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (صحیح بخاری:۶۵۸۰)

کتاب القدر
تقدیر کے بیان میں

١ - باب: جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللهِ

٢١٣٧ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَيُعْرَفُ أَهْلُ الجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: (نَعَمْ). قَالَ: فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ؟ قَالَ: (كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ، أَوْ: لِمَا يُسِّرَ لَهُ).

[رواه البخاري: ٦٥٩٦]

باب ا: قلم اللہ کے علم پر خشک ہو گیا ہے

۲۱۳۷۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا جنت والے اہل جہنم سے پہچانے جا چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا بے شک' اس نے عرض کیا تو پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ شخص اسی کے لئے عمل کرتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے یا اسی کے موافق اس کو عمل کرنے کی توفیق دی جاتی ہے۔

فوائد: چونکہ اپنے انجام سے کوئی بندہ وبشر مطلع نہیں ہے اس لئے اس کی ذمہ داری ہے کہ ان کاموں کو بجا لانے کی کوشش کرے جن کا اسے حکم دیا گیا ہے کیونکہ اس کے اعمال اس کے انجام کی علامت ہیں لہٰذا اعمال خیر کے بجا لانے میں کوتاہی نہ کرے اگرچہ خاتمہ کے متعلق یقینی علم اللہ کے پاس ہے۔ (فتح الباری:۴۹۳/۱۱)

٢ - باب: وكَانَ أَمْرُ اللهِ قَدَرًا مَقْدُورًا

٢١٣٨ : عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ

باب ۲: اللہ کا فیصلہ معرض وجود میں آکر رہتا ہے

۲۱۳۸۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد

خُطْبَةً، ما تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ، إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيتُ، فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ. [رواه البخاري: ٦٦٠٤]

فرمایا اور قیامت تک جتنی باتیں ہونا تھیں وہ سب بیان فرمائیں اب جس نے انہیں یاد رکھنا تھا انہیں یاد رکھا اور جس کو بھولنا تھا وہ بھول گیا اور میں جس بات کو بھول گیا ہوں اب اسے ظہور پذیر دیکھ کر اس طرح پہچان لیتا ہوں جس طرح کسی کا ساتھی غائب ہو کر ذہن سے اتر جائے تو پھر جب وہ اس کو دیکھے تو پہچان لیتا ہے۔

فوائد: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے قیامت تک ہونے والے فتنوں سے آگاہی ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو کی تعداد میں فتنہ کے سرغنوں کی نام بنام نشاندہی فرمائی تھی۔ (فتح الباری:۱۱/۴۹۶)

٣ - باب: إِلْقَاءُ الْعَبْدِ النَّذْرَ إِلَى الْقَدَرِ

باب ۳: بندے کی نذر کا تقدیر کی طرف ڈالنا

٢١٣٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ، وَلٰكِنْ يُلْقِيهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ، أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ). [رواه البخاري: ٦٦٠٩]

۲۱۳۹۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ نذر ابن آدم کے پاس وہ چیز نہیں لاتی جو میں نے اس کی تقدیر میں نہ رکھی ہو بلکہ اس کو تقدیر اس نذر کی طرف ڈال دیتی ہے اور میں نے بھی اس چیز کو اس کے مقدر میں کیا ہوتا ہے تاکہ میں اس سبب سے بخیل کا مال خرچ کراؤں۔

فوائد: بخیل پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو نذر مانتا ہے اتفاق سے وہ کام ہو جاتا ہے تو اب اسے خرچ کرنا پڑتا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ بخیل جو خرچ نہیں کرنا چاہتا نذر کے ذریعے اس سے مال نکالا جاتا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۸۰)

٤ - باب: الْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللهُ

باب ۴: معصوم وہی ہے جسے اللہ بچائے رکھے

٢١٤٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيفَةٌ إِلَّا لَهُ بِطَانَتَانِ:

۲۱۴۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو خلیفہ ہوتا ہے اس کے دو باطنی مشیر

بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللهُ). [رواه البخاري: ٦٦١١]

ہوتے ہیں جن میں سے ایک تو اسے اچھی باتیں کہنے اور ایسی ہی باتوں کی ترغیب دینے پر مامور ہوتا ہے اور دوسرا بری باتیں کہنے اور ان پر ابھارنے کے لئے ہوتا ہے معصوم تو وہی ہے جس کو اللہ محفوظ رکھے۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ہر نبی اور خلیفہ کے دو باطنی مشیر ہوتے ہیں۔ (صحیح بخاری:۷۱۹۸) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں اپنے برے مشیر کی تحریض سے محفوظ رہتا ہوں۔ (فتح الباری:۱۳/۱۹۰)

٥ - باب: يَحُولُ بَيْنَ المَرْءِ وَقَلْبِهِ

باب ۵: ارشاد باری تعالیٰ اللہ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے

٢١٤١ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَثِيرًا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْلِفُ: (لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ). [رواه البخاري: ٦٦١٧]

۲۱۴۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ قسم اٹھایا کرتے تھے۔ نہیں "دلوں کو پھیرنے والے کی قسم!"

فوائد: دلوں کو پھیرنے سے مراد اس میں پیدا ہونے والی خواہشات کو پھیرنا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دل کے اعمال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۲۷)

کتاب الایمان والنذور
قسم اور نذر کے بیان میں

١ - باب: كتاب الأيمان والنذور

باب ۱: قسم اور نذر کا بیان۔

٢١٤٢ : عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: (يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ، لاَ تَسْأَلِ الإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ). [رواه البخاري: ٦٦٢٢]

۲۱۴۲۔ حضرت عبد الرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا اے عبد الرحمن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ! تم سرداری اور امیری کے طلبگار نہ بننا کیونکہ اگر درخواست پر تجھے سرداری ملے گی پھر تو اسی کو سونپ دیا جائے گا اور اگر وہ تجھے بغیر مانگے دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر تو کسی بات پر قسم اٹھائے پھر اس کے خلاف کرنا تجھے اچھا معلوم ہو تو قسم کا کفارہ دے کر وہ کام کر جو بہتر ہے۔

فوائد: اگر کوئی انسان مانگ کر عہدہ لیتا ہے تو اللہ کی توفیق اور اس کی رحمت سے محروم رہتا ہے اگر بغیر مانگے عہدہ دیا جائے تو اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ تعینات کر دیا جاتا ہے جو اسے صحیح اور درست رہنے کی تلقین کرتا رہتا ہے۔ (فتح الباری:۱۳/۱۲۴)

٢١٤٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ).

۲۱۴۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں تو پہلی امتوں کے بعد آئے ہیں

وَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (وَٱللهِ، لأَنْ يَلِجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ ٱللهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي ٱفْتَرَضَ ٱللهُ عَلَيْهِ). [رواه البخاري: ٦٦٢٥]

لیکن قیامت کے دن سب کے آگے ہوں گے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنے گھر والوں کے متعلق اپنی قسم پر بضد ہو تو یہ اللہ کے نزدیک اس کا مقرر کردہ کفارہ ادا کرنے سے زیادہ گناہ ہے۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی غصہ میں آکر ایسی قسم اٹھالے کہ اس پر قائم رہنے سے اہل خانہ یا اہل وفا کو نقصان پہنچتا ہو تو ایسی قسم کا توڑ ڈالنا بہتر ہے اور قسم توڑنے کی تلافی کفارہ سے ہو سکتی ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۱۹)

٢ - باب: كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۲: رسول اللہ ﷺ کی قسم کس طرح کی تھی؟

٢١٤٤ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ هِشَامٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، لأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلاَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لاَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ). فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الآنَ، وَٱللهِ، لأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الآنَ يَا عُمَرُ). [رواه البخاري: ٦٦٣٢]

۲۱۴۴۔ حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں اے عمر رضی اللہ عنہ! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہارا ایمان اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا جب تک تم اپنے نفس سے بھی زیادہ مجھ سے محبت نہ کرو یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر یہی بات ہے تو آپ میرے نفس سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہیں آپ نے فرمایا ہاں اے عمرؓ! اب تمہارا ایمان پورا ہوا۔

فوائد: انسان کا اپنی جان سے محبت کرنا طبعی اور فطرتی امر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسی بات کے پیش نظر پہلی بات کہی لیکن جب اس بات کا انکشاف ہوا کہ دنیوی اور اخروی ہلاکتوں سے حفاظت کا سبب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور آپ کی اتباع ہے تو فوراً پہلے موقف سے رجوع کر کے اعلان حق کر دیا۔ (فتح الباری:۱۱/۵۲۸)

٢١٤٥ : عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: ٱنْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ ٱللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ: (هُمُ الأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، هُمُ الأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ). قُلْتُ: مَا شَأْنِي أَيُرَى فِيَّ شَيْئًا، مَا شَأْنِي؟ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ، فَمَا ٱسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ، وَتَغَشَّانِي مَا شَاءَ ٱللهُ، فَقُلْتُ: مَنْ هُمْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ ٱللهِ؟ قَالَ: (الأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا، إِلَّا مَنْ قَالَ: هٰكَذَا، وَهٰكَذَا، وَهٰكَذَا). [رواه البخاري: ٦٦٣٨]

۲۱۴۵۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ بہت ہی نقصان میں ہیں رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ بہت ہی نقصان میں ہیں میں نے سوچا مجھے کیا ہوا' کیا آپ کو مجھ میں کوئی عیب نظر آتا ہے؟ میں نے کیا کیا؟ بالآخر میں آپ کے پاس بیٹھ گیا آپ یہی فرماتے رہے تو میں خاموش نہ رہ سکا وہ رنج و الم جو اللہ کو منظور تھا وہ مجھ پر طاری ہو گیا پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہی لوگ جن کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے البتہ ان سے وہ مستثنیٰ ہیں جو اپنے مال کو ادھر ادھر (سامنے' دائیں اور بائیں) خرچ کرتے رہیں یعنی اللہ کی راہ میں دیتے رہیں۔

فوائد : بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مال ودولت کی کثرت رکھنے والے قیامت کے دن قلت کا شکار ہوں گے یعنی ثواب حاصل کرنے میں پیچھے ہوں گے ہاں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کمی پوری ہو سکتی ہے۔ (صحیح بخاری:۶۴۴۳)

٣ - باب: قوله تعالى: ﴿وَأَقْسَمُوا بِٱللهِ جَهْدَ أَيْمَٰنِهِمْ﴾

باب ۳: ارشاد باری تعالیٰ: ''یہ منافق اللہ کے نام کی بڑی مضبوط قسمیں اٹھاتے ہیں۔''

٢١٤٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَنْ تَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ

۲۱۴۶۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں سے جس کے تین بچے فوت ہو گئے اس کو آگ نہ چھوئے گی مگر صرف قسم کو پورا کرنے کے لئے ایسا ہو گا۔

الْقَسَمِ). [رواه البخاري: ٦٦٥٦]

فوائد: قسم کے پورا کرنے سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو دوزخ کے اوپر سے گذارا جائے گا۔ (مریم) اس کی تفسیریوں بیان کی گئی ہے کہ پل صراط کو جہنم کے اوپر نصب کیا جائے گا اور ہر ایک انسان اس کے اوپر سے گزرے گا۔ (فتح الباری: ۱۱/۵۴۳)

٤ - باب: إِذَا حَنَثَ نَاسِيًا فِي الأَيْمَانِ

باب ۴: اگر قسم اٹھانے کے بعد اسے بھول کر توڑ دے تو کیا ہے؟

٢١٤٧ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ ٱللهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا وَسْوَسَتْ، أَوْ حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا، مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَكَلَّمْ). [رواه البخاري: ٦٦٦٤]

۲۱۴۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے وساوس یا دل کے خیالات کو معاف کر دیا ہے جب تک انسان اس پر عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالے۔

فوائد: امام بخاری کا رجحان یہ معلوم ہوتا ہے کہ بھول کر قسم توڑ دینے میں کفارہ نہیں ہے بلکہ ایک روایت میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھول چوک کو معاف کر دیا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۵۵۲)

٥ - باب: النَّذْرُ فِي الطَّاعَةِ

باب ۵: اللہ کی اطاعت کی نذر ماننے کا بیان

٢١٤٨ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، أَنَّ ٱلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ ٱللهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلاَ يَعْصِهِ). [رواه البخاري: ٦٦٩٦]

۲۱۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ قسم اٹھائی کہ میں اللہ کی اطاعت کروں گا تو اسے پورا کرنا چاہئے اور جس نے یہ قسم اٹھائی کہ میں اللہ کی نافرمانی کروں گا تو اسے نافرمانی نہیں کرنا چاہئے۔

فوائد: نماز' روزہ' حج' یا صدقہ وخیرات کرنے کی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا ضروری ہے اگر گناہ کے کام کرنے کی نذر مانے کہ فلاں قبر پر چراغ روشن کروں یا اس کا طواف کروں گا تو اسے ہرگز پورا نہ کرے۔

٦ - باب: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

باب ۶: اگر کوئی بایں حالت مرا کہ اس کے ذمے نذر کا پورا کرنا تھا۔

٢١٤٩ : عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ ٱسْتَفْتَى ٱلنَّبِيَّ ﷺ فِي

۲۱۴۹۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا کہ

نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ، فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَأَفْتَاهُ أَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا. [رواه البخاري: ٦٦٩٨]

ان کی والدہ کے ذمہ ایک نذر تھی وہ اسے پورا کرنے سے قبل موت کا شکار ہو گئیں آپ نے فرمایا تم اس کی طرف سے اس نذر کو پورا کرو۔

فوائد : اس سے معلوم ہوا کہ میت کے ذمے حقوق واجبہ کی ادائیگی ضروری ہے اس کے ورثاء اسے ادا کریں گے ویسے نماز روزہ کی ادائیگی ورثاء کے ذمے نہیں اگر کسی نے نماز یا روزہ کی نذر مانی ہو تو اسے ضرور ادا کرنا چاہیے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۸۴)

٧ - باب: النَّذْرُ فِيمَا لاَ يَمْلِكُ وَفِي مَعْصِيَةٍ

باب ۷: غیر مملوکہ یا گناہ کی نذر ماننا

٢١٥٠ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ، فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا: أَبُو إِسْرَائِيلَ، نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلاَ يَقْعُدَ، وَلاَ يَسْتَظِلَّ، وَلاَ يَتَكَلَّمَ، وَيَصُومَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ، وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ). [رواه البخاري: ٦٧٠٤]

۲۱۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اتنے میں ایک آدمی کو دیکھا جو (دھوپ میں) کھڑا ہے آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ شخص ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ وہ دن بھر (دھوپ میں) کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں نہ سایہ میں آئے گا اور نہ ہی کسی سے گفتگو کرے گا اسی حالت میں اپنا روزہ پورا کرے گا آپ نے فرمایا اس سے کہہ دو کہ بیٹھ جائے اور سایہ میں آئے بات چیت کرے اور اپنا روزہ پورا کرے۔

فوائد : حدیث میں نذر معصیت کا ذکر ہے غیر مملوکہ چیز کی نذر کو اس پر قیاس کیا کیونکہ کسی کی مملوکہ چیز پر تصرف بھی معصیت شمار ہوتا ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں اس کی صراحت بھی ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۸۷)

کتاب کفارات الایمان
کفارۂ قسم کے بیان میں

١ - باب: صَاعُ الْمَدِينَةِ وَمُدُّ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۱: اہل مدینہ کا صاع اور مد نبوی کا بیان۔

٢١٥١ : عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ. [رواه البخاري: ٦٧١٢]

۲۱۵۱۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کا صاع موجودہ ایک مد اور اس کے تہائی کے برابر ہوتا تھا۔

فوائد: نص قرآن کے مطابق کفارہ قسم میں دس مساکین کو کھانا کھلانا ہوتا ہے جو فی مسکین ایک مد کے حساب سے ہو اور اس مد کا اعتبار کیا جائے گا جو اہل مدینہ کے ہاں رائج ہے اس کی مقدار 1/1/3 رطل ہے جو رائج الوقت نو چھٹانک کے برابر ہے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تھی تو اس وقت مد میں بہت اضافہ کر دیا گیا تھا یعنی ایک مد چار رطل کے برابر تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں اگر 1/3 مد کا اضافہ کر دیا جائے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں رائج ایک صاع کے برابر ہو جاتا جس کی اس وقت مقدار 5/1/3 رطل تھی پرانے وزن کے اعتبار سے دو سیر چار چھٹانک اور جدید اعشاری نظام کے مطابق دو کلو سو گرام ہے۔ بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صدقہ فطر اور کفارہ قسم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک رائج مد سے دیتے تھے۔ (صحیح بخاری: ٦٧١٣)

٢١٥٢ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ،

۲۱۵۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا فرمائی: "یا اللہ! اہل مدینہ کے ماپ' صاع اور مد میں برکت عطا

وَصَاعِهِمْ، وَمُدِّهِمْ). [رواه البخاري: ٦٧١٤]   فرمایا۔"

فوائد: یہ دعا اس مد اور صاع کے لئے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک رائج تھا چنانچہ اس میں بایں طور پر برکت عطا فرمائی کہ اکثر فقہاء نے مختلف کفاروں میں اسی مد کا اعتبار کیا ہے۔ (فتح الباری:۱۱/۵۹۹)

کتاب الفرائض
مسائل وراثت کے بیان میں

١ - باب: مِيرَاثُ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ

باب ۱: والدین کے ترکہ سے اولاد کی وراثت کا بیان

٢١٥٣ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ). [رواه البخاري: ٦٧٣٢]

۲۱۵۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مقررہ حصہ والوں کو ان کا حصہ دے دو اور جو باقی بچے وہ قریب کے رشتہ دار جو مرد ہو اسے دے دیا جائے۔

فوائد: قرآن کریم میں ورثاء کے لئے مقررہ حصے چھ ہیں: 1/2' 1/4' 1/8 اور 2/3' 1/3' 1/6 یہ حصے لینے والے بھی مختلف شرائط کے ساتھ طے شدہ ہیں حدیث میں بیان شدہ مسئلہ کی صورت یوں ہے کہ کسی مرنے والی عورت کا خاوند' بیٹا اور چچا زندہ ہیں تو خاوند کو 1/4 اور باقی 3/4 قریبی رشتہ دار بیٹے کو ملے گا اور چچا چونکہ بیٹے کے لحاظ سے دور کا رشتہ دار ہے اس لئے وہ محروم رہے گا۔

٢ - باب: مِيرَاثُ ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةٍ

باب ۲: بیٹی کی موجودگی میں پوتی کی وراثت کا بیان

٢١٥٤ : عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ ٱبْنَةٍ وَٱبْنَةِ ٱبْنٍ وَأُخْتٍ، فَقَالَ: لِلابْنَةِ النِّصْفُ، وَلِلأُخْتِ النِّصْفُ، وَأْتِ ٱبْنَ مَسْعُودٍ فَسَيُتَابِعُنِي، فَسُئِلَ ٱبْنُ مَسْعُودٍ،

۲۱۵۴۔ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے بیٹی پوتی اور بہن کے حصہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا آدھا بیٹی کے لئے اور آدھا بہن کے لئے ہے لیکن تم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پاس جاؤ اور ان سے بھی دریافت کرو امید ہے کہ

وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِي مُوسَى فَقَالَ: لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَما أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ، أَقْضِي فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ: لِلاِبْنَةِ النِّصْفُ، وَلِابْنَةِ الابْنِ السُّدُسُ تكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ، وَما بَقِيَ فَلِلأُخْتِ. فَأُخْبِر أَبُو مُوسى بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ: لَا تَسْأَلُونِي ما دَامَ هٰذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ. [رواه البخاري: ٦٧٣٦]

وہ بھی میری طرح جواب دیں گے چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب کا حوالہ بھی دیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اگر یہ فتویٰ دوں تو گمراہ ہوا اور راستے سے بھٹک گیا میں تو دریں مسئلہ وہی حکم دوں گا جو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا یعنی بیٹی کے لئے نصف اور پوتی کے لئے چھٹا حصہ (یہ دو تہائی ہو گیا) باقی ایک تہائی بہن کے لئے ہے پھر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک تم میں یہ زیرک عالم موجود ہیں مجھ سے کوئی مسئلہ نہ پوچھنا۔

فوائد: میت کی کل جائیداد کو چھ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے نصف یعنی ۳ حصے بیٹی کے لئے چھٹا یعنی ایک حصہ پوتی کے لئے یہ دونوں ملکر 2/3 ہو جاتے ہیں اسے تکملہ ثلثین کہا جاتا ہے باقی 1/3 یعنی دو حصے بہن کے لئے ہوں گے کیونکہ وہ بیٹی کے ساتھ مل کر عصبہ مع الغیر بن جاتی ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ بیٹیوں کے ہمراہ بہنوں کو عصبہ بنایا جائے۔

٣ - باب: مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الأُخْتِ مِنْهُمْ

باب ۳: کسی قوم کا آزاد کردہ غلام اور ان کا بھانجا بھی انہیں میں سے ہے

٢١٥٥ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ). [رواه البخاري: ٦٧٦١]

۲۱۵۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی قوم کا غلام جو آزاد کیا گیا ہو وہ اسی قوم میں شمار ہو گا۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ جس قسم کا حسن سلوک اور احسان کسی قوم کے ساتھ ہو گا ان کا آزاد کردہ غلام بھی اس مروت و شفقت کا سزا وار ہو گا وراثت وغیرہ میں وہ حصہ دار نہیں ہو گا۔ (فتح الباری:۴۹/۱۲)

٢١٥٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ). [رواه البخاري:

۲۱۵۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کسی قوم کا بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہو

[٦٧٦٢ گا۔

فوائد: زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے نواسوں اور بھانجوں سے حسن سلوک نہ کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے اس بدسلوکی پر ضرب کاری لگائی اور ان کے ساتھ الفت ومحبت کرنے کی تلقین فرمائی۔ (فتح الباری:۴۹/۱۲)

٤ - باب: مَنِ ادَّعى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ

باب ۴: جو شخص اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے

٢١٥٧ : عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ، فَالجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ). فَذُكِرَ ذٰلِكَ لأَبِي بَكْرَةَ فَقَالَ: وَأَنَا سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٦٧٦٦، ٦٧٦٧]

۲۱۵۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جو شخص اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ بنائے اور وہ جانتا بھی ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے پھر جب یہ حدیث حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی تو انہوں نے فرمایا ہاں میرے کانوں نے بھی یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے۔

فوائد: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والے حضرت ابو عثمان نہدی نے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب زیاد نے اپنی نسبت حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف کی حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ چونکہ زیاد کے مادری بھائی تھے اس لئے ان سے بھی اس حدیث کا تذکرہ کیا گیا۔ (فتح الباری:۵۴/۱۲)

٢١٥٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَقَدْ كَفَرَ). [رواه البخاري: ٦٧٦٨]

۲۱۵۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے باپ دادا سے انحراف نہ کرو کیونکہ جو شخص اپنے باپ دادا کو چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنائے تو اس نے یقیناً کفران نعمت کا ارتکاب کیا۔

فوائد: دیدہ دانستہ اپنے اصلی باپ کو نظرانداز کر کے کسی اور کی طرف خود کو منسوب کرنا بہت بڑا جرم ہے جیسا کہ بعض مغل یا پٹھان سید یا شیخ کہلاتے ہیں۔

كتاب الحدود

حدود کے بیان میں

١ - باب: الضَّرْبُ بِالجَرِيدِ وَالنِّعَالِ

باب ۱: شرابی کو جوتوں اور چھڑیوں سے مارنا

٢١٥٩ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ، قَالَ: (اَضْرِبُوهُ). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَمِنَّا الضَّارِبُ بِنَعْلِهِ، وَمِنَّا الضَّارِبُ بِثَوْبِهِ، فَلَمَّا ٱنْصَرَفَ، قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ ٱللهُ، قَالَ: (لَا تَقُولُوا هٰكَذَا، لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ). [رواه البخاري: ٦٧٧٧]

۲۱۵۹۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا تو آپ نے فرمایا اسے مارو حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کا ارشاد سن کر ہم نے اس کو ہاتھ سے مارا کسی نے جوتے سے مارا اور کسی نے کپڑے سے مارا جب وہ پلٹا تو کسی نے کہا اللہ تجھے ذلیل کرے تب آپ نے فرمایا ایسا نہ کہو اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔

فوائد: شرابی کو مارنے پیٹنے کے بعد لوگوں نے اسے خوب شرمسار کیا کسی نے کہا او بے شرم! تجھے حیا نہ آیا۔ کسی نے کہا تجھے اللہ کا خوف نہ آیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے لئے بخشش اور رحم وکرم کی دعا کرو۔ (فتح الباری:۱۲/۶۷)

٢١٦٠ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا كُنْتُ لِأُقِيمَ حَدًّا عَلَى أَحَدٍ فَيَمُوتَ، فَأَجِدَ فِي نَفْسِي، إِلاَّ صَاحِبَ الخَمْرِ، فَإِنَّهُ لَوْ

۲۱۶۰۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو شرعی حد لگاؤں اور وہ مرجائے تو مجھے کچھ تردد نہ ہو گا لیکن اگر شرابی کو حد لگاؤں اور وہ مرجائے تو میں اس کی

مَاتَ لَوَدَيْتُهُ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّهُ. [رواه البخاري: ٦٧٧٨]

دیت دوں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق کوئی خاص حد مقرر نہیں فرمائی۔

فوائد: نسائی کی ایک روایت میں وضاحت ہے کہ اگر کوئی حد لگنے سے مرجائے تو اس کی دیت نہیں البتہ شرابی اگر مار پیٹ سے مرجائے تو اس کی دیت دینا ہوگی۔ (فتح الباری:۶۸/۱۲)

٢١٦١ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللّٰهِ، وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ، فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ، مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَا تَلْعَنُوهُ، فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا أَنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ). [رواه البخاري: ٦٧٨٠]

۲۱۶۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا جسے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں لوگ عبد اللہ الحمار کہا کرتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا اور آپ نے اسے شراب نوشی پر سزا بھی دی تھی ایک بار ایسا ہوا کہ لوگ اسے گرفتار کر کے لائے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر کوڑے لگائے گئے قوم میں سے ایک شخص نے کہا یا اللہ! اس پر لعنت کر یہ کمبخت کتنی مرتبہ شراب نوشی میں گرفتار ہوا ہے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔

فوائد: اس حدیث سے معتزلہ کی تردید ہوتی ہے جو مرتکب کبیرہ کو کافر خیال کرتے ہیں نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جن احادیث میں شراب نوشی کرنے والے کے ایمان کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد ایمان کامل کی نفی ہے۔ (فتح الباری:۷۸/۱۲)

٢ - باب: لعن السَّارِقِ

باب ۲: (غیر معین) چور پر لعنت کرنے کا بیان

٢١٦٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ). [رواه البخاري: ٦٧٨٣]

۲۱۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ چور پر لعنت کرے کم بخت انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

فوائد: لعنت اور بددعا کے سلسلہ میں یوں تو کہا جا سکتا ہے کہ ان برے اوصاف کا حامل انسان قابل

لعنت ہے لیکن اس کی شخصیت کا تعین کر کے اس پر لعن وطعن کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنے سے ممکن ہے کہ وہ ضد میں آکر توبہ سے محروم رہے۔ (فتح الباری:۶۷/۱۲)

٣ - باب: قَطْعُ الْيَدِ وفي كَمْ

باب ۳: کتنی مالیت چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے

٢١٦٣ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (تُقْطَعُ الْيَدُ في رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا). [رواه البخاري: ٦٧٨٩]

۲۱۶۳۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا دینار کی چوتھائی یا اس سے زیادہ مالیت چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔

فوائد: جب ہاتھ معصوم تھا اور کسی نے اس پر زیادتی کر کے ضائع کر دیا تو دیت کے طور پر سو اونٹ دینے ہوں گے اور اس کے برعکس جب اس ہاتھ نے کسی دوسرے کی چیز چوری کر کے خیانت کا ارتکاب کیا تو ربع دینار کے عوض اسے کاٹ دیا جائے گا یہ معصوم اور خائن ہاتھ کا باہمی فرق ہے۔ (فتح الباری:۹۸/۱۲)

٢١٦٤ : وَعَنْهَا رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا: أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا في ثَمَنِ مِجَنٍّ، حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ. [رواه البخاري: ٦٧٩٢]

۲۱۶۴۔ حضرت عائشہ ؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک ڈھال کی قیمت سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔

فوائد: اس وقت ڈھال کی قیمت ربع دینار سے کم نہ ہوتی تھی چنانچہ نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ ؓ سے دریافت کیا گیا کہ ڈھال کی قیمت کتنی ہوتی تھی تو آپ نے فرمایا کہ ربع دینار کے برابر۔ (فتح الباری:۱۰۱/۱۲)

٢١٦٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَطَعَ في مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلاثَةُ دَرَاهِمَ. [رواه البخاري: ٦٧٩٦]

۲۱۶۵۔ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

فوائد: تین درہم بھی ربع دینار کے برابر ہوتے ہیں۔ (فتح الباری:۱۰۳/۱۲) چنانچہ حضرت عائشہ ؓ نے وضاحت فرمائی ہے کہ اس وقت ربع دینار تین دراہم کے برابر ہوتا تھا۔ (فتح الباری:۱۰۶/۱۲)

كتاب المحاربين من اهل الكفر والردة

مسلمانوں سے لڑنے والے کافروں اور مرتدوں کے بیان میں

١ - باب: كَمِ التَّعْزِيرُ وَالأَدَبُ

٢١٦٦ : عَنْ أَبِي بُرْدَةَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ). [رواه البخاري: ٦٨٤٨]

باب ۱: تنبیہ اور تعزیر کی سزا کا بیان۔

۲۱۶۶۔ حضرت ابو بردہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اللہ کی حدود کے علاوہ کسی جرم میں دس کوڑوں سے زیادہ سزا نہ دی جائے۔

فوائد: حد مقررہ سزا کو کہتے ہیں جیسے زنا اور چوری وغیرہ کی سزائیں ہیں اور تعزیر وہ سزا جو مقرر نہ ہو البتہ دس کوڑوں سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے جیسے جادو اور رمضان میں بلاوجہ روزہ ترک کرنے کی سزا' ابن ماجہ کی روایت میں صراحت ہے کہ دس کوڑوں سے زائد تعزیر نہ لگائی جائے۔ (فتح الباری:۱۲/۱۷۸)

٢ - باب: قَذْفُ الْعَبِيدِ

٢١٦٧ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ، وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ، جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ). [رواه

باب ۲: لونڈی غلام کو زنا کی تہمت لگانا

۲۱۶۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے ابو القاسم ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے اگر کسی نے اپنے غلام یا لونڈی پر تہمت لگائی حالانکہ وہ اس سے پاک ہے تو قیامت کے دن اس آقا کو درے لگائے جائیں گے الا یہ کہ اس کا

البخاري: ٦٨٥٨] بیان حقیقت حال کے مطابق ہو۔

فوائد : اگر غلام کسی پر تہمت لگاتا ہے تو اس پر نصف حد قذف جاری کی جائے گی اور اگر مالک اپنے غلام پر تہمت لگاتا ہے تو قیامت کے دن مالک پر حد جاری کی جائے گی کیونکہ اس وقت اس کی ملکیت ختم ہو چکی ہو گی۔ (فتح الباری:۱۲/۱۸۵)

كتاب الديات
دیتوں کے بیان میں

٢١٦٨ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ، مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا). [رواه البخاري: ٦٨٦٢]

۲۱۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن اپنے دین کی طرف سے ہمیشہ کشادگی ہی میں رہتا ہے جب تک وہ خون ناحق نہیں کرتا یعنی خون ناحق کرنے سے تنگی میں پڑ جاتا ہے۔

فوائد : بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ قتل ناحق کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول بایں الفاظ نقل ہوا ہے کہ ہلاکت کا بھنور جس میں گرنے کے بعد نکلنے کی امید نہیں وہ خون ناحق ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہو۔ (صحیح بخاری:۶۸۶۳)

٢١٦٩ : عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمِقْدَادِ: (إِذَا كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُخْفِي إِيمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ، فَأَظْهَرَ إِيمَانَهُ فَقَتَلْتَهُ؟ فَكَذٰلِكَ كُنْتَ أَنْتَ تُخْفِي إِيمَانَكَ بِمَكَّةَ مِنْ قَبْلُ). [رواه البخاري: ٦٨٦٦]

۲۱۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر کافروں کے ساتھ کوئی مومن اپنا ایمان چھپائے ہوئے ہے پھر اس نے ایمان ظاہر کیا ہو تو تم نے اسے قتل کر دیا (یہ کیسے درست ہو گا؟) جبکہ تم خود بھی اسی طرح مکہ میں اپنا ایمان چھپائے رکھتے تھے۔

فوائد : اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسا تو اس کے قتل کرنے سے پہلے تھا یعنی مظلوم و معصوم الدم اور تو ایسا ہو جائے گا جیسا وہ اسلام لانے سے پہلے تھے یعنی ظالم مباح الدم۔ (صحیح بخاری:۶۸۶۵)

١ - باب: ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا ٱلنَّاسَ جَمِيعًا﴾

باب ا: ارشاد باری تعالیٰ: "اور جس نے کسی شخص کو (قتل ہونے سے) بچالیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو بچالیا۔"

٢١٧٠ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاَحَ فَلَيْسَ مِنَّا). [رواه البخاري: ٦٨٧٤]

۲۱۷۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

فوائد : اس سے مراد وہ شخص ہے جو مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے ان کے خلاف ہتھیار اٹھاتا ہے اگر کوئی ان کی حفاظت کے لئے ہتھیار اٹھاتا ہے تو اسے اللہ کے ہاں اجر اور ثواب ملے گا۔ (فتح الباری:۱۲/۱۹۷)

٢ - باب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿أَنَّ ٱلنَّفْسَ بِٱلنَّفْسِ وَٱلْعَيْنَ بِٱلْعَيْنِ﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ: "جان کے بدلہ میں جان لی جائے اور آنکھ کے بدلہ میں آنکھ پھوڑی جائے۔"

٢١٧١ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لاَ يَحِلُّ دَمُ ٱمْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ وَأَنِّي رَسُولُ ٱللهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلاَثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، والمُفَارِقُ لِدِينِهِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ). [رواه البخاري: ٦٨٧٨]

۲۱۷۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو تین صورتوں کے بغیر اس کا خون کرنا جائز نہیں جان کے بدلے جان' شادی شدہ زانی اور دین اسلام کو چھوڑنے والا یعنی مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونے والا۔

فوائد : مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونے میں بغاوت کرنے والا' رہزن اور مسلمانوں سے لڑنے والا یعنی امام برحق کی مسلح مخالفت کرنے والا بھی شامل ہے بعض اہل حدیث کے نزدیک دانستہ نماز چھوڑ دینے کا عادی انسان بھی اس تیسری قسم میں داخل ہے۔ (فتح الباری:۱۲/۲۰۴)

٣ - باب: مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

باب ۳: کسی کا خون ناحق بہانے کی فکر میں لگے رہنے کا بیان

٢١٧٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الحَرَمِ، وَمُبْتَغٍ فِي الإِسْلَامِ سُنَّةَ الجَاهِلِيَّةِ، وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ). [رواه البخاري: ٦٨٨٢]

۲۱۷۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ ان تین آدمیوں سے بغض رکھتا ہے جو حرم کعبہ میں ظلم و ستم کرے' جو اسلام میں جاہلیت کے طریقے نکالے اور جو خون ناحق بہانے کی فکر میں لگا رہے۔

فوائد: اسلام لانے کے بعد رسومات جاہلیت کی اشاعت کرنا مثلاً زمانہ جاہلیت میں تھا کہ ایک کی بجائے دوسرے کو پکڑا جاتا یا کہانت وبدشگونی پر عمل پیرا ہونا۔ (فتح الباری:۱۲/۲۱۱)

٤ - باب: مَنْ أَخَذَ حَقَّهُ أَوِ اقْتَصَّ دُونَ السُّلْطَانِ

باب ۴: جو شخص حاکم وقت سے بالا بالا اپنا حق یا قصاص خود لے لے

٢١٧٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَوِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِكَ أَحَدٌ، وَلَمْ تَأْذَنْ لَهُ، فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ، فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ). [رواه البخاري: ٦٨٨٨]

۲۱۷۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے اگر کوئی شخص بلا اجازت تیرے گھر میں جھانکے اور تو کوئی کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو تجھ سے کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔

فوائد: اس بات پر تقریباً اتفاق ہے کہ حاکم وقت کے پاس دعویٰ دائر کئے بغیر خود مدعی علیہ سے اپنا حق وصول کرنا جائز نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے بدنظمی پیدا ہو گی مذکورہ حدیث میں جس قدر ہے اتنا ہی جائز رکھنا چاہئے یعنی اگر بلا اجازت کوئی دوسرا گھر میں جھانکتا ہے تو اس کی آنکھ کی پھوڑ دینے سے قصاص یا دیت دینا لازم نہیں ہے۔ (فتح الباری:۱۲/۲۱٦)

٥ - باب: دِيَةُ الأَصَابِعِ

باب ۵: انگلیوں کی دیت کا بیان

٢١٧٤ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

۲۱۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے

(هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ). يَعْنِي اَلْخِنْصَرَ وَالإِبْهَامَ. [رواه البخاري: ٦٨٩٥] فرمایا کہ یہ انگلی یعنی چھنگلی اور یہ انگلی یعنی انگوٹھا دونوں دیت میں برابر ہیں۔

فوائد: دیت کے معاملہ میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں برابر ہیں ان میں چھوٹی بڑی کا لحاظ نہیں ہو گا جیسا کہ دانتوں کا معاملہ ہے حدیث کے مطابق ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہیں۔ (فتح الباری:۱۲/۲۲۶)

كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم

مرتد اور باغیوں سے توبہ کرانے اور ان سے لڑائی کے بیان میں

١ - باب. إِثْمُ مَنْ أَشْرَكَ بِاللهِ

باب۱: جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے اس کا گناہ

٢١٧٥ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الجَاهِلِيَّةِ؟ قالَ: (مَنْ أَحْسَنَ فِي الإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الإِسْلَامِ يُؤَاخَذُ بِالأَوَّلِ وَالآخِرِ). [رواه البخاري: ٦٩٢١]

۲۱۷۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے جو گناہ زمانہ جاہلیت میں کئے ہیں کیا ان پر مواخذہ ہو گا؟ آپ نے فرمایا جس نے حالت اسلام میں اچھے کام کئے ہیں اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مواخذہ نہیں ہو گا اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے پہلے اور بعد کے سب گناہوں کا مواخذہ ہو گا۔

فوائد: دراصل اسلام لانے سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن اگر کوئی اسلام لانے کے بعد اس کے تقاضوں کو پورا نہ کرے اور توحید پر عمل پیرا نہ ہو تو پھر سابقہ گناہوں کی بھی باز پرس ہو گی۔

(فتح الباری:۱۲/۲۶۶)

كتاب التعبير

خوابوں کی تعبیر کے بیان میں

١ - باب: رُؤيَا الصَّالِحِينَ

٢١٧٦ : عَنْ أَنسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (الرُّؤْيَا الحَسَنَةُ، مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ، جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ). [رواه البخاري: ٦٩٨٣]

باب ۱: نیک لوگوں کے خواب

۲۱۷۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیک آدمی کے اچھے خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں۔

فوائد: نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اس کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے اگرچہ بعض لوگوں نے اس کی توجیہ کی ہے کہ دور نبوت تیئس سال پر محیط ہے اور پہلے چھ ماہ اچھے خوابوں پر مشتمل تھے اس لئے اچھے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں پھر یہ رسول اللہ ﷺ کے لئے حقیقی اور دوسروں کے لئے مجازی معنی پر محمول ہو گا چونکہ اس سے نبوت کی نقب زنی کا چور دروازہ کھلتا ہے اس لئے لب کشائی کے بجائے اس کا علم اللہ کے حوالے کر دیا جائے پھر خواب کے صداقت و حقیقت پر مبنی ہونے کے لحاظ سے خواب دیکھنے والوں کی تین اقسام ہیں پہلے حضرات انبیاء علیہم السلام ان کے تمام خواب صداقت پر مبنی ہوتے ہیں بعض اوقات کسی خواب کی تعبیر کرنا پڑتی ہے دوسرے نیک وپارسا لوگ ان کے بیشتر خواب حقیقت پر مبنی ہوتے اور بعض ایسے نمایاں ہوتے ہیں کہ ان کی تعبیر کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی تیسرے وہ لوگ جو ان کے علاوہ ہوں ان کا خواب سچے بھی ہوتے ہیں اور پراگندگی سے لبریز بھی ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم (فتح الباری:۱۲/۳۶۲) نوٹ: اچھے خواب نبوت کے کمالات اور خوبیوں میں سے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس میں نبوت کا حصہ آگیا ہے۔

(علوی)

٢ - باب: الرُّؤيَا مِنَ الله

٢١٧٧ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا، فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ اللهِ، فَلْيَحْمَدِ اللهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا، وَإِذَا رَأَى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ، فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا، وَلاَ يَذْكُرْهَا لأَحَدٍ، فَإِنَّهَا لاَ تَضُرُّهُ). [رواه البخاري: ٦٩٨٥]

باب ۲: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے

۲۱۷۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے جب تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اس کو اچھا معلوم ہو تو سمجھ لے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے سو وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور آگے بھی بیان کر دے اور اگر کوئی اس کے علاوہ خواب دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے پس اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے بیان نہ کرے کیونکہ ایسا کرنے سے پھر وہ اسے نقصان نہیں دے گا۔

فوائد: اچھے خواب کو اپنے مخلص دوست یا باعمل عالم دین سے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں اور برا خواب چونکہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اس لئے بیدار ہو کر اپنے بائیں کندھے پر تین مرتبہ تھوکے اور اللہ کی پناہ مانگے اور پھر کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرے۔ (فتح الباری:۳۷۰/۱۲)

٣ - باب: المُبَشِّرَاتُ

٢١٧٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: (لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا المُبَشِّرَاتُ). قَالُوا: وَمَا المُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: (الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ). [رواه البخاري: ٦٩٩٠]

باب ۳: اچھے خواب خوشخبریاں ہیں

۲۱۷۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے نبوت میں سے اب صرف مبشرات باقی رہ گئیں ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ اچھے خواب ہیں۔

فوائد: مبشرات کا مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان کو خواب کے ذریعے اس کے دنیوی یا اخروی انجام کی خوشخبری دی جاتی ہے بعض دفعہ آئندہ کسی اندیشے یا خطرے سے بھی آگاہ کر دیا جاتا ہے تاکہ اس کے سدباب کے لئے ابھی سے تیاری کرے۔ (فتح الباری:۳۶۲/۱۲)

٤ - باب: مَنْ رَأَى النَّبِيَّ فِي الْمَنَامِ

باب ۴: رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا بیان

٢١٧٩ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ، وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي). [رواه البخاري: ٦٩٩٣]

۲۱۷۹۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جو کوئی خواب میں مجھے دیکھے وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں اختیار کر سکتا۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنا گویا آپ ہی کو دیکھنا ہے شیطان کو یہ قدرت نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی صورت میں کسی کو خواب میں نظر آئے نیز اگر رسول اللہ ﷺ خواب میں کسی خلاف شریعت کا حکم دیں تو اس پر عمل کرنا بالکل جائز نہیں جیسا کہ بعض لوگ اس بہانے اپنے کسی عزیز کو ذبح کر ڈالتے ہیں۔

٢١٨٠ : عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِي). [رواه البخاري: ٦٩٩٧]

۲۱۸۰۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”جس شخص نے (خواب میں) مجھے دیکھا تو اس نے یقیناً حق ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کر سکتا۔

٥ - باب: رُؤْيَا النَّهَارِ

باب ۵: دن کے وقت خواب دیکھنا

٢١٨١ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ، وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ:

۲۱۸۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور یہ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا اس کے بعد آپ کی جوئیں دیکھنے لگیں حتی کہ آپ سو گئے پھر جب بیدار ہوئے تو آپ ہنس رہے تھے حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کس وجہ

(نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ، مُلُوكًا عَلَى الأَسِرَّةِ، أَوْ: مِثْلَ المُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ). قالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَها رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: ما يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قالَ: (نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ). كَما قالَ فِي الأُولَى، قالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قالَ: (أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ). فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِها حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ. [رواه البخاري: ٧٠٠٢]

سے ہنستے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ مجھے اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے دکھائے گئے ہیں جو بادشاہوں کی طرح سمندر میں سوار ہیں یا بادشاہوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہیں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شریک کرے چنانچہ آپ نے ان کیلئے دعا فرمائی اس کے بعد پھر سر رکھ کر سو گئے پھر جب ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا یارسول ﷺ! آپ کس لئے ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری امت کے چند لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے پھر میرے سامنے پیش کئے گئے جیسا کہ آپ نے پہلے دفعہ فرمایا تھا ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا آپ اللہ سے دعا کریں کہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے آپ نے فرمایا تم تو پہلے لوگوں میں شریک ہو چکی ہو پھر ایسا ہوا کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندر میں سوار ہوئیں اور سمندر سے نکلتے وقت اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہو گئیں۔

فوائد: امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ رات اور دن کے خواب برابر ہیں بعض نے کہا کہ بوقت سحر خواب زیادہ سچا ہوتا ہے تاہم امام ابن سیرین کا قول امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ دن کا خواب بھی رات کے خواب کی طرح ہے۔

٦ - باب: الْقَيْدُ فِي الْمَنَامِ

باب ٦: بحالت خواب پاؤں میں بیڑیاں دیکھنے کا بیان

٢١٨٢: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

٢١٨٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب

(إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ). وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ.

[رواه البخاري: ٧٠١٧]

قیامت کا وقت قریب آ لگے گا تو مومن کا خواب جھوٹا نہ ہو گا کیونکہ مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک ہے اور جو بات نبوت سے ہوتی ہے وہ جھوٹی نہیں ہوا کرتی۔

فوائد : اس حدیث کے آخر میں حضرت ابن سیرین کا ایک قول بیان ہوا جو انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ طوق کا گلے میں دیکھنا برا ہے اور پاؤں میں بیڑی کا دیکھنا اچھا ہے کیونکہ اس کی تعبیر دین میں ثابت قدمی ہے۔ (صحیح بخاری:۷۰۱۷)

٧ - باب: إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُوَّةٍ فَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ

باب ۷: جب خواب دیکھے کہ وہ ایک چیز کو ایک مقام سے نکال کر دوسری جگہ رکھ رہا ہے

٢١٨٣ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ، خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ، حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ - وَهِيَ الْجُحْفَةُ - فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ يُنْقَلُ إِلَيْهَا).

[رواه البخاري: ٧٠٣٨]

۲۱۸۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایک کالی پریشان بالوں والی عورت کو خواب میں دیکھا جو مدینہ سے نکل کر مقام جحفہ میں جا ٹھہری ہے میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ مدینہ کی وبا جحفہ میں منتقل کر دی گئی ہے۔

فوائد : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو مدینہ میں وبائی امراض کا غلبہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اس کی امراض کو جحفہ منتقل کر دیا جائے پھر خواب میں اس کے متعلق آپ کو بشارت دی گئی۔ (فتح الباری:۱۲/۴۲۴)

٨ - باب: مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ

باب ۸: خواب کے بارے میں جھوٹ بولنے کا بیان

٢١٨٤ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ

۲۱۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے دیکھا

بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ، وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ، وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، صُبَّ فِي أُذُنَيْهِ الآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ، وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ). [رواه البخاري: ٧٠٤٢]

نہیں تو اسے قیامت کے دن دو جو میں گرہ لگانے کی سزا دی جائے گی اور وہ شخص نہیں لگا سکے گا اور جو شخص ایسے لوگوں کی بات پر کان لگائے جو اپنی بات کسی کو سنانا پسند نہ کرتے ہوں تو اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا اور جس نے کسی جاندار کی تصویر بنائی اسے عذاب دیا جائے گا کہ اب اس میں روح پھونک مگروہ روح نہیں پھونک سکے گا۔

فوائد: خواب بھی اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے جس کی معنوی شکل وصورت ہوتی جھوٹا خواب کہنے والا اپنے جھوٹ سے ایک ایسی معنوی تصویر کو جنم دیتا ہے جو امر واقع سے متعلق نہیں جیسا کہ تصویر کشی کرنے والا اللہ کی مخلوق میں ایک ایسی مخلوق کا اضافہ کرتا ہے جو حقیقی نہیں کیونکہ حقیقی مخلوق وہ جس میں روح ہو اس لئے دونوں کو عذاب کے ساتھ ساتھ تکلیف مالا یطاق بھی دی جائے گی۔ (فتح الباری:۴۲۹/۱۲)

٢١٨٥ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: (إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ يَرَ). [رواه البخاري: ٧٠٤٣]

۲۱۸۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا جھوٹ یہ کہ انسان اپنی آنکھوں کو ایسی چیز دکھائے جو انہوں نے نہ دیکھی ہو یعنی جھوٹا خواب بیان کرے۔

فوائد: خواب چونکہ نبوت کا ایک حصہ ہے اور نبوت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے جھوٹا خواب بیان کرنا گویا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور یہ مخلوق پر جھوٹ باندھنے سے زیادہ سنگین ہے۔ (فتح الباری:۴۲۸/۱۲)

٩ - باب: مَنْ لَمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ

باب ۹: اگر پہلا تعبیر دینے والا غلط تعبیر دے تو اس کی تعبیر سے کچھ نہ ہو گا

٢١٨٦ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَإِذَا

۲۱۸۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ! میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سائبان ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں کسی نے بہت لیا اور

سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلاَ بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلاَ بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ، وَاللهِ لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (اعْبُرْ). قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَالإِسْلاَمُ، وَأَمَّا الَّذِي يَنْطُفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ، حَلاَوَتُهُ تَنْطُفُ، فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ، تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ، ثُمَّ يُوَصَلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ، فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا). قَالَ: فَوَاللهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ، قَالَ: (لاَ تُقْسِمْ). [رواه البخاري: ٧٠٤٦]

کسی نے کم اتنے میں ایک رسی نمودار ہوئی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے پھر میں نے آپ کو دیکھا کہ اسے پکڑ کر اوپر چڑھ گئے ہیں پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑ کر اوپر چڑھا اور اس کے بعد ایک اور شخص نے اس کو پکڑا اور اوپر چڑھا پھر ایک چوتھے شخص نے وہ رسی تھامی تو وہ ٹوٹ کر گر پڑی لیکن پھر جڑ گئی اور وہ بھی چڑھ گیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے اجازت دیں کہ میں اس خواب کی تعبیر کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا بیان کرو انہوں نے کہا وہ سائبان تو دین اسلام ہے اور اس میں سے جو گھی اور شہد ٹپکتا ہے وہ قرآن اور اس کی حلاوت ہے اب کوئی شخص زیادہ قرآن سیکھتا ہے اور کوئی کم مقدار پر اکتفاء کر لیتا ہے رہی رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہے اس سے مراد وہ حق ہے جس پر آپ گامزن ہیں اس کے پکڑنے سے اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی دے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اٹھا لے گا پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اس طریق کو لے گا وہ بھی مرنے تک اس پر قائم رہے گا پھر ایک اور شخص اسے لے گا اس کا بھی یہی حال ہو گا پھر ایک اور شخص لے گا تو اس کا معاملہ کٹ جائے گا پھر جڑ جائے گا تو وہ بھی اوپر چڑھ جائے گا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بتائیں کہ میں نے یہ صحیح تعبیر دی ہے یا اس میں غلطی کی ہے آپ نے فرمایا کچھ ٹھیک دی ہے اور کچھ غلط' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

یارسول اللہ ﷺ! آپ کو اللہ کی قسم ہے جو میں
نے غلط کہا ہے اس کی ضرور نشاندہی فرمائیں اس پر
آپ نے فرمایا کہ قسم نہ دو۔

فوائد : ایک حدیث میں ہے کہ خواب کی وہی تعبیر ہوتی ہے جو پہلے تعبیر کرنے والا بیان کر دے ایک اور حدیث میں ہے کہ خواب پرندے کی پاؤں سے اٹکا ہوتا ہے جب تک اس کی تعبیر نہ کی جائے جب تعبیر کر دی جائے تو واقع ہو جاتا ہے امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اگر پہلا تعبیر دینے والا تعبیر رؤیا کا عالم ہو تو تعبیر اس کے بیان کے مطابق ہو گی بصورت دیگر جو شخص بھی درست تعبیر کرے گا خواہ دوسرا ہو اس کے مطابق تعبیر ہو گی۔ (فتح الباری: ۱۲/۴۳۲)

كتاب الفتن
فتنوں کے بیان میں

١ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا»

٢١٨٧ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جاهِلِيَّةً).

وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى قَالَ: (مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ، إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جاهِلِيَّةً).

[رواه البخاري: ٧٠٥٣، ٧٠٥٤]

باب ا: فرمان نبوی: ”تم میرے بعد ایسے کام دیکھو گے جو تمہیں برے لگیں گے۔“

۲۱۸۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے امیر سے کوئی برائی سرزد ہوتی دیکھے تو اس پر صبر کرے کیونکہ جو شخص اسلامی حکمران کی اطاعت سے ایک بالشت بھی باہر ہوا تو وہ جاہلیت کی سی موت مرے گا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے حاکم میں ایسی بات دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ صبر کرے اس لئے کہ جو کوئی بالشت برابر بھی جماعت سے جدا ہو گیا اور اسی حالت میں اسے موت آئی تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔

فوائد: بخاری کی ایک حدیث میں اس عنوان کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے بعد اپنی حق تلفی دیکھو گے اور ایسے معاملات سامنے آئیں گے جنہیں تم برا خیال کرو گے یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ایسے حالات میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا اس وقت اہل حکومت کے حقوق (زکوۃ کی ادائیگی اور جہاد میں شرکت وغیرہ) ادا کرو اور اپنے حقوق اللہ سے مانگو۔ (صحیح بخاری:۷۰۵۲) نیز اس کا مطلب یہ نہیں کہ حاکم وقت سے سرعدولی کرنے والا کافر ہو جائے گا بلکہ جیسے

جاہلیت والوں کا کوئی امام نہیں ہوتا اسی طرح اس کا بھی کوئی سربراہ نہیں ہو گا دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر جدا ہوا اس نے گویا اسلام کے پٹے کو اپنی گردن سے اتار پھینکا' ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان حکمران خواہ ظالم وفاسق ہو ان سے بغاوت کرنا درست نہیں ہے۔
(فتح الباری:۷/۱۳)

٢١٨٨ : عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ، فَقَالَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا: أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لاَ نُنَازِعَ الأَمْرَ أَهْلَهُ، إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا، عِنْدَكُمْ مِنَ ٱللهِ فِيهِ بُرْهَانٌ. [رواه البخاري: ٧٠٥٦]

۲۱۸۸۔ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلایا تو ہم نے آپ سے بیعت کی اور بیعت میں آپ نے ہم سے یہ اقرار لیا کہ ہم خوشی وناخوشی اور تنگی و فراخی الغرض ہر حال میں آپ کا حکم سنیں گے اور اسے بجالائیں گے گو ہم پر دوسروں کو ترجیح ہی کیوں نہ دی جائے اور آپ نے یہ بھی اقرار لیا کہ سلطنت کی بابت ہم حکمرانوں سے جھگڑا نہیں کریں گے مگر اس صورت میں کہ جب تم اسے علانیہ کفر کرتے دیکھو ایسا کفر کہ جس کے متعلق اللہ کی طرف سے تمہارے پاس دلیل بھی موجود ہو۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جب تک حاکم وقت کے کسی قول وفعل کی کوئی شرعی تاویل ہو سکتی ہو اس وقت تک اس کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں اگر وہ صریح اور واضح طور پر شریعت کے خلاف کام کرے یا ان کا حکم دے اور قواعد اسلام سے روگردانی کرے تو اس پر اعتراض کرنا درست ہے اگر وہ نہ مانے تو ایسے حالات میں اس کی اطاعت لازم نہیں ہے۔ (فتح الباری:۸/۱۳)

٢ - باب: ظُهُورُ الْفِتَنِ

باب ۲: فتنوں کے ظاہر ہونے کا بیان۔

٢١٨٩ : عَنِ ٱبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ). [رواه البخاري: ٧٠٦٧]

۲۱۸۹۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے بد ترین مخلوق میں سے وہ لوگ ہیں جن کی زندگی میں قیامت آ جائے گی۔

فوائد: یہ فتنوں کے ظہور کا وقت ہو گا جیسا کہ اسی روایت میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم وہ دن جانتے ہو جن کو رسول اللہ ﷺ نے خون

ریزی کے دن قرار دیئے ہیں؟ اس کے بعد انہوں نے یہ حدیث بیان کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے نزدیک اچھے لوگ اٹھا لئے جائیں گے۔ (فتح الباری:۱۹/ ۱۳)

٣ - باب: لا يَأْتِي زَمانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ

باب ۳: ہر دور کے بعد والا دور پہلے سے بدتر ہو گا

٢١٩٠ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ شُكِيَ إِلَيْهِ ما لَقِيَ النَّاسُ مِنَ الحَجَّاجِ، فَقالَ: اصْبِرُوا، فَإِنَّهُ لا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمانٌ إِلَّا والَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ، حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ، سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ ﷺ. [رواه البخاري: ٧٠٦٨]

۲۱۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان سے ان مصیبتوں کی شکائت کی گئی جو لوگوں کو حجاج سے پہنچی تھیں تو انہوں نے فرمایا کہ صبر کرو کیونکہ تم پر جو زمانہ گزرے گا وہ پہلے سے بدتر ہو گا یہاں تک کہ اللہ سے مل جاؤ میں نے یہ بات تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

فوائد: پہلا وقت دوسرے دور سے دنیوی خوشحالی کے لحاظ سے بہتر نہیں بلکہ علمی، عملی اور اخلاقی لحاظ سے بہتر ہو گا چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی صراحت روایات میں موجود ہے۔ (فتح الباری:۲۱/ ۱۳)

٤ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاحَ فَلَيْسَ مِنَّا»

باب ۴: فرمان نبوی "جو ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے وہ ہم سے نہیں ہے"

٢١٩١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (لا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ بِالسِّلاحِ، فَإِنَّهُ لا يَدْرِي، لَعَلَّ الشَّيْطانَ يَنْزِعُ في يَدِهِ، فَيَقَعُ في حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ). [رواه البخاري: ٧٠٧٢]

۲۱۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے خلاف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ ممکن ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے اسے نقصان پہنچا دے جس کی بنا پر یہ شخص آگ کے گڑھے میں گر پڑے۔

فوائد: کسی مسلمان کو ڈرانے دھمکانے کے لئے ہتھیار سے اشارہ کرنا سنگین جرم ہے اگر ہتھیار سے اسے نقصان پہنچایا جائے تو اللہ کے ہاں سخت عذاب سے دو چار ہونے کا اندیشہ ہے خواہ سنجیدگی یا مذاق سے ایسا کیا جائے۔ (فتح الباری:۲۵/ ۱۳)

٥ - باب: تكون فتن القاعد فيها خير من القائم

باب ۵: ایسے فتنوں کا بیان کہ ان میں بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوئے سے بہتر ہو گا

٢١٩٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ستكُونُ فِتَنٌ، القَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ المَاشِي، وَالمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ، فَمَنْ وَجَدَ فِيهَا مَلْجَأً، أَوْ مَعَاذًا، فَلْيَعُذْ بِهِ). [رواه البخاري: ٧٠٨٢]

۲۱۹۲۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایسے فتنے ہوں گے جن میں بیٹھا ہوا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا جو شخص دور سے بھی ان میں جھانکے گا وہ اس کو بھی سمیٹ لیں گے لہٰذا ایسے حالات میں انسان جہاں کہیں کوئی ٹھکانا یا جائے پناہ پائے اس میں پناہ گیر ہو جائے۔

فوائد: اس سے مراد وہ فتنہ ہے جو مسلمانوں میں حصول اقتدار کی خاطر رونما ہو اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ حق کس طرف ہے ایسے حالات میں علیحدگی اور گوشہ گیری میں ہی عافیت ہے۔ (فتح الباری:۱۳/۳۱)

٦ - باب: التعرب في الفتنة

باب ۶: بوقت فتنہ جنگلات میں رہنے کا بیان

٢١٩٣ : عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الحَجَّاجِ فَقَالَ: يَا ٱبْنَ الأَكْوَعِ، ٱرْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ، تَعَرَّبْتَ؟ قَالَ: لاَ، وَلٰكِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ أَذِنَ لِي فِي الْبَدْوِ. [رواه البخاري: ٧٠٨٧]

۲۱۹۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حجاج کے پاس گئے حجاج نے ان سے کہا اے ابن اکوع رضی اللہ عنہ! تو ایڑیوں کے بل پھر گیا اور جنگل کا باسی بن گیا حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جنگل میں رہنے کی خاص اجازت دی تھی۔

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ ہجرت کے بعد جنگل میں بسیرا کرنا باعث لعنت ہے ہاں اگر فتنہ ہو تو جنگل میں رہنا بہتر ہے اس حدیث کے پیش نظر حجاج بن یوسف نے اعتراض کیا واقعہ یہ ہے کہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے نکل کر ربذہ میں رہائش اختیار کر لی تھی مرنے سے چند دن پہلے مدینہ میں آگئے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ (صحیح بخاری:۷۰۸۷)

٧ - باب: إِذَا أَنْزَلَ اللهُ بِقَوْمٍ عَذَاباً

باب ۷: جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو (اس کی زد میں ہر طرح کے لوگ آجاتے ہیں)

٢١٩٤ : عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (إِذَا أَنْزَلَ ٱللهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا، أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ، ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى أَعْمَالِهِمْ). [رواه البخاري: ٧١٠٨]

۲۱۹۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو وہ عذاب قوم کے سب لوگوں کو پہنچتا ہے پھر قیامت کے دن وہ اپنے اپنے اعمال پر اٹھائے جائیں گے۔

فوائد: ایسی صورت حال اس وقت سامنے آئے گی جب لوگ برائی کو دیکھ کر اسے ٹھنڈے پیٹ برداشت کر لیں گے ان میں نیک وبد کی تمیز نہیں ہو گی قیامت کے دن ان کی نیتوں اور کردار کے مطابق ان سے اچھا یا برا سلوک کیا جائے گا جیسا کہ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہے۔ (فتح الباری:۶۰/۱۳)

٨ - باب: إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئاً ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلاَفِهِ

باب ۸: اس شخص کا بیان جو قوم کے پاس جا کر ایک بات کہے پھر وہاں سے نکل کر اس کے خلاف کہے

٢١٩٥ : عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَمَّا الْيَوْمَ: فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيمَانِ. [رواه البخاري: ٧١١٤]

۲۱۹۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا نفاق تو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا اب ایمان کے بعد تو کفر ہے یعنی اس زمانہ میں آدمی مومن ہے یا کافر۔

فوائد: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چونکہ سلسلہ وحی بند ہو گیا ہے اس لئے کسی کے متعلق واضح طور پر منافقت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا اس لئے کہ دل کا حال معلوم نہیں۔ (فتح الباری:۷۴/۱۳)

٩ - باب: خُرُوجُ النَّارِ

باب ۹: آگ کا خروج۔

٢١٩٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ

۲۱۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک

تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، تُضِيءُ أَعْنَاقَ الإِبِلِ بِبُصْرَى). [رواه البخاري: ٧١١٨]

قائم نہ ہو گی تا آنکہ حجاز کی زمین سے ایک آگ نمودار ہو گی جو بصری تک اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی۔

فوائد: بصری علاقہ شام میں ہے اس آگ کی روشنی وہاں تک پہنچے گی یہ آگ سات سو ہجری میں رونما ہو چکی ہے۔ (فتح الباری:۸۰/۱۳)

٢١٩٧ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا). [رواه البخاري: ٧١١٩]

۲۱۹۷۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایات ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے کہ دریا فرات سے ایک سونے کا خزانہ نمودار ہو گا جو وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔

فوائد: اس خزانہ کے حصول پر بہت قتل وغارت ہو گی ایک روایت میں ہے کہ سو آدمیوں میں سے ننانوے مارے جائیں گے صرف ایک زندہ بچے گا ہر آدمی یہی کہے گا کہ میں اس خزانہ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ (فتح الباری:۸۱/۱۳)

١٠ - باب

باب ۱۰:

٢١٩٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ: (لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ، تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ، وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، قَرِيبٌ مِنْ ثَلاَثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ ٱللهِ، وَحَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلاَزِلُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ، وَهُوَ الْقَتْلُ. وَحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ المَالُ، فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ المَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ، وَحَتَّى يَعْرِضَهُ، فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ:

۲۱۹۸۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی تا آنکہ ایسے دو بڑے بڑے گروہوں میں لڑائی نہ ہو جن کا دعویٰ ایک ہو گا ان کے درمیان خوب کشت و خون ہو گا نیز قیامت اس وقت نہ آئے گی یہاں تک تیس کے قریب جھوٹے دجال پیدا ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں نیز قرب قیامت کے وقت علم اٹھالیا جائے گا۔ زلزلوں کی کثرت ہو گی وقت جلد جلد گزرے گا فتنے ظاہر ہوں گے اور کثرت سے خون ریزی ہو گی مال کی اتنی فروانی ہو گی کہ وہ پانی کی طرح بہتا پھرے گا اس قدر کہ صاحب مال کو فکر لاحق ہو گی کہ اس کا

لاَ أَرَبَ لِي بِهِ. وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ. وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ. وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ - يَعْنِي آمَنُوا أَجْمَعُونَ - فَذٰلِكَ حِينَ: ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِىٓ إِيمَٰنِهَا خَيْرًا﴾. وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلاَنِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا، فَلاَ يَتَبَايَعَانِهِ وَلاَ يَطْوِيَانِهِ. وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلاَ يَطْعَمُهُ. وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيطُ حَوْضَهُ فَلاَ يَسْقِي فِيهِ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلاَ يَطْعَمُهَا). [رواه البخاري: ٧١٢١]

صدقہ کوئی قبول کرے وہ کسی کے سامنے اسے پیش کرے گا تو وہ جواب دے گا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور لوگ خوب لمبی لمبی عمارتیں فخر کے طور پر تعمیر کریں گے اور یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے کی قبر سے گزرے گا اور کہے گا کاش میں اس کی جگہ ہوتا پھر آفتاب مغرب کی طرف سے طلوع ہو گا جب ادھر سے طلوع ہوتا سب لوگ دیکھ لیں گے تو سب کے سب اللہ پر ایمان لائیں گے لیکن وہ ایسا وقت ہو گا کہ کسی نفس کو ایمان لانا نفع نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا تھا اور نہ ہی اس نے بحالت ایمان کوئی نیکی کمائی تھی اور قیامت اتنی جلدی قائم ہو جائے گی کہ دو آدمی آپس میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے انہوں نے اپنے آگے کپڑے کا تھان پھیلایا ہو گا نہ وہ بیع (سودا) کو پختہ کر سکیں گے اور نہ ہی تھان کو لپیٹ سکیں گے کہ قیامت آ جائے گی (قیامت اتنی جلدی قائم ہو گی کہ) ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر چلا ہو گا تو وہ اس کو پی بھی نہیں سکے گا کہ قیامت آ جائے گی اور کچھ لوگ حوض کو مرمت کر رہے ہوں گے وہ اپنے جانوروں کو اس سے پانی بھی نہیں پلا سکیں گے کہ قیامت آ جائے گی اور کوئی آدمی نوالہ منہ تک اٹھا چکا ہو گا ابھی اسے کھا نہ سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

فوائد: اس حدیث میں تین طرح کی علامات قیامت بیان ہوئی ہیں پہلی قسم وہ جو ظہور پذیر ہو چکی ہیں جیسے قتل وغارت کی کثرت دوسری وہ جن کا آغاز تو ہو چکا ہے لیکن پوری طرح نمودار نہیں ہوئی جیسے زلزلوں کی کثرت تیسری وہ جو ابھی ظاہر نہیں ہوئی آئندہ ہوں گی جیسے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ (فتح الباری: ۱۳/۸۴)

کتاب الاحکام
احکام کے بیان میں

١ - باب: السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلإمامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً

باب ۱: امام کی بات سننا اور ماننا ضروری ہے بشرطیکہ خلاف شرع اور گناہ نہ ہو۔

٢١٩٩ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (ٱسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنِ ٱسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ). [رواه البخاري: ٧١٤٢]

۲۱۹۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امیر کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام سردار بنایا جائے جس کا سر منقہ کی طرح چھوٹا ہو۔

فوائد: حبشی غلام کی خلافت صحیح نہیں اگر امام وقت اسے حاکم بنا دے تو لوگوں کو اس کی اطاعت کرنا چاہیے لیکن گناہوں کے کاموں میں انکار کرنا ضروری ہے اگر کفر بواح (کھلم کھلا) کا مرتکب ہو تو اسے معزول کر دینا چاہیے۔ (فتح الباری: ۱۳/۱۲۳)

٢ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ الحِرْصِ عَلَى الإمَارَةِ

باب ۲: سرداری (حکومت) کی خواہش کرنا ناجائز ہے

٢٢٠٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: (إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الإمَارَةِ، وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ). [رواه البخاري:

۲۲۰۰۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا عنقریب تم لوگ امارت اور سرداری کی حرص کرو گے قیامت کے دن تمہیں اس کی وجہ سے ندامت اور شرمندگی ہوگی اس کی ابتدا اچھی معلوم

[٧١٤٨

ہو گی لیکن انجام برا ہو گا جیسا کہ دودھ پلانے والی دودھ پلاتے وقت اچھی ہوتی ہے مگر دودھ چھڑاتے وقت بری لگتی ہے۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ آخری مثال سے یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ جس کام کے انجام میں رنج والم ہو اسے معمولی لذت وراحت کی خاطر ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ (فتح الباری:۱۲۶/۱۳)

٣ - باب: مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

باب ۳: جو شخص رعیت کا حکمران مقرر کیا گیا لیکن اس نے ان کی خیر خواہی نہ کی

٢٢٠١ : عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ ٱللهُ رَعِيَّةً، فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ، إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ). [رواه البخاري: ٧١٥٠]

۲۲۰۱۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جس شخص کو اللہ نے کسی رعیت کا حاکم بنایا ہو پھر اس نے اپنی رعایا کی خیر خواہی نہ کی تو وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔

فوائد: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب آپ شدید بیمار ہوتے اور عبید اللہ بن زیاد ان کی تیمار داری کے لئے آیا جب آپ حدیث بیان کر چکے تو اس نے کہا آپ نے مجھے پہلے کیوں نہ مطلع کیا۔ (فتح الباری:۱۲۷/۱۳)

٢٢٠٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (مَا مِنْ وَالٍ يَلِي رَعِيَّةً مِنَ المُسْلِمِينَ فَيَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ، إِلَّا حَرَّمَ ٱللهُ عَلَيْهِ الجَنَّةَ). [رواه البخاري: ٧١٥١]

۲۲۰۲۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو والی (بادشاہ) مسلمانوں پر حکومت کرتا ہوا' ان کی بدخواہی پر فوت ہوا' اس کیلئے جنت حرام ہے۔

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ جو کسی کا امیر بنایا گیا اور اس نے عدل وانصاف سے کام نہ لیا تو اسے اوندھے منہ جہنم میں پھینکا جائے گا ظلم پیشہ حکمرانوں کے لئے اس میں سخت وعید ہے۔ (فتح الباری:۱۲۸/۱۳)

٤ - باب: مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللهُ عَلَيْهِ

باب ۴: جس نے لوگوں کو مشقت میں ڈالا اللہ اسے مشقت میں ڈالے گا

٢٢٠٣ : عَنْ جُنْدُبٍ رَضِيَ ٱللهُ

۲۲۰۳۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ ٱللهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: وَمَنْ يُشَاقِقْ يَشْقُقِ ٱللهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ).

فَقَالُوا: أَوْصِنَا. فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ ما يُنْتِنُ مِنَ الإنْسَانِ بَطْنُهُ، فَمَنِ ٱسْتَطَاعَ أَنْ لاَ يَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ، وَمَنِ ٱسْتَطَاعَ أَنْ لاَ يُحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجَنَّةِ مِلْءُ كَفِّهِ مِنْ دَمٍ أَهْرَاقَهُ فَلْيَفْعَلْ. [رواه البخاري: ٧١٥٢]

انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جس نے لوگوں کو سنانے کے لئے نیک عمل کیا اللہ تعالیٰ اس کی ریاء کاری قیامت کے دن سنا دیں گے اور جس نے لوگوں پر مشقت ڈالی اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس پر سختی کریں گے لوگوں نے عرض کیا مزید وصیت فرمایئے! تو آپ نے فرمایا اول انسانی جسم میں سے جو چیز خراب ہوتی اور بگڑتی ہے وہ اس کا پیٹ ہے اب جس شخص سے ہو سکے وہ پیٹ میں حلال لقمہ ہی ڈالے اور جس سے ہو سکے وہ چلو بھر خون ناحق بہا کر جنت میں جانے سے اپنے آپ کو نہ روکے۔

فوائد: مسلم کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اے اللہ! جس شخص کو میری امت کے معاملات سپرد کئے جائیں اگر وہ ان پر بلاوجہ سختی کرے تو اس کا سخت محاسبہ کرنا۔ (عون الباری:۵/۵۹۹)

٥ - باب: هَلْ يَقْضِي الْقَاضِي أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ؟

باب ۵: حاکم کا بحالت غصہ فیصلہ کرنا یا فتویٰ دینا

٢٢٠٤ : عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (لاَ يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ ٱثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ). [رواه البخاري: ٧١٥٨]

۲۲۰۴۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کوئی حاکم دو آدمیوں کا فیصلہ اس وقت نہ کرے جبکہ وہ غصہ میں ہو۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کے علاوہ دیگر لوگوں کو بحالت غصہ فیصلہ کرنا منع ہے اسی طرح سخت بھوک' پیاس اور غلبہ نیند کے وقت فیصلہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے قوت فیصلہ متاثر ہو جاتی ہے۔ (عون الباری:۵/۶۰۰)

٦ - باب: مَا يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ

باب ۶: منشی کیسا ہونا چاہیئے

٢٢٠٥ : حَدِيث حوَيِّصَةَ ومُحَيِّصَةَ تَقَدَّمَ فِي الجِهادِ، وزادَ هُنا: (إِنَّما

۲۲۰۵۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہما کا قصہ (حدیث نمبر

أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ، وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ). (راجع: ١٣٤٣) [رواه البخاري: ٧١٦٢ وانظر حديث رقم: ٣١٧٣]

۱۳۴۳) کتاب الجہاد میں گزر چکا ہے یہاں اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا تو یہودی تمہارے ساتھی کی دیت دیں یا پھر لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں۔

فوائد: امام بخاری نے اس حدیث پر جو عنوان قائم کیا ہے اس میں تین باتیں ہیں (۱) مہر شدہ خط پر گواہی دینا۔ (۲) حاکم وقت کا اپنے ماتحت عملہ کو خط لکھنا۔ (۳) ایک قاضی کا دوسرے قاضی کو اپنے فیصلے سے مطلع کرنا لیکن مصنف تجرید نے اس عنوان کو مختصر کر دیا ہے جس سے یہ بات واضح نہیں ہوتی ہے بہرحال تحریر پر عمل کرنا کتاب وسنت سے ثابت ہے اس حدیث کا آغاز بھی یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کو خط لکھا کہ مقتول کی دیت دو یا جنگ کے لئے تیار مرجاؤ۔ (عون الباری:۵/۶۰۲)

٧ - باب: كَيْفَ يُبَايِعُ الإِمَامُ النَّاسَ

باب ۷: امام لوگوں سے کیونکر بیعت لے

٢٢٠٦ : حَدِيثُ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: بَايَعْنَا رَسُولَ ٱللهِ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، تَقَدَّمَ وزادَ في هٰذِهِ الرِّوايَة: وَأَنْ نَقُومَ، أَوْ نَقُولَ بِالحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا، لاَ نَخَافُ فِي ٱللهِ لَوْمَةَ لاَئِمٍ. [رواه البخاري: ٧٢٠٠]

۲۲۰۶۔ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث (۱۸) پہلے گزر چکی ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کا حکم سننے اور ماننے پر بیعت کی اس میں اتنا اضافہ ہے کہ یہ بھی کہا جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے یا حق بات پر قائم رہیں گے اور اللہ کی راہ میں ہم کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت کے نظم کی پابندی ضروری ہے خواہ طبیعت کے موافق ہو یا اسے ناگوار گذرے۔ (عون الباری:۵/۶۰۳)

٢٢٠٧ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ ٱللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا: (فِيمَا ٱسْتَطَعْتُمْ). [رواه البخاري: ٧٢٠٢]

۲۲۰۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب ہم رسول اللہ ﷺ سے اس امر پر بیعت کرتے کہ آپ کا حکم سنیں گے اور مانیں گے تو آپ فرماتے یوں کہو جہاں تک ممکن ہو گا۔

فوائد: بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حاکم وقت کی سمع واطاعت پر بیعت لیتے وقت حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو بطور خاص یہ کلمہ تلقین فرمایا کہ ممکن حد تک پابندی کروں گا اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر معاملہ میں امت پر آسانی کو پیش نظر رکھا۔ (عون الباری:۵/۶۶۷)

٨ - باب: الاسْتِخْلاَفُ

باب ٨: خلیفہ مقرر کرنا

٢٢٠٨ : وَعَنْهُ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِعُمَرَ: أَلاَ تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ: إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ ٱسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُو بَكْرٍ، وَإِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٧٢١٨]

٢٢٠٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو ان سے کہا گیا آپ کوئی اپنا جانشین مقرر نہیں کریں گے تو انہوں نے فرمایا اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو جو مجھ سے بہتر تھے وہ خلیفہ مقرر کر کے گئے تھے اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا اور وہ مجھ سے کہیں بہتر تھے۔

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط قابل ملاحظہ ہے کہ انہوں نے خلافت کے متعلق ایسا طریق کار وضع فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں کی سنت کو ملحوظ رکھا جو چھ رکنی کمیٹی تشکیل فرما دی کہ ان سے کسی ایک کو منتخب کر لیا جائے۔ (عون الباری:٦٦٨/٥)

٩ - باب

باب ٩:

٢٢٠٩ : عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (يَكُونُ ٱثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا). فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا، فَقَالَ أَبِي: إِنَّهُ قَالَ: (كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ). [رواه البخاري: ٧٢٢٢، ٧٢٢٣]

٢٢٠٩۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ میری امت میں بارہ امیر ہوں گے اس کے بعد کچھ ارشاد فرمایا جسے میں نہیں سن سکا تو میرے باپ (حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ) نے کہا رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ یہ سب قریش میں سے ہوں گے۔

فوائد: اس حدیث کے مصداق سے متعلق محدثین کرام کے مختلف اقوال ہیں راجح بات یہی ہے کہ ان کی تعیین کے متعلق اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں البتہ ان کی حکومت کے متعلق دو باتیں طے شدہ ہیں اولاً حکومت متفقہ ہو گی ثانیاً دین اسلام کو خوب عروج حاصل ہو گا مختلف روایات میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (عون الباری:٦٧٦/٥)

كتاب التمني
آرزوؤں کے بیان میں

١ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّي

باب ۱: کونسی تمنا منع ہے

٢٢١٠ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: لَوْلاَ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لاَ تَتَمَنَّوا المَوْتَ). لَتَمَنَّيْتُ. [رواه البخاري: ٧٢٣٣]

۲۲۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ موت کی آرزو نہ کرو تو میں اس کی ضرور آرزو کرتا۔

فوائد: اگر کسی مسلمان کو اپنے دین کی خرابی یا کسی فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو موت کی آرزو کرنا جائز ہے جیسا کہ ایک روایت میں اس کی وضاحت ہے۔ (عون الباری: ۵/۶۷۸)

٢٢١١ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: (لاَ يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ المَوْتَ، إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ يَزْدَادُ، وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتِبُ). [رواه البخاري: ٧٢٣٥]

۲۲۱۱۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو اور نیکیاں کرے گا اور اگر بدکار ہے تو تب بھی شاید توبہ کرلے۔

فوائد: موت کی تمنا سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس میں نعمت حیات کو بنظر حقارت دیکھنا ہے نیز اللہ کے فیصلے اور اس کی تقدیر سے پہلو تہی کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ (عون الباری: ۵/۶۷۸)
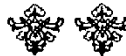
كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة

کتاب وسُنّت کو مضبوطی سے تھامنا

١ - باب: الاقْتِدَاءُ بِسُنَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

باب ۱: رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا

٢٢١٢ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى». قَالُوا: يَا رَسُولَ ٱللهِ، وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: «مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى». [رواه البخاري: ٧٢٨٠]

۲۲۱۲۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میری امت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے مگر جو انکار کرے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ کون ہے جو انکار کرے گا تو آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ تو جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے گویا انکار کیا۔

فوائد: ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک مستند نمائندہ ہیں اس لئے ان کی اطاعت و فرمانبرداری ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ((ومن یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ)) (نساء:۸۰) جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

٢٢١٣ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ

۲۲۱۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چند فرشتے حاضر ہوئے جس وقت کہ آپ استراحت فرما رہے تھے بعض فرشتوں نے کہا یہ اس

بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا، فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ، وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا، وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا، فَمَنْ أَجَابَ ٱلدَّاعِيَ دَخَلَ ٱلدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ ٱلدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ ٱلدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ، فَقَالُوا: أَوِّلُوهَا لَهُ يَفْقَهْهَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: فَالدَّارُ الْجَنَّةُ، وَٱلدَّاعِي مُحَمَّدٌ ﷺ، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ عَصَى ٱللهَ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ. [رواه البخاري: ٧٢٨١]

وقت سو رہے ہیں بعض نے کہا ان کی صرف آنکھ سوتی ہے مگر دل بیدار رہتا ہے پھر انہوں نے کہا تمہارے اس حضرت یعنی رسول اللہ ﷺ کی ایک مثال ہے وہ مثال بیان کرو تو بعض فرشتوں نے کہا وہ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا نہیں صرف آنکھ سوتی ہے مگر دل بیدار رہتا ہے پھر وہ کہنے لگے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر تعمیر کیا پھر لوگوں کی دعوت کے لئے کھانا تیار کیا اب ایک شخص کو دعوت دینے کے لئے بھیجا پس جس شخص نے اس بلانے والے کے کہنے کو قبول کیا وہ مکان میں داخل ہوگا اور کھانا کھائے گا اور جو بلانے والے کے کہنے کو قبول نہ کرے گا وہ نہ تو مکان میں داخل ہوگا نہ کھانا کھا سکے گا پھر انہوں نے کہا اس کی وضاحت کرو تاکہ وہ سمجھ لیں تو بعض کہنے لگے یہ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا صرف آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے پھر کہنے لگے وہ مکان جنت ہے اور بلانے والے حضرت محمد ﷺ ہیں جس نے حضرت محمد کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے حضرت محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی حضرت محمد ﷺ گویا اچھے کو برے سے الگ کرنے والے ہیں۔

فوائد: اس حدیث کا آخری حصہ بڑا معنی خیز ہے کہ حضرت محمد ﷺ اچھے کو برے سے الگ کرنے والے ہیں یعنی مومن اور کافر نیک اور بد سعادت مند اور بدبخت کے درمیان خط امتیاز کھینچنے والے ہیں۔

(عون الباری:۵/۶۸۷)

٢ - باب: مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَمَنْ تَكَلَّفَ مَا لاَ يَعْنِيهِ

٢٢١٤ : عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ: (لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يَقُولُوا: هٰذَا ٱللهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ، فَمَنْ خَلَقَ ٱللهَ؟). [رواه البخاري: ٧٢٩٦]

باب ۲: کثرت سوال اور بے فائدہ تکلف کا بیان

۲۲۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ برابر سوالات کرتے رہیں گے حتی کہ یہ بھی کہیں گے یہ اللہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ ایسے شیطانی وسوسے کے وقت انسان کو چاہئے کہ اللہ کی پناہ میں آئے، بائیں جانب تھوک دے اور ((اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِه)) کہتا ہوا اس خیال سے اپنے آپ کو روک لے۔
(عون الباری:۵/۶۸۸)

٣ - باب: مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ

٢٢١٥ : عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِنَّ ٱللهَ لاَ يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاهُمُوهُ ٱنْتِزَاعًا، وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ، فَيَبْقَىٰ نَاسٌ جُهَّالٌ، يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ، فَيُضِلُّونَ وَيَضِلُّونَ). [رواه البخاري: ٧٣٠٧]

باب ۳: رائے زنی اور خواہ مخواہ قیاس کرنے کی مذمت

۲۲۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے اللہ یوں نہیں کرے گا کہ تمہیں علم دے کر پھر یوں ہی چھین لے بلکہ علم اس طرح اٹھائے گا کہ علماء حضرات فوت ہو جائیں گے ان کے ساتھ ہی علم چلا جائے گا اور چند جاہل لوگ رہ جائیں گے ان سے فتوی لیا جائے گا تو وہ محض اپنی رائے سے فتوی دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

فوائد: اگر کتاب وسنت میں کسی مسئلہ کے متعلق کوئی دلیل نہ مل سکے تو بھی انسان کو احتیاط کرنا چاہئے رائے زنی سے اجتناب کرتے ہوئے اشباہ ونظائر پر غور کرے اور پیش آمدہ مسئلہ کا حل تلاش کرے۔ (عون الباری:۵/۶۹۴)

٤ - باب: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «لَتَتبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ»

باب ۴: فرمان نبوی: "البتہ تم لوگ بھی پہلے لوگوں (یہود ونصاری) کی پیروی کرو گے۔"

٢٢١٦ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ الْقُرُونِ قَبْلَهَا، شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ). فَقِيلَ: يَا رَسُولَ ٱللهِ، كَفَارِسَ وَالرُّومِ؟ فَقَالَ: (وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولٰئِكَ). [رواه البخاري: ٧٣١٩]

۲۲۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت بھی پہلی امتوں کی چال پر نہ چلے گی بالشت کے ساتھ بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ کے برابر کی پیروی کرے گی عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! پہلی امتوں سے کون مراد ہیں پارسی اور رومی؟ آپ نے فرمایا ان کے علاوہ اور کون لوگ مراد ہو سکتے ہیں؟

فوائد: ایک روایت میں ہے کہ تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں یہود ونصاری کی پیروی کرو گے، مطلب یہ ہے کہ سیاست وقیادت میں تم فارس اور روم کے نقش قدم چلو گے اور مذہبی ثقافت وکلچرل میں یہودیوں اور عیسائیوں کی پیروی کرو گے۔ (عون الباری:۵/۶۹۷)

٥ - باب: الرَّجم للمُحْصَن

باب ۵: شادی شدہ زانی کے لئے پتھروں کی سزا کا بیان

٢٢١٧ : عَنْ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ ٱللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ فِيمَا أُنْزِلَ آيَةُ الرَّجْمِ. [رواه البخاري: ٧٣٢٣]

۲۲۱۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اپنی کتاب آپ پر نازل فرمائی چنانچہ اس نازل شدہ کتاب میں سے آیت رجم بھی ہے۔

فوائد: امام بخاری اس حدیث کو اہل حرمین کے اجماع کی اہمیت بیان کرنے کے لئے لائے ہیں کیونکہ اس حدیث میں مدینہ منورہ کو دار سنت، اور دار ہجرت کہا گیا ہے تو وہاں کے علماء کا اجماع بڑی اہمیت کا حامل ہے بشرطیکہ کسی نص صریح کے مخالف نہ ہو۔ (عون الباری:۵/۶۹۹)

٦ - باب: أجرُ الحاكِمِ إذَا اجتَهَدَ فأصَابَ أو أخطأَ

باب ٦: حاکم صحیح یا غلط اجتہاد کرے دونوں صورتوں میں ثواب کا حق دار ہے

٢٢١٨ : عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا حَكَمَ الحَاكِمُ فَٱجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَٱجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ). [رواه البخاري: ٧٣٥٢]

۲۲۱۸۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جب حاکم اجتہاد کرکے کوئی حکم دے اگر وہ حکم درست ہوتا ہے تو اس کے لئے دوگنا اجر ہے اور جب حکم لگانے میں اجتہاد کرتا ہے اور اس میں خطا ہوجاتی ہے تو بھی اسے ایک اجر و ضرور ملے گا۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حق ایک ہوتا ہے اس کو تلاش کرنے میں اگر خطا ہو جائے تو تلاش حق کا ثواب ضائع نہیں ہوتا یہ اس صورت میں ہو گا جب مجتہد تلاش حق کے وقت دانستہ طور پر نص صریح یا اجماع امت کی خلاف ورزی نہ کرے۔ (عون الباری:۵/۷۰۲)

٧ - باب: مَنْ رَأى تَرْكَ النَّكِيرِ مِنَ النَّبِيِّ حُجَّةً لاَ مِن غَيْرِه

باب ۷: رسول اللہ ﷺ کا کسی کام پہ سکوت حجت ہے کسی دوسرے کا حجت نہیں ہے

٢٢١٩ : عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَحْلِفُ بِٱللهِ: أَنَّ ٱبْنَ الصَّيَّادِ ٱلدَّجَّالُ، قُلْتُ: تَحْلِفُ بِٱللهِ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَحْلِفُ عَلَى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ ﷺ. [رواه البخاري: ٧٣٥٥]

۲۲۱۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اس بات پر قسم اٹھاتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے ان سے کہا تم اس پر قسم کیوں اٹھاتے ہو؟ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس بات پر قسم اٹھاتے تھے اور آپ نے اس پر انکار نہیں کیا۔

فوائد: حدیث تمیم داری رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد وہ دجال نہیں جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم پر رسول اللہ کا خاموش رہنا اس حقیقت کو ثابت کرنا تھا کہ ابن صیاد بھی ان دجالوں سے ہے جو قیامت سے قبل رونما ہوں گے لیکن دجال اکبر کے متعلق آپ کو یقین تھا کہ وہ قیامت کے نزدیک ظاہر ہو گا۔ (فتح الباری:۵/۷۰۳)

كتاب التوحيد (والرد على الجهمية وغيرهم)

توحید (کی اتباع) اور جہمیہ وغیرہ گمراہ فرقوں کی تردید کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کی معرفت دین اسلام کا ماحاصل ہے اور عقیدہ توحید اس معرفت کی اساس ہے توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات' الوہیت وربوبیت' عبودیت وحاکیت اور جملہ اختیارات میں یکتا ویگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس عقیدہ توحید کا تقاضا یہ ہے کہ کتاب وسنت میں اللہ تعالیٰ کے متعلق جو صفات وارد ہیں انہیں بلا تکییف وتمثیل اس کی شایان شان مبنی بر حقیقت تسلیم کیا جائے لیکن بعض ملحدین نے دین اسلام کا لبادہ اوڑھ کر صفات باری تعالیٰ کا انکار کر دیا جن میں جہم بن صفوان برسرفہرست ہے فرقہ جہمیہ اس کی طرف منسوب ہے امام بخاری نے کتاب التوحید میں اسی موضوع کو لیا ہے اور کتاب وسنت میں جو صفات بیان ہوئی ہیں انہیں پیش کیا ہے اور ان لوگوں کی تردید فرمائی ہے جو اجماع امت کی آڑ میں صفات باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں۔ یا انہیں بر حقیقت تسلیم کرنے کی بجائے ان کی دور از کار تاویل کرتے ہیں۔

١ - باب: مَا جاءَ فِي دُعاءِ النَّبِيِّ ﷺ أُمَّتَهُ إِلى تَوْحِيدِ الله

باب ا: رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کو توحید باری تعالیٰ کی طرف بلانا

٢٢٢٠ : عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ، وَكانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلاتِهِ فَيَخْتِمُ بِ ﴿قُلْ

٢٢٢٠۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کسی لشکر کا سردار بنا کر روانہ فرمایا وہ جب نماز پڑھاتا تو اپنی قراءت قل ھو اللہ احد پر ختم کرتا پھر جب یہ لوگ واپس ہوئے

﴿هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾. فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ؟). فَسَأَلُوهُ فَقَالَ: لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَخْبِرُوهُ أَنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّهُ). [رواه البخاري: ٧٣٧٥]

تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اس سے دریافت کرو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس سورت میں رحمٰن کی صفات ہیں جن کو تلاوت کرنا مجھے اچھا لگتا ہے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

فوائد: اس حدیث میں دو چیزوں کا اثبات ہے ایک یہ کہ اللہ کی صفات ہیں جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت ہے بلکہ یہ سورت تو صفات باری تعالیٰ پر ہی مشتمل ہے دوسری یہ کہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے صفت محبت کو ثابت کیا گیا ہے اس صفت کو بلا تاویل مبنی بر حقیقت تسلیم کیا جائے اسے ارادہ ثواب یا نفس ثواب پر محمول نہ کیا جائے ہمارے اسلاف کا صفات کے متعلق یہی موقف ہے۔ (شرح کتاب التوحید:۱/۶۵،۶۱)

٢ - باب: قَوْلُه تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلْقُوَّةِ ٱلْمَتِينُ﴾

باب ۲: ارشاد باری تعالیٰ: ”یقیناً اللہ ہی رزق دینے والا اور وہ بڑی قوت والا ہے۔“

٢٢٢١ : عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (ما أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ ٱللَّهِ، يَدَّعُونَ لَهُ الْوَلَدَ، ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ). [رواه البخاري: ٧٣٧٨]

۲۲۲۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تکلیف دہ بات سن کر صبر کرنے والا اللہ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے کم بخت مشرک کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے مگر وہ ان باتوں کے باوجود انہیں عافیت اور روزی عطا فرماتا ہے۔

فوائد: اس حدیث میں صفت صبر کو بیان کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے نیز اسماء حسنیٰ میں صبور بھی اس معنی میں ہے اس صبر کی صفت سے اس کی قدرت کا پتہ چلتا ہے کہ بندوں کی نافرمانی پر قدرت کے باوجود مواخذہ نہیں کرتا ہے بلکہ انہیں صحت و رزق سے نوازتا ہے لہٰذا ان صفات میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ (شرح کتاب التوحید:۱/۱۰۲)

٣ - باب: قَوْلُه تَعَالَى: ﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ وقوله: ﴿سُبْحَٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ وَقوله: ﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ﴾

باب ۳: ارشاد باری تعالیٰ: "اللہ ہی زبردست اور دانا ہے نیز تمہارا رب العزت ان عیوب سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں نیز عزت تو اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔"

٢٢٢٢ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: (أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ، الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لَا يَمُوتُ، وَالْجِنُّ وَالإِنْسُ يَمُوتُونَ). [رواه البخاري: ٧٣٨٣]

۲۲۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ یوں کہا کرتے تھے اے وہ ذات جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے اے وہ ذات جسے موت نہیں آئے گی، جن و انس سب مرجائیں گے میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں۔

فوائد: اس حدیث سے بھی صفات باری تعالیٰ کا اثبات مقصود ہے انہی صفات میں سے ایک صفت عزت ہے رسول اللہ ﷺ اس صفت کا واسطہ دے کر اللہ کی پناہ لیتے تھے اسی طرح صفات باری تعالیٰ کی قسم اٹھانا بھی جائز ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کائنات کی ہر چیز نے فنا سے دوچار ہونا ہے۔ (شرح کتاب التوحید: ۱۵۰، ۱/۱۵۲)

٤ - باب: قَوْله تَعَالَى: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾. وقَولُ الله تَعَالَى: ﴿تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ﴾

باب ۴: ارشاد باری تعالیٰ اللہ تمہیں اپنے نفس سے ڈراتا ہے نیز فرمان الٰہی جو میرے نفس میں ہے وہ تو جانتا ہے اور جو تیرے نفس میں ہے میں نہیں جانتا

٢٢٢٣ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَمَّا خَلَقَ اللهُ الخَلْقَ، كَتَبَ فِي كِتَابِهِ، وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ، وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي). [رواه البخاري: ٧٤٠٤]

۲۲۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں لکھا ہے اس نے اپنے نفس پر لازم قرار دیا ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے یہ نوشتہ عرش پر اس نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔

فوائد: آیت کریمہ اور حدیث مبارک میں ذات باری تعالیٰ کے لئے لفظ نفس کا استعمال ہوا ہے اس سے مراد ذات مقدسہ ہے جو اعلیٰ صفات کی حامل ہے بعض لوگوں نے اس سے صفات کے بغیر صرف

ذات مراد لی ہے جو غلط ہے علامہ ابن تیمیہ نے وضاحت کے ساتھ اسے بیان کیا ہے۔ (شرح کتاب التوحید:۱/۲۵۵)

٢٢٢٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً). [رواه البخاري: ٧٤٠٥]

۲۲۲۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اگر وہ مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں (اپنے علم اور فضل وکرم سے) اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر اس نے مجھے اپنے نفس میں یاد کیا تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کروں گا اگر وہ مجھے جماعت میں (علانیہ) یاد کرتا ہے تو میں بھی اس سے بہتر جماعت (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں اگر وہ میری جانب ایک بالشت آتا ہے تو میں اس کی طرف ایک گز نزدیک ہوتا ہوں اگر وہ ایک گز مجھ سے قریب ہو تو میں دو گز اس سے نزدیک ہو جاتا ہوں اگر وہ میرے پاس چلتا ہوا آئے تو میں دوڑتا ہوا اس کے پاس آتا ہوں۔

فوائد: اس حدیث میں بھی لفظ نفس کو ذات باری تعالیٰ کے لئے ثابت کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ پوشیدہ طور پر اپنے دل میں اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بایں طور یاد کرتے ہیں کہ کسی کو خبر تک نہیں ہوتی اور اگر بندہ علانیہ طور پر بھری مجلس میں اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اعلیٰ اور افضل مجلس میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ (شرح کتاب التوحید:۱/۳۶۷)

٥ - باب: قول الله تعالى: ﴿يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ﴾

باب ۵: ارشار باری تعالیٰ! یہ چاہتے ہیں کہ اس کی کلام کو بدل ڈالیں

٢٢٢٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (يَقُولُ اللّٰهُ: إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَعْمَلَهَا، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا بِمِثْلِهَا، وَإِنْ تَرَكَهَا

۲۲۲۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے جب میرا بندہ کوئی برائی کرنے کا ارادہ کرتا ہے (تو اللہ فرشتوں سے کہتا ہے) ابھی اس پر گناہ مت لکھو تا آنکہ اس کا ارتکاب نہ کرے اگر ارتکاب

مِنْ أَجْلِي فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةٍ). [رواه البخاري: ٧٥٠١]

کرے تو اتنا ہی لکھو جتنا اس نے کیا ہے (ایک کے بدلے ایک گناہ) اور اگر مجھ سے ڈرتے ہوئے اسے ترک کر دے تو اس کو بھی ایک نیکی تحریر کرو اور اگر کوئی نیکی کرنے کا ارادہ کرے مگر اسے عمل میں نہ لا سکے تو بھی اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو اگر کرے تو دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکیوں تک لکھو۔

فوائد : یہ حدیث قدسی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کو ثابت کیا گیا ہے اور یہ کلام قرآن کریم کے علاوہ بھی ہو سکتی ہے اور کلام الٰہی غیر مخلوق ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان اللہ سے ڈرتے ہوئے گناہ سے اجتناب کرتا ہے اس کے لئے ایک کامل نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر لوگوں سے ڈرتے ہوئے یا عاجزی یا کسی اور وجہ سے برائی کا ارتکاب نہیں کر پاتا ہے تو اسے نیکی کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ عین ممکن ہے کہ اس کی بدنیتی کا جرم اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے۔ (شرح کتاب التوحید:۳۷۹، ۲/۳۸۰)

٢٢٢٦ : وعَنْهُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا، وَرُبَّمَا قَالَ: أَذْنَبَ ذَنْبًا، فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ ذَنْبًا، وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَبْتُ، فَٱغْفِرْ، فَقَالَ رَبُّهُ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ ٱلذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي، ثُمَّ مَكَثَ ما شَاءَ ٱللهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا، أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا، فَقَالَ: رَبِّ أَذْنَبْتُ - أَوْ أَصَبْتُ - آخَرَ فَٱغْفِرْهُ؟ فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ ٱلذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي، ثُمَّ مَكَثَ ما شَاءَ ٱللهُ، ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا، وَرُبَّمَا قَالَ: أَصَابَ ذَنْبًا، قَالَ: رَبِّ أَصَبْتُ - أَوْ قَالَ: أَذْنَبْتُ

٢٢٢٦۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جب بندہ گناہ کو پہنچتا ہے یا یوں کہا جب بندہ گناہ کرتا ہے پھر کہتا ہے اے رب! میں نے گناہ کیا ہے یا یوں کہا کہ میں گناہ کو پہنچا ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ کوئی اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس کا مواخذہ کرتا ہے لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر تھوڑی دیر تک جس قدر اللہ نے چاہا وہ ٹھہرا رہا پھر وہ گناہ کو پہنچا یا اس نے گناہ کیا پھر پروردگار سے عرض کرنے لگا پروردگار! میں نے گناہ کیا یا میں گناہ کو پہنچا ہوں تو اسے معاف کر دے تو اللہ فرماتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو ان کو بخشتا ہے اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے اچھا میں نے اسے معاف کر دیا پھر تھوڑی دیر تک جس قدر اللہ

- آخَرَ فَٱغْفِرْهُ لِي، فَقَالَ: أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ ٱلذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي، ثَلَاثًا، فَلْيَعْمَلْ ما شَاءَ). [رواه البخاري: ٧٥٠٧]

کو منظور تھا وہ بندہ ٹھہرا رہا اس کے بعد وہ مزید گناہ کو پہنچا یا اس نے گناہ کیا اب پھر پروردگار سے عرض کرنے لگا اے رب! مجھ سے گناہ ہوگیا یا میں گناہ کو پہنچا ہوں تو اسے معاف کردے اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے لہٰذا میں نے اپنے بندے کو تین دفعہ ہی معاف کردیا اب وہ جیسے چاہے عمل کرے (میں تو اس کی مغفرت کرچکا۔)

فوائد: اس حدیث سے بھی اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کو ثابت کرنا ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے نیز یہ حدیث بار بار گناہ کرنے کی گنجائش پیدا نہیں کرتی کیونکہ گناہ پر اصرار کرنا بہت سنگین جرم ہے بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان گناہ سے معافی مانگنے کے بعد اگر پھر اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر یا شیطان کی وسوسہ اندازی سے مغلوب ہو کر گناہ کر بیٹھتا ہے پھر اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس کے حضور اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے تو اللہ اسے معاف کر دیتے ہیں اگر کوئی زبان سے معافی مانگتا ہے لیکن دل میں گناہ کا عزم لئے ہوتا ہے تو اس کے لئے قطعاً معافی نہیں ہے۔ (شرح کتاب التوحید:۲/۳۹۶)

٦ - باب: كَلَامُ الرَّبِّ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الأَنْبِيَاءِ وَغَيرِهِم

باب ٦: اللہ کا قیامت کے دن حضرات انبیاء علیہم السلام اور دوسرے لوگوں سے ہم کلام ہونا

٢٢٢٧ : عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (إِذَا كانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَبِّ أَدْخِلِ الجَنَّةَ مَنْ كانَ في قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ، فَيَدْخُلُونَ، ثُمَّ أَقُولُ: أَدْخِلِ الجَنَّةَ مَنْ كانَ في قَلْبِهِ أَدْنَى شَيْءٍ). فَقَالَ أَنَسٌ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ. [رواه البخاري: ٧٥٠٩]

٢٢٢٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے جب قیامت کے دن میری سفارش قبول کی جائے گی تو میں عرض کروں گا اے پروردگار جس کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہو اسے بھی جنت میں داخل فرما حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا میں رسول اللہ کی انگشت ہائے مبارک کو دیکھ رہا ہوں (جن سے آپ نے سمجھایا کہ اتنے تھوڑے ایمان پر بھی میں سفارش کروں گا۔

فوائد: یہ حدیث عنوان کے مطابق نہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا حضرات انبیاء علیہم السلام سے ہم کلام ہونے کا ذکر نہیں ہے شاید امام بخاری نے حسب عادت دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جو حافظ ابو نعیم نے اپنی مستخرج میں بیان کیا ہے کہ مجھ سے کہا جائے گا یعنی پروردگار فرمائے گا جس کے دل میں ایک جو برابر ایمان ہے یا دانہ رائی کے برابر ایمان ہے یا کچھ بھی ایمان ہے تو آپ اسے جہنم سے نکال سکتے ہے۔ (فتح الباری:۱۳/۴۸۳)

۲۲۲۸ : وعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: ذَكَرَ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ وقَدْ تَقَدَّمَ مُطَوَّلًا مِنْ رِوايَةِ أبي هُرَيْرَة، وزادَ هنا في آخِرِهِ: فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ، فَيَأْتُونَنِي، فَأَقُولُ: أَنَا لَهَا، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي، وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لاَ تَحْضُرُنِي الآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَارَبِّ، أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ، ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَن كانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ، ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ

۲۲۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شفاعت جو حضرت ابوھریرہ کے طریق سے تفصیلاً (۱۷۵۱) پہلے گزر چکی ہے یہاں آخر میں صرف اتنا اضافہ ہے کہ پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس کام کے قابل نہیں تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ چنانچہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا ہاں میں اس کا سزاوار ہوں اور میں اپنے پروردگار کے پاس جاکر اجازت مانگوں گا مجھے اجازت مل جائے گی اور اس وقت ایسا ہوگا کہ پروردگار میرے دل میں ایسے ایسے تعریفی کلمات ڈالے گا جو اس وقت مجھے یاد نہیں ہیں میں ان کلمات سے اللہ کی تعریف کروں گا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا ارشاد ہوگا اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھاؤ جو آپ کہیں گے ہم سنیں گے آپ جو مانگیں گے ہم دیں گے اور آپ جو سفارش کریں گے ہم اسے قبول کریں گے میں عرض کروں گا اے پروردگار! میری امت پر رحم کر' میری امت پر رحم کر ارشاد ہوگا دوزخ کی طرف جاؤ جس کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہو اسے نکال لاؤ چنانچہ میں جاکر انہیں نکال لاؤں گا پھر واپس آؤں گا اور وہی تعریف اور حمد بجالا کر سجدہ میں گر پڑوں گا ارشاد ہوگا اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھاؤ بات

بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ٱرْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَٱشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيَقُولُ: ٱنْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ). [رواه البخاري: ٧٥١٠ وانظر حديث رقم: ٣٣٤٠]

کہو اسے سنا جائے گا مانگو دیا جائے گا سفارش کرو اسے شرف قبولیت سے نوازا جائے گا میں عرض کروں گا پروردگار! میری امت پر رحم فرما' میری امت پر مہربانی فرما ارشاد ہو گا جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ یا رائی کے برابر بھی ایمان ہو اس سے بھی دوزخ سے نکال لاؤ تب میں انہیں نکال لاؤں گا میں پھر واپس آؤں گا اور وہی تعریف و محامد بجالا کر سجدہ ریز ہو جاؤں گا حکم ہو گا اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو سنا جائے گا مانگو دیا جائے گا اور سفارش کرو قبول کی جائے گی میں عرض کروں گا اے پروردگار میری امت پر رحم کر میری امت پر مہربانی فرما ارشاد ہو گا جاؤ جن کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم ایمان ہو ان کو بھی دوزخ سے نکال لو چنانچہ میں جاکر انہیں بھی نکال لاؤں گا۔

فوائد: معلوم ہوا کہ قیامت کے دن وہ سفارش کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے اور ان لوگوں کے لئے سفارش ہو گی جن کے متعلق اللہ اذن دیں گے نیز سفارش کرنے والا زندہ حاضر ہو گا اس سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو مردوں سے سفارش کی امید لگائے بیٹھے ہیں یہی وہ شرک تھا جس سے حضرات انبیاء علیہم السلام نے لوگوں کو خبردار کیا ہے۔ (شرح کتاب التوحید:۲/۴۰۸)

۲۲۲۹ : وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ: (ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا)، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ٱرْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ وَٱشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ ٱئْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا ٱللهُ، فَيَقُولُ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا

۲۲۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ پھر میں چوتھی مرتبہ جاؤں گا اور انہی تعریفی کلمات سے ستائش کر کے سجدہ ریز ہو جاؤں گا تو ارشاد ہو گا اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو سنا جائے گا مانگو دیا جائے گا اور شفاعت کرو اسے شرف قبولیت سے نوازا جائے گا تو میں عرض کروں گا اے پروردگار! مجھے ان لوگوں کو نکالنے کی بھی اجازت دیجئے جنہوں نے دنیا میں صرف لا الہ الا اللہ کہا ہو' پروردگار فرمائے گا مجھے اپنی عزت وجلالت اور

ٱللهُ). [رواه البخاري: ٧٥١٠]

بزرگی کی قسم! میں خود ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔

فوائد: مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ آپ کا کام نہیں بلکہ ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکالنا میرا کام ہے ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے فرشتوں' نبیوں اور اہل ایمان نے اپنی سفارشات سے لوگوں کو جہنم سے نکالا ہے اب ارحم الراحمین کی باری ہے پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جہنم سے نکالیں گے جنہوں نے اصل ایمان کے بعد کبھی اچھا کام نہ کیا تھا اس حدیث سے معتزلہ اور خوارج کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور انہیں کسی کی سفارش کام نہیں دے گی۔ (عون الباری:۵/۷۴۴)

٧ - باب: مِيزَانُ الأَعْمَالِ والأَقْوَالِ يَوْمَ القِيَامَةِ

باب ۷: قیامت کے دن اعمال واقوال کے وزن کا بیان

٢٢٣٠ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ: سُبْحَانَ ٱللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ ٱللهِ الْعَظِيمِ). [رواه البخاري: ٧٥٦٣]

۲۲۳۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو رحمٰن کو بہت پیارے اور زبان پر بڑے ہلکے پھلکے (لیکن قیامت کے دن) ترازو میں بھاری اور وزنی ہوں گے وہ یہ ہیں: ((سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ))

فوائد: امام بخاری کا اس حدیث سے اصل مقصد یہ ہے کہ اولاد آدم کے اعمال واقوال اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں اور انہی اقوال واعمال کو قیامت کے دن میزان عدل میں رکھا جائے گا اور اس پر جزا وسزا مرتب ہوگی قرآن کریم کی قراءت بھی انسان کا ذاتی عمل ہے اگرچہ اللہ کی کلام غیر مخلوق ہے تاہم انسانی نطق اور تلفظ غیر مخلوق نہیں ہے اسی طرح تسبیح وتحمید اور دیگر اذکار واوراد بھی جب انسان کی زبان سے ادا ہوں گے تو انہیں ترازو میں تولا جائے گا چونکہ حدیث میں ہے کہ مجالس کو اللہ کی تسبیح سے ختم کیا جائے اس لئے امام بخاری نے بھی اپنی مجلس علم کو اللہ کی تسبیح سے ختم کیا ہے واضح رہے کہ دو گروہوں کے اعمال واقوال کا وزن نہیں کیا جائے گا ایک وہ کفار جن کی سرے سے کوئی نیکی نہ ہوگی وہ بلا حساب ومیزان جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے قرآن کریم میں ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے ترازو نہیں رکھے جائیں گے دوسرے وہ اہل ایمان جن کی برائیاں نہیں ہوں گی اور بے شمار نیکیاں لے کر اللہ کے حضور پیش ہوں گے انہیں بھی حساب وکتاب کے بغیر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

چونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا محور توحید باری تعالیٰ ہے اس لئے امام بخاری نے بھی کتاب

التوحید پر اپنی کتاب کو ختم کیا ہے اور دنیا میں اخلاص نیت کے ساتھ اعمال کا اعتبار کیا جاتا ہے اس لئے ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ)) سے کتاب کا آغاز فرمایا اور آخرت میں اعمال کا وزن کیا جائے گا اور اس پر کامیابی کا دار مدار ہو گا اس لئے اس حدیث کو آخر میں بیان فرمایا' نیز تنبیہ فرمائی ہے کہ قیامت کے دن ایسے اعمال کا وزن ہو گا جو اخلاص نیت پر مبنی ہوں گے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دنیا میں اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور قیامت کے دن ہماری نیکیوں کا پلڑا بھاری کر دے ﴿ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴾

آج مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۹ جولائی ۱۹۹۶ء بروز سوموار بوقت سحر "تجرید بخاری" کے ترجمہ اور بروز جمعرات مورخہ ۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ بمطابق ۷ مئی ۱۹۹۸ء اس کی تعلیق سے فراغت ہوئی۔

﴿ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ ﴾

﴿ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی نَبِیِّهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَخْوَانِهٖ اَجْمَعِیْنَ ﴾

ابو محمد عبد الستار الحماد

مرکز تعلیم القرآن

نواب کالونی ۔ میاں چنوں' پاکستان

مختصر صحیح بخاری (اردو)
علوم اسلامیہ میں علم حدیث ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔ متون حدیث کی جمع وترتیب
مُحدّثین عظام کا ایک درخشندہ کارنامہ ہے جس سے نسل آدم قیامت تک سنت نبوی کے فیوض
وبرکات حاصل کرتی رہے گی۔ اس ذخیرۂ حدیث کی سرتاج امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ
کی الجامع الصحیح ہے جسے قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتاب کا درجہ حاصل ہے۔ اس عظیم
کارنامے کے بہت سے تراجم، شروح، اختصار، حواشی، تعلیقات اور فوائد لکھے جا چکے ہیں۔
اس ذخیرۂ علوم حدیث میں ایک عظیم کام وہ اختصار ہے جسے نویں صدی ہجری کے نامور محدث
امام زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدیؒ
نے تیار کیا ہے۔ جس کا پہلا مستند اردو ترجمہ مختصر اور جامع فوائد کے ساتھ اردو خواں طبقے کے
سامنے ادارۂ دارالسلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قارئین کرام
کو اس مفید علمی کوشش سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
دارالسلام
DARUSSALAM
دارالسّلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
ریاض، جدہ، شارجہ، لاہور، لندن، ہیوسٹن، نیویارک